ومن یرد اللہ بہ خیرا یفقہہ فی الدین

الحمد للہ کتاب مستطاب ذخیرہ دلائل حقیت فقہ و حقانیت فقہاء

مستند باقوال کبار علماء شکر اللہ سعیہم و افاض علی العالمین برکاتہم

مسمی بہ

حقیقۃ الفقہ



حصہ اول

مولفہ حقائق آگاہ فقاہت دستگاہ حضرت مولانا مولوی حاجی حافظ محمد انوار اللہ صاحب قبلہ حیدرآبادی

باہتمام احقر الانام محمد اکرام علی (مولوی فاضل) عفا اللہ عنہ بکرمہ الخفی والجلی

در مطبع اکرم کہ واقع چھتہ بازار طبع شد

کشف رموز

حقیقۃ الفقہ

حصہ اول

ص - الانتصار للعلامہ سبط ابن الجوزی رحمہ اللہ الحنبلی ثم الحنفی -

ت - تبییض الصحیفہ للامام السیوطی الشافعی -

خ - الخیرات الحسان للمحقق ابن حجر المکی الشافعی

م - مناقب الامام رحمہ اللہ للامام الموفق رحمہ اللہ -

ک - مناقب الامام رحمہ اللہ للکردری رحمہ اللہ -

فہرست

مضامین حقیقۃ الفقہ

حصہ اول

بسم اللہ الرحمن الرحیم



الحمد للہ رب العالمین والصلواۃ والسلام علی سیدنا محمد وآلہ واصحابہ اجمعین۔
امّا بعد خیر خواہ اسلام مفتقر الی اللہ محمد انوار اللہ الحنفی ابن مولائی۔ مرشدی مولوی حافظ محمد شجاع الدین قندہاری۔ وکہنی حنفی نقشبندی۔ قادری چشتی غفر اللہ لہ جعل الجنۃ مثواہ ونور مرقدہ۔ اہل اسلام کی خدمت مین گزارش کرتا ہے کہ حق تعالی نے انسان کو ابدی بنایا یعنے اس عالم کے فنا ہونے کے بعد بھی وہ باقی رہے گا اور کبھی فنا نہوگا۔ پھر نشاۃ انسانی کا ظہور اس عالم مین اسطور پر ہوا کہ اوسکو جسم دیا گیا جو دو حصون پر منقسم ہے ظاہری اور باطنی اور ہر حصہ مین متعدد اعضا متعدد کامون کیلئے بنا کر باطنی پورا حصہ حق تعالی نے خاص اپنے تصرف مین رکھا یعنے آدمی اپنے اختیار سے کوئی کام اوس حصہ کے اعضا سے نہین لے سکتا اور ظاہری حصہ کے اعضا جو اوس کے کام کرنے کے لئے آلات بنائے گئے ہین کسی قدر اوس کے تصرف مین دئے گئے ہین جن سے جو کچھ چاہتا ہے کام لے سکتا ہے۔ پھر انسان کو پیدا کرنے سے جو مقصود ہے اس آیۂ شریفہ مین بیان فرمایا۔ وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون۔ یعنے ہم نے جن وانس کو فقط اپنی عبادت کیلئے پیدا کیا ہے۔ اس آیت پر ایمان لانے کے بعد مسلمانون کو ضرور تہا کہ تمام کاروبار چہوڑ کر صرف عبادت الہی مین مشغول ہوجائین اور عمر بھر کوئی دوسرا کام نکرین مگر حق تعالی نے اوسکے ساتھ ہی کسب معیشت اور نکاح وغیرہ

جتنے کام بقاے شخصی اور بقائے نوعی سے متعلق ہین اون مین قطعی حکم دیا کہ وہ سب کام کئے جائین۔ اور صرف حکم ہی نہین بلکہ اوس کے ساتھہ ترغیبین دی گئین کہ اگر یہ کام عمدگی سے ادا کئے جائینگے تو اوس کے صلہ مین اعلیٰ درجہ کی نعمتین آخرت مین ابدالاباد کیلئے دی جائینگی اور ان کامو کے طریقے بتلادئے گئے کہ اسطرح کئے جائین اور جتلادیا گیا کہ اگر اُن طریقون سے انحراف ہوا اور خدا و رسول کے حکم کے مطابق وہ کام نکئے جائین تو اوسکی بازپرس بلکہ سزاے ابدی ہوگی۔ اس سے ظاہر ہے کہ انسان کا اپنی ذاتی ضرورتون مین مشغول ہونا بھی عبادت الٰہی ہے بشرطیکہ شریعت کے مطابق ہو۔ اب ہر مسلمان کا فرض ہے کہ جو کام کرے اونہی طریقون ہر کرے جو خدا و رسول نے بتلادئے ہین جس سے کھانا پینا سونا جاگنا چلنا پھرنا بیع شرا عیش و عشرت وغیرہ سب کام عبادت ہی عبادت ہوجائین جیسا کہ ارشاد ہے قولہ تعالیٰ تلک الجنۃ التی اورثتموہا بما کنتم تعملون یعنے مسلمانون سے قیامت کے روز کہا جائیگا کہ یہ جنت جسکے تم وارث کئے گئے اون کامون کا بدلہ ہے جو دنیا مین تم کرتے تھے۔ کام تو سبھی کرتے تھے مگر مسلمانون کے کام اوس طریقہ پر تھے جسکی تعلیم خداے تعالیٰ نے کی تھی اور وہ سب کام بطور عبادت کیا کرتے تھے جس کے معاوضہ مین جنت دی گئی۔

ہر ایک کام کے طریقے مسلمانون کو جو بتلائے گئے۔ قرآن و حدیث مین سب مذکور ہین۔ مگر چونکہ مختلف اسباب سے قرآن و حدیث کو سمجھہ کر نکالنے مین دشواریان واقع ہوگئی ہین جس کا حال انشاء اللہ تعالیٰ آیندہ معلوم ہوگا۔ اس وجہ سے ہر شخص مین صلاحیت نہین کہ خود قرآن و حدیث سے وہ نکال سکے اسلئے علما شکراللہ سعیہم نے یہ کام اپنے ذمہ لیا کہ مختلف آیات و احادیث و اقوال صحابہ وغیرہم سے تحقیق کرکے ہر ایک مسئلہ مختصر الفاظ مین بیان کردیا کہ اس مین یہ کرنا چاہئے۔ چنانچہ ایک مدت کی کوشش مین انہون نے ہر ایک جزئی مسئلہ کا حکم قرآن و حدیث سے نکالکر ایک علم ہی مستقل مدون کردیا جس کا نام فقہ ہے یہ ہے حقیقت فقہ۔

تفصیل اس اجمال کی کئی امور سے متعلق ہے جنکا مختصر حال یہان لکھا جاتا ہے۔ اگر غور سے ملاحظہ فرمایا جائے تو بشرط انصاف معلوم ہوجائیگا کہ فقہا نے جو کام کیا کسقدر ضروری تہا اور اونکی جان فشانیان کس درجہ قابل قدر ہین۔

قرآن [illegible] کرنا

یہ امر پوشیدہ نہین کہ قرآن شریف فصاحت و بلاغت کے اعلیٰ درجہ مین واقع ہے جسکو مخالفین نے بھی تسلیم کرلیا ہے۔ کیونکہ جب اُنسے کہا گیا فأتوا بسورة من مثله وادعوا شهداءكم من دون الله ان كنتم صادقين تو کسی سے اتنا بھی نہوسکا کہ ایک دو سطر لکھکر پیش کیا ہوتے جو فصاحت و بلاغت مین قرآن کا جواب ہوسکے۔ اس سے بلاغت قرآن کا معجز ہونا بداہتہً ثابت ہے۔ اور کلام بلیغ کا خاصہ ہے کہ باوجود عام فہم ہونے کے اکثر مضامین اوسمین ایسے بھی ہون کہ خاص خاص لوگ ہی اوسپر مطلع ہوسکین۔ اسی بناپر کہا جاتا ہے۔ الكناية ابلغ من التصريح۔ کنایہ کے ابلغ ہونے کی کوئی وجہ سوائے اس کے نہین کہ اوسکا پورا پورا مضمون سمجھنا خاص لوگون کا ہی حصہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ نکتہ رس اور سخن شناس علمانے غور و فکر کرکے ایک ایک آیت کے کئی کئی معنے بیان کئے جنکا سمجھ لینا بھی ہر کسی کا کام نہین پھر جس طرح عبارت قرآن سے مسائل سمجھے جاتے ہین ولالت اور اشارت اور اقتضا سے بھی سمجھے جاتے ہین۔ اور اسکے سوا نظم اور معانی سے اتنے مباحث متعلق ہین کہ اونکے بیان مین خاص ایک فن اصول فقہ مدون ہوگیا ہے۔ غرض ہر کسیکا کام نہ تہا کہ ان مباحث پر مطلع ہوکر قرآن سے مسائل نکال سکتا۔

پھر قرآن شریف مین ناسخ و منسوخ آیتین بھی ہین اور ہر ایک آیت کی تاریخ نزول نہین لکھی گئی جس سے ناسخ آیتین جو واجب العمل ہین معلوم ہوجائین اور جو اقوال وارد ہین متواتر نہونے کی وجہ سے قطعی الثبوت نہین۔ بہرحال ناسخ آیتون کا معین کرنا قرائن حالیہ و مقالیہ سے متعلق ہے جسکے لئے اعلیٰ درجہ کی فہم درکار ہے۔

پھر اسی قسم کی دقتین احادیث کے سمجھنے مین بھی پیش آئین اور علاوہ اس کے احادیث مین اختلاف بھی بہت کچھ واقع ہوگیا ہے اسوجہ سے کہ صحابہ وقتاً فوقتاً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت سے رخصت ہوکر اپنے قبائل کو اور جہاد وغیرہ کیلئے جایا کرتے تھے اور جو حضرات مدینہ منورہ مین رہتے تھے وہ بھی ہر وقت حاضر خدمت نہین رہ سکتے تھے۔ غرضکہ غیر حاضری کے زمانہ مین سب ارشادات اونکو نہین معلوم ہوئے اور جو کچھہ دیکھا اور سنا تھا اوس کا بیان کردینا بھی اونکو ضرور تہا۔ اس وجہ سے ہر قسم کے احادیث مخلوط ہوگئین اور ہر مسئلہ مین مابعد کے اقوال و افعال ممتاز نہوسکے جو

ناسخ سمجھے جاتے۔ کیونکہ جسطرح قرآن مین ناسخ ومنسوخ ہین احادیث مین بھی ہین جنکا قراین سے
معین کرنا ہر کسی کا کام نہین۔
پھر قرآن وحدیث مین جس طرح الفاظ معانی موضوع لہ مین مستعمل ہین غیر معانی موضوع لہ مین بھی مستعمل
ہین۔ اور یہ معلوم کرنا بھی ہر کسیکا کام نہین کہ کونسا لفظ حقیقی معنی مین مستعمل ہے اور کونسا مجازی معنی مین
پھر مقصود شارع یہ ہے کہ ہر کلام کے سمجھنے مین قراین سے مدد لیجائے۔ گو الفاظ مساعدت نکرین
چنانچہ اس حدیث شریف سے ظاہر ہے عن سالم عن ابیہ قال بعث النبی صلی اللہ علیہ وسلم خالد
ابن الولید الی بنی خذیمۃ فدعاہم الی الاسلام فلم یحسنوا ان یقولوا اسلمنا فجعلوا یقولون صبانا صبانا فجعل
خالد یقتل منہم ویاسر ودفع الی کل رجل منا اسیرہ حتی اذا کان یوم امر خالد ان یقتل کل رجل منا اسیرہ فقلت
واللہ لا اقتل اسیری ولا یقتل رجل من اصحابی اسیرہ حتی قدمنا علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فذکرناہ لہ فرفع
النبی صلی اللہ علیہ وسلم یدہ فقال اللہم انی ابرا الیک مما صنع خالد مرتین رواہ البخاری۔ **ترجمہ**
عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہین کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خالد ابن ولید رض کو قبیلہ بنی خذیمہ
کی طرف بھیجا انہون نے اُنکو اسلام کی دعوت دی مگر اون لوگون نے صاف طور پر یہ نہ کہا کہ ہم اسلام
لائے بلکہ صبانا صبانا کہنے لگے یعنی ہم اپنے دین سے پھر گئے خالد رض نے اوس کا خیال
نکرکے اونکو قتل کرنا اور قید کرنا شروع کیا چنانچہ ایک ایک قیدی ایک ایک شخص کے حوالہ کیا
پھر ایک روز حکم دیا کہ ہر شخص اپنے قیدی کو قتل کر ڈالے مین نے کہا خدا کی قسم مین اور میرے ساتھ
والے ہرگز قتل نہ کرینگے۔ جب ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین حاضر ہوئے اور وہ واقعہ
بیان کیا تو حضرت ہاتھ اٹھاکر کہنے لگے کہ الہی خالد نے جو کیا ہے مین اوس سے بری ہون یہ الفاظ
دو مرتبہ فرمائے انتہی۔ اس سے ظاہر ہے کہ معنی سمجھنے مین قراین سے مدد لینے کی سخت ضرورت
ہے اور ظاہر الفاظ سے جو مضمون سمجھا جاتا ہے ہمیشہ وہی مقصود نہین ہوا کرتا اسلئے قرآن و
حدیث کا پورا پورا مطلب سمجھنا ہر کسی کا کام نہین۔
پھر چونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اوتیت جوامع الکلم اس سے ظاہر ہے کہ قرآن وحدیث
کی عبارتون مین کئی پہلو ہوا کرتے ہین جن سے مسائل کا استنباط مختلف طور پر ہوسکتا ہے
اونکا معلوم کرنا بھی ہر کسی کا کام نہین۔

پھر اکثر احکام مین علتین ملحوظ ہوا کرتی ہین جن سے یہ مقصود ہوتا ہے کہ جہان وہ علت پائی جائے۔ قیاس سے وہ حکم ثابت کیا جائے اور علت کا معین کرنا نہایت مشکل کام ہے۔

غرض اس قسم کے مختلف اسباب سے ایسے علما کی ضرورت ہوئی کہ علاوہ آیات و احادیث یاد رکھنے کی ایسی طبیعت بھی رکھتے ہون کہ شارع کے مقصود کو قرائن اور جودت طبیعت سے معلوم کر سکین انہین کو فقیہ اور مجتہد کہتے ہین اور اس قسم کے علما بہت کم ہوتے ہین۔ چنانچہ اس حدیث شریف سے ظاہر ہے عن

فقیہ او مجتہد

معاویہ رض قال سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول من یرد اللہ بہ خیرا یفقہہ فی الدین وانما انا قاسم واللہ یعطی رواہ البخاری فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ خداے تعالی جسکی بھلائی چاہتا ہے اوسکو دین مین سمجھ دیتا ہے۔ مین صرف قاسم ہون اور دینے والا اللہ ہے۔ قسطلانی رح نے لکھا ہے اسکا مطلب یہ ہے کہ خداے تعالی جسکو جیسی فہم دینا چاہتا ہے دیتا ہے یعنے صحابہ احادیث سنتے تھے اور اون سے صرف ظاہری معنی سمجھ لیتے تھے۔ اور بعض بہتیرے مسائل اون سے استنباط کرتے تھے۔ اسیطرح مابعد کی قرون کے علما کا حال رہا ہے۔ انتہی قسطلانی رح نے یہ مضمون اس حدیث شریف سے لیا ہے۔

محدثین و فقہ
فوائد منہ

عن انس وابن مسعود وزید ابن ثابت رضی اللہ عنہم قالوا قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نضر اللہ عبدا سمع مقالتی فوعاہا وحفظہا ثم اداہا الی من لا یسمعہا فرب حامل فقہ غیر فقیہ ورب حامل فقہ الی من ہو افقہ منہ رواہ احمد والترمذی وابو داؤد وابن ماجہ وغیرہم کذا فی کنز العمال یعنے فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ خداے تعالی تر و تازہ رکھے اوس بندہ کو جس نے میرے اقوال سنے اور یاد رکھکر اون لوگون کو پہونچایا جنہون نے سنا نہین کیونکہ بہت روایت کرنے والے سمجھدار نہین ہوتے اور بعض سمجھدار تو ہوتے ہین مگر جنکو وہ پہونچاتے ہین اون مین ایسے بھی لوگ ہونگے جو اون سے افقہ ہون۔ اور دارمی کی روایت مین ہے فرب حامل فقہ ولا فقہ لہ جسکا مطلب یہ ہے کہ اکثر روایت کرنے والونکو یعنی محدثین کو سمجھنے سے کوئی تعلق نہین ہوتا۔ اس سے مقصود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ظاہر ہے کہ محدثین کا اتنا ہی کام ہے کہ روایتین فقہا کو پہونچا دین تاکہ وہ خوض و فکر کرکے مفید مفید مضامین نکالین جن سے راویون کی سمجھ قاصر ہو کیونکہ جمیع مالہ وما علیہ کی رعایت کرنی ہر راوی کا کام نہین جیسا کہ اس روایت سے ظاہر ہے جو کنز العمال مین ہے عن الحسن مرسلا قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

ہمۃ العلماء الرعایۃ وہمۃ السفہاء الروایۃ۔ رواہ ابن عساکر اور مختصر کتاب النصیحۃ لاہل الحدیث تصنیف
حافظ ابوبکر خطیب بغدادی رحمہ میں لکھا ہے وردی باسنادہ الی علی ابن موسی الرضی عن جدہ عن آبائہ
ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال کونوا دراۃ ولا تکونوا رواۃ۔ یعنی ائمہ اہل بیت کی اسناد سے روایت
ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تم سمجھ حاصل کرو روایت کرنے والوں میں مت ہو۔ غرضکہ
متعدد روایتوں سے ثابت ہے کہ مقصود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا صرف روایت حدیث نہیں بلکہ
احادیث میں غور کرنا اور فقیہوں کو پہونچانا ہے۔ جنکا کام یہ ہے کہ جیسی جیسی ضرورتیں پیش آئیں وہ امر
کی رعایت کر کے ان احادیث سے استنباط مسائل کیا کریں۔

ہر راوی حدیث کو فقیہ اس وجہ سے نہیں کہہ سکتے کہ نہ لغت کی رو سے اطلاق اس لفظ کا اونپر ہو سکتا ہے
نہ اصطلاح اور عرف شرعی سے اسلئے کہ فقہ کے لغوی معنی شق و فتح کے ہیں جیسا کہ علامہ زمخشری رح
نے فائق میں لکھا ہے الفقہ حقیقۃ الشق والفتح والفقیہ العالم الذی یشق الاحکام ویفتش عن حقائقہا
ویفتح ما استغلق منہا یعنے فقہ کے اصلی معنی شق و فتح کے ہیں اور فقیہ اوس عالم کو کہتے ہیں جو احکام
میں موشگافیاں کر کے اونکے حقائق کو معلوم کرے اور مشکل اور مغلق امور کو کھولدے انتہی چونکہ
راوی کو نہ شق احکام سے تعلق ہے نہ فتح مغلقات سے غرض اسلئے وہ فقیہ نہیں ہو سکتا۔ اور جہاں
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس لفظ کا اطلاق فرمایا ہے وہاں یہ بھی تصریح فرمادی کہ بہتیرے
راوی فقیہ نہیں ہوتے جس سے صاف معلوم ہوگا کہ ہر محدث کو فقیہ نہیں کہہ سکتے۔ پھر اس کے
بعد خاص طور پر فقہا کی تعریفیں کیں چنانچہ جامع الصغیر میں ہے قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان
لکل شیء عماد و عماد ہذا الدین الفقہ فقیہ واحد اشد علی الشیطان من الف عابد یعنی ہر چیز کے لئے
ایک ستون ہے جس پر اوسکا مدار ہوتا ہے اور اس دین کا ستون فقہ ہے اور ہزار عابد شیطان پر ایسے
سخت نہیں جیسے ایک فقیہ اوس پر سخت اور سرکوب ہے۔ اسکے سوا اور بہت سی حدیثیں فقیہ کی تعریف
اور فضائل میں وارد ہیں جن سے ظاہر ہے کہ محدثین میں فقہا ممتاز اور مدارج عالیہ سے سرفراز
ہیں کنز العمال کی کتاب الطہارۃ میں یہ روایت ہے جسکا ترجمہ یہ ہے۔ مجاہد رح کہتے ہیں کہ ایک
روز میں اور عطا اور طاوس اور عکرمہ رحمہم اللہ بیٹھے ہوئے تھے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نماز
پڑھ رہے تھے کہ ایک شخص آکر پوچھا کہ جب میں پیشاب کرتا ہوں تو مادہ منی بہنے لگتی ہے کیا

فقہ کے معنی

فضائل فقیہ

اوس سے غسل واجب ہوتا ہی ہمنے کہا کیا وہی ماء دافق نکلتا ہی جس سے بچہ پیدا ہوتا ہے کہا ہان
ہمنے کہا جب تو غسل واجب ہی وہ شخص انا للہ پڑہتا ہوا چلا گیا - ابن عباس رض نے جلد نماز سے فارغ
ہوکر عکرمہ سے کہا اوس شخص کو بلاؤ چنانچہ جب وہ آیا تو پہلے ہمسے پوچھا کیا تم نے قرآن سے
فتوی دیا ہمنے کہا نہین - فرمایا حدیث مین سے ہمنے کہا نہین فرمایا صحابہ کے اقوال سے ہمنے کہا
نہین پہر فرمایا آخر کس کے قول پر فتوی دیا ہمنے کہا اپنی رائے سے - یہ سنکر فرمایا لذلک یقول
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقیہ واحد اشد علی الشیطان من الف عابد یعنے اسیوجہ سے رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے - ایک فقیہ شیطان پر ہزار عابد سے اشد ہی - پہر اوس سائل سے پوچھا کہ پیشاب
کے بعد جو چیز نکلتی ہے اوس کے نکلتے وقت تمہارے دلمین شہوت یعنی عورت کی خواہش ہوتی
ہے ؟ کہا نہین - فرمایا اعضا مین بتخر یعنے ڈھیلا پن پیدا ہوتا ہی ؟ کہا نہین - فرمایا اس صورت مین
صرف وضو تمہارے لئے کافی ہے انتہی - ابن عباس رض نے جب دیکھا کہ ماء دافق کے لفظ پر ان
محدثین کو دہوکا ہوا اور صرف ظاہری معنی پر انہون نے فتوی دیدیا اور علت غسل پر غور نہین کیا تو
سمجھ گئے کہ اون مین کوئی فقیہ نہین اگر فقیہ ہوتے تو علت غسل کی تشخیص ضرور کرتے پہر جب دیکھا
کہ علت غسل یعنی خروج منی کے لوازم نہین پائے جاتے اسلئے فتوی دیا کہ وہ منی ہی نہین اسوجہ سے
غسل بھی واجب نہین - اس سے ظاہر ہے کہ فقیہ کی جو تعریف و توصیف احادیث مین وارد ہے
اوسکو اعلی درجہ کی سمجھ اور موشگافیان درکار ہین اور مجاہد اور عطا اور طاؤس اور عکرمہ رحمہم اللہ
جیسے اکابر محدثین کو (جو تقریباً کل محدثین کے اساتذہ اور سلسلہ اساتذہ مین ہین) فقیہ نہین سمجھا -
اسوجہ سے کہ انہون نے علت کی تشخیص نہین کی اور کمال افسوس سے فرمایا کہ اسیوجہ سے (کہ
فقیہ اور سمجھدار لوگ بہت کم ہوتے ہین اور کم فہم فتوی کیلئے ظاہر نصوص کو کافی سمجھتے ہین) حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے فقیہ کی تعریف کی کہ شیطان کے مقابلہ مین وہ ہزار عابد سے بہتر ہے اسلئے
کہ شیطان کا مقصود اصلی یہی ہے کہ خلاف شرع لوگون سے کام کرائے اور بیچارہ عابد کو عبادت
مین اتنی فرصت کہان کہ معانی نصوص اور مواقع اجتہاد مین غور و فکر کرکے آپ ایسا حکم دے کہ خدا و
رسول کی مرضی کے مطابق ہو جیسے محدثین کو ضبط اسانید اور تحقیق رجال وغیرہ فنون حدیث
کے اشتغال مین اسکی نوبت ہی نہین آتی - یہ تو خاص فقیہ کا کام ہے کہ ہر مسئلہ مین تمام آیات

احادیث متعلقہ کو پیش نظر رکھکر اپنی طبیعت وقاد سے کام لیتا ہے اور اون مین موشگافیان کر کے کوشش کرتا ہے کہ شارع کی مرضی معلوم کرے۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے ہر مردے و ہر کارے

جامع ترمذی مین یہ روایت ہے عن ابی ہریرہ رضہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خصلتان لایجتمعان فی منافق حسن سمت ولافقہ فی الدین یعنی فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کہ دو خصلتین منافق مین نہین جمع ہوتین اہل خیر کا طریقہ اختیار کرنا اور فقہ فی الدین یعنی دین کے معاملات و مسائل مین سمجھ

جامع الصغیر مین یہ روایت ہے قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم افضل العبادۃ الفقہ طب عن ابن عمر رضہ یعنی تمام عبادتون مین افضل فقہ

اس سے محدثین اور فقہا کا فرق ہر ایک کے وظیفے بھی معلوم ہوگئے کہ محدثین کا کام صرف احادیث کی حفاظت ہی صحیح حدیثین تلف نہون اور کبھی دوسرے کا کلام حدیث نہ بنجائے اور فقہا کا کام اون احادیث محفوظہ مین خوض و فکر کرنا ہے ملاحظہ فن رجال سے واضح ہے کہ محدثین نے اپنی خدمت اور فرائض منصبی[1] جس خوبی اور عمدگی سے ادا کئے اوسکی نظیر نہ کسی امت مین ملسکتی ہے نہ اسلامی کسی دوسرے فرقہ مین۔ اونکے حافظے تقوی دیانت تورع صدق جفاکشی وغیرہ ضروریات اس درجہ کو پہونچے ہوئے تھے کہ اونپر اطلاع ہونے کے بعد ہر منصف مزاج بے اختیار یہی کہیگا کہ جن احادیث کو محدثین اہل سنت و جماعت صحیح کہا ہے بے شک وہ صحیح ہین۔ اصل سبب اسکا یہ ہے کہ خداے تعالی کو اس دین کی حفاظت ایسے طور پر منظور تھی کہ اصلی دین شیطانی تصرف سے محفوظ رہے اور جس طرح دوسرے ادیان مین آسمانی کتابون اور اقوال و احوال انبیا مین تحریفین ہوگئین اس مین نہونے پائین۔ اسلئے ہر زمانہ مین لاکھون مسلمانون کو توفیق دی کہ قران شریف پورا یاد کر لیا کرین۔ چنانچہ اس تدبیر سے اپنا کلام پاک ہم تک ایسا پہونچایا کہ اوسمین ایک لفظ کی غلطی اور تحریف کا ہمکو تو کیا مخالف کو بھی خیال نہین آسکتا۔ اسیطرح اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام کی حفاظت کیلئے ان حضرات کو پیدا کیا جنکے تاریخی حالات دیکھنے سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ خداے تعالی نے ان حضرات کو فقط حفاظت احادیث نبویہ کے واسطے پیدا کیا تھا اور جتنے ضروری امور اس سے متعلق تھے سب اونکے حق مین ایسے کردیے جیسے فطرتی اور طبعی امور ہوا کرتے ہین چنانچہ ان حضرات کی سعی سے احادیث نبویہ مخالفین اسلام کے تصرفات سے محفوظ رہکر اصلی اور صحت کی حالت پر ہم تک پہونچین ہر چند تیرہ سو سال کے عرصہ مین ہر ملک اور قوم مین بڑے بڑے انقلاب واقع ہوئے بلا جدہ اور دنیا [illegible]

[1] منصبی یعنی [illegible] کام

کوششین کین کہ دین محفوظ رہے اور عموماً مسلمانون کے احوال مین تغیر آگیا - اور ہر زمانہ مین ان حضرات کو دہمکیان دی گئین توہین وتذلیل کی گئی مگر انہون نے اپنے استقلال کو نہ چھوڑا اور جس طرح امم سابقہ کے علما تحریف کرتے تھے جسکی خبر حق تعالی نے دی ہے فویل للذین یکتبون الکتاب بایدیھم ثم یقولون ھذا من عند اللہ لیشتروا بہ ثمنا قلیلا ان حضرات نے اوس کا خیال تک آنے ندیا اور جسطرح اس زمانہ کے بعض اہل علم طمع دنیوی یا توہین وتذلیل کے خیال سے معنوی تحریف کرکے قوم مین رسوخ حاصل کرنا چاہتے ہین انہون نے نہین کیا بلکہ اکثرون نے اسیوجہ سے قصداً فقر وفاقہ اختیار کیا کہ طمع دنیوی یا خیال توہین کسی ناشائستہ حرکت کا باعث نہو جائے - آج کل جو دیکھا جاتا ہے کہ ہرطرف سے علما پر حق ناحق اعتراضون کی بوچھار ہے جس کے جی مین جو کچہہ آتا ہے کہدیتا ہے - چنانچہ کوئی کہتا ہے کہ قوم کو انہی لوگون نے تباہ کیا اسلیے کہ اونکے فائدہ کے مسئلے (مثلاً ربوا خواری کی حلت - عورتون کو اجنبی مردون کے ساتہہ میل جول کی اجازت وغیرہ امور) اونکو یہ لوگ نہین بتلاتے حالانکہ دنیوی ترقی اور آسایش ان امور سے متعلق ہے - کوئی کہتا ہے کہ عربی خصوصاً دینی علوم پڑہاکر یہ لوگ مسلمانون کو بیوقوف اور مفلس بناتے ہین - پہر اونکے القاب اور خطاب ایسے ایسے تراشے جاتے ہین (مثلاً ملّا ٹے قلاعوذئے وغیرہ) جن کے سُننے سے غیرتدار آدمی کبھی مولویت کا نام نہ لے سکے چنانچہ اسیوجہ سے بعضون کو داڑھی قصر کرنے اور ترکی ٹوپی بلکہ کوٹ پتلون پہننے کی ضرورت ہوتی ہے تاکہ کوئی ملا نہ سمجھ لے - اس زمانہ کے اکثر مولوی تو چند لفظون سے اتنے گہبرائے کہ وضع بدل ڈالی - اور اون حضرات کو دیکھئے کیسی کیسی ذلتین اور آفتین انہون نے اٹھائین - ادنی ادنی بات پر قید کیے جاتے تھے اونکو سر بازار کوڑے مارے جاتے تھے یہانتک کہ قتل کیے جاتے تھے - جن کی ہزارہا نظیرین کتب سیر وتواریخ مین موجود ہین - باوجود اسکے نہ ان حضرات نے کبھی اپنی وضع بدلی نہ مولویت کو چھپایا بلکہ عام مجلسون مین بالاعلان احادیث کو صاف صاف بیان کردیتے خواہ قوم اپنے حق مین اونکو مفید سمجھے یا مضر - اورجسطرح ہوسکتا شہرت دیتے اور اونکی اشاعت کرتے کیون نہو یہ حضرات اشاعت دین مین جو مصیبتین پیش آتین اونکو سرمایہ عزت اخروی سمجھتے تھے اونکو اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی ہر امر مین پیش نظر رہتی تھی وہ جانتے تھے کہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بڑی بڑی مصیبتین جھیلنی پڑی ہین -

جب ہم دیکھتے ہین کہ احادیث مین ایسی حدیثین بھی بکثرت ہین جن پر عمل کرنے سے سردست نقصان ہے۔ اور مقتضائے طبیعت ہے کہ اس قسم کے امور کو اور اونکے پھیلانے والونکو آدمی دشمن سمجھتا ہے اور تاریخون سے ثابت ہے کہ علما اکثر قوم کے ہاتھون اقسام کی سختیان اوٹھایا کئے اس سے یقینی طور پر ہم کہہ سکتے ہین کہ فن رجال مین جسقدر اوصاف ان حضرات کے لکھے گئے ہین وہ سب صحیح ہین کیونکہ اون مین تقوی تدین صدق راستبازی خوف خدا وغیرہ نہوتے تو آخری زمانہ کے بعض مولویون کی طرح وہ بھی ہان مین ہان ملاتے اور کم سے کم اتنا تو ضرور کرتے کہ جو روایتین نفع دنیوی کے مانع ہین اونکی اشاعت ہی نکرتے لیکن انہون نے ایسا نہین کیا بلکہ خدا ورسول کے احکام پہونچانے مین نہ عزت کی پروا کی نہ جان ومال کی اور جس طرح صحابہ سے انھین حدیثین پہونچی تھین بلاکم وکاست پہونچا دین۔

اب اگر کوئی شخص اپنے پر قیاس کرکے کہے کہ محدثین کے تقوی اور زہد اور حفظ اور جفاکشی وغیرہ کی حد سے زیادہ تعریفین جو فن رجال مین لکھی گئین وہ صحیح نہین۔ اس لئے کہ جو روایت درایت کے خلاف ہو وہ قابل تسلیم نہین) تو اسکا علاج نہین۔ دنیا مین اقسام کی طبیعتین ہین۔ بہتیرے طبیعتون مین تسلیم کا مادہ ہی نہین ہوتا۔ اسپر کھلی دلیل یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا صدق راستبازی معجزات وغیرہ اظہر من الشمس تھے جنکی شہرت سے دور دور کے قبائل جوق جوق آکر مشرف باسلام ہوتے تھے۔ مگر نزدیک والے بہتیرے ایسے بھی تھے کہ اونکو جنبش ہی نہوئی اور ان مشاہدات کو بھی درایت کے مخالف سمجھکر نہ مانا اس طبیعت کے لوگون سے کسی بات کی تسلیم کی کیا توقع۔

روایت ودرایت

مگر یہان یہ معلوم کرنے کی ضرورت ہے کہ مسلمان دینی حیثیت سے روایت حدیث کی تصحیح کا مدار درایت پر رکھ سکتا ہے یا نہین ہمین قرآن وحدیث اور عقل سے صاف طور پر یہ معلوم ہوتا ہے کہ نہ خدا کے کلام مین کذب کا احتمال ہے نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام مین اس وجہ سے خدا ورسول کے کلام مین جو خبرین قرون سابقہ کی یا دوسرے عالم کی مذکور ہین اگر خلاف عقل بھی ہون تو دینی حیثیت سے اونکا تسلیم کرنا مسلمان کا فرض ہے۔ ان خبرون کو اگر کوئی اس لحاظ سے کہ درایت کے مخالف ہین نہ مانے اور تاویلین کرکے اونکا مطلب ہی دوسرا بنا دے تو یہ سمجھا جائیگا کہ اوس نے نہ خدا کو خدا سمجھا نہ رسول کو رسول ایسے لوگون کا دعوی اسلام دینی حیثیت سے بلادلیل ہوگا۔ البتہ قوی

حیثیت سے ضرور قابل قبول ہے۔ کیونکہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک مین منافق موجود تھے جنکو خود حضرت کی نبوت سے دلی انکار تہا جسکو حضرت بھی جانتے تھے اور قرآن مین بھی اونکا حال بیان کیا جاتا تہا باوجود اسکے وہ مسلمان ہی سمجھے جاتے تھے تو اس آخری زمانہ مین ایسے لوگونکو مسلمان سمجھنے مین کیا تامل۔ بہرحال کوئی مسلمان اسلامی حیثیت سے خدا ورسول کے کلام کے مقابلہ مین درایت کا نام نہین لے سکتا۔ رہا یہ احتمال کہ شاید راویون نے کوئی بات اپنی طرف سے ملادی ہوگی سو وہ بھی قابل توجہ نہین اسلئے کہ کلام اون روایتون مین ہے جنکے وہ راوی ہین جنہون نے دین کی حفاظت اپنے ذمہ لی اور محدثین کے جم غفیر نے اونکے صدق وتدین پر گواہی دی کیا ان اکابر دین کے صدق ودیانت کے بھروسے مسلمان کو اون کی روایتون کے صدق کا ظن غالب بھی نہوگا۔؟

اب غور کیا جائے کہ مولوی شمس العلما شبلی صاحب نے جو لکھا ہے کہ راویون کی جرح وتعدیل سے پہلے یہ دیکھنا چاہیئے کہ جو خبر دی گئی فی نفسہ وہ ممکن ہے یا نہین اگر وہ ممکن ہی نہو تو راوی کا عادل ہونا بیکار ہے اور امکان بھی کو نبا عادی یعنی اگرچہ کوئی چیز فی نفسہ ممکن ہو مگر عادۃً اوسکا وجود نہوتا ہو تو ایسی چیز کے موجود ہونے کی خبر درایۃً قابل تسلیم نہین اگرچہ راوی اوسکا عادل ہو۔ سو یہ قاعدہ کس قدر خلاف عقل ہے۔ اس قاعدے کی بنا پر بہتیرے واقعات جو مشاہدہ سے ثابت ہین جہوٹے ثابت ہو جائینگے کیونکہ عادتین زمان ومکان بلکہ اشخاص کے لحاظ سے مختلف ہوا کرتی ہین۔ تجربہ سے اور اطبا کی تصریح سے ثابت ہے کہ سم الفار زہر قاتل ہے جسکو ہر شخص جانتا ہے۔ مگر ایسے بھی لوگ موجود ہین کہ انہون نے اوس کے کھانے کی عادت کرلی ہے اور روزانہ تخمیناً ایک ایک تولہ کھاتے ہین۔ اور بجائے ضرر اوس سے اونکو نفع بھی ہوتا ہے۔

چند روز کا واقعہ ہے کہ ایک بائسکل سوار ایک بڑے حلقہ مین جسکا قطر تخمیناً دس گز ہوگا اس طور پر چکر لگاتا تہا کہ بائسکل اوپر اور وہ نیچے یعنے اوسکا سر زمین کی طرف اور صرف حلقہ کو مس کرتے ہوئے بائسکل پورا دورہ طے کرتی تہی اور نصف سے زیادہ حصہ اس طور پر طے ہوتا تہا کہ اوس شخص کا جسم بغیر کسی سہارے کے معلق اور معرض سقوط مین رہتا تہا حالانکہ عادۃً بلکہ عقلاً محال ہے کہ آدمی ہوا مین بغیر کسی سہارے کے معلق رہے اور ثقل یا کشش زمین سے نہ گرے۔ ہمین شک نہین کہ جب اس واقعہ کا

وقوع ہوگیا تو اوسکے نہ گرنے کی کوئی علت ضرور ہوگی۔ مگر کلام اس مین ہے کہ قبل مشاہدہ یہی کام محال معلوم ہوتا ہے یہی وجہ ہے کہ لوگ بصرف زر کثیر جوق جوق اوسکے دیکھنے کیلئے جاتے تھے۔ اسوقت حیدر آباد مین دو لڑکیان ایسی موجود ہین کہ کمر کے نیچے اونکا باہمی اتصال اس درجہ ہے کہ اگر جدا کئے جائین تو ایک ضرور ہلاک ہوجائیگی۔ اس قاعدہ کے مطابق اس مشاہدہ کی بھی تکذیب لازم ہوگی کیونکہ عادۃً ایسے آدمیون کا وجود نہین ہوسکتا اسکے سوا صدہا بلکہ ہزارہا نظیرین مل سکتی ہین کہ خلاف عادت بہتیری چیزین وجود مین آتی ہین۔ اگر خلاف عادت امور کی خبرین جھوٹ سمجھ لیجائین تو فن تاریخ اور اخبارات مین عجائبات اور نادر نادر خبرین جو تلاش کر کے بہم پہونچائی جاتی ہین سب فضول اور تضیع اوقات سمجھی جائینگی حالانکہ آدمی فطرۃً ایسی خبرونکا مشتاق رہتا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ قاعدہ مذکورہ خلاف فطرت انسانی ہے۔ اس سے بڑھکر سنئے کہ دنیا مین ہزارہا مادرزاد اندھے اور بہرے ہین اگر اونسے روشنی اور اقسام کے رنگ اور حسن وجمال اور خط وخال اور بصارت کی خوبیان اور دلکش نغمات اور سماعت کی دلفریبیان بیان کیجائین تو اونکا بھی یہی جواب ہوگا کہ یہ امور امکان سے خارج ہین۔ کیونکہ عقل انھی چیزون کا ادراک کرسکتی ہے جنکا احساس کبھی ہوا ہو اور چونکہ ان امور کا احساس اندھون اور بہرونکو ہونا محال ہے اسلئے یہ امور اونکے نزدیک عادۃً بلکہ عقلاً ہر طرح سے محال ہین۔ اس قاعدہ کی رو سے چاہئے کہ یہ سب خبرین جھوٹی ہوجائین حالانکہ کوئی عاقل اسکو گوارا نکریگا۔ ہمنے یہ بات کتاب العقل مین بالتفصیل لکھی ہے جسپر عقل بھی گواہی دیتی ہے کہ ہمارے نزدیک جو چیز محال ہو یہ ضرور نہین کہ وہ نفس الامر واقع مین بھی محال ہو۔ جب محال عقلی کا یہ حال ہو تو محال عادی کس شمار مین۔

اہل حکمت جدیدہ خبر دیتے ہین کہ آفتاب زمین سے دس لاکھ حصون سے بھی زیادہ بڑا ہے اور اسکو ہر وقت اپنی طرف کھینچتا رہتا ہے۔ مگر زمین بھی اوسکو اس قوت سے دفع کرتی ہے کہ اوسکی کچھ چل نہین سکتی پھر اس کے ساتھ ہی زمین اوسکو اوس قوت سے کھینچتی بھی ہے جس قوت اور زور سے آفتاب کھینچتا ہے۔ حالانکہ دس پانچ ہاتھ کے فاصلے سے اڑتی چڑیا کو بھی نہین کھینچ سکتی۔ انصاف سے کہا جائے کیا کسی کی درایت اس خبر کی تصدیق کرسکتی ہے؟ مگر سید صاحب نے اوسکو مان ہی لیا۔ اور اسی بنا پر ایک رسالہ لکھ ڈالا کہ آسمان کوئی چیز نہین اور جہان جہان قرآن مین آسمان کا ذکر ہے تاویلین کر ڈالین۔ معلوم نہین انھون نے یورپ کے کسی مدرسہ مین تعلیم پاکر آلات رصدیہ وغیرہ سے

اس مسئلہ کی تحقیق کی تھی یا تقلیداً یہ مذہب اختیار کرلیا تھا یا کسی مصلحت سے برائے نام قائل ہوگئے تھے
مگر ایک گروہ کثیر نے تو صرف سرسید صاحب ہی کی تقلید کی اور ہم یقیناً جانتے ہین کہ اونکی درایت ہرگز
اسکو قبول نہین کرسکتی باوجود اس کے اونپر الزام نہین لگایا جاتا کہ خلاف درایت ایسی باتین کیون مانی
جاتی ہین۔ پھر اگر مسلمانون نے اس قسم کے امور مین اپنے ائمہ کی تقلید کی تو اونپر کیون الزام لگایا جاتا ہے
اہل حکمت جدید یہ بھی خبر دیتے ہین کہ ہر سال ہم ایکبار اُنیس کروڑ میل ثوابت کے نزدیک ہوجاتے
ہین اور پھر چہہ مہینے کے بعد اُنیس کروڑ میل اون سے دور ہوجاتے ہین۔ اب دیکھئے کہ ہر آنکھین والا
شخص برس کے بارہ مہینے ہر ستارہ کو ایک ہی مقدار و جسامت پر دیکھتا ہے۔ نہ کبھی اونکی جسامت
مین کمی و زیادتی محسوس ہوتی ہے نہ باہمی فاصلون مین تفاوت۔ اگر سو پچاس میل کے فاصلہ پر یہ
خیال کیا جائے تو طوعاً و کرہاً آدمی قبول بھی کرسکتا ہے۔ اُنیس کروڑ میل کا فاصلہ پہلے خیال کیجئے اوسکے
بعد ہر ستارہ کی جسامت محسوسہ پر نظر ڈالکر عقل سے کام لیجئے کہ کیا اتنی جسامت محسوسہ والی چیز اُنیس کروڑ
میل دور ہونے کے بعد بھی نظر آسکتی ہے یا نہین۔ ہر شخص کی عقل گواہی دیگی کہ یہان امکان عادی
تو کیا امکان ذاتی بھی نہین ہوسکتا۔ اس قسم کی نظیرین حکمت جدیدہ مین بکثرت ملسکتی ہین مگر اونکی تصدیق
کرنے والون کو کوئی نہین پوچھتا معلوم نہین مسلمانون نے کیا قصور کیا ہے کہ ہر طرح سے وہی نشانہ
ملامت بنائے جاتے ہین۔
غرضکہ درایت کوئی قابل وثوق چیز نہین روایت اور درایت کا مقابلہ ہو تو قوی روایت کو ماننے کی
ہر مسلمان کو ضرورت ہے اور درایت سے اوسکا رد کرنا گویا یہ کہنا ہے کہ اکابر دین جھوٹے تھے اور
دین اسلام جھوٹی تعلیم کرتا ہے نعوذ باللہ من ذٰلک۔
جو لوگ درایت کے مقابلہ مین روایت کو جھوٹی قرار دیتے ہین اونکو آخرت سے پہلے اسی عالم مین
شرمندہ ہونا پڑتا ہے۔ چنانچہ بعض فلاسفہ درایت کے بھروسے روح انسانی اور عالم روحانی کا
انکار کر گئے تھے مگر بفضلہ تعالیٰ مسمریزم سے وہ مسئلہ پورے طور پر ثابت ہوگیا۔ اگرچہ یہ مسمریزم کا ذکر
یہان بے موقع ہے مگر چونکہ مسئلہ درایت پیش ہے اور مسمریزم کے ضمن مین یہ ثابت ہوتا ہے کہ
درایت مین اکثر خطا ہوا کرتی ہے اس لئے مختصر طور پر اوس کا ذکر چندان نامناسب نہوگا۔
کتب مسمریزم مین لکھا ہے کہ ڈاکٹر انتونی مسمر جو ۱۷۳۴ع مین یورپ مین پیدا ہوا اوسکے خیال مین

مسمریزم روحانی

یہ بات جمی کہ عالم مین ایک رقیق مادہ ضرور ہے جسکی حرکت سے اجرام فلکیہ ایک دوسرے مین اور
زمین مین تاثیرات پیدا کرتے ہین۔ چنانچہ ایک مدت دراز کی کوشش مین یہ ثابت ہوا کہ آدمی اپنی قوت
مقناطیسی کا اثر ڈالکر کسی کو بیہوش کر سکتا ہے جس شخص معمول جسپر اثر ڈالا گیا غیب کی باتین
بیان کرنے لگتا ہے۔ اور باوجودیکہ شخص معمول اس عالم سے ایسا بیخبر ہوتا ہے کہ اگر اوس کے کان
کے پاس طپنچہ کی آواز کی جائے تو بھی اوسکو خبر نہین ہوتی۔ مگر عامل اوس سے جو کچھ پوچھتا ہے
فوراً اوس کا جواب دیتا ہے۔

حالانکہ درایۃً یہ محال ہے کہ سماعت باوجود معطل ہونے کے کام کرتی رہے۔ اور درایت یہ بھی
قبول نہین کر سکتی کہ اوس کی سماعت کسی کی نہ سننے اور بڑے سے بڑے صدمہ کا اور آواز کا اوسپر
کچھ اثر نہوا ور ایک شخص کی آہستہ سی آواز سن لے۔ اور یہ بھی قبول نہین کر سکتی کہ بیہوش شخص مشکل
سوال کا فوراً ایسا جواب دے کہ کامل ہوش والا اوس سے عاجز رہے۔

لکھا ہے کہ اوس کے امور غیبیہ کے انکشاف کی یہ کیفیت ہوتی ہے کہ کل موانع اوسکی نظر کے
سامنے سے اٹھ جاتے ہین مقفل صندوق مین اگر خط رکھا ہو تو پڑھ لیتا ہے۔ اگلے مردون اور
اگلے زمانہ کے لوگون کی حالتین اسطرح بیان کرتا ہے کہ گویا اونکو دیکھ رہا ہے۔ اور جس طرح
گزری ہوئی باتین بتاتا ہے اسی طرح آئندہ کی باتین بھی بتاتا ہے جس غائب کا حال اوس سے
پوچھا جائے فوراً کہدیتا ہے کہ وہ فلان شہر مین ہے اور یہ کر رہا ہے۔ اگر کسی بیمار کا حال اوس سے
پوچھا جائے تو اوسکی بیماری کے اسباب وعلامات وعلاج بتفصیل بیان کر دیتا ہے غرضکہ اوس کے
حواس اس قدر تیز ہو جاتے ہین کہ اونکے احساس مین نہ مکان حائل ہوتا ہے نہ زمان۔ اس
قسم کے کئی حالات کی تصریح فن مسمریزم کے رسالون مین موجود ہے جنکو مصنفون نے اپنے
ذاتی اور یورپ وامریکہ کے نامی ڈاکٹرون کے تجربون سے نقل کیا ہے۔

اب دیکھئے کہ درایت اسکو ہرگز قبول نہین کر سکتی۔ کہ آنکھین بند ہون اور نظر کام کرتی ہو۔ اور نہ
اسکو مان سکتی ہے کہ صندوق کا جسم کثیف حائل ہو اور اندر کا خط پڑھ لیا جائے اور پڑھنے بھی کون
بیہوش شخص جسکو اپنی بھی خبر نہین۔

اور نہ یہ مان سکتی ہے کہ گزشتہ لوگون کی جو حالت پوچھے ایسے طور پر بیان کرے جیسے کوئی دیکھکر

کہہ رہا ہے حالانکہ جب وہ شخص ہی معدوم ہوگیا تو اوسکی حالتین کیسی اور حالتین بھی کونسی جنکو زمانہ نے صفحۂ ہستی سے مٹا دیا اور خود بھی مٹ گیا۔ اب بغیر اعادہ معدوم کے اور کون چیز ہوسکتی ہے جو اونکو محسوس کرائے حالانکہ وہ محال ہے۔ اور درایت یہ بھی نہین قبول کرسکتی کہ آئندہ ہونیوالے اشیا کا کوئی حال بیان کرے۔ اسلئے کہ عقل کی رو سے جب تک مادہ مین قابلیت نہ پیدا ہو کوئی چیز وجود مین نہین آسکتی۔ پھر جب کسی چیز کا مادہ ہی ہنوز وجود مین نہ آئے تو اوسکا وجود کہان اور احوال کیسے۔ بہرحال ان تمام امور پر غور کرنے کے بعد یہ ضرور کہنا پڑے گا کہ ہماری ہیت ہرگز قابل اعتماد نہین ہوسکتی۔ پھر ایسی چیز پر اعتماد کرکے خدا و رسول کی خبرونکی تکذیب کرنی کسقدر بعید از عقل ہے۔ خصوصاً ایسی حالت مین کہ ایمان کا دعوی بھی ہو۔

اس آخری زمانہ مین معجزات اور کشف وکرامات جو نہین مانے جاتے تھے اوسکی وجہ یہی تھی کہ حکمت جدیدہ نے درایت کو ان امور کی تصدیق سے روک دیا تھا۔ اب چونکہ ائمہ حکمت جدیدہ یعنے اہل امریکہ ویورپ نے بھی اوسکی اجازت دیدی ہے اس لئے حکمت جدیدہ کے مقلد مسلمانونکو چاہیئے کہ نہایت مسرت اور کشادہ دلی سے خدا و رسول کی خبرون پر پورا پورا ایمان لاوین اور جو تاویلین اس خیال سے کی جاتی تھین کہ عقلی طور پر ان امور کا ثبوت نہین سب چھوڑ دین۔

حکمت جدیدہ مین روح انسانی یا نفس ناطقہ نظر نہ آنے کی وجہ سے ادراک کا کل کارخانہ دماغ ہی کے تفویض کردیا گیا تھا۔ چنانچہ فن فزیالوجی وغیرہ مین تصریح کی گئی ہے کہ ادراک دماغ ہی کو ہوتا ہے مگر مسمریزم نے اوسکو درہم برہم کردیا۔ اس لئے کہ ریوی رنٹ چالس صاحب نے جو لکھا ہے کہ مرئی کی شبیہ جب شبکیہ پر منطبع ہوتی ہے تو عروق ناظرہ دماغ کو اوسپر مطلع کردیتی ہین جسکا مطلب یہ ہوا کہ آدمی کا بھیجا مدرک ہے اور اوسکا ادراک عروق ناظرہ کی خبر دینے پر موقوف ہے) سو وہ صحیح نہین۔ اسلئے کہ اس مین کلام نہین کہ معمول مسمریزم کو ادراک ضرور ہوتا ہے کیونکہ وہ عامل کا کلام سمجھتا ہے اور غیب کی باتونکو دریافت کرکے اوس کا ایسا جواب دیتا ہے کہ کوئی اعلی درجہ کا عقلمند ہوشیار بھی ہرگز نہین دے سکتا۔ اور اوس ادراک کے وقت نہ اوسکی آنکھین کھلی ہوتی ہین نہ پردہ شبکیہ پر مرئی کی تصویر ہوتی ہے نہ عروق ناظرہ کو دماغ تک اس سے صاف ظاہر ہے کہ ادراک کا کارخانہ قوائے دماغیہ مین منحصر نہین۔ بلکہ یہان یہ کہنا

ضرور پڑیگا کہ شخص معمول گو بیہوش پڑا ہے مگر اوسکی روح کو ہوش ضرور ہے اور ہوش بھی کیسا کہ جسمانی ہوش سے ہزارون درجے بڑھا ہوا اسلئے کہ جسمانی ہوش اوسکو ادراک مین اوسی حد تک مدد دیتا ہے جہان تک حواس کی رسائی ہے اور ظاہر ہے کہ حواس کی جولانی کا میدان نہایت تنگ ہے۔ بخلاف اوسکے جب بیہوشی طاری ہوتی ہے تو نزدیک و دور کثیف و لطیف عالم غیب و شہادت سب اوسکے روبرو یکسان ہوجاتا ہے اور اسوقت نہ اوسکو آنکھون کی ضرورت ہے نہ کانون کی حاجت بلکہ اوسکے ذاتی حواس جنکو ہم نہین جان سکتے کہ کیسے ہین اوسکے ساتھ ہین۔ اور وہ اپنے ادراک مین اسکی بھی محتاج نہین کہ جن چیزونکا ادراک کرنا چاہتی ہے وہ اوسوقت خارج مین موجود ہون۔ دوسرا عالم اوس کے پیش نظر ہوجاتا ہے جبکا عکس یہ ہمارا عالم شہادت ہے اسی وجہ سے وہ اون اشیا کی بھی خبر دیتی ہے جنکا وجود ہنوز ہوا ہی نہین یا موجود ہوکر وہ فنا ہوگئے۔

مسمیر صاحب کو جو ابتدأً ایک رقیق سے رقیق مادہ کی تحقیق کا خیال پیدا ہوا تھا وہ من جانب اللہ اس غرض سے پیدا ہوا کہ آخری زمانہ کے مسلمانون پر رحم فرماکر خداے تعالی عالم روحانی اور روح کو جنکے وجود مین مادہ کو دخل ہی نہین انہی لوگون کی تحقیق سے ثابت کرادے جو اوسکے منکر تھے اور پرانے خیال والون کو نئے خیال والون کے مقابلہ مین کامیاب کرے سو بفضلہ تعالے ایسا ہی ہوا کہ اب ہر کس وناکس مسمریزم اور اوسکے کرشمونکو جانتا ہے۔ اور عالم روحانی کی تصدیق کرتا ہے۔

یہ بات یاد رہے کہ جون جون فلسفہ جدیدہ ترقی کرتا جائیگا انشاءاللہ تعالی ہمارے پرانے دینی خیال وقتاً فوقتاً ثابت ہوتے جائینگے جس طرح عالم روحانی اور روح کا اثبات ہوگیا اور جو لوگ کم فہمی سے پرانے خیالون پر مضحکے اڑاتے ہین اونکو شرمندہ ہونا پڑیگا۔

سید صاحب کو انکار جن کی ضرورت کیون ہوئی۔

ہمارے اس دعوے کی تصدیق اس واقعہ سے بخوبی ہوسکتی ہے کہ سرسید صاحب نے دیکھا کہ قرآن شریف مین جنات کا ذکر ہے اور نئی روشنی والے ہر بات مین مشاہدہ طلب کرتی ہین اور جنون کو محسوس کرکے دکھلانا اپنے امکان سے خارج ہے۔ اسلئے انہون نے یہ تدبیر نکالی کہ اونکے وجود ہی کا انکار کردیا جاے اور ایک رسالہ لکھدیا جسکا نام تفسیر الجن والجان ہے

اوس اون تمام آیتون کی تاویلین لکہین جن مین جنات کا ذکر ہے اور بڑی تلاش سے جاہلیت کے چند اشعار نقل کیئے جنکا مضمون یہ ہے کہ بدو جو جنگل اور پہاڑون مین رہتے تھے نظر بچا کر آتے ان اشعار مین بدو پر جن کا اطلاق کیا گیا۔ جیسے آج کل سخت بخیل کو جن کہا کرتے ہین مگر سرسید صاحب نے اوس سے یہ نتیجہ نکالا کہ جنگل اور پہاڑون مین رہنے والے آدمیونکو جن کہا کرتے ہین اور یہی حقیقت جن ہے اور لکہا ہے کہ اہل لغت کو یہ بات معلوم نتہی اسلئے اُنہون نے اوسکے معنی نہین بتلائے اور سخت غلطی کی۔

اسپرتزم اور جنات

یہ تقریر سرسید صاحب کی کمال مجبوری کی حالت مین تھی کہ حکمت جدیدہ سے عاجز ہوکر جواب کا یہ طریقہ سوچا مگر اب اوسکی ضرورت نہ رہی کیونکہ خود اہل یورپ و امریکہ نے جنات کے وجود کو مان لیا ہے۔ چنانچہ علامہ محمد فرید وجدی نے کنز العلوم واللغہ مین لفظ (اسپرتزم) کی تحقیق مین لکہا ہے کہ پیشتر حکما رماوئین وغیرہم کا قول تہا کہ آدمی کی روح اوسی قسم کی ہے جو جانورون مین ہوا کرتی ہے کوئی خاص قسم کی چیز نہین جو مرنے کے بعد باقی رہے بلکہ آدمی کے ساتھہ وہ بھی فنا ہوجاتی ہے مگر ۱۸۴۶ء مین یہ واقعہ پیش آیا کہ امریکہ کی ایک بستی مین جسکا نام (ہیدسفیل) ہے (فیکمان) نام ایک شخص نے رات کے وقت اپنے گھر کی زمین پر متعدد کہٹکے سنے بہت تلاش کی مگر کسی کا پتہ نہ لگا۔ اور اسی قسم کا واقعہ (جان فوس) کے گھر مین بھی ہوا اوس کی عورت نے کہٹکون کی آواز پر غیبی شخص سے کہا کہ اگر تو کوئی روح ہے تو دس بار زمین پر مار چنانچہ دس بار کے کھٹکون کی آواز اوس نے سُنی پھر اوس عورت نے کہا کہ میری لڑکی (کاترینہ) کی عمر کتنے سال کی ہے اوس نے اوتنے ہی کہٹکے مارے جتنے سال کی عمر اوسکی تہی۔ غرض چند امتحانون کے بعد اوسکو یقین ہوا کہ وہ کسی آدمی کی روح ہے پھر اسی قسم کے متعدد واقعات پے در پے ہوئے اور اوسکی تحقیقات شروع ہوی (ادمون) جو وہان کا مقنن تہا اوس نے پوری تحقیق کر کے ایک ضخیم کتاب اثبات روح مین لکہی اور اوسی کی تائید مین اوستاد فن کیمیا (مابس) نے بھی ایک کتاب لکہی پھر تو متعدد کتابین لکہی گئین اور عام شہرت ہوگئی جب اس کے چرچے برطانیہ مین ہونے لگے تو ڈاکٹر جونسن جو اہل لغت کے مبصر تھے اونہون نے بھی ایک کتاب اوسکی تائید مین لکہی جسمین اپنے

واقعات بیان کئے اور اس مسئلہ کی یہان تک شہرت ہوئی کہ اخبارون مین اسکے متعلق مضامین شائع ہونے لگے مگر یورپین حکما اس خیال کے سخت مخالف تھے بالآخر ۱۸۶۹ء مین خاص اسکی تحقیق کے لئے ایک مجلس قائم ہوئی جس مین برطانیہ۔ امریکہ۔ اور اطالیہ کے نامی فلاسفر ڈاکٹر اور ماہرین فن فزیولوجی اور طبعیات اور ریاضی اور ہندسہ وغیرہا اسکے ارکان مقرر ہوئے اور اٹھارہ مہینے برابر تحقیق ہوا کی جس سے مثبتین روح کا دعوی ثابت ہوا چنانچہ جتنے اراکین مجلس اس مسئلہ مین مخالف تھے سب نے بالاتفاق اپنے چشمدید خوارق عادات لکھکر اقرار کیا کہ واقعی ارواح متشکل ہوتی ہین۔ وہم کو اوس مین کوئی دخل نہین۔ اور لکھا ہے کہ جب تدابیر سے روحین بلائی جاتی ہین تو پہلے ایک روشن ابر سا محسوس ہوتا ہے پھر وہ بتدریج انسانی شکل قبول کرنے لگتا ہے یہان تک کہ تھوڑے عرصہ مین ایک عربی بدوی کی شکل مین متشکل ہوجاتا ہے جسکا گوشت نہایت نرم ہوتا ہے کہ اگر اوسکو دبایا جائے تو ہاتھ اوس مین دھس جاتا ہے اس تحقیق سے روحونکا متشکل ہونا ثابت ہے۔ اور ممکن ہے کہ اونکو بھی یہ قدرت حاصل ہو اسیطرح جنات کا اشکال بدلنا بھی ثابت ہے جسپر ہر زمانہ کے اخبار کا تواتر گواہ ہے اسی وجہ سے حکمائے مذکورین مین سے بعضون نے یہبھی لکھا ہے کہ وہ مردون کی روحین ہین یا اور کوئی چیزین دوسرے عالم کی ہین۔

علامۂ موصوف نے لفظ جنون کی تحقیق مین مجلہ روحیہ سے لکھا ہے جو فرانس سے شائع ہوتا ہے کہ استاد (ہیزلوپ) امریکی جو تحقیق نفس کی کمیٹی کا رکن رکین ہے اوس نے ڈاکٹرون مین اشتہار شائع کئے کہ جنون ہمیشہ دماغی خلل سے نہین ہوتا بلکہ کبھی بعضے شریر ارواح کے مسلط ہونے سے بھی ہوا کرتا ہے۔ جسکے لئے وہ علاج جو ڈاکٹرونکو معلوم ہے مفید نہین ہوسکتا۔"

عاملون کے متواتر مشاہدات سے ثابت ہے کہ ارواح خبیثہ اور جنات دونون مسلط ہوا کرتے ہین اور عملیات کے ذریعہ سے دفع ہوجاتے ہین جس کو نئی روشنی والے وہم و خیال کہا کرتے تھے۔ مگر جب جدید تحقیقات سے ثابت ہوگیا کہ وہ واقعی ہین وہم کو اوسمین کوئی دخل نہین تو اب عاملون کی خبرون کے انکار کی کوئی وجہ نہین۔ بہر حال جنات کا وجود

ہر طرح سے ثابت ہے۔
یہان ہر شخص سمجھہ سکتا ہے کہ اگر یہ تحقیق سر سید صاحب کے زمانہ مین مشہور ہوگئی ہوتی تو
اونکو جنات کے انکار کی ضرورت ہوتی نہ خوارق عادات کے ابطال کی حاجت کیونکہ
اونکو یہ تو منظور ہی نہ تھا کہ خواہ نخواہ قرآن کو رد کرین۔ اب اسی پر قیاس کر لیجئے کہ جسطرح
اونکی تاویلین جنات کے وجود کے باب مین بے ضرورت اور خلاف واقعہ ثابت ہوئین۔
اسیطرح آسمان وغیرہ کے وجود کے مسئلہ مین بھی یقیناً خلاف واقع ثابت ہونگی۔ کیونکہ خدا و
رسول کے کلام مین خلاف واقع ہونے کا احتمال ہی نہین ہو سکتا مگر اب یہ دیکھنا چاہئے کہ مسلمانو
کو اس انتظار کی کیا ضرورت جب ہمین یقیناً معلوم ہوگیا کہ ہماری درایت مین اکثر خطا ہوتی
ہے تو صحیح صحیح روایتون مین کلام کیا جائے۔ بہت ہوگا تو یہ ہوگا کہ مخالف بعضے دینی مسائل
پر ہنسینگے پھر اس سے کیا ہوتا ہے کئی مسائل مین ہمین بھی اونکی عقلی بے اصل تحقیقات پر
ہنسنے کا موقع حاصل ہوگیا ہے جس سے جواب ترکی بترکی ہو جائیگا۔ اب اگر اسپر بھی کسی کو
صحیح صحیح روایتون پر ایمان لانے کی ہمت نہو تو یہ سمجھنا چاہئے کہ سرے سے ایمان لانا
ہی اوسکو منظور نہین حکمت جدیدہ کا صرف حیلہ ہے۔

درایہ بہو

یہان یہ بات قابل توجہ ہے کہ آدمی درایت سے تو کام لیتا ہے مگر بہت سے مواقع مین درایت
سے اغماض کرنا بھی اوسکی طبیعت کا مقتضے ہے۔ چنانچہ لڑکے کو جب اوسکے مان باپ
کی خبر دی جاتی ہے تو یقیناً اونکو اپنے مان باپ سمجھہ لیتا ہے۔ اسیطرح دادا وغیرہ اہل
خاندان کی قرابت کی تصدیق مجرد خبر سے کر لیتا ہے۔ شاید بعضے لوگ ایسے بھی ہون کہ ایک
شخص کی گواہی کو کافی نہ سمجھکر دل مین یہ خیال کرتے ہونگے کہ بلا تحقیق اور ثبوت کافی
کسیکو اپنا باپ کہنا ننگ و عار اور خلاف درایت ہے مگر اونکو بھی ایسے رکیک احتمالات سے
اغماض ہی کرنا پڑتا ہے اور اگر کوئی ایسے احتمالات پیش کرکے اون کے نسب مین کلام
کرے تو اوس سے غالباً ناخوش ہونگے۔ اس سے ظاہر ہے کہ بزرگون کی بات کا
یقین کر لینا آدمی کی فطرت مین داخل ہے۔ اب یہان غور کیا جائے کہ کونسی چیز ہے
کہ اس موقع مین احتمالات عقلیہ کو ہٹا کر مجرد خبر کو قابل اعتماد بناتی ہے۔ بات یہ ہے کہ

بزرگون کی محبت اور وقعت آدمی کے دل مین ایسی متمکن ہوتی ہے کہ اوسکی خبر کی مخالفت کا خیال تک دل مین نہین آتا۔ اسی طرح جب استاد اور پیر کی وقعت کسی کے دل مین ہوتی ہے تو وہ جو کچھ کہتا ہے اوسکی تصدیق وہ کرلیتا ہے اسی وجہ سے محدثین جن استادون کو معتمد علیہ سمجھتے تھے اونکی حدیثون کی صحت کا یقین اونکو ہوجاتا تھا اور نہایت جزم اور وثوق سے اونکی روایتین بیان کرتے تھے۔ اگر یہ اعتماد اونکو نہوتا توجس طرح غیر معتبر استادون کی روایتون کو ترک کردیتے تھے اونکی روایتون کو بھی ترک کردیتے۔ غرضکہ اپنے بزرگون کی بات کا یقین کرلینا آدمی کی فطرتی بات ہے اور جن کو وہ اپنا بزرگ اور مقتدا نہین سمجھتا۔ اوسکی بات کو نہین مانتا اور پہلے یہ دیکھہ لیتا ہے کہ وہ بات درایت کے خلاف تو نہین پھر درایت کے خلاف بھی ہو تو اس شرط پر مانتا ہے کہ اپنے حق مین کسی طرح مضر نہو اور اس ماننے مین بھی وہ جزم نہین ہوتا۔ جو معتمد علیہ کی خبر مین ہوتا ہے اس سے ثابت ہوا کہ قاعدۂ مذکورہ کہ روایت پر درایت مقدم ہے اپنے بزرگون کی خبر کی نسبت خلاف فطرت انسانی ہے البتہ اوس شخص کے حق مین یہ قاعدہ صحیح ہوگا جو بزرگان دین کو اپنے بزرگ نہین سمجھتا۔ چنانچہ اسی وجہ سے یہود ونصاری وغیرہم ہمارے دین کی باتون کو نہین مانتے گو کیسی ہی مطابق عقل و درایت ہون اور اپنے دین کی باتون کو خلاف عقل و درایت[1] ہی کیون نہون

---

[1] ملاحظہ ہو کتاب مقدس مطبوعہ امریکن مشن پریس۔ ایم۔ ڈاکیلی منیجر مطبوعہ ۱۸۹۵ء مین (باب ۲۳) صفحہ (۷۴۸) اور خداوند کا کلام مجھے پہونچا اور اس نے کہا کہ (۲) اے آدمزاد دو عورتین تھین جو ایک ہی مان کے پیٹ سے پیدا ہوئین (۳) انہون نے مصر مین زناکاری کی وہ اپنی جوانی مین فاحشہ ہوئین۔ وہان انکی چھاتیان ملی گئین اور وہان اونکی کنوار کی پستان چہوے گئے (۴) ان مین کی بڑی کا نام اہولہ اور اسکی بہن اہولیبہ۔ اور وہ میری جورو ان ہوئین اور بیٹے بیٹیان جنین۔ سو انکے یہ نام ا۔ اہولہ سمرون ہے اور اہولیبہ یروسلم (۵) اور اہولہ جن دنون مین وہ میری تھی چھنالا کہنے لگی اور اپنے یارون پہ یعنی اسورین پہ جو ہمسایہ تھے عاشق ہوئی (۶) کہ وہ سرلشکر اور حاکمان تھے اور سب مل جوان اور سوار تھے جو گہوڑون پر چڑھتے تھے اور ارغوانی پوشاک پہنے ہوئے تھے (۷) اسیطرح اوس نے اون سب کے ساتھ جو اسور کے برگزیدہ مرد تھے چہنالا کیا اور وہ اون سب کے ساتھ جن سے وہ عشق بازی کرتی تھی اور اونکے سارے بتون سے ناپاک ہوگئی (۸) اس نے ہرگز اس زناکاری کو جو اس نے مصر مین کی تھی نہ چھوڑا کیونکہ انہون نے اس کے جوانی مین اس سے خلوت کی تھی انہون نے اسکی کنوارگی کی پستانون کو ملا تھا اور اپنی زنا [illegible]

مان لیتے ہین چنانچہ بائبل جس پر تمام یہود و نصاری کا اعتقاد ہے اور جسکو کتاب آسمانی سمجھتے ہین
اوس مین عجیب عجیب باتین ہین اس سے ظاہر ہے کہ جو لوگ ہمارے دین کی باتون کے
مقابلہ مین یہ قاعدہ پیش کرتے ہین وہ ہمارے دین سے اجنبی اور بیگانے ہین مسلمانونکا
یہ کام نہین کہ بیگانون کی باتون کو سنکر خود بھی اپنے دین سے بیگانے بنجائین بلکہ یہ خیال کرنا
چاہئے کہ ایسے لوگون کا وہی جواب ہوگا جو دوسرے دین والون کا جواب ہوتا ہے اور اگر
جواب نہ دیسکین تو اوسکا ملال نکرین اسلئے کہ ہر شخص کل مذاہب باطلہ کے جواب کہانتک دیسکے اور
اگر یہ خیال کرلین کہ تیرا سو سال سے کروڑہا مسلمان جس طرح اپنے دین کی حفاظت کرتے آرہے
ہین ہمین بھی اوسیطرح حفاظت کرنے کی ضرورت ہے۔

حفاظت محدثین بہ

اب ہم بطور نمونہ چند اکابر دین کے حالات لکھتے ہین جن سے اہل انصاف پر منکشف
ہوجائیگا کہ یہ حضرات فقط حفاظت دین ہی کیلئے پیدا ہوے تھے اور جس دین مین ایسے حضرات
کا وجود ہو اوسکا قیامت تک محفوظ رہنا دور از قیاس نہین تاج الدین سبکی رح نے طبقات شافعیہ

مسئلہ خلق

مین اور امام سیوطی اور ابن اثیر رح نے تاریخ الخلفا و تاریخ کامل مین مسئلہ خلق قرآن مین جو واقعات
پیش آئے اونکو تفصیل سے لکھا ہے جس سے ثابت ہے کہ محدثین رحمہم اللہ نے کیسی کیسی جانفشانیون
سے اسلامی عقائد کو محفوظ کردیا خلاصہ اوسکا یہ ہے کہ قاضی احمد ابن دؤاد (جو نہایت فصیح اور

بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۰

(۹) اس لئے مین نے اوسے اوسکے یارون کے ہاتھ مین ان اسوریون کے ہاتھ مین
جن پر وہ مرتی تھی کردیا (۱۰) انہون نے اوسکو بے ستر کیا۔ اسکے بیٹے اور بیٹیون کو چھین لیا اور اسے تلوار سے
مارڈالا سو وہ عورتون کے درمیان انگشت نما ہوئی کیونکہ انہون نے اسے عدالت سے سزا دی (۱۱) اور اسکی بہن اہولیبہ
نے یہ سب کچھ دیکھا پر وہ شہوت پرستی مین اس سے بدتر ہوئی ہان وہ اس نے اپنی بہن کی زناکاری کی نسبت سے
زیادہ زناکاری کی (۱۲) وہ بنی اسور یعنی ان سرلشکرون اور حاکمون پر جو اس کے ہمسایہ تھے جو بھڑکیلی پوشاک
پہنتے تھے اور گھوڑون پر چڑھتے تھے اور سب کے سب دلپسند جوان مرد تھے عاشق ہوئی (۱۳) اور مین نے
دیکھا کہ وہ بھی ناپاک ہوگئی ان دونون کے ایک ہی راہ و رسم تھی (۱۴) بلکہ اوس نے زناکاری زیادہ کی کیونکہ
جب اس نے دیوار پر مردون کی صورتین دیکھین کسدیون کی تصویرین جو شنگرف سے کھنچی ہوئی تھین (۱۵)
اور اونکے کمرون پہ پٹکے کسے ہوے تھے اور اونکے سرون پہ اچھے رنگین پگڑیان تھین اور کہ سب کے سب دیکھنے مین
سرلشکر مین بابل کے بیٹون سے مشابہ جن کا وطن کہ کسدستان ہے (۱۶) تب دیکھتے ہی وہ ان پر مرنے لگی اور قاصد

علم کلام مین متبحر اور معتزلہ کا صحبت یافتہ شخص تہا اور خلیفہ مامون کے دل مین اوس کی بڑی
وقعت تھی) اوس نے مامون کو سمجہایا کہ کلام اللہ مخلوق ہے۔ کیونکہ حق تعالی فرماتا ہے انا جعلنا
قرانا عربیا اور جعل کے معنی پیدا کرنے کے ہین جیسے وجعل الظلمات والنور سے ظاہر ہے
لیکن بعضے جہال اوسکو غیر مخلوق کہکر خالق کے برابر بنا دیتے ہین اور باوجود اس شرک کے اپنے
آپ کو اہل حق اور اہل سنت قرار دیکر لوگون کو گمراہ کرتے ہین۔ بادشاہ اسلام کا فرض ہے کہ
ایسے لوگون کی تادیب کرکے دین کی حفاظت کرے۔ چنانچہ یہ بات بادشاہ کی سمجہہ مین آگئی
اور اسحق ابن ابراہیم حاکم بغداد کے نام حکم جاری کیا کہ تمام فقہا اور محدثین کو بلا کر انکا عقیدہ دریافت
کرو اگر وہ علانیہ اقرار کرین کہ قرآن مخلوق ہے تو بہتر ورنہ اونکے اظہار قلمبند کرکے پیشگاہ مین
روانہ کرین۔ چنانچہ حاکم نے اکابر علما کو جمع کرکے حکم شاہی سنایا اون مین اکثر تو یہ کہکر ٹال گئے
کہ ہم اتنا ہی جانتے ہین کہ قرآن کلام الہی ہے اور اس مسئلہ مین ہم کسی سے بحث نکرینگے
اور بعضون نے بالکل سکوت کیا۔ اور بعضون نے کہا کہ قرآن مجعول ہے مگر چونکہ خدا نے
اوسکو مخلوق نہین کہا اسلئے ہم مخلوق نہین کہہ سکتے۔ بادشاہ نے اون اقوال کو دیکھکر
حکم بہیجا کہ جو لوگ قرآن کو صاف طور پر مخلوق نہ کہین اونکو فتوی دینے اور روایت حدیث
کرنے سے روک دیا جائے۔ اور چند نامی گرامی محدثین کے نام لکھے کہ اگر وہ اقرار نکرین
تو اونکی گردنین مار کے اون کے سر دربار شاہی مین روانہ کئے جائین۔ جب یہ حکم سنایا
گیا تو اکثر نے جان بچانے کی غرض سے کہدیا کہ قرآن مخلوق ہے۔ مگر امام احمد ابن حنبل اور
محمد ابن نوح رضی اللہ عنہما نے اوس سے صاف انکار کیا۔ حاکم نے اونکو مقید کرکے بادشاہ
کے پاس روانہ کردیا بادشاہ سے کسی نے یہ کہدیا کہ جن لوگون نے اقرار کیا ہے وہ جان

امام احمد رح پر سختی۔

بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۱ | کسدیون کے ملک مین اُن پاس بہیجا (۱۶) سو بابل کے بیٹے اس پاس آ کے عشق کے بستر پر چڑھے اور
انہون نے اس سے زنا کر کے اسے آلودہ کیا اور وہ جب ان سے ناپاک ہوئی تو اُس کا جی اُنسے پہر گیا (۱۸) تب اوسکی
زناکاری علانیہ ہوئی اور اوسکی برہنگی بے ستر ہوئی تب جیسا میرا جی اسکی بہن سے ہٹ گیا تہا ویسا میرا دل اُس سے بھی ہٹ گیا
(۱۹) تسپر بہی اس نے اپنے جوانی کے دنون کو یاد کرکے جب وہ مصر کی سرزمین مین چہنالا کرتی تہی [illegible] زناکاری پر
زناکاری کی (۲۰) سو وہ پہر اپنے اون یارون پر مرنے لگی جنکا بدن گدہون کا سا ہے اور جن کا انزال گہوڑون کا سا [illegible]
انزال تہا۔ انتہی۔ اب غور کیجئے کہ خدا اور اُسکے [illegible] یہ حالات نعوذ باللہ

بہجانے کی غرض سے صرف زبانی اقرار ہے اوسپر حکم شاہی نافذ ہوا کہ سنا گیا ہے کہ بعضون نے
عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کے باب مین جو آیت نازل ہوئی الا من اکرہ وقلبہ مطمئن بالایمان
اس مین تاویل کر کے زبانی اقرار کرلیا ہے حالانکہ وہ غلط ہی بہرحال اونکو بھی دربار شاہی مین
بہیجدیا جلئے۔ چنانچہ وہ سب محدثین روانہ کئے گئے مگر حسن اتفاق سے راستہ ہی مین یہ خبر
پہونچی کہ خلیفہ مامون کا انتقال ہوگیا جس سے سب کی رہائی ہوئی۔ لیکن مامون نے مرتے
وقت وصیت نامہ لکہا کہ میرے بعد جو خلیفہ ہو اوسکو چاہیئے کہ محدثین کو مجبور کرکے قرآن
کے مخلوق ہونے کا اقرار کرلے۔ چنانچہ اوس کے جانشین معتصم باللہ نے بھی وہی کارروائی
شروع کی۔ اور چونکہ امام احمد رہ اپنے انکار پر مصر تھے اون پر سختی شروع کی گئی۔
چنانچہ متعدد قیدخانون مین قید کئے گئے کبھی اصطبل مین کبھی عام قیدخانون مین کبھی
نہایت تنگ وتاریک مکان مین اور اوس اثنا مین اکثر مناظرے بھی ہوئے۔ مگر آپکے مقابلہ
مین جو آتا اوسکو ساکت کر دیتے۔ آخر بادشاہ نے دو شخصون کو مناظرہ کیلئے بہیجا آپ نے اونسے
پوچہا تم خدائے تعالی کے علم کو مخلوق کہتے ہو یا غیر مخلوق انہون نے کہا مخلوق آپنے
فرمایا اس قول سے تم کافر ہوگئے۔ کسی نے کہا آپ یہ کیا کرتے ہو یہ بادشاہ کے بھیجے ہوئے
ہین۔ فرمایا ہان یہی بھیجے ہوئے کافر ہوگئے۔ وہ دونون تین روز تک مناظرہ کیلئے آیا کئے
ہر روز بے نیل مرام جاتے وقت ایک بیڑی امام رہ کے پاؤن مین اضافہ کر دیتے۔ چنانچہ
اب چار بیڑیان آپکے پاؤن مین ہوگئین۔ چوتھے روز بادشاہ نے خود اپنے روبرو حاضر
کرنے کا حکم دیا۔ حاکم بغداد نے آپ کو بلوا کر کہا کہ اب اگر آپ اقرار نہ کروگے تو بادشاہ
نے قسم کہائی ہے کہ ہر روز آپکو کوڑے لگوائے جائینگے۔ یہان تک کہ آپ یا اقرار کرین یا
اسی عذاب سے مرجائین اور آپکے قید کیلئے ایک نہایت تنگ وتاریک مکان تجویز
کیا گیا ہے۔ پہر اوس نے کہا بہلا یہ تو خیال کرو کہ حق تعالی فرماتا ہے انا جعلناہ قرآنا عربیا یہ کیونکر
ہوسکے کہ قرآن مجعول ہو اور مخلوق نہو۔ آپ نے فرمایا حق تعالی نے فجعلہم کعصف ماکول بھی فرمایا ہے
کیا یہان تخلیق کے معنی صادق آتے ہین مطلب یہ کہ جعل اور خلق مرادف نہین اسکا کچہ جواب
اوس سے نہو سکا اور بادشاہ کے روبرو لیجانے کا حکم دیا۔ چونکہ آپکے ہر پاؤن مین چار چار

بہاری بیڑیاں تہین۔ قدم قدم پر آپ گرتے تھے۔ آخر کسی جانور پر سوار کیئے گئے اور معتصم کے گھر پہونچے اور ایک نہایت تنگ و تاریک حجرہ مین آپکو داخل کر کے باہر سے قفل لگادیا گیا آپ فرماتے ہین جب رات کو مین تہجد کا ارادہ کیا اور چراغ تو تہا ہی نہین۔ تیمم کیلیئے مٹی مل جاتی مٹی کی تلاش مین مین نے ادہرادہر ہاتہہ دوڑائے یکایک میرا ہاتہہ آفتابہ پر پڑا جو پانی سے بھرا ہوا طشت کے ساتہہ رکہا تہا مین نے وضو کر کے نماز پڑہ لی صبح کو بادشاہ نے مجھے بلوایا۔ چار بیڑیون کو سنبہالکر چلنا مشکل تہا اور کوئی چیز نہ تھی جس سے اونکو باندہ لیتا اس لیئے پائجامہ سے ازاربند نکال کر اونکو اوٹھائے کیا اور پائجامہ کو گرہ دیکر افتان وخیزان چلا۔ جب بادشاہ کے روبرو پہونچا تو خلق کا ہجوم تہا جس مین ابن دواد اور اوس کے طرفدار بکثرت تھے بادشاہ نے اپنے روبرو مجھے جگہ دی۔ تہوڑی دیر بیڑیون کی مشقت سے دم لیکر بادشاہ سے پوچھا کہ مجھے کچھ کہنے کی اجازت ہے۔ بادشاہ نے اجازت دی مین نے کہا خدائے تعالی نبیکو کسی چیز کی طرف بلاتا ہے۔ بادشاہ نے کہا لا الہ الا اللہ کی شہادت کی طرف مین نے کہا مین لا الہ الا اللہ کی شہادت دیتا ہون اور یہ روایت آپکے دادا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ہے کہ جب وفد عبد قیس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین حاضر ہوا۔ آپ نے پوچہا تم جانتے ہو کہ ایمان کیا ہے انہون نے کہا اللہ ورسولہ اعلم ہین حضرت نے فرمایا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی شہادت اور اقامت صلوۃ اور اتیاء زکوۃ اور غنیمت کا پانچوان حصہ دینا۔ یہ سنکر بادشاہ نے کہا کہ اگر آپ مجھ سے پہلے بادشاہ کے قید مین نہین نہ پاتا تو تم سے تعرض نکرتا۔ پھر عبدالرحمن ابن اسحاق سے کہا کیا مین تجھسے نہین کہا تہا کہ اسنے سختی کو اوٹھا دے اوس نے کہا کہ انکی تعذیب مسلمانون کی آسایش کا باعث ہے بادشاہ نے کہا خیر اب مناظرہ کرو۔ اوس نے مجھسے پوچھا قرآن کو تم مخلوق کہتے ہو یا غیر مخلوق مین نے کہا خدائے تعالی کے علم کو تم مخلوق کہتے ہو یا غیر مخلوق وہ کچھ جواب نہ دے سکا۔ مگر ہر طرف سے دلائل اور اعتراضات ہونے لگے اور مین سب کو جواب دیتا گیا یہان تک کہ سب ساکت ہوگئے اوسوقت ابن دواد نے بادشاہ سے کہا خدا کی قسم یہ شخص گمراہ اور گمراہ کرنے والا بدعتی ہے۔ بادشاہ نے کہا اور مناظرہ کرلو چنانچہ اسبارے کے مناظرہ مین بھی مین ہی غالب آیا اسی طرح دو روز تک مناظرہ ہوتا رہا اسی اثنا مین

اکثر بادشاہ مجھسے اقرار کر لینے کی فرمایش کرتا اور مین بھی کہتا تہا کہ کوئی آیت یا حدیث اس
باب مین پیش کی جائے تو مجھے اوس کے قبول کرنے مین کچھہ عذر نہین۔ تیسرے روز ایک
نہایت شاندار دربار کیا گیا جس مین مسلح فوج ایک طرف اور کوڑے لئے ہوئے بہت سے لوگ
ایک طرف کھڑے کئے گئے تھے اور مین بلایا گیا جب مین آیا تو حضار دربار سے خاص خاص
لوگون کو مجھسے مناظرہ کرنے اور سمجھانے کا حکم دیا۔ چنانچہ بہت دیر تک مناظرہ ہوا جب کوئی نتیجہ
نہ نکلا تو بادشاہ نے مجھے ہٹا کر اون لوگون سے تخلیہ کیا اوس کے بعد اونکو ہٹا کر مجھسے تخلیہ
کیا اور کہا اے احمد تم اقرار کر لو تو مین ابھی تمہین رہا کر دیتا ہون مین نے وہی کہا کہ بغیر قرآن و
حدیث کے مین کوئی بات نہین مان سکتا۔ یہ سنکر بادشاہ نے نہایت غصہ سے کہا اب اسکو
کھینچو اور اوسکا لباس اوتار لو جب قمیص اوتارا گیا تو اوس کی آستین مین کچھہ بندھا ہوا تھا پوچھا
یہ کیا ہے مین نے کہا کہ اوس مین نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا موئے مبارک ہے۔ پھر بادشاہ
اپنے مقام سے اٹھکر کرسی پر بیٹھا اور کوڑے والون کو بلوایا اور اونکے کوڑے دیکھکر کہا
کہ دوسرے کوڑے لاؤ جب دوسرے کوڑے پسند آئے تو جلادون کو حکم دیا کہ خوب زور
سے اسکو مارو چنانچہ ایک شخص آگے بڑھا اور زور سے دو کوڑے مار کر ہٹ گیا پھر دوسرے
نے دو مارے اسیطرح جلاد نوبت بنوبت آتے اور اپنی پوری طاقت سے دو دو کوڑے
مارتے جب انیس کوڑے مارے گئے بادشاہ کو شاید کچھہ رحم آگیا اور اترکر میرے پاس آیا اور
کہنے لگا۔ اے احمد تم کیون اپنے نفس کو قتل کرتے ہو۔ خدا کی قسم مجھے تم پر شفقت ہے کوئی
تو ایسی بات کہو کہ مجھے تمہارے چھوڑنے کے لئے حیلہ ہو جائے مین نے اوسوقت بھی یہی
کہا کہ اے امیرالمومنین کوئی بات مجھے کتاب اللہ سے معلوم کرائی جائے تو مین ابھی قائل
ہو جاتا ہون۔ اسکے ساتھہ ہی ہر طرف سے سختیان شروع ہوئین۔ کوئی تلوار کے قبضہ سے
مار کر کہتا تہا کیا تو اتنے لوگون پر غالب آجائیگا۔ کوئی کہتا کہ امیرالمومنین کی بات کو تو نہین مانتا
کوئی کہتا تہا کہ تیرے رفقا سے کسی نے ایسا نہین کیا جو تو کر رہا ہے۔ بادشاہ کو غصہ مین لانیکے
لئے کہا کہ امیرالمومنین آپ روزہ ہو اور دھوپ مین اسکے لئے کھڑے ہو اوسکو قتل کر دیجئے
اوس اسکا خون میری گردن پر ہے۔ بادشاہ نے کہا اے احمد کچھہ تو کہو۔ مین پھر وہی کہا کہ کوئی

آیت یا حدیث مجھے بتلا دو تو مین قبول کر لیتا ہون۔ بادشاہ نے پھر کرسی پر جا بیٹھا اور
جلادون کو زیادہ سختی کرنے کا حکم دیا۔ لکھا ہے کہ جب امام رح پر پہلا کوڑا پڑا آپ نے بسم اللہ
کہا۔ اور دوسرے کوڑے پر لاحول ولا قوۃ الا باللہ اور تیسرے پر فرمایا قرآن اللہ تعالیٰ
کا کلام غیر مخلوق ہے اور چوتھے کوڑے پر لن یصیبنا الا ما کتب اللہ لنا علی ہذا القیاس موقع موقع
کی آیتین پیش نظر ہوتی تہین اس اثنا مین ازاربند ٹوٹ گیا اور پائجامہ ناف تک اتر آیا آپنے
آسمان کی طرف دیکھکر کہا الہی اگر تو جانتا ہے کہ مین حق پر ہون تو میری بے ستری نہو لکھا ہی
کہ پائجامہ وہین رک گیا اور تہوڑی دیر کے بعد آپ بیہوش ہوگئے اور وہان سے اٹھا کر کسی
مکان مین آپکو لٹا دیا۔ آپ فرماتے ہین کہ جب سختی سے کوڑے پڑنے لگے تو مین بیہوش
ہوگیا اور مجھے کچھ خبر نہین کہ اوس کے بعد کیا ہوا جب ہوش آیا دیکھا تو بیڑیان پیرون سے
نکلی ہوئی ہین۔ لوگون نے کہا کہ جب آپ بیہوش ہوکر گر گئے تو لوگون نے آپ کو پیرون
سے خوب روندا۔ آپ نے کہا مجھے اسکی کچھ خبر نہین۔ غرضکہ کامل اٹھائیس مہینے آپ پر قسم
کی مصیبتین ڈالی گئین آخر مجبوری رہا کئے گئے۔ لکھا ہے کہ ہوش آنے کے بعد کسی نے
ستو پیش کیا۔ آپ نے فرمایا کہ مین روزہ نہ توڑونگا پہر نماز ظہر ایسی حالت مین پڑھی کہ زخمو
خون جاری تہا کسی نے کہا یہ نماز کیسی خون آپکے کپڑون مین جاری ہے فرمایا عمر رضی اللہ عنہ
نے بھی ایکبار ایسی ہی حالت مین نماز پڑہی ہے اوس کے بعد آپ رہا کئے گئے۔ امام رح
کے فرزند صالح کہتے ہین کہ یہ واقعہ رمضان مین ہوا کئی روز آپ پر ایسے گذرے کہ بغیر
سحر اور افطار کے روزے رکہے گئے اور کسی کو موقع نہ ملا کہ کھانا یا پانی آپکو پہنچا سکے اور دو قدم
مار پڑتی تھی ایک روز کمال تشنگی کی حالت مین بے اختیار آپ نے سقا سے پانی مانگا اوس
نے برف پڑا ہوا پانی دیا آپ نے پیالہ لے لیا اور تہوڑی دیر تک پانی کو دیکھتے رہے آخر
خوف الہی غالب ہوا اور پانی نہ پی سکے۔ لکھا ہے جب تک آپکو ہوش تہا ہر کوڑے پر
آپ معتصم باللہ کے ذمہ کو بری کرتے اور اوسکی خطا معاف کرتے تھے کسی نے اوسکی
وجہ دریافت کی آپ نے فرمایا مین مکروہ سمجھتا ہون کہ قیامت مین کہا جائے کہ شخص
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا کی اولاد اور اہل بیت کا دعویدار ہے

حیوۃ الحیوان مین علامہ دمیری رح نے لکہا ہے کہ امام شافعی رح نے مصر مین خواب دیکھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے ہین اور فرماتے ہین کہ احمد بن حنبل کو جنت کی خوشخبری دو کہ وہ اون مصیبتون کے معاوضہ مین دی گئی جو قرآن کو مخلوق کہلوانے کی غرض سے اونپر ڈالی جائینگی اور اونسے کہدو کہ وہ ہرگز اوس کے قائل نہون بلکہ صاف کہدین کہ قرآن غیر مخلوق نازل کیا گیا ہے۔ امام شافعی رح نے اوسی روز یہ واقعہ لکہکر ایک خاص شخص کے ہاتھ مین خط دیا کہ امام احمد ابن حنبل کو بغداد مین پہونچا دے آپ نے اوس خط کو دیکھکر ماشاء اللہ ولا قوۃ الا باللہ پڑہا اور اوس نامہ بر کو بطور انعام اپنا خاص قمیص دیا جو جسم کے ساتھ متصل تہا۔ امام شافعی رح کو جب قمیص کا حال معلوم ہوا تو اوس شخص پر فرمایش کی اوسکا دہوون ہمین لادو۔ چنانچہ اوس تبرک قمیص کا دہوون اپنے تمام جسم پر سے آپ نے بہایا۔ اور اوس مین لکہا ہے کہ محمد ابن خزیمہ کہتے ہین کہ جب امام احمد رضی اللہ عنہ کی وفات کی خبر پہونچی تو مجہے نہایت غم ہوا اوسی رات خواب مین دیکہا کہ امام رح نہایت فاخرہ لباس پہنے متکبرانہ رفتار سے چلے آرہے ہین مین نے پوچہا حضرت یہ تبختر کیسا فرمایا۔ دار السلام مین خدام کی رفتار کا انداز یہی ہوتا ہے۔ مین نے پوچہا حق تعالی نے آپکے ساتھ کیا معاملہ کیا فرمایا مغفرت کی اور تاج اور فاخرہ لباس پہنا کر فرمایا کہ یہ اوسکا بدلہ ہے جو تم نے کہا تہا کہ قرآن میرا کلام غیر مخلوق ہے۔ ابن خلکان نے وفیات الاعیان مین ابو الفرج ابن جوزی کا قول نقل کیا ہے کہ ابراہیم ابن حربی رح نے ایک رات بشر حافی رح کو خواب مین دیکہا کہ مسجد رصافہ کے قریب تشریف فرما ہین اور آپ کی آستین مین کوئی چیز حرکت کر رہی ہے پوچہا یہ کیا ہے فرمایا شب گزشتہ احمد بن حنبل رح کی روح جب ہمارے یہان آئی تو اوس پر موتی اور یاقوت نثار کئے گئے یہ اوسی مین سے ہین جنکو مین نے چن لیا ہے طبقات شافعیہ وغیرہ مین لکہا ہے کہ مسئلہ خلق قرآن کی ابتدا مامون نے ۲۱۲ھ مین کی اور ۲۱۸ھ مین اوسپر زور دیا اور ۲۳۴ھ کی آخر تک اسکا سلسلہ جاری رہا۔ اگرچہ واثق کے زمانہ مین اس فتنہ کا زور تہا مگر جعفر متوکل نے اوس سے دست بردار ہوکر احکام جاری کئے کہ موافق سنت کے اس مسئلہ مین اعتقاد رکہا جائے اس مدت مین بہت سے محدثین شہید کئے گئے۔

طبقات شافعیہ اور حیوۃ الحیوان مین لکھا ہے کہ ایک بزرگ کو قید کر کے واثق کے دربار مین لایا گیا۔ ابن ابی دواد نے حسب عادت اونسے پوچھا کہ تم قرآن کو مخلوق کہتے ہو یا غیر مخلوق انہون نے کہا مین تم سے ایک بات پوچھتا ہون کہا وہ کیا۔ کہا کہ قرآن کے مخلوق ہونے کا حال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر اور عمر اور عثمان اور علی رضی اللہ عنہم بھی جانتے تھے یا نہین؟ کہا جانتے تھے۔ کہا جسطرح تم لوگون کو اوس کی طرف بلاتے ہو کیا وہ بھی بلاتے تھے یا انہون نے سکوت کیا تھا؟ کہا سکوت کیا تھا۔ کہا پھر تم کیون نہین سکوت کرتے اسکا جواب اوس سے کچھ نہو سکا اور بادشاہ کے سمجھ مین وہ بات آگئی اور اونکو چھوڑ دینے کا حکم دیا۔

طبقات شافعیہ مین ایک لطیفہ لکھا ہے کہ ایک مسخرہ جس کا لقب عبادہ مخنث تھا ایک دن واثق باللہ کے پاس آکر کہا اعظم اللہ اجرک فی القرآن یا امیر المومنین عرب کا دستور ہے کہ جب کوئی مرجاتا ہے تو اوس کی تعزیت مین اعظم اللہ اجرک کہتے ہین۔ بادشاہ نے کہا اے کمبخت کیا قرآن بھی مرتا ہے؟ کہا اے امیر المومنین قرآن آخر مخلوق ہے اور مخلوق کا مرنا ضرور ہے۔ پھر پوچھا اے امیر المومنین اگر قرآن مرجائے تو تراویح کون پڑھائیگا۔ بادشاہ نے کہا کمبخت چپ رہ۔

اب ہم چند امور یہان بیان کرتے ہین جو اس واقعہ سے مستنبط ہوتے ہین ہرچند مقصود کتاب سے اونکو چندان تعلق نہین مگر مناسب مقام ہین۔

(۱) اس واقعہ پر نظر ڈالنے سے یہ بات ظاہر ہے کہ غیر مذہب والون کی مصاحبت اور مکالمت اور ادیان باطلہ کی کتابون کے مطالعہ سے اعتقاد پر بڑا اثر پڑتا ہے گو آدمی دیندار اور فاضل ہو دیکھئے خلیفہ مامون کو محدثین اور اہل تاریخ نے جامع فضائل لکھا ہے چنانچہ تاریخ الخلفا وغیرہ مین لکھا ہے کہ وہ حافظ قرآن اور فقہ اور حدیث مین ماہر تھا ایکبار ہرون رشید نے اوسکو عیسی ابن یونس کی خدمت مین بھیجا انہون نے سو حدیثین اوسکو سنائین۔ مامون نے کہا حضرت مین چاہتا ہون کہ اعادہ کر کے انکی تصحیح کرون اور اونہون نے اجازت دی مامون نے پوری سو حدیثین لفظاً بلفظ زبانی پڑھکر سناوین۔ اور باوجود

اس علم وفضل کے وہ عابد بھی تھا۔ چنانچہ لکھا ہے کہ بعضے رمضانون مین قرآن کے تنتیس[۳۳]
ختم کیے۔ اور اہل بیت کرام کے ساتھ اوسکو دلی محبت اور عقیدت تھی چنانچہ اسی وجہ سے
اپنی لڑکی حضرت علی موسیٰ رضا رضی اللہ عنہ کے نکاح مین دی اور آپ کے نام کا سکہ جاری کیا
اور اپنے بھائی کو جو ولیعہد تھا موقوف کرکے آپکو ولیعہد مقرر کیا اور اس کی شہرت دی۔ اور
سیاہ رنگ جو خلفائے عباسیہ کا بانا تھا چھوڑ کر سبز رنگ اختیار کیا اور مصمم ارادہ کر لیا تھا کہ اپنے
آپ کو معزول کرکے حضرت ممدوح کو مسند خلافت پر بٹھلا دے۔ مگر اوسی عرصہ مین آپکا انتقال
ہوگیا۔ غرضکہ خلفائے عباسیہ مین تو کیا دوسرے سلاطین مین بھی اِن صفات کا جامع شاید ہی
کوئی ہوا ہو۔ ایسے متدین فاضل کو ایک فاسد الاعتقاد ابن ابی دؤاد کی صحبت اور نیز فلسفہ
کی کتابین جو جزیرہ قبرس مین اوس کے ہاتھ آئین اونکے مطالعہ نے اس مسئلہ مین اوس کو
بیباک اور جادہ اہل سنت سے منحرف کر دیا۔

ابن ابی دؤاد کے تقرب کی وجہ یہ تھی کہ مامون ذی کمال اور فاضل شخص تہا اور ابن ابی دؤاد
بھی بڑا ہی فاضل باکمال تھا۔ چنانچہ ابن خلکان رح نے اوسکی طباعی اور تبحر علمی کی کئی واقعے
وفیات الاعیان مین لکھے ہین منجملہ اون کے ایک یہ ہے کہ مامون کی مجلس مین ایکبار ذکر
آیا کہ لیلۃ العقبہ مین انصار نے جو بیعت کی اونکے کیا نام ہین۔ ہر شخص نے اپنے معلومات
بیان کیے مگر مقصود حاصل نہوا۔ اس عرصہ مین ابن ابی دؤاد آگیا جب اوس سے پوچھا گیا
تو فوراً ایک ایک کا نام مع کنیت اور انساب بیان کر دیا۔ بادشاہ نہایت خوش ہوا اور کہا
کہ کسی فاضل کے ساتھ آدمی ہم نشینی چاہے تو ابن ابی دؤاد جیسے آدمی کو اختیار کرے۔ اور
قاعدہ کی بات ہے کہ اہل کمال اہل کمال کو دوست رکھا کرتے ہین۔ اس مناسبت سے
مامون نے اوسکو اپنا مقرب بنایا اور اپنے تبحر علمی اور کمال تدین کے بھروسے اوس کے
مذہب و مشرب کی کچھ پروا نہ کی جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ دنیا مین اوس فتنہ کی آتش مشتعل ہوئی اور
ایک مدت تک اہل اسلام کا ایک منتخب گروہ حیران و پریشان رہا یہ ہے اثر بری صحبت کا۔

بے ادب خود را نہ تنہا داشت بد ۔۔۔ بلکہ آتش در ہمہ آفاق زد

(۲) یہ مسئلہ اوس زمانہ مین عقلی انداز پر پیش نہین ہوا بلکہ مذہبی رنگ مین دکھلایا گیا کہ قرآن

غیر مخلوق ہو تو خالق کے ساتھہ شرک ہوجاتا ہے اسیوجہ سے سلاطین اسلامیہ نے اوسکی انسداد کو اپنا فرض منصبی سمجھا باوجودیکہ مامون نہایت رحم دل حلیم بادشاہ تھا۔ مگر اس مقدمہ مین حلم و عفو اوس سے نہوسکا حالانکہ اوس کی ذاتی کتنی ہی توہین کیجاتی کچھہ مواخذہ نکرتا چنانچہ تاریخ الخلفا مین لکھا ہے کہ ایکبار وہ دجلہ کے کنارہ بیٹھا تھا ایک ملاح یہ کہتا ہوا گذرا کیا تم سمجھتی ہو کہ میری آنکھون مین مامون کی کچھہ وقعت ہے ہرگز نہین اسلئے کہ اوس نے اپنے بھائی امین کو قتل کرڈالا۔ بادشاہ تبسم کرتا ہوا حضار مجلس سے پوچھا کہ تم کوئی ایسا حیلہ جانتے ہو کہ میری وقعت اس بزرگ کی آنکھون مین ہو۔ اوسکا قول تہا کہ مجھے کسیکا قصور معاف کرنے مین نہایت تلذذ ہوتا ہے یہان تک کہ اس تلذذ کی وجہ سے مجھے اندیشہ ہے کہ عفو کے ثواب سے کہین محروم نرہجاؤن اور کہا کرتا تھا کہ اگر لوگون کو معلوم ہوجائے کہ عفو کو مین کسقدر دوست رکہتا ہون تو لوگ میرا تقرب حاصل کرنے کی غرض سے مرتکب جرائم ہوا کرین گے۔ باوجود اس کے اس مذہبی معاملہ مین اوس نے نہ حلم کیا نہ عفو قصور بلکہ حکم قطعی جاری کردیا کہ جو شخص اقرار نکرے اوس کی گردن مارڈالی جائے۔ چونکہ منشا اسکا حفاظت دین تھا اسلئے وہ لوگ اوسکو باعث تقرب الہی سمجھتے تھے۔ چنانچہ طبقات شافعیہ مین لکھا ہے کہ احمد ابن نصر خزاعی رح جو شیخ جلیل القدر تھے۔ واثق باللہ کے دربار مین حاضر کئے گئے۔ بادشاہ نے سوال کیا کہ قرآن کے باب مین تم کیا کہتے ہو انہون نے کہا اللہ تعالی کا کلام ہے اوس نے پوچھا مخلوق ہے یا غیر مخلوق کہا اللہ کا کلام ہے ہرچند کسی ایک شق کو اختیار کرنے کیلئے اصرار کیا گیا مگر آپ یہی کہتے کہ وہ اللہ کا کلام ہے اہل دربار مین سے کسی نے کہا یہ شخص حلال الدم ہے اسکو قتل کرنا چاہئے۔ ابن ابی دؤاد نے کہا کہ انکی عقل مین فتور معلوم ہوتا ہے۔ بہتر ہے کہ چند روز انکو مہلت دیجائے شاید اس عرصہ مین توبہ کرلین بادشاہ نے کہا میری دانست مین یہ شخص اشد کافر ہے کہ اپنے اعتقاد سے ٹلتا ہی نہین یہ کہکر تلوار منگوائی اور کہا کہ میرے ساتھہ کوئی نہ اٹھے مین خود اپنے ہاتھہ سے اسکو قتل کرتا ہون کیونکہ جتنے قدم اس کام مین مین چلون باعث اجر ہین چنانچہ اپنے ہاتھہ سے اونکو قتل کیکے اونکا سر بغداد کے شرقی جانب مین چند روز اور غربی جانب مین چند روز لٹکا

سنے کا حکم دیا تاکہ لوگون کو عبرت ہو کہ اس عقیدہ والون کی یہ سزا ہے اور اونکے کان مین یہ پرچہ لٹکا دیا گیا۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم یہ سر احمد ابن نصر ابن مالک کا ہے اوس سے عبداللہ واثق باللہ امیر المومنین نے کہا کہ قرآن کو مخلوق کہے مگر اوس نے سرکشی کی اسلئے اللہ نے اوسکو دوزخ مین بہیجدیا۔

لکہا ہے کہ اونکی شہادت کے بعد تہوڑے عرصہ مین واثق کا انتقال ہوا اور اوسکا بہائی متوکل باللہ مسند خلافت پر بیٹھا ایک روز عبدالعزیز بن یحییٰ کنانی نے عرض کیا کہ ایک عجیب واقعہ دیکہا گیا کہ جب واثق نے احمد بن نصر خزاعی کی گردن ماری تہی تو اونکے دفن تک قرآن اونکی زبان سے اکثر سنا گیا۔ متوکل کو اس واقعہ کے سننے سے عبرت ہوئی اور فکر مین بیٹھا تھا کہ محمد ابن عبدالملک زیات حاضر ہوا متوکل نے اوس سے کہا کہ احمد ابن نصر کے قتل کا مجھے ملال ہے اوس نے کہا اے امیر المومنین اگر واثق نے اوسکو کفر کی وجہ سے نہ مارڈالا ہو تو اللہ مجھے آگ سے جلادے اوسکے بعد ہرثمہ آیا اوس سے بھی بادشاہ نے ملال ظاہر کیا اوس نے کہا اے امیر المومنین اگر واثق نے اوسکو کفر کی وجہ سے نہ مارڈالا ہو تو خدا ہر ایک عضو میرا جدا کردے۔ اوسکے بعد ابن ابی دواد آیا بادشاہ نے اوس سے بھی ویسا ہی کہا اوس نے بھی تسکین دی کہ اگر وہ کفر کی وجہ سے نہ مارڈالا گیا ہو تو خدا مجھے فالج سے ہلاک کردے۔ لکہا ہے کہ تہوڑے عرصہ مین وہ تینون نے جسطرح کہا تہا اوسے موت سے مرے حیوۃ الحیوان مین لکہا ہے کہ احمد بن نصر خزاعی رح کو بعد شہادت کسی بزرگ نے خواب مین دیکہا اور پوچھا کہ خدا ے تعالیٰ نے آپکے ساتھہ کیا معاملہ کیا کہا کہ مغفرت کی لیکن تین روز سے مین ایک غم مین مبتلا تھا۔ پوچھا غم کیسا۔ کہا دوبار نبی صلی اللہ علیہ وسلم میرے روبرو سے تشریف لے گئے مگر میری طرف توجہ نہین کی تیسرے روز جب تشریف فرما ہوئے تو مین نے عرض کیا یارسول اللہ کیا مین حق پر تھا اور وہ لوگ باطل پر نہین تھے فرمایا ہان تم ہی حق پر تھے مین نے عرض کیا پہر حضرت جو مجھسے اعراض فرماتے ہین اسکی کیا وجہ؟ فرمایا تم سے مجھے شرم آتی ہے کہ میرے اہل بیت مین سے تمہین ایک شخص نے قتل کیا۔

اسمین شک نہین کہ مسئلہ قرآن مین بعض سلاطین اسقدر تشدد اور قتل کو اپنے زعم مین گویا تائید

دین سمجھے تھے لیکن باطل پر ضرور تھے مگر اونکے اس تشدد کا یہ اثر تو ضرور ہوا کہ اہل باطل کے
حوصلے پست ہوگئے کسی کی مجال نہ تھی کہ دین مین کوئی نئی بات نکال سکے اور یہ خوف
لوگون کے دلون پر طاری ہوگیا تھا کہ جب ایسے ایسے نامی وگرامی علما جنکو عموماً محدثین اور اہل
حق اپنے مقتدا مانتے ہین ایک مسئلہ مین خلاف کرنے سے اونکے قتل عام کا حکم ہوگیا اور
ہر طرف دار و گیر ہونے لگی تو ہر کس و ناکس کس قطار و شمار مین۔ بہر حال ان کارروائیون سے
ثابت ہے کہ جس طرح اہل حق سے دین کی تائید اور حفاظت ہوئی ان سلاطین کے رعب داب
سے بھی دین کی حفاظت ہوئی۔ اب غور کیا جائے کہ جسطرح اس آخری زمانہ مین جسکا جو جی چاہتا
قرآن وحدیث مین تاویلین کرکے ایک گروہ اپنا علانیہ قائم کرلیتا ہے کیا ان سلاطین کے زمانہ مین
یہ ممکن تھا؟ اونکی طرز حکومت گواہی دے رہی ہے کہ جتنی آزادی ادیان باطلہ کو تھی مسلمانون کو
نتھی۔ دیکھ لیجئے خلق قرآن کے مسئلہ مین صرف محدثین مجبور کئے جاتے تھے کسی یہودی اور
عیسائی سے اس مسئلہ کا سوال ہی نہوا حالانکہ وہ بھی کلام الٰہی کے قائل تھے۔ ہان اسلامی مذاہب
باطلہ کے موجد اور سرپرست مخفی طور پر جاہلون کو بمناسبت طبیعی طلاقت لسانی سے۔ اپنے ہم
ہمخیال بنا لیتے تھے اور کبھی کبھی موقع پاکر کسی مسئلہ مین عقلی دلائل سے بادشاہون کو بھی دھوکہ دیدیتے
چنانچہ بعضے اصحاب غیلان نے یزید ناقص کو جو سلاطین بنی امیہ مین تھا قدری بنالیا تھا جسکی
وجہ سے چندروز مذہب قدریہ کو تائید ملی اسیطرح ماموں کو معتزلی نے مسئلہ خلق قرآن
مین دھوکا دیدیا۔

اس سے ظاہر ہے کہ اسلام مین قدیم سے جو مذہب قرناً بعد قرن چلا آرہا ہے وہ مذہب اہل سنت
وجماعت ہے اور اوس کے سوا جتنے مذاہب ہین سب حادث ہین جنکا موجد ایک ہی ایک
شخص ہوا کیا۔ مثلاً مذہب قدریہ کا موجد معبد جہنی ہے جو صحابہ کے زمانہ مین تھا اور جس صحابی نے
اوسکی یہ بدعت سنی اوس سے ابراء ذمہ کرکے اوسکی مخالفت کا اعلان کیا اسی طرح مذہب
اعتزال کا موجد واصل ابن عطا ہے جو تابعین کے زمانہ مین تھا۔ اسیطرح کل مذاہب باطلہ کا حال
ہے جو مذہب اہلسنت وجماعت سے علحدہ ہوکر قرآن مین ایسی بیجا تاویلین کرتے جو صراحۃً تحریف
ہین۔ اور اپنی مرضی کے مطابق بحسب ضرورت حدیثین بنالیتے اور جو حدیثین اپنے مقصود کے

مخالف پاتے اونکو موضوع قرار دیتے یا تاویلین کرتے کیونکہ نئی بات کا موجد جو تمام امت موجودہ سے علحدگی اختیار کرتا ہے جب تک ایسی کارستانیان نکرے۔ کوئی شخص اوسکا ہمخیال نہین بن سکتا بخلاف اس کے اہل سنت وجماعت کو جو ہر ایک موجد کے زمانہ مین موجود تھے ایسی کارروائیون کی ضرورت ہی تھی اس سے ظاہر ہے کہ صرف اہل سنت وجماعت کا مذہب ایسا ہے جس مین کسی کے ایجاد واختراع کو دخل نہین۔ اور یہ مسلم ہے کہ ہمارا آسمانی دین کسی کے ایجاد اور اختراع کو جائز نہین رکھتا۔ چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صاف فرمادیا کہ اس دین مین تہتر (۷۳) مذہب بنائے جاینگے۔ مگر وہ کل مذاہب ناری ہین اور ناجی ایک ہی مذہب ہے۔ کسی نے پوچھا وہ کونسا مذہب ہے فرمایا جس پر مین اور میرے صحابہ ہین کما فی المشکوٰۃ عن عبد اللہ بن عمرو قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تفترق امتی علی ثلث وسبعین ملۃ کلہم فی النار الا ملۃ واحدۃ قالوا من ہی یا رسول اللہ قال ما انا علیہ واصحابی رواہ الترمذی وفی معناہ ما رواہ احمد وابو داؤد اسیوجہ سے تابعین نے احادیث اور اقوال صحابہ کو محفوظ کرلیا تاکہ وہ ناجی مذہب ہاتھ سے جاتا نرہے اور اونکے بعد کے طبقات مین بھی اونکی پوری پوری حفاظت ہوتی گئی۔ ہر چند اہل مذاہب باطلہ نے بہت کچھ فکرین کین کہ اپنے خیالات باطلہ کو دینی مسائل اور اعتقادات مین مخلوط کردین چنانچہ طلاقت لسانی سے کام لیا بعضے سلاطین کو اپنے ہمخیال بناکر مسلمانون پر دباؤ ڈالا اور سختیان کین مگر بفضلہ تعالیٰ اونکی کچھہ چل نسکی۔ اور اونکے تراشیدہ خیالات دین مین ایسے ممتاز رہے جیسے دودہ مین مکھی جنکو مسلمانون نے نکالکر پھینکدیا اور بفضلہ تعالیٰ وہی خالص دین ہم تک برابر پہونچ گیا نشہد اللہ علی ذالک۔

(۳۳) اگرچہ شرعاً اجازت ہے کہ جبر واکراہ کے موقع مین زبان سے کوئی کلمہ کفر کہدیا جائے تو مضائقہ نہین جیسا کہ اس آیۂ شریفہ سے ظاہر ہے من کفر باللہ من بعد ایمانہ الا من اکرہ وقلبہ مطمئن بالایمان ولکن من شرح بالکفر صدرا فعلیہم غضب من اللہ ولہم عذاب عظیم اسیوجہ سے اکثر محدثین نے قرآن کے مخلوق ہونے کا زبانی اقرار کرلیا تھا اور امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ بھی اس مسئلہ کو بخوبی جانتے تھے باوجود اسکے آپ جو انکار کرتے رہے اوسکی وجہ یہی تھی کہ اگر کل علما مصلحۃً قرآن کا اقرار کرلیتے تو عوام الناس اس مصلحت کو تو نہ سمجھتے بلکہ یہ خیال کرتے

تہتر (۷۳) اہل مذاہب ناجی

کہ اگر یہ اعتقاد باطل ہوتا کوئی عالم تو اسکی مخالفت کرتا۔ اور انکا یہی خیال تھا کہ معلوم نہین
یہ طوفان بے تمیزی کب تک رہیگا اگر ایک مدت تک یہی اعتقاد فاسد عوام الناس کے ذہن نشین
ہو رہے تو اہل حق کو آئندہ اسکی اصلاح مین دشواریان لاحق ہونگی۔ غرضکہ ان خیالات
اور آپکے چند ہمخیال محدثین نے اقسام کی سختیان اٹھائین بلکہ جان تنگ دیدی مگر حق بات
ظاہر کرتے رہے جس سے تمام مسلمانون مین یہ بات مشہور ہوگئی کہ یہ مسئلہ دین مین ایسا ضروری
اور مہتم بالشان ہے کہ اوسکے مقابلہ مین جان بھی کوئی چیز نہین چنانچہ اسکا یہہ اثر ہوا
کہ اسی مسئلہ پر اہل حق و باطل کا امتیاز قرار پایا نہایت شد و مد سے احتیاط ہونے لگی
چنانچہ حضرت غوث الثقلین رضی اللہ عنہ غنیۃ الطالبین مین فرماتے ہین وہو کلام اللہ
فی صدور الحافظین والسن الناطقین فی اکف الکاتبین وملاحظۃ الناظرین ومصاحف اہل الاسلام
والواح الصبیان حیثما روی ووجد فمن زعم انہ مخلوق او عبارتہ او التلاوۃ غیر المتلو او قال لفظی
بالقرآن مخلوق فہو کافر باللہ العظیم ولا یخالط ولا یواکل ولا ینا کح ولا یجاور بل یہجر ویہان ولا
یصلی خلفہ ولا یقبل شہادتہ ولا یصح ولایتہ فی نکاح ولیہ ولا یصلی علیہ اذا مات فان ظفر بہ استتیب
ثلاثا کالمرتد فان تاب والا قتل سئل الامام احمد ابن حنبل رحمہ اللہ عمن قال لفظی مخلوق فقال کفر
وقال رحمہ اللہ من قال القرآن کلام اللہ لیس بمخلوق والتلاوۃ مخلوقۃ کفر تلاوت اور متلو مین
جو فرق ہے اہل علم خوب جانتے ہین مگر چونکہ عوام ایسے امور مین فرق نہین کرسکتے اسلئے
دونون کا ایک ہی حکم قرار دیا گیا تھا تاکہ قرآن کے مخلوق ہونے کا کسیکو خیال بھی نہ آسکے اور
یہ تشدد اس قسم کا تھا جیسے تحریم خمر کے زمانہ مین ظروف خمر کا استعمال بھی حرام کردیا گیا تھا
باوجودیکہ امام بخاری رح کی جلالت شان تمام محدثین مین مسلم ہے مگر جب انہون نے یہ کہا کہ قرآن
تو غیر مخلوق ہے مگر اوسکا تلفظ کرنا جو انسان کا فعل ہے وہ مخلوق ہے اتنی بات پر اوس
زمانہ کے محدثین اونسے بگڑ گئے چنانچہ طبقات شافعیہ مین امام سبکی رح نے لکھا ہے کہ جب امام بخاری
نیشاپور گئے تو علمائے بغداد نے ذہلی رح کو جوان شیخ الشیوخ مانے جاتے تھے لکھ بھیجا کہ
محمد اسمعیل بخاری وہان آتے ہین اونکا عقیدہ ہے کہ لفظی بالقرآن مخلوق ہے ہر چند ہم نے
اونکو اس عقیدہ سے منع کیا مگر وہ نہین مانتے اسلئے آپ خبردار ہوجائے کہ کوئی اونکے

پاس نہ جاسکے۔ چونکہ امام بخاری رح کی شہرت ہر ملک مین تھی نیشاپور مین آپکی تشریف فرمائی کا حال
معلوم ہوا تو آپ کے استقبال مین خلق کا ایسا ہجوم تھا چنانچہ طبقات شافعیہ مین لکھا ہے کہ
صرف وہ لوگ جو گھوڑون پر سوار تھے چار ہزار تھے اور جو لوگ خچرون اور گدہون پر سوار تھے یا پیدل
تھے اونکی تو گنتی نہین ہر روز محدثین اور طلبہ جوق جوق بغرض استفادہ و تلمذ حاضر ہوتے۔ ایک روز
جب خوب مجمع ہوا ایک شخص نے کھڑے ہوکر پوچھا کہ حضرت تلفظ بالقرآن کو آپ مخلوق کہتے
ہو یا غیر مخلوق ہرچند آپ نے ٹالا مگر اوسنے پیچھا نہ چھوڑا آخر آپ نے اپنی تحقیق بیان
کی کہ قرآن اللہ کا کلام غیر مخلوق ہے اور بندہ کے کل افعال مخلوق ہین یعنے تلفظ بندہ کا فعل ہے
اسلیے وہ مخلوق ہے۔ یہ کہنا ہی تھا کہ مجلس مین شور مچ گیا اور کل حضار مجلس چلے گئے اور ادہر ذہلی رح نے اعلان
دیا کہ جو شخص بخاری کے پاس جاے وہ ہمارے پاس نہ آئے کیونکہ جو شخص تلفظ بالقرآن کو مخلوق کہے وہ بدعتی ہے
اوسکے ساتھ بیٹھنا اور اوس سے بات کرنی درست نہین غرض امام بخاری رح اس مسئلہ مین اسقدر مطعون اور تنگ ہوے
کہ ایک کتاب اس باب مین لکھنے کی ضرورت ہوئی جسکا نام خلق افعال عباد رکھا اس مین بہت سی آیتون اور
حدیثون سے استدلال کیا اور بہت سے دلائل قائم کئے منجملہ اونکے چند یہ ہین قراءۃ القرآن العمل
ومن قال اعمال العباد لیس بخلق فہو کافر۔ اور لکھا ہے ان الابلاغ منہ صلی اللہ علیہ وسلم وان کلام اللہ
من ربہ۔ اور لکھا ہے القراءۃ فعل العبد ولا یخفی معرفۃ ہذا القدر الا من اعمی اللہ قلبہ ولم یوفقہ ولم یہدہ
سبیل الرشاد اور لکھا ہے جمیع القرآن ہو قولہ والقول صفۃ القائل وہو موصوف بہ فالقرآن
قول اللہ عزوجل والقراءۃ والکتابۃ والحفظ للقرآن من فعل الخلق اور ہر ایک استدلال مین احادیث
بکثرت پیش کئے ہین۔

تہذیب التہذیب سے ظاہر ہے کہ حسین بن علی کرابیسی کو محدثین معتبر سمجھتے تھے چنانچہ خطیب
بغدادی نے اونکی نسبت لکھا ہے کان فہما عالما فقیہا ولہ تصانیف کثیرۃ فی الفقہ و فی الاصول
تدل علی حسن فہمہ وغزارۃ علمہ۔ باوجود اسکے جب انہون نے امام احمد بن حنبل رح کی مخالفت
کی اور مخالفت بھی اسقدر کہ لفظی بالقرآن غیر مخلوق کہتے تھے ورنہ قرآن کے غیر مخلوق ہونے
کے وہ بھی قائل تھے۔ تو محدثین نے اونکو ترک کر دیا اور لکھا ہے کہ امام بخاری رح انہی کی
صحبت مین رہتے تھے اونہی سے یہ مسئلہ انہون نے لیا ہے۔

تہذیب التہذیب مین، ابوبکر احمد رماوی کے ترجمہ مین لکھا ہے کہ کسی نے ابوداؤد سے پوچھا کہ آپ رماوی کی روایتین کیون نہین بیان کرتے کہا اسلیے کہ مین نے اوسکو دیکھا کہ اون لوگون کے ساتھہ رہا کرتا ہے جو قرآن کو غیر مخلوق کہنے مین توقف کرتے ہین اسلئے اوس سے روایت نہین لی۔ حالانکہ تہذیب التہذیب سے ظاہر ہے کہ رماوی کے حفظ وغیرہ کی توثیق محدثین نے کی ہے۔

تذکرۃ الحفاظ مین اسحق ابن ابی اسرائیل کا حال لکھا ہے کہ محدثین نے اونکی توثیق مین یہانتک کہا ہے کہ حفظ و ورع مین اونکا نظیر نہین مگر جب انہون نے قرآن کو غیر مخلوق کہنے مین توقف کیا تو محدثین نے اونکو ترک کر دیا اور تہذیب التہذیب مین اونکے ترجمہ مین ابوحاتم رازی کا قول نقل کیا ہے کہ پیشتر ہم لوگ اونسے روایت لیتے تھے۔ مگر جب انہون نے قرآن کے مسئلہ مین توقف کیا تو ہم نے اونسے حدیث لینے مین توقف کیا اور محدثین نے اونکو ترک کر دیا چنانچہ مین کبھی اونکی مسجد مین جاتا تو دیکھتا کہ وہ اکیلے بیٹھے ہین اور کوئی اونکے پاس نہین جاتا۔

تذکرۃ الحفاظ مین لکھا ہے کہ ابن شرقی کہتے ہین کہ مین محمد ابن یحیی کے حلقہ مین گیا انہون نے اہل حلقہ کی طرف خطاب کر کے کہا کہ تلفظ بالقرآن کو جو شخص مخلوق سمجھے وہ ہماری مجلس مین نہ آئے۔

کشف بزدوی مین لکھا ہے کہ ابویوسف رح کہتے ہین کہ مسئلہ خلق قرآن مین چھہ مہینے تک ابوحنیفہ رح کے ساتھہ مین مناظرہ کرتا رہا آخر میری اور اونکی رائے کا اتفاق اسپر ہوا کہ جو شخص قرآن کو مخلوق کہے وہ کافر ہے اور محمد رح بھی اسی کے قائل ہین۔

مقصود ہمارا اس بیان سے اسیقدر ہے کہ اس مسئلہ مین محدثین نے اسقدر احتیاط کی کہ امام بخاری رح جیسے مستند شیخ وقت کی کسی نے نہ مانی اور مدتون وہ مطعون رہے اور بہت سے محدثین متروک کر دیے گئے اور سلاطین کی وہ جابرانہ کارروائیان سب کان لم یکن ہوگئین بلکہ بمصداق ؏ عدو شود سبب خیر گر خدا خواہد ؂ جسقدر انہون نے تشدد کیا تھا اوس سے زیادہ محدثین کی طرف سے اس مسئلہ مین تشدد ہوا اور سلطنت نے جس بات پر اپنا پورا زور لگا دیا تھا اوسکا نتیجہ یہ ہوا کہ اوسکی مخالفت نہایت شد و مد سے کیگئی اور سلطنت سے کچھہ نہو سکا۔ غرضکہ سلاطین کی پوری مخالفت سے بھی دین کا ایک مسئلہ بگڑ نسکا

محدثین نے اس مسئلہ مین اسقدر تشدد اس وجہ سے کیا کہ ایک حدیث شریف مین خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ قرآن غیر مخلوق ہے جسکی حفاظت ان جانبازان اسلام نے کی۔ اب غور کیجیے کہ کسقدر ان حضرات کو استقامت تھی کہ ہر چند سلطنت مخالف ہو گئی مگر ایک حدیث کو بھی انہون نے تلف ہونے نہ دیا۔ یہ لوگ ہین جس سے دین کی حفاظت ہوئی اگر خالص دین پوچھیئے تو وہی ہے جو ان حضرات کے ذریعہ سے پہونچا ہے ایسے ہی افراد سے دین لینے کی ضرورت عقلاً اور شرعاً ثابت ہے کنز العمال مین ہے۔ عن ابن عمر رض قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا ابن آدم دینک دینک انما ہو لحمک ودمک فانظر عمن تاخذ الدین عن الذین استقاموا ولا تاخذ عن الذین قالوا (عد) یعنے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اے ابن آدم دین کو خوب مستحکم کر وہ تیرا گوشت وخون ہے یعنے قوام روحانی اوسی سے ہے۔ دین کو دیکھ سمجھ کے لے۔ ایسے لوگون سے لے جنکو دین مین استقامت حاصل ہے اور اون لوگون سے مت لے جو کہتے ہین یعنے باتین ہی باتین ہین اور عمل ندارد۔ اور عقل بھی اسی کو مقتضی ہے اسلیے کہ جو لوگ صرف طمع دنیوی سے دین کے مسائل مین تصرف کرتے ہین یا عقل کی پیروی کر کے قرآن وحدیث کے معنی مین تحریف کرتے ہین اونسے جو بات لیجائیگی اوسکو دین سے کیا تعلق وہ تو اونکی رائی ہوئی اور دین کسیکی رائی کا نام نہین وہ خاص خدا و رسول کا مقرر کیا ہوا ہے جس کا ثبوت آیات واحادیث سے صراحۃً ہوا ہو۔ غرضکہ محدثین کی جانفشانیان اور اولو العزمیان اور وہ امور جن سے حفاظت حدیث متعلق ہے مثل حافظہ تدین اور احتیاط وغیرہ دیکھے جائین تو اہل انصاف کا وجدان خود گواہی دیگا کہ یہ حضرات خاص احادیث کی حفاظت کیلیئے پیدا کیئے گئے تھے۔ اب ہم چند حالات بھی ان حضرات کے بطور مشتے نمونہ از خروارے تبرکاً ہدیۂ ناظرین کرتے ہین جس سے ہمارے قول کی تصدیق ہو جائے گی۔

مقدمہ فتح الباری مین شیخ الاسلام ابن حجر عسقلانی رح نے لکھا ہے کہ امام بخاری رح کے والد مالدار شخص تھے پچیس ہزار درہم انہون نے کسی کو مضاربت کی غرض سے دیئے تھے اونکے انتقال کے بعد اوس شخص نے چاہا کہ وہ مال غصب کرے لوگون نے امام بخاری

سے کہا کہ والی سے اس بات مین ۔ ۔ لیجیے آپنے فرمایا کہ اگر مین والی سے کوئی درخواست
کرون تو وہ بہی مجہسے کچہہ خواہش کریگا اور مین دین کو دنیا کے عوض ہرگز بیچنا نہین چاہتا
اوسکے بعد اوس شخص نے اس بات پر صلح کی کہ ہر مہینے دس درہم دیا کرونگا آپ اوسی پر
راضی ہو گئے۔ اور خود امام بخاری کا قول نقل کیا ہے کہ جب مین آدم ابن ایاس کے یہان
تحصیل حدیث کے لئے گیا اوسوقت میرے پاس کچہ خرچ نہتا کئی روز گذران اسطور پر رہی
کہ جب زیادہ بہوک لگتی تو جنگل کو جاکر کچہ پتے بوٹیان کہالیتا طبقات شافعیہ مین امام سبکی رح
نے لکہا ہے کہ عمر بن حفص کہتے ہین کہ ہم بصرہ مین بخاری رح کے ساتہہ حدیث لکہتے تھے
ایک بار کئی روز اُنسے ملاقات نہوئی اتفاقاً ایک روز کسی حجرہ مین اونکو دیکہا کہ برہنہ
بیٹہے ہین دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ لباس نہونے کی وجہ سے باہر نکل سکے اور
خرچ بہی ہوگیا تہا ہمنے چندہ کرکے اونکو لباس بنادیا۔ اونکی اولوالعزمی کا خیال کیجیے
کہ کہانے کی وہ حالت اور کپڑے کی یہ حالت باوجود اسکے اونکی ہمت مین ذرا بہی فرق
نہ آیا اور کمال حاصل کرہی لیا اور لکہا ہے کہ حامد ابن اسمعیل وغیرہ کہتے ہین کہ
بخاری رح لڑکپن مین ہمارے ساتہہ اساتذہ کے یہان جاتے مگر چپ چاپ بیٹہے رہتے
کبہی کوئی حدیث نہین لکہی ہم اکثر کہا کرتے کہ جب ہر روز تم آتے ہو کیون نہین لکہا کرتے
اس تضییع اوقات سے کیا فائدہ یہ سنکر چپ ہوجاتے ایکروز جب ہمنے بہت ملامت کی تو کہا کہ
تم نے مجہے تنگ کر دیا اچہا جو حدیثین تم نے لکہی ہین وہ سب نکالو جب ہم نے
نکالا تو پندرہ ہزار سے زیادہ ہوگئی تہین کہا یہ سب مجہسے زبانی سن لو چنانچہ وہ
پڑہتے گئے اور ہم اون سے سنکر تصحیح بہی کرتے گئے اسکے بعد جب وہ کسی شیخ کے
یہان جاتے تو طالب علمون کا اونکے ساتہہ مجمع رہتا۔ چونکہ وہ کم عمر تہے کسی جگہ راہ مین بٹہا
اونکو بٹہا لیتے اور اونسے احادیث کی تصحیح کرتے اور ہزارون شائقین کا وہان مجمع ہوجاتا
اور اکثر انہین سے روایت کرتے۔
تذکرۃ الحفاظ مین ابن ابی حاتم کا حال لکہا ہے کہ وہ ... بیٹے کہتے
ہین کہ اس عرصہ مین سالن کہانے کی کبہی نوبت نہ آئی جب ... مین جاتے

اور رات کو سبق لکھ لیتے یا لکھے ہوئے کا مقابلہ کرتے اونکا بیان ہے کہ ایک روز مین اور میرے
ایک ہم سبق رفیق ایک شیخ کے یہان گئے معلوم ہوا کہ وہ بیمار ہین واپسی کے وقت
بازار مین ایک مچھلی نظر آئی چونکہ فرصت تھی اوسکو بھنے خرید اجب گھر پہونچے تو دوسرے
شیخ کی تدریس کا وقت ہو چکا تھا ہم وہان چلے گئے اور وہ مچھلی رکھی رہی اور تین روز تک
اوس کے پکانے کی نوبت نہ آئی آخر بھوک کی حالت مین جسقدر رکھائی گئی کچی کھالی۔
علمائے سلف مین مولوی حبیب الرحمن خان صاحب شروانی نے لکھا ہے کہ ابن
سقری بیان فرماتے ہین کہ مین نے صرف ایک نسخہ ابن فضالہ کی خاطر ستر منزل کا سفر کیا تھا
اوس نسخے کی ظاہری حیثیت یہ ہے کہ اگر کسی نان بائی کو دیا جائے تو وہ ایک روٹی بھی
اوس کے عوض مین دینا گوارا نہ کریگا۔ اسکے علاوہ امام موصوف نے چار مرتبہ مشرق
(ممالک ایشیا) اور مغرب (ممالک افریقہ و اسپین) کا سفر کیا تھا اور دس دفعہ بیت المقدس
گئے تھے۔
اوسی مین ابن طاہر مقدسی کا حال تذکرۃ الحفاظ سے لکھا ہے کہ انہون نے جتنے سفر طلب حدیث
مین کئے کبھی کسی سواری کا سہارا نہین لیا سواری اور بار برداری دونون کا کام وہ اپنے
ہی نفس سے لیتے تھے سفر پیادہ کرتے تھے اور کتابون کا پشتارہ پشت پر ہوتا
تھا مشقت پیادہ روی کبھی کبھی یہ رنگ لاتی کہ پیشاب مین خون آنے لگتا اسی جفاکشی
سے جو سیاحت حافظ ممدوح نے کی اوس مین حسب ذیل مقامات منجملہ اور مقامونکے تھے
بغداد۔ مکہ مکرمہ۔ جزیرۂ تینس (واقع بحیرۂ روم) دمشق۔ حلب۔ جزیرہ۔ اصفہان نیشاپور۔
ہرات۔ رحبہ۔ نوقان۔ مدینہ طیبہ۔ نہاوند۔ ہمدان۔ واسط۔ ساوہ۔ اسد آباد۔ انبار۔ اسفرائن
آمل۔ اہواز۔ بسطام خسرو جرد۔ جرجان۔ آمد۔ استر آباد۔ بوسنج۔ بصرہ۔ دینور۔ رے شہر
شیراز۔ قزوین۔ کوفہ ۔ اسکے سوا محدثین کے شوق اور علو ہمت اور استقلال
وغیرہ کے وقائع بکثرت ہین جن مین سے اکثر علمائے سلف مین مذکور ہین۔
اب ان حضرات سکے حافظے کا بھی تھوڑا سا حال سن لیجئے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے
حافظہ کا تو حال کسیقدر ابھی معلوم ہوا اسکے سوا اور بہت سے حالات کتابون مین

مذکور ہین بستان المحدثین مین شاہ عبد العزیز رحمہ نے امام ترمذی رحمہ کے حافظہ کا حال لکہا ہے
کہ کسی شیخ سے آپ نے دو جزو روایتین لکہہ لی تہین مگر اوس کی تصحیح کا اتفاق نہین ہوا
تھا۔ ایک عرصہ کے بعد مکہ معظمہ کی راہ مین اوسنے ملاقات ہوئی آپ نے اون
روایتون کی تصحیح کی درخواست کی۔ شیخ نے فرمایا اچھا وہ جزو نکالو آپ نے نکال لیے
شیخ نے پڑھنا شروع کیا اور آپ سنتے جاتے تھے اور جزو برائے نام ہاتھہ مین تھے
اتفاقاً وہ جزو سادے تھے جن پر شیخ کی نگاہ پڑ گئی غصہ سے شیخ نے کہا کیا تم استہزا کرتے
ہو آپ نے کہا مجھے اجزا کے دیکھنے کی ضرورت نہین وہ کل حدیثین سب مجھے یاد ہین شیخ
نے فرمایا اگر یاد ہین تو پڑھو آپ نے پوری حدیثین مع اسناد سنا دین شیخ نے امتحاناً چالیس
حدیثین اپنی غرائب پڑھین جو دوسرون کے پاس نہین تھین آپ نے وہ حدیثین بھی
مع اسناد سنا دین۔

جب امام محمد صاحب امام صاحب کی خدمت مین گئے آپ نے فرمایا پہلے قرآن شریف
یاد کر لو یہ سنکر وہ چلے گئے اور ایک ہفتہ مین یاد کر لیا۔ طبقات شافعیہ مین امام سبکی رحمہ نے
لکھا ہے کہ ابو الفضل ہمدانی جب نیشاپور گئے تو اونکے حافظہ کی وہان بڑی شہرت ہوئی اور
فی الواقع حافظہ تہا بھی ایسا ہی سو شعر ایک بار کے سننے مین اونکو ایسے یاد ہو جاتے تھے
کہ آخری شعر سے شروع کرکے ایک ایک شعر اول تک سنا دیتے چنانچہ اوسی پر اونکو بدیع الزمان
کا لقب وہان ملا ایک روز انہون نے کمال فخر سے کہا کہ یہ جو کہا جاتا ہے کہ فلان شخص فن
حدیث مین حافظ ہے اور اکابر محدثین کا ذکر اس لقب سے کیا جاتا ہے سو وہ کوئی نادر بات
نہین یہ کیفیت حافظ ابو عبد اللہ حاکم کو پہونچی اونہون نے حدیث کا ایک جزو اونکے
پاس بھیجا اور کہلایا کہ ایک ہفتہ کی آپکو مہلت ہے اسکو خوب یاد کرکے سنا دیجیے مدت گزرنے
کے بعد انہون نے یہ کہکر وہ جزو واپس کر دیے کہ یہ کون یاد کرے محمد ابن فلان اور
جعفر ابن فلان اور عن فلان مختلف نام اور ایسے الفاظ کہ جن مین کوئی مناسبت نہین حاکم رحمہ نے
کہلا بھیجا کہ اپنے حافظہ کا مقدار سمجھے لیجیے اشعار کا یاد رکھنا اور بات ہے اور حدیثون کا
یاد رکھنا اور۔ اشعار کے مضمون مین مناسبت ہوتی ہے اور [illegible] اور [illegible]

نامون مین کوئی ربط و مناسبت نہین ہوتی یہان صرف حافظہ کا کام ہے جو خاص موہبت الٰہی ہے۔

تہذیب التہذیب مین اسحٰق ابن ابراہیم کے ترجمہ مین لکھا ہے کہ ایکبار انہون نے گیارہ ہزار حدیثین مع اسناد زبانی لکھوادین پھر جب شاگردون نے دوبارہ پڑھنے کو کہا تو بلا کم و کاست اعادہ کردیا اور ایک حرف کی کمی و زیادتی نہین کی اس قسم کے واقعات کتب رجال مین بکثرت ملتے ہین جن سے معلوم ہوتا ہے کہ جتنے نامی گرامی محدثین ہین سب کو اعلیٰ درجہ کا حافظہ عنایت ہوا تھا۔ اسی وجہ سے اونکا لقب حافظ ہوا کرتا تھا چنانچہ امام ذہبی نے خاص ان حضرات کے حالات مین ایک کتاب چار جلدون مین لکھکر اوسکا نام ہی تذکرۃ الحفاظ رکھا۔ چونکہ حفاظت حدیث کا مدار حافظہ پر ہے اسوجہ سے راویون کے حافظہ کی تحقیق و تفتیش خاص طور پر ہوا کرتی تھی اگر پیرانہ سری کی وجہ سے کسی کے حافظہ مین ضعف آجاتا تو وہ کیسے ہی مستند شیخ الشیوخ مانے گئے ہون متروک کردئے جاتے تھے۔ تہذیب التہذیب مین ابن حجر عسقلانی رحمہ نے جریر ابن حازم کے ترجمہ مین لکھا ہے کہ وہ اعمش اور ایوب اور ابن مبارک اور وکیع رہ وغیرہ کے استاد ہین جن مین کسی قسم کا کلام نہین ہوسکتا مگر جب اونکے حافظہ مین ضعف آگیا تو خود اونکے فرزندون نے اونکو ترک کردیا۔ ادنیٰ تامل سے یہ بات معلوم ہوسکتی ہے کہ جس قوم مین شوق تحصیل حدیث اور علو ہمت اور استقلال اور قوت حافظہ مافوق العادت حق تعالیٰ نے دی ہو تو بدلیل انی یہ ضرور ماننا پڑیگا کہ حق تعالیٰ کو منظور ہے کہ مثل قرآن کے احادیث نبویہ بھی محفوظ رہین کیونکہ اسکا انکار نہین ہوسکتا کہ جس قوم کو خدائے تعالیٰ کوئی فضیلت دینا چاہتا ہے تو اون لائق اور قابل افراد پیدا کرکے ایسے صفات اونکو عطا فرماتا ہے کہ اونکو کام مین لائین تو اوس فضیلت کے مستحق ہوجائین پھر عمل کی توفیق بھی دیجاتی ہے جس سے وہ کوششین کرکے وہ فضیلت حاصل کر لیتے ہین۔ غرضکہ حضرات محدثین کو تمامی اہل اسلام مین اس فضیلت کا افتخار ضرور حاصل ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کو انہون نے محفوظ کردیا۔

پھر علاوہ صفات مذکورہ کے ان حضرات کی طبیعتون مین احتیاط انتہا درجہ کی تھی وہ ہرگز

گوارا نہین کرتے تھے کہ کوئی ایسی بات دین مین شریک ہوجائے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نہو۔ یہ احتیاط صحابہ ہی کے زمانہ سے شروع ہوگئی تھی۔ منشا اسکا یہ تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے من کذب علی متعمداً فلیتبوأ مقعدہ من النار جس سے ظاہر ہے کہ حضرت کے اقوال وافعال سے متعلق کوئی خلاف واقع بات بیان کی جائے تو اوسکا انجام دوزخ ہے اسوجہ سے صحابہ کو کسی حدیث مین ذرا بھی شک ہوتا تو اوسکو بیان نکرتے تھے اس خیال سے کہ کہین اس وعید کے مستحق نہوجائین۔ اسی احتیاط سے صدیق اکبر رضی اللہ کو احادیث کے جمع کرنے سے روک دیا تھا۔ تذکرۃ الحفاظ مین لکھا ہے کہ آپ نے پانسو حدیثین جمع کی تھین مگر اس خیال سے کہ اون مین کوئی حدیث شاید خلاف واقع ہو سب کو جلادیا۔ اور باوجود اوس ملازمت اور تقرب کے صرف تخمیناً سو روایتین آپ سے مروی ہین تذکرۃ الحفاظ مین ابوہریرہ رض کا قول نقل کیا ہے کہ جس طرح مین اسوقت حدیثین بیان کرتا ہون اگر عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ مین بیان کرتا تو مجھے دُرّے مارتے اور لکھا ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے ابن مسعود اور ابوالدرداء اور ابومسعود انصاری رضی اللہ عنہم کو تین روز قید رکھا اور فرمایا کہ تم لوگون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بہت ساری حدیثین روایت کین۔ اور جب آپ نے قرظہ رضی اللہ عنہ وغیرہ کو عراق بھیجا تو اونکو تاکید کی کہ حدیث کی روایت بہت کم کرین۔

یہان یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بارہا لیبلغ الشاہد الغائب وغیرہ فرمایا جس سے ظاہر ہے کہ صحابہ کو ضرور تہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جو کچھ سنا اور دیکھا ہے امت کو پہونچادین اور نیز احادیث مین علم کی اشاعت کی ترغیبین اور چھپانے کے وعیدین وارد ہین اور اوس زمانہ مین سوائے قرآن وحدیث کے کوئی دوسرا علم نہ تھا۔ غرضکہ کئی طرح سے ثابت ہے کہ احادیث کی اشاعت صحابہ کا فرض منصبی تہا۔ پھر صدیق اکبر اور عمر رضی اللہ عنہما کا اوس سے منع کرنا کیسا۔

اسکا جواب یہ ہے کہ اُن حضرات نے روایت حدیث کرنے سے ہرگز منع نہین کیا اور نہ اونکو یہ منظور تہا کہ تمامی امت اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادون سے محروم رہجائے حد نہ اونکا یہ خیال تہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کل ارشادات صحابہ ہی کے واسطے

ایت حدیث ماوسکا جواب

تھے اور بعد آنے والی امت اون خطابات اور احکام کی مامور نہیں کیونکہ وہ جانتے تھے کہ
قیامت تک حضرت ہی کی نبوت ہے اور نبی کے ارشادات امت کو معلوم ہونے کی
ضرورت ہے۔ بات یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم شارع تھے ہر موقع اور اشخاص
کے لحاظ سے جو احکام مناسب ہوتے بذریعۂ الہام آپ کو معلوم ہو جاتے اور آپ اونکو
بیان فرمادیتے جیسا کہ قرآن شریف سے ظاہر ہے کما قال تعالی وما ینطق عن الهوی ان هو
الا وحی یوحی یعنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کوئی بات اپنی خواہش سے نہیں کہتے وہ ایک قسم
کی وحی ہے جو اونکو ہوا کرتی ہے۔ اور سنن دارمی مین روایت ہے عن حسان رضی اللہ قال
کان جبریل ینزل علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم بالسنة کما ینزل علیه بالقرآن اس سے تو جبریل
علیہ السلام ہی کا سنت کو لانا ثابت ہوتا ہے۔ اور ظاہر ہے کہ اس قسم کے ارشادات مین
اختلاف ضرور ہوگا پھر اگر وہ سب بیان کردئے جائین تو لوگ حیرانی مین پڑجائینگے۔ اس وجہ
سے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اختلافی روایات بیان کرنے سے منع کیا تھا چنانچہ یہی
بات آپکے اس قول سے ظاہر ہے جو تذکرۃ الحفاظ مین منقول ہے۔ ان الصدیق جمع الناس
بعد وفاة نبیهم فقال انکم تحدثون عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم احادیث تختلفون فیها والناس
بعدکم اشد اختلافا فلا تحدثوا عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شیئا فمن سألکم فقولوا بیننا وبینکم
کتاب اللہ فاستحلوا حلاله وحرموا حرامه یعنی صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے بعد وفات نبی صلی اللہ
علیہ وسلم صحابہ کو جمع کرکے فرمایا کہ جو روایتین تم لوگ کرتے ہو اونمین اختلاف ہوتا ہے
اور جب تم ہی مین اختلاف ہو تو تمہارے بعد والے اور بھی سخت اختلاف مین پڑجائینگے
اسلئے اختلافی روایتین مت بیان کیا کرو اگر کوئی تم سے پوچھے تو یہی کہدینا کہ ہم مین اور
تم مین قرآن موجود ہے جو چیزین اوسمین حلال ہین اونکو حلال اور جو حرام ہین اونکو حرام سمجھو
اس سے ظاہر ہے کہ صدیق اکبر رض کو اختلاف سے روکنا منظور تھا وہ بھی صرف حلال وحرام
مین اور دوسری حدیثون سے کوئی تعرض نہین۔ یہ بات واضح رہے کہ حلت وحرمت سے
متعلق حدیثین بہ نسبت تمام حدیثون کے عشر عشیر بھی نہین النکت مین ابن حجر عسقلانی رح نے
امام احمد رح کا قول نقل کیا ہے کہ حلال وحرام کے باب مین احادیث مرفوعہ کل آٹھ سو ہین

اور عبداللہ بن مبارک کا قول نقل کیا ہے کہ نوسو ہین بہرحال ان آٹھ نوسو کے سوا لاکھون حدیثین ہین جن مین خدائے تعالی کی صفات اور وعظ ونصیحت اور اخلاق اور احوال برزخ اور قیامت اور جنت اور دوزخ اور اخبار امم سابقہ اور پیشین گوئیان اور موجودات عالم کے حقائق وغیرہ امور مذکور ہین جسطرح آیات قرانیہ جو احکام مین وارد ہین صرف پانسو ہین حالانکہ کل آیتین چھہ ہزار چھہ سو سولا ہین جیساکہ امام سیوطی رح نے الاتقان فی علوم القرآن مین لکھا ہے۔

غرضکہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے صحابہ کو کل احادیث کی روایت کی اجازت دی اور صرف احکام کے باب مین یہ خیال کیا کہ قرآن شریف مین وہ کل موجود ہین اور احادیث مین اختلاف ہونے کی وجہ سے ایت مین اختلاف پڑجانے کا اندیشہ ہے اسلئے صرف اون حدیثون کی روایت سے روکا جو احکام مین وارد ہین اور وہ بھی ایسی کہ اختلافی ہون۔ اسیطرح عمر رضی اللہ عنہ کے پیش نظر بھی یہی مصلحت تھی اگر یہ حضرات نفس حدیث کو بے ضرورت سمجھتے تو ہر بات مین خود حدیثین کیون تلاش کرتے جس کا ثبوت متعدد روایتون سے ملتا ہے۔ یہ بات درایت کے بالکل خلاف ہے کہ صحابہ کبار نے مطلقا روایت حدیث کو جائز نہین رکھا یہ کیونکر ہوسکتا ہے وہ حضرات جانتے تھے کہ خود سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مین منافق اور تفرقہ انداز موجود تھے تو بعد کے زمانون کا کیا حال ہوگا اور تاویل کیلئے کوئی حد نہین اگر احادیث بھی نہ رہین تو جسکا جو جی چاہے گا قرآن کے معنی بنالیگا اور اون معنی کو غلط ثابت کرنیکے لئے اہل حق کے پاس کوئی دلیل نہ رہے گی۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ بے دینون نے قرآن کے جو معنی کئے دین سے اونکو کوئی تعلق نہین منہاج السنۃ مین ابن تیمیہ رح نے لکھا ہے کہ ابو منصور جو فرقہ منصوریہ کا بانی تھا اوسکی یہ تعلیم تھی کہ قرآن مین جنت اور دوزخ کا جو ذکر ہے وہ دو شخصون کے نام ہین۔ مطلب یہ کہ اچھے برے افعال پر جزا و سزا کچھ نہین جسکا جو جی چاہے کرے مگر حاکمون کے مواخذے سے بچکر رہا اور میتہ اور خنزیر وغیرہ جو قرآن مین مذکور ہین وہ بھی چند اشخاص کے نام ہین جنکی محبت حرام کی گئی تہی ورنہ گوشت تو آدمی کی غذا اور باعث تقویت ہے ایسی چیز کیون حرام ہونے لگی۔ اسی طرح صوم

صلوۃ۔ زکوٰۃ اور حج وغیرہ بھی لوگون کے نام ہین جنکی محبت ہر مسلمان پر واجب ہے۔ غرضکہ قرآن مین تاویلین کرکے کل تکلیفات شرعیہ کو اوس نے اوٹھا دیا اور باوجود اسکے اوس فرقہ کا دعوی ہے کہ ہم مسلمان ہین قرآن پر ہمارا ایمان ہے توحید و رسالت کے قائل ہین۔ مگر فرق اسقدر ہے کہ قرآن کے جو معنی اور لوگ کیا کرتے ہین ہم نہین کرتے۔ عبدالکریم شہرستانی رح نے ملل و نحل مین لکھا ہے کہ مغیرہ ابن سعید عجلی جو فرقہ مغیریہ کا سرگروہ ہے اوسکی تعلیم یہ تھی کہ حق تعالی جو فرماتا ہے انا عرضنا الامانۃ علی السمٰوات والارض والجبال فابین ان یحملنہا واشفقن منہا وحملہا الانسان انہ کان ظلوماً جہولا۔ اسکا مطلب یہ ہے کہ امانت یہ بات تھی کہ علی ابن ابی طالب رح کو امام ہونے دینا یہ بات آسمان و زمین اور جبال نے قبول نہ کی اور ڈر گئے (کیونکہ علی رض کی شجاعت شہرہ آفاق ہے) پھر وہ بات انسان پر پیش کی گئی تو عمر رض نے ابوبکر رض سے کہا کہ تم اونکو امام ہونے نہ دو اور مین تمہاری تائید مین موجود ہون اس شرط پر کہ بعد مجھے اپنا خلیفہ بنانا اونھون نے قبول کیا چنانچہ اون دونون نے اوس امانت کو اٹھا لیا سو یہی بات ہے جو حق تعالی فرماتا ہے وحملہا الانسان انہ کان ظلوماً جہولا یعنے وہ دونون ظلوم و جہول ہین۔ اگر فرق سابقہ اور موجودہ کی کتابین دیکھی جائین تو یہ صاف معلوم ہوسکتا ہے کہ ان لوگون نے قرآن کو کھلونا بنا لیا ہے کیا کوئی مسلمان کہہ سکتا ہے کہ جو معنے ان لوگون نے اپنی مرضی کے مطابق بنا لئے ہین وہ خداے تعالی کی مراد ہے؟ کیا انہی تراشیدہ خیالات کا نام آسمانی دین ہو سکتا ہے اگر کسی شخص کو حقیقت صوم و صلوۃ وغیرہ حدیث سے معلوم نہو اور اوس سے کہا جاسے کہ وہ چند آدمیون کے نام تھے تو اوسکو اس اعتقاد سے انکار کرنے کا کیا ذریعہ تا آخر ایک گروہ نے مان ہی لیا اگر احادیث اونکے پیش نظر ہوتین تو کیا اوسکی دغابازی چل سکتی ہرگز نہین۔ اسیوجہ سے ربیعہ رح کہتے ہین کہ حق تعالی نے قرآن نازل تو فرمایا مگر حدیثون کی ضرورت باقی رکھی کما فی الدر المنثور اخرج ابن ابی حاتم من طریق مالک ابن انس رح عن ربیعۃ قال ان اللہ تبارک وتعالی انزل الکتاب وترک فیہ موضعا للسنۃ مطلب یہ کہ قرآن شریف مین جو کچھ اجمالی طور پر مذکور ہے جسکی تفصیل کی ضرورت ہے سو وہ حدیثون مین

مذکور ہے۔ دیکھہ لیجئے قرآن شریف مین فقط نمازون کا حکم ہے اور اونکی تعداد اور تعین اوقات
اور طریقہ حدیثون مین بیان کیا گیا ہے۔ ہمنے مانا کہ حسب بیان مولوی شبلی صاحب احادیث
غیر متواترہ قطعی الثبوت نہین ہین مگر عدل ضابط محتاط راویون کی روایت سے ظن غالب
تو ہوجاتا ہے پھر جب اون الفاظ کے لغوی اور شرعی معنون مین جو احادیث سے ثابت
ہین مناسبت معلوم ہوجائے اور مسلمانون کا عمل بھی اوس کے مؤید ہو تو مسلمان کے دل پر
اتنا تو اثر ضرور ہوگا کہ جو خودغرض بے تدین لوگ تصرف کر کے اپنی رائے سے قرآن
کے معنے گھڑ لیتے ہین اونکو وہ ہرگز نہ مانے گا۔ پھر اس سے بڑھکر اور کیا فائدہ حدیث سے
ہونا چاہئے اوسکی بدولت خود قرآن جو اصل دین ہے محفوظ ہوجاتا ہے۔

...ث سے قرآن
...یثون سے
...نوظ ہوگیا۔

کنز العمال مین یہ روایت ہے عن عقبۃ ابن عامر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
اتخوف علی امتی اثنتین یتبعون الاریاف والشہوات ویترکون الصلوۃ والقرآن یتعلمہ المنافقون
یجادلون بہ اہل العلم رواہ الطبرانی جسکا حاصل مطلب یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا کہ مجھے خوف اس بات کا ہے کہ منافق لوگ قرآن کو سیکھہ کر اہل علم سے جھگڑے کرینگے
جس بات کا خوف حضرت کو تھا وہی بات پیش آئی چونکہ منافقونکو صرف جھگڑے کرنا اور اسلام
مین رخنے ڈالنا منظور ہوتا ہے اسلئے وہ فقط قرآن ہی کی طرف متوجہ ہوکر اوسکو سیکھہ لیتے
ہین۔ اور علما کے ساتھہ جدال اور رسالہ بازیان کرتے ہین۔ اگر قرآن کے ساتھہ حدیث بھی
سیکھین تو اونکو ایسے جھگڑون کا موقع ہی نہ ملے کیونکہ حدیثون مین قرآن کے پورے پورے
معنے بیان کر دیے گئے ہین اسوجہ سے منافق حدیثون سے گھبراتے ہین اور سرے
سے اونکو بے اعتبار بنانے کی فکر کرتے ہین بخلاف اہل سنت کے کہ ہر مسئلہ مین قرآن
اور تمام حدیثون سے جو اس باب مین وارد ہین جو بات ثابت ہو اوسپر عمل کرتے ہین۔

درمنثور مین دارمی سے یہ روایت منقول ہے عن عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ قال انہ سیاتی
ناس یجادلونکم بشبہات القرآن فخذوہم بالسنۃ فان اصحاب السنن اعلم بکتاب اللہ یعنے
عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا قریب ہے کہ تمہارے پاس لوگ آکر قرآن کے شبہات مین جھگڑا
کرینگے سو اونکو حدیثون سے الزام دو اسلئے کہ احادیث کو جاننے والے قرآن کو زیادہ

جانتے ہین۔ دیکھ لیجئے جو ہمنے کہا تھا کہ عمر رضہ وغیرہ صحابہ جانتے تھے کہ جھگڑنے والے پیدا ہونگے سو اس حدیث سے اوس کی تصدیق ہوگئی اور جو فرمایا کہ حدیث جاننے والے قرآن کو زیادہ جانتے ہین اوسکی یہی وجہ ہے کہ حدیث ہمیشہ قرآن کی تائید مین ہوتی ہے غرض اس سے صاف ظاہر ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ کو حدیثونکی روایت موقوف کرنی ہرگز منظور نتھی ہو المطلوب

کنز العمال مین ہے عن یحیی ابن ابی اسید ان علی ابن ابی طالب ارسل عبد اللہ ابن عباس رض الی اقوام خرجوا فقال لہ ان خاصوک بالقرآن فخاصمہ بالسنۃ یعنی علی کرم اللہ وجہہ نے ابن عباس رضہ کو خوارج کی طرف بھیجا اور فرمایا کہ اگر وہ قرآن سے استدلال کرین تو تم سنت یعنے حدیث سے استدلال کرو" اس کی وجہ یہی ہے کہ قرآن مین حسب مرضی مخالفین تاویلین کرسکتے ہین مگر جب احادیث سے قرآن کے معنے متعین ہوجائین تو پھر کسی تاویل کی گنجایش نہین رہتی۔ غرضکہ احادیث اور صحابہ کے اقوال اور عمل اور نیز درایت سے ثابت ہے کہ دین مین احادیث کی سخت ضرورت ہے ورنہ دین حالت اصلی پر باقی نہین رہ سکتا۔ انھین اسباب سے صحابہ کو جتنی حدیثین یاد تھین حسب ارشاد فلیبلغ الشاہد الغائب سب طالبین حدیث کو پہونچادین یہانتک کہ بعض صحابہ نے جن روایتون کو کسی مصلحت سے عمر بھر چھپا رکھا تھا وہ بھی انتقال کے قریب بیان کرکے اپنے فرض منصبی سے سبکدوش ہوگئے۔ ابو ہریرہ رضہ وغیرہ صحابہ باوجودیکہ عمر رضی اللہ عنہ کی رائے اور دہمکیون کو جانتے تھے مگر اونکے بعد ان حضرات نے احتیاط اسی مین سمجھی کہ جو روایتین اپنے کو یاد ہین خواہ اختلافی ہون یا غیر اختلافی سب بیان کردئے جائین رہا اختلاف سو فقہا اوسکو نمٹ لینگے۔

احادیث کی اشاعت مین صحابہ کا اختلاف بعینہ ایسا تھا جیسا کہ قرآن شریف کے جمع کرنے مین ہوا تھا کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ جمع نکرنے مین احتیاط سمجھتے تھے اسوجہ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت مین جمع نہین ہوا تھا اور عمر رضی اللہ جمع کرنے مین احتیاط سمجھتے تھے تاکہ تلف نہوجائے۔ الحاصل جسطرح عمر رضی اللہ عنہ کی رائے پر عمل ہونے کی وجہ سے قرآن شریف محفوظ ہوگیا اسیطرح اکثر صحابہ کی رائے پر عمل ہونے

احادیث محفوظ ہوگئین الحمد للہ علے ذلک

وضع روایات

جب روایتین ہر طرف بکثرت ہونے لگین تو منافقون اور زندیقون کو موقع مل گیا اور ملتے جلتے مضامین کی حدیثین بنا بنا کر روایت کرنے لگے اس طوفان بے تمیزی کو دفع کرنے کی غرض سے محدثین نے راویون کی تحقیق شروع کر دی اور ایک جم غفیر محدثین کا اونکے پیچھے پڑ گیا اور شہر بشہر اور کوچہ بکوچہ اونکی تلاش و تفتیش ہونے لگی ان ہزارون محققین سے وہ کہان چھپ سکتے تھے آخر اونکی جعلسازیان طشت از بام ہوگئین اور اون مفتریون کی فہرستین نام بنام اسلامی دنیا مین شایع ہوئین - اور اب تک کتب رجال مین چھپ کر شایع ہوتی جاتی ہین -

تذکرۃ الحفاظ اور تہذیب التہذیب مین ابراہیم ابو اسحق کوفی کے حال مین لکھا ہے کہ ایک زندیق کو گرفتار کرکے رشید کے دربار مین لایا گیا جب اوس کے قتل کی تجویز ہوی تو اوس نے بادشاہ سے کہا کہ آپکو خبر بھی ہے کہ مینے ایک ہزار حدیثین بنائی ہین - بادشاہ نے کہا اے عدو اللہ تو نہین جانتا کہ ابو اسحق فزاری اور ابن مبارک ایک ایک حرف کو چھان کر جدا کر دین گے - دیکھئے مرتے دم تک اوسکو یہی خیال تھا کہ کسی طرح احادیث مین شبہ ڈال دے ورنہ اوسکو کسی نے پوچھا تھا کہ تو نے کتنی حدیثین بنائین اس سے ظاہر ہے کہ ہمیشہ ایسے لوگون کے پیش نظر یہی بات رہی کہ حدیثون مین کسیطرح شبہات پیدا کر دین چنانچہ مرزا صاحب قادیانی نے بھی ازالۃ الاوہام مین تو کیسی کیسی تدبیرین کین کہ کسی طرح احادیث ساقط الاعتبار ہو جائین جس کا حال ہم نے افادۃ الافہام مین لکھا ہے - غرضکہ ہر زمانہ مین نئی نئی تدابیر اور دلائل سوچے گئے لیکن بفضلہ تعالے اونکا مقصود کبھی پورا نہوا چنانچہ بادشاہ کے جواب سے ظاہر ہے کہ علما کے مقابلہ مین اونکی کارروائیان کبھی نہین چل سکتین -

---

مولوی شمس العلما شبلی صاحب نے سیرۃ النعمان مین لکھا ہے زبانی روایت سے گذر کر تحریرون مین بھی جعل شروع ہوگیا تھا مسلم نے روایت کی ہے کہ ایک دفعہ عبداللہ ابن عباس حضرت علی کے ایک فیصلہ کی نقل لے رہے تھے بیچ بیچ مین الفاظ چھوڑتے جاتے

تھے اور کہتے جاتے تھے کہ واللہ علیؓ نے ہرگز یہ فیصلہ نہین کیا ہوگا۔ اسی طرح ایک اور دفعہ
عبد اللہ بن عباس نے حضرت علیؓ کی ایک تحریر دیکھی تو تہوڑے سے الفاظ کے سوا باقی سب
عبارت مٹا دی"۔ دیکھئے روافض نے جو باتین علی کرم اللہ وجہہ کے فیصلون اور تحریرونمین زیادہ کی
تھین ابن عباس رض نے سب کو مٹا کر اصل کو محفوظ کر دیا۔ اسیطرح ہر قرن کے محققین نے
جعلسازون کی زیادتیون کو دور کر کے اصل احادیث کو محفوظ کر دیا۔

یون تو ان حضرات نے موضوع حدیثونکو مختلف تدبیرون اور طریقون سے پہچانا مگر اون مین معرفت
موضوع کا ایک طریقہ ایسا بھی ہے کہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا جیسا کہ
اس حدیث شریف مین ہے عن سمرۃ ابن جندب رضی اللہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
من حدث عنی بحدیث یری انہ کذب فہو احد الکاذبین مسلم یعنے فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے
کہ جو شخص ایسی حدیث میری طرف سے روایت کرے جسکو وہ جھوٹ گمان کرتا ہے وہ بھی ایک جھوٹا
ہے چونکہ محدثین کو سوائے حدیثونکے پڑھنے پڑھانے کے کوئی دوسرا کام نتہا۔ اس مزاولت اور
ممارست سے اونکو ایک خاص ملکہ درروایت حاصل ہوگئی تھی جس سے احادیث نبویہ کو اوروں کے
کلام سے ممتاز کر لیتے تھے اور جس مین گمان ہوتا کہ وہ کسی دوسرے کا کلام ہے اوسکو روایت
ہی نہ کرتے تاکہ کہین کاذبون مین شریک نہو جائین۔

شمس العلما مولوی شبلی صاحب سیرۃ النعمان مین لکھتے ہین کہ بعض محدثین کا قول ہے اثر یہجم
علی قلوبہم لا یمکنہم ردہ ومیاۃ نفسانیہ لا معدل لھم یعنے وہ ایک اثر ہے جو ائمہ حدیث کے دلپر وارد
ہوتا ہے اور وہ اوسکو رد نہین کرسکتے اور نفسانی اثر ہے جس سے گریز نہین ہوسکتا۔ محدثین کا
یہ دعوی بالکل صحیح ہے بے شبہ فن روایت کی ممارست سے ایک ملکہ یا ذوق پیدا ہوتا ہے جس سے
خود تمیز ہو جاتی ہے کہ یہ قول رسول اللہ ص کا ہوسکتا ہے یا نہین تاہم اسی ملکہ یا ذوق کو ہم اسلامی درایت سے
تعبیر کرینگے غرضکہ اسلامی درایت کے مخالف جتنی حدیثین تھین سب صحت کے دائرے سے خارج
کر دی گئین۔ یہین وہ حدیثین جنکو دوسری ملت والے یا معمولی عقلین خلاف درایت سمجھتے ہین
اونکو بلا تکلف روایت کی اسلئے کہ جنہی لوگون کی درایت مین جو چیز امکان عادی کے خلاف ہو
وہ قابل قبول نہین مگر ہمارے دین مین امکان عادی تو کیا امکان ذاتی کے مخالف جو امور سمجھے

جاتے ہین اونکا وقوع ملکہ ضرورت قرآن شریف سے ثابت ہے مثلاً بعد فنا ہڈیان بوسیدہ ویکہ خاک
ہونے کے بعد پھر مردون کا زندہ ہوکر قبرون سے نکلنا اور ایک لکڑی کا اژدہا بن جانا وغیرہ امور اسطرح
ثابت ہین کہ جب تک اونکا یقین نہو آدمی مسلمان نہین ہوسکتا اسکے سوا ہزارون مسلمان ایسے امور
نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ہمیشہ دیکھا کیے کہ جنکو عقل تسلیم نہین کرتی۔ ان یقینیات اور متواترات مشاہدات نے
نے مسلمانون کی درایت کو دوسری اقوام کی درایت سے ممتاز کردیا تھا اور یہ کوئی نئی بات نہین۔ درایت
مین فرق ہوا ہی کرتا ہے دیکھیے جس زمانہ مین ریل اور تار وغیرہ عجائب روزگار کی خبرین سنی جاتی
تھین تو اونکو عقلاً مخالف درایت سمجھکر قبول نہین کرتے تھے اور اب تک یہی بات جاری ہے کہ
اس قسم کی کوئی نئی خبر سنی جاتی ہے تو بعضون کی درایت قبول کرلیتی اور بعضون کی نہین قبول
کرتی پھر مشاہدہ یا تواتر سے معلوم ہونے کے بعد طوعاً و کرہاً ماننا پڑتا ہے۔ غرضکہ اسلامی درایت کے
مخالف جتنی حدیثین تھین وہ سب موضوع قرار پائین اور جتنی حدیثین صحیح سمجھی گئین مثلاً معراج وغیرہ
کی جنکے سمجھنے مین عقل حیران ہوتی ہے وہ سب اسلامی درایت کے موافق ہین اونکی صحت مین کوئی
مسلمان کلام نہین کرسکتا۔

اگر کہا جائے کہ درایت ایک قسم کی چیز ہے جس مین تمام افراد انسانی برابر ہین اسلئے درایت اسلامی کوئی
علیحدہ چیز نہین ہوسکتی۔

توہم کا جواب یہ ہے کہ ہر فن کی کثرت مزاولت سے ایک ایسی قوت آدمی مین پیدا ہوتی ہے جو دوسرے
مین نہین ہوسکتی اسلئے اوسکی درایت بھی الگ ہوجاتی ہے۔

درایتون کا متفاوت ہونا اس سے ظاہر ہے کہ امریکہ اور یورپ کے صناع جن عجائبات کا ایجاد کرتے
ہین اونکا سمجھنا اورونکو دشوار ہوتا ہے اکثر ایجادین تو ایسی ہین کہ ناواقف شخص جب تک نہین دیکھتا
اونکے وجود کو نہین تسلیم کرتا دیکھیے ایسے شخص کی اور موجد کی درایت مین کسقدر فرق ہے۔
فیثا غورث اور حکماے جدید کے مقلدون کی درایتین بالکل الگ ہین اونکی درایت جن باتونکو قبول کرتی
ہے دنیا مین کسی عقلمند کی درایت اونکو قبول نہین کرسکتی اور نہ سابق کے حکماء نے اونکو قبول کیا تھا
مثلاً اون کے یہان مسلم ہے کہ آدمی پر تین سو نوے من ہوا کا وزن ہے اور وہ دابتی
بھی ہے مگر آدمی کو عادت ہونے کی وجہ سے اوس کی حس نہین ہوتی۔

آدمی ہر چیز کو الٹی دیکھتا ہے مثلاً سر نیچے اور پانؤں اوپر۔ اور عمادت کی وجہ سے سیدھی سمجھتا ہے۔
ہم ہر سال ایک بار انیس کرور میل ثوابت کے نزدیک ہو جاتے ہین اور پھر چھ مہینے کے بعد انیس کرور میل اونسے دور ہو جاتے ہین اور ہر ستارہ انیس کرور میل نزدیک ہونے پر بھی اتنا ہی نظر آتا ہے جو انیس کرور میل دور ہونے پر نظر آتا تھا اس قرب وبعد مین نہ اونکی جسامت محسوسہ مین کچھ تفاوت آتا ہے نہ اونکے باہمی محسوس فاصلون مین۔ حالانکہ دو چار میل کے قرب وبعد مین محسوسات کے مقدار محسوس مین تفاوت ظاہر طور پر محسوس ہوتا ہے۔
آفتاب اور زمین و کواکب مین کشش ہے ایک دوسرے کو ہر وقت کھینچتے رہتے ہین اگر دم بھر یہ کام نہ کرین تو تمام عالم تباہ ہو جائے۔
آفتاب زمین سے دس لاکھ حصون سے بھی زیادہ بڑا ہے اور ساڑھے نو کروڑ میل سے زیادہ زمین سے دور ہے اتنی دور سے زمین باوجود لاکھون حصے چھوٹے ہونے کے آفتاب کو اوسی قوت اور زور سے کھینچتی ہے جس قوت سے آفتاب زمین کو کھینچتا ہے اور اسیطرح ایک دوسرے کو دفع بھی کرتے ہین ورنہ کشش مین ایک دوسرے سے ٹکرائے جاتے۔
ساڑھے نو کروڑ میل کے فاصلے سے زمین آفتاب کو کھینچتی ہے جو اوس سے دس لاکھ حصے بڑا ہے مگر ایک چڑیا کو جو دس پانچ ہاتھ کے فاصلہ پر اڑتی ہے نہین کھینچ سکتی حالانکہ قوت جاذبہ اوسکی اس فاصلہ پر نہایت قوی ہوتی ہے کیونکہ قوت جاذبہ اوسیقدر گھٹتی ہے جسقدر دوری کا مربع بڑھتا ہے۔
الحاصل مقلدین فیثا غورث کی درایتین ایک خاص قسم کی ہین جنکے موافق دوسرے عقلا کی درایتین نہین ہوسکتین اسیطرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مقلدون کی درایتین بھی ایک خاص قسم کی ہین اور جسطرح فیثا غورثی درایتون پر الزام مخالفت نہین لگایا جاتا۔ اسیطرح اسلامی درایتون پر بھی الزام مخالفت کوئی لگا نہین سکتا۔
مولوی شمس العلما صاحب نے جو سیرۃ النعمان مین لکھا ہے کہ جو روایت درایت کے مخالف ہے موضوع ہے اور درایت کی چند صورتین بیان کرکے لکھا ہے کہ اس قسم کے قواعد حدیث کی تحقیق و تنقید مین بھی استعمال کئے جاتے ہین اور انھین کا نام اصول درایت ہے۔ علامہ ابن جوزی نے

فن حدیث مین بڑا ہی پایہ رکہتے تھے لکھتے ہین کہ جس حدیث کو تم دیکھو کہ عقل کے مخالف یا اصول کے مناقض ہے تو یہ سمجھ لو کہ وہ حدیث موضوع ہے اوس مین راویون کی تحقیق حال کی کچہ ضرورت

نہین اسی طرح وہ حدیث بھی موضوع ہے جو حس و مشاہدہ سے باطل ثابت ہو انتہی اس سے بھی وہی ثابت ہوتا ہے کہ جو ہمنے کہا ہے کہ درایت سے مراد درایت اسلامی ہے کیونکہ خود ابن جوزی رح نے ایک کتاب موضوعات دو جلدون مین لکھی ہے جس مین اکا دکا حدیث بخاری و مسلم بھی خطا نظر نکلید ہی ہے اوس مین نہ معراج کی حدیثون کو موضوع بتایا نہ معجزات وغیرہ کی حدیثون کو جو صحاح مین ہین حالانکہ معمولی درایت والا عقلمند آدمی نہ معراج کے واقعہ کی تصدیق کرسکتا ہے نہ معجزات کی جن مین جمادات کا باتین کرنا اور انگلیون سے چشمہ پانی کا جاری ہوجانا اور قلب حقایق وغیرہ امور خارق عادت ثابت ہین اس سے ظاہر ہے کہ عقل و اصول سے اونکی مراد اسلامی عقل و اصول ہے ورنہ صحاح مین جتنی روایتین اس قسم کی ہین سب کو موضوعات مین داخل کر دیتے کیونکہ انہون نے اوس کتاب مین یہ طریقہ اختیار کیا ہے کہ جو روایت اونکی تحقیق مین موضوع ثابت ہوتی ہے اوس کے پورے الفاظ بلکہ اسناد بھی بیان کر دیتے ہین۔

یہ بات ادنی تامل سے معلوم ہوسکتی ہے کہ ابن جوزی تو بڑے محدث ہین ایک معمولی آدمی بھی یہی کہے گا کہ ہمارا دین نقلی ہے۔ ابتدا سے دیکھئے تو یہی ثابت ہوگا کہ عقل کو اوس مین دخل ہی نہین دیا گیا۔ مثلاً جبریل علیہ السلام جب وحی لائے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی عقلی ثبوت اونسے نہین طلب کیا اور یہ نہین فرمایا کہ کیونکہ معلوم ہو کہ تم فرشتے ہو اور خدائے تعالی نے اپنا کلام تمہارے ساتھ بھیجا ہے۔ بلکہ خود آنحضرت کے سینۂ مبارک مین ایک انشراحی کیفیت پیدا ہوگئی جس سے حضرت نے اوسکی تصدیق فرمالی۔ پھر جب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو حضرت نے خبر دی انہون نے بھی کوئی عقلی ثبوت نہین طلب کیا بلکہ اونکا بھی شرح صدر ہوا اور تصدیق کرلی اور بعضون نے جو دلیل طلب کی انہون نے بھی کوئی عقلی دلیل نہین طلب کی کہ شکل اول یا اور کسی شکل سے نبوت ثابت کی جائے بلکہ ایسے امور طلب کئے جنکا وقوع خلاف عقل اور خارق عادت ہو مثلاً چاند کا دو ٹکڑے ہونا یا جمادات کا گواہی دینا وغیرہ امور چنانچہ جو کچہ اونھون نے چاہا حضرت نے کر دکھایا ہر چند ہر ایک واقعہ کا ثبوت تواتر سے نہین ہے مگر جو حضرات اسباب

وارد ہین اونسے نفس معجزہ پر تواتر معنوی ثابت ہے امام سیوطی رح نے خاص معجزات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مین ایک کتاب دو جلدون مین لکھی ہے جسکا نام خصائص کبریٰ ہے اور کئی کتابین اس باب مین بنام شواہد النبوۃ وغیرہ قدما نے لکھی ہین جنکے دیکھنے کے بعد کوئی مسلمان نفس معجزہ کے وقوع کا انکار نہین کرسکتا۔ غرضکہ جہان تک غور کیا جائے ہمارے دین کی بنیاد اون اصول پر قائم ہے جو معمولی عقلون کے خلاف ہین اسیوجہ سے یہ دین آسمانی تسلیم کرلیا گیا ہے۔ اس سے ہمارا یہ مطلب نہین کہ ہمارا دین بالکل مخالف عقل ہے بلکہ ہم کہسکتے ہین کہ جو اصول اور مسائل اوسمین بیان کئے گئے ہین وہ عقل کے بھی مطابق ہین۔ چنانچہ اکثر علمانے اونکو مدلل بدلائل عقلیہ کردیا ہے مگر اس سے یہ لازم نہین آتا کہ خوارق عادات کا وقوع نہین ہوا بلکہ خوارق کے وقوع کے بعد بھی عقل کی ضرورت باقی رہتی ہے کیونکہ یہ عقل ہی سے سمجھنا پڑیگا کہ جنکو خوارق عادات دکھانے کی قدرت دی گئی وہ بیشک خدا کے رسول ہین جس نے اپنی قدرت کاملہ سے تمام عالم کو پیدا کیا اور جو کچھ چاہتا ہے پیدا کرسکتا ہے۔ یہ بات قابل تسلیم ہے کہ جب تک معجزات کی تائید نہو کوئی دین آسمانی نہین ہوسکتا کیونکہ عقلی اخلاقی اور تمدنی اصول حکما نے بھی قائم کئے اور ہر سلطنت بحسب ضرورت قائم کیا کرتی ہے۔

یہ بات سمجھ مین نہین آتی کہ معجزات کو باطل ٹھیرا کے صدہا کتابون اور ہزارہا صحابہ اور تابعین کو جھوٹے قرار دینے مین دین کا کیا فائدہ سوچا گیا۔ یہود نصاری مجوس ہنود وغیرہ جو تقریباً کل روئے زمین پر بستے ہین اون مین کوئی فرقہ ایسا نہین جو خوارق عادات کا منکر ہو یہ لوگ تو ہم پر معجزات کے بارے مین الزام نہین لگاسکتے۔ رہا ایک فرقہ حکما جو یورپ مین ترقی کررہا ہے سو اوسکے مقابلہ مین ہم اعتراف بھی کرلین کہ ہمارے اسلاف نے غلطی کی جو خوارق کے قائل ہوگئے یا وہ جتنی روایتین ہین غلط ہین اور اوسکے بعد اپنے دین کے عقلی اصول جو موجود ہین پیش کرین بلکہ اور بھی کچھہ اضافہ کردین تو بھی امید نہین کہ یہ فرقہ اسلام قبول کرے۔ سرسید صاحب نے انہین کے خیال سے غالباً یہ تدبیر نکالی تھی مگر اب تک نہین سنا گیا کہ اس تدبیر نے کسی حکیم یا جاہل کو مسلمان بنایا بلکہ یہی سنا جاتا ہے کہ جو نصاری مسلمان ہوتے جاتے ہین اونکے رہبر وہی پرانی کتابین ہین اور در اصل اونکے ایمان کا سبب ہی کچھہ اور ہے [illegible] شریفہ مین مذکور ہے۔ قولہ تعالےٰ

فمن یرد اللہ ان یہدیہ یشرح صدرہ للاسلام ومن یرد ان یضلہ یجعل صدرہ ضیقا حرجا کانما یصعد
فی السماء کذلک یجعل اللہ الرجس علی الذین لا یؤمنون ترجمہ جس شخص کو خدا چاہتا ہے کہ اسے راہ راست
دکھاوے اسکے سینے کو (قبول) اسلام کے لئے کھول دیتا ہے اور جس شخص کو چاہتا ہے
کہ اسے گمراہ کرے اسکے سینہ کو تنگ (اور) بھچا ہوا کر دیتا ہے گویا اسکو آسمان مین چڑھنا پڑتا
ہے جو لوگ ایمان نہین لاتے ان پر اسیطرح اللہ کی پھٹکار پڑتی ہے۔ اس سے ظاہر ہے کہ نہ
معجزات کی کتابین پیش کرنے سے کوئی ایمان لاتا ہے نہ نقلی دلائل قائم کرنے سے جیتک
شرح صدر من جانب اللہ نہو۔ یہہ محض ایک موہوم خیال پر وہ بھی ایسا کہ جس کا غیر مفید
ہونا عملاً ثابت ہوگیا۔ ایک حصہ دین کا باطل ٹھہرانا اور اپنی کتابون اور اپنے اسلاف کو جھوٹے
ٹھہرانا کس قدر مضحکہ خیز ہے۔ دین کی مصلحت اور خیر خواہی تو اس مین ہے کہ اصول نقلیہ
اور عقلیہ دونون ثابت رکھے جائین اور حسب ضرورت اور مصلحت وقت ہر ایک کو کام مین لایا
جائے یہ بات مشاہد ہے کہ جب کوئی واعظ اپنی پرزور تقریر مین خوارق عادات کا ذکر کرتا ہے تو
دلون پر ایک خاص قسم کا اثر پڑتا ہے چنانچہ اسی قسم کی تقریرون سے کرورہا بے دین لوگ
مسلمان ہوئے جنکے یادگار اب بھی کرورہا موجود ہین۔
یہ بحث ضمناً آگئی ابتدا سے بحث یہ تھی کہ زنادقہ وغیرہ مخالفین اسلام نے جو حدیثین بنائی تھین
محدثین نے درایت اسلامی اور دوسرے قرائن و دلائل سے مدد لیکر اون حدیثون کو موضوع
قرار دیا۔ مگر اس سے بڑھکر اور ایک آفت کا سامنا محدثین کو ہوا وہ یہ کہ بعض بزرگون نے بھی
کمال خوش اعتقادی سے حدیثین بنائین چنانچہ ابن جوزی نے موضوعات مین لکھا ہے کہ ابو عصمہ نوح
ابن مریم مروزی سے پوچھا گیا کہ حضرت آپ نے ہر ایک سورہ کی فضیلت مین جو روایتین
کی ہین کہ عن عکرمہ عن ابن عباس رضی آپکو کہان سے مل گئین عکرمہ کے شاگردون کے
پاس تو ان روایتون کا وجود نہین کہا بات یہ ہے کہ مین نے لوگون کو دیکھا کہ ابو حنیفہ کی فقہ اور ابن اسحق
کے مغازی مین ہمہ تن مشغول ہین اسلئے حسبۃً للہ یہ حدیثین بنائین تاکہ ان فضائل کو دیکھکر تو بھی
لوگ قرآن شریف زیادہ پڑھا کرین۔ خلاصہ مین لکھا ہے کہ وہ قاضی تھے ابن حبان سے اونکا
حال پوچھا گیا تو کہا صرف ایک صدق تو اون مین نہین۔ باقی کل فضائل کے جامع ہین

ابن مبارک رحمہ سے اونکا حال پوچھا گیا کہا لا الہ الا اللہ کہا کرتے تھے۔ یعنے مسلمان ہین یہ سب سبھی مگر تھے بڑے بوشیلے کہ فقہ حنفیہ کی شہرت اور درس وتدریس کو دیکھہ نہ سکے اور حسبۃً للہ حدیثین بنا ڈالین۔

یحییٰ ابن سعید قطان رحمہ جو تنقیح وتنقید حدیث مین مستند مانے جاتے ہین اونکا قول ابن جوزی نے موضوعات مین نقل کیا ہے کہ کذب مین اون لوگون سے زیادہ مین نے کسی کو نہین پایا جو خیر وزہد کی طرف منسوب ہین۔ ان بزرگون نے کچہہ تو خیر خواہی کے جوش مین حدیثین بنا ڈالین اور کچہہ اورون سے سنکر بیان کر دیا اور اسکی کچہہ تحقیق نہین کی کہ راوی مستند ہے یا نہین کیونکہ حسن ظن ان حضرات کا اس درجہ بڑہا ہوا تھا کہ کسی مسلمان کو جھوٹا سمجھتے ہی نہ تھے اسلئے جسنے جو کچہہ روایت کی اوسکو صحیح مان لیا۔

تہذیب التہذیب مین رواد بن الجراح کے حال مین ابن عدی کا قول نقل کیا ہے کہ اکثر روایتین اونکی ایسی ہوتی ہین کہ دوسرے راویون سے اونکی تصدیق نہین ہوتی مگر وہ شیخ صالح ہین اور صالحین کی روایتون مین کچہہ نہ کچہہ نکارت ہوتی ہے۔

میزان الاعتدال مین عبدالرحمن بن ثابت کے ترجمہ مین لکھا ہے کہ وہ زاہد اور مستجاب الدعوات تھے مگر امام بخاری اور نسائی وغیرہ نے اونکی حدیثون مین کلام کیا ہے۔

عبدالواحد ابن زید کے ترجمہ مین میزان مین لکھا ہے جسکا خلاصہ یہ ہے کہ وہ زاہد اور صوفیہ کے شیخ تھے چالیس سال انہون نے عشا کے وضو سے صبح کی نماز پڑہی اور مجاب الدعوات تھے مگر محدثین نے اون مین کلام کیا ہے چنانچہ بخاری رحمہ کہتے ہین کہ اونکو محدثین نے ترک کر دیا اور امام احمد رحمہ کا قول ہے کہ اونکی احادیث موضوع ہوا کرتی ہین۔

میزان الاعتدال مین امام ذہبی رحمہ نے انہین لوگون کو ذکر کیا ہے جن مین محدثین نے کلام کیا ہے اوس مین اویس قرنی رحمہ کو ذکر کرکے لکھا ہے کہ مین نے اونکو اس کتاب مین صرف اسوجہ سے ذکر کیا ہے کہ بخاری نے انکو ضعفا مین ذکر کیا ورنہ اس کتاب مین اونکو ہرگز ذکر نکرتا کیونکہ وہ اولیاء اللہ صادقین سے ہین۔

اویس قرنی رحمہ وہ شخص ہین کہ خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اونکی فضیلت بیان کی ہے اور

عمر رہ اونسے خواستگار دعا ہوئے اونکے فضائل مسلم شریف وغیرہ مین موجود ہین۔
تذکرۃ الحفاظ مین لکہا ہے کہ امام جعفر صادق رہ کی روایتون کو ساری امت نے مستند سمجہا ہے
مگر بخاری رہ نے کہا کہ وہ قابل احتجاج نہین۔
ابن معین رہ کا قول ہے کہ ہم اون اقوام مین کلام کرتے ہین جو جنت مین داخل ہو چکے ہین
مطلب یہ کہ صلحا مین جو کلام کیا جاتا ہے اوس سے یہ بتلانا منظور نہین کہ اونکے دین مین کوئی
نقص تہا بلکہ سمجہتے ہین کہ وہ بڑے مقدس مستجاب الدعوات اور جنتی ہین۔ یہانتک کہ خود نبی کریم
صلی اللہ علیہ وسلم نے اونکی فضیلتین بیان کین۔ مگر چونکہ تنقیح وتنقید حدیث کی خدمت مفوض ہے
اسلیئے جب تک پوری شرطین نہ پائی جائین جن مین ایک یہ بھی ہے کہ جس سے حدیث لیتے
ہین اوسکی تحقیق کی جائے کہ وہ عدل وضابط ہے۔ کسی کی رعایت نہین کیجاتی گو نفس
ولی اور مستجاب الدعوات ہو یہان تک کہ خود اپنے باپ کی رعایت نہین کیجاتی تہی۔
جریر ابن حازم کا حال ابہی معلوم ہوا کہ وہ شیخ الشیوخ تہے اعمش۔ ایوب۔ ابن مبارک اور وکیع
جیسے اونکے شاگرد تہے اونکے فرزندون نے جب دیکہا کہ حافظہ مین فرق آرہا ہے تو اونکو
چہوڑ کر تلاش حدیث مین دوسرے اساتذہ کے یہان گئے۔ دیکہئے جب اونکے صاحبزادے
تلاش حدیث مین نکلے ہونگے تو محدثین نے ضرور پوچہا ہوگا کہ آپ اپنے گہر کی دولت کو
چہوڑ کر گدائی گو کیون نکلے تو اونہون نے ضرور اپنے والد کا نقص بیان کیا ہوگا۔ دیکہئے جنکے
پدر بزرگوار ایسے ہون کہ عمر بہر نیکنام اور شیخ الشیوخ اور مرجع انام بنے رہے کیا اوسکی طبیعت
گوارا کرے گی کہ اپنے والد کا نقص اور بے اعتباری ظاہر کرکے خود بہی ذلیل بنے مگر سبحان اللہ
نفس قدسی اسے کہتے ہین کہ دین کے معاملہ مین نہ ذلت کی پروا نہ عزت کا خیال۔ کل اکابر محدثین
کا یہی حال رہا ہے۔
تہذیب التہذیب مین ابن السقا کے ترجمہ مین لکہا ہے کہ وہ دارقطنی وغیرہ محدثین کے استاد
ہین اور حدیث مین امام سمجہے جاتے ہین۔ ایک بار انہون نے ایک حدیث پڑہی جو اونکے
خلاف تحقیق تہی وہ سنتے ہی لوگون نے اونکو اوٹہا دیا اور جس جگہ بیٹہے تہے اوسکو
دہو ڈالا۔

میزان الاعتدال مین جارودی کے ترجمہ مین حاکم رح کا قول نقل کیا ہے کہ مین نے محمد یعقوب سے بارہا سنا ہے کہ ابو بکر جارودی رح جب کبھی اپنے دادا کی قبر پر سے گذرتے تو کہتے کہ اے جد پدر بزرگوار اگر آپ بہز ابن حکیم کی روایت بیان نکرتے تو مین آپ کی زیارت ضرور کرتا۔

تعصب کی انتہا ہو گئی اگر جد امجد نے کوئی روایت غلط بھی کی تھی تو اوس سے کافر نہین ہو گئے تھے جو زیارت سے احتراز کیا گیا۔ زیارت سے اتنا فائدہ تو ضرور ہوتا کہ کچھہ پڑہکر بخش دیتے جس سے اوس خطا کی معافی کی توقع تھی۔ مگر بہز ابن حکیم کی اوس روایت کے ساتھہ اتنا بغض تھا کہ اگر کبھی خون جوش بھی کھاتا ہوگا تو اوس حدیث کا خیال اونکو زیارت سے روک دیتا تھا۔

اگر اونکی اس حرکت کو جنون سے تعبیر کرین تو بے موقع نہوگا مگر ایسے جنون پر ہزار عقلون کو قربان کرنا چاہیئے کہ اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام پاک کی حمایت و حفاظت مین اونکی یہ حالت تھی۔ غرضکہ محدثین کی حالت احتیاط حدیث مین عجب قسم کی ہو گئی تھی گو بعض حرکات اونکے ہم لوگ نہین سمجہہ سکتے مگر اصل منشا اونکا کمال احتیاط تھی جسقدر حدیثین بنانے مین لوگون نے جرأت کی اوس سے زیادہ ان حضرات نے احتیاط مین زیادتی کی اگر کسی سے ایک بات خلاف دیکھتے تو اوسکی صحیح حدیثین بھی ترک کر دیتے۔

تہذیب التہذیب مین ابراہیم ابن محمد کے حال مین لکھا ہے کہ نعیم ابن حماد کہتے ہین کہ اونکی کتابون کی نقل مین پچاس اشرفیان مین نے خرچ کین جب سب کی نقل ہو گئی تو انہون نے ایک روز اور ایک کتاب نکالی جس مین قدر کا مسئلہ تھا کہ تقدیر کوئی چیز نہین اور دوسری کتاب نکالی جس مین جہم کی رائے تھی جسکے قابل جہمیہ ہین مین نے کہا کیا آپ کی بھی یہی رائے ہے کہا ہان یہ سنتے ہی وہ تمام کتابین جو نہایت شوق سے بصرف زر کثیر نقل کرائی تہین سب پھاڑ کر پھینک دین۔

تہذیب التہذیب مین محمد ابن حمید کا قول نقل کیا ہے کہ عبد اللہ بن ابی جعفر سے مین نے دس ہزار حدیثین لکہین ایک روز انہون نے کہا کہ عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ جو صحابی ہین فاسق تھے یہ سنتے ہی مین نے وہ کل حدیثین جو لکہی تھین پھینک دین۔

مولانا واستاذنا مولوی محمد عبد الحی صاحب مرحوم نے الرفع والتکمیل مین لکھا ہے کہ شعبہ رح

سے پوچھا گیا کہ آپنے فلان شخص کی حدیث کو کیون ترک کر دیا کہا مین نے اوسکو دیکھا کہ گھوڑے پر سوار ہے اور اوسکو ایڑین مار رہا ہے "فقط ایڑ مارنا تو عیب کی بات نہین جسکو شعبہ رح جیسے جلیل القدر شیخ الشیوخ نے قابل ترک سمجھا ہو البتہ کوئی ناشائستہ خلاف شان حرکات اوس مین ضرور تھے جس سے اونہون نے اوسکو ترک کر دیا۔

اوس مین مولانائے موصوف نے لکھا ہے کہ شعبہ رح منہال ابن عمر کے یہان طلب حدیث کیلئے گئے دیکھا کہ گھر مین سے طنبور کی یا خوش الحان کی قرارت کی آواز آرہی ہے یہ سنتے ہی باہر ہی سے لوٹ گئے اور پہر اوس سے حدیث نہین لی[1]" معلوم نہین مقامی خصوصیات کیا تہین جن سے اونکو ترک کرنے پر مجبور ہوئے بہرحال اتنا تو معلوم ہوا کہ احتیاط مین اس درجہ کی تھین۔

اسی مین لکھا ہے کہ ابن عیینہ[2] رح سے پوچھا گیا کہ زاذان سے آپ روایت کیون نہین کرتے کہا وہ باتین بہت کیا کرتے تھے۔

اوسی مین لکھا ہے کہ جریر رح نے سماک ابن حرب کو دیکھا کہ کھڑے ہوئے پیشاب کر رہے ہین اس لئے اونکو ترک کر دیا اوسی مین لکھا ہے کہ جو محدثین اعمال کو جزو ایمان سمجھتے تھے اہل کوفہ سے روایت نہین کرتے تہے اس لئے کہ وہ اعمال کو جزو ایمان نہین سمجھتے۔ بہت سے محدثین نے امام ابو حنیفہ سے روایت نہین کی اسوجہ سے کہ اونکو اہل رائے سمجھتے تھے۔ میزان الاعتدال مین لکھا ہے کہ مکی ابن ابراہیم نے حمید طویل سے حدیث نہین لی اس وجہ سے کہ وہ سیاہ لباس پولس والون کا سا پہنتے تھے۔

ہمین یہان صرف یہ بتلانا منظور ہے کہ اونکی احتیاطین کیسی تھین نہ ولی کی ولایت اونکے فرض منصبی ادا کرنے مین مانع ہوتی تہی نہ قرابت و احباب کی محبت نہ اپنی کسرشان کا خیال۔ غرضکہ ان حضرات نے احتیاط کا حق ادا کر دیا۔ اب رہی یہ بات کہ وہ ضرورت سے زیادہ کام مین لائی گئی سو اوسمین وہ حضرات معذور ہین اسلئے کہ جب آدمی کسی طرف ہمہ تن مشغول ہوتا ہے تو وقتاً فوقتاً نئی نئی باریکیان اور نزاکتین اوسکے خیال مین آتی جاتی ہین جنکو ہر کوئی سمجھ نہین سکتا اور ادنی ادنی بات جسکو او

---

[1] ایسے محتاط شخص امام صاحب کی تعریفین کرتے ہین چنانچہ آئندہ معلوم ہوگا۔ اس سے امام صاحب کی جلالت شان معلوم ہو سکتی ہے

[2] ایسے محتاط شخص امام صاحب کے مداح ہین جیسا کہ معلوم ہوگا۔

لوگ قابل توجہ نہین سمجھتے اوسکو بڑی معلوم ہونے لگتی ہے۔ آپنے دیکھا ہوگا کہ جن لوگون کو حفظان صحت کا خیال زیادہ ہوتا ہے وہ کھانے پینے مین بلکہ ہر ایک کام مین کیسی کیسی احتیاطین کرتے ہین کہ اونکی صحت بجائے خود ایک سخت بیماری ہوجاتی ہے۔ اسی طرح جنکو طہارت کا زیادہ خیال ہوتا ہے اونکی احتیاط وسواس کے درجہ تک پہونچ جاتی ہے۔ جسکی وجہ سے وہ ابدست اور غسل وغیرہ مین اتنا پانی خرچ کرتے ہین کہ شریعت مین وہ اسراف اور حرام ہے اور باوجودیکہ خود بھی وہ اوسکی برائیان جانتے ہین مگر طبیعت سے مجبور ہین اوس احتیاط کو چھوڑ نہین سکتے اسیطرح محدثین کو ہمیشہ احتیاط کا خیال لگا رہتا تھا اور ہمیشہ اس خیال مین رہتے کہ جو حدیث لی جائے کسی متدین اور محتاط شخص سے لی جائے۔ پھر تدین کی تراکتون مین جسقدر خیال ترقی کرتا گیا تدین کا دائرہ تنگ ہوتا گیا یہان تک کہ گھوڑے کو زیادہ ایڑین مارنا بھی خلاف تدین محسوس ہونے لگا۔ چونکہ ہر معاملہ مین طبیعت کو بڑا ہی دخل ہے اس لئے جن اہل احتیاط کی طبیعتون مین حرارت زیادہ تھی وہ لوگ مغلوب الغیظ ہونے کی وجہ سے اس امر مین بہت افراط کرتے تھے جیسا کہ مشاہدہ سے ثابت ہے کہ جن علما کی طبیعتون مین حرارت اور غصہ زیادہ ہوا کرتا ہے اپنی طبیعت کے مخالف اونی اونی بات مین بھی برا بھلا کہدیتے ہین بلکہ فاسق اور کافر کہنے مین بھی تامل نہین کرتے اور تکفیر کی روایتون کو چسپان کرنے کی فکر مین پڑجاتے ہین اور کسی طرح چسپان کر بھی دیتے ہین اس طبیعت کے لوگ محدثین مین بھی بہت گذرے ہین۔ ایک ابن حزمؒ ہی کو دیکھ لیجئے کہ کس قدر اونکی مزاج مین تشدد ہے ملل ونحل مین عیسیٰ علیہ السلام کے مشہور حوارئین کا جہان ذکر کرتے ہین تو سطرون کی سطرین نئی نئی گالیون اور لعنتون سے انکی لکھہ ڈالے ہین۔ اسی طرح معتزلہ وغیرہ فرق اسلامیہ پر بھی ہمیشہ لعنت کرتے رہتے ہین اکثر مقامات کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ کبھی فرقہ کے عقائد کو نقل کرکے قبل اس کے کہ اونکو رد کرین خوب ہی گالیان دے لیتے ہین جس سے معلوم ہوتا ہے کہ نقل مضمون کے وقت انہون نے نہایت ضبط سے کام لیا ورنہ جوش طبیعت سے معلوم ہوتا ہے کہ اثنائے نقل مین بھی دو چار لعنتین لکھہ دیتے۔ مجلی اسداوس کی شرح

ابن حزم کا حال

مین اونہون نے یہ طریقہ اختیار کیا ہے کہ کسی مسئلہ مین ایک صحیح حدیث لکھدیتے ہین اوسکے بعد کسی مجتہد کا نام لکھتے ہین کہ اوس نے اس کے خلاف کیا اور ساتھہ ہی لعنت۔ غرضکہ اونکی اکثر تصانیف لعنت سے بھری ہوئی ہین۔ اور تحقیق کی یہ حالت کہ امام سخاوی رح نے فتح المغیث مین لکھا ہے کہ ابن حزم کا قول ہے کہ ابوعیسٰی ترمذی اور ابوالقاسم بغوی مجہول ہین بیچارے اسلامی تمام دنیا مین ترمذی معروف ومشہور ہین مگر حضرت اونکو پہچانتے ہی نہین۔ پھر طریقہ یہ کہ جس کے مخالف ہوتے ہین تو اوس کی طرف ایسی باتین منسوب کر دیتے ہین کہ اوس کے حاشیۂ خیال مین نہین۔ چنانچہ طبقات الشافعیہ مین امام سبکی رح نے لکھا ہے کہ ملل ونحل مین انہون نے ابوالحسن اشعری رح کا مذہب بیان کیا ہے کہ اون کے نزدیک ایمان صرف معرفت بالقلب کا نام ہے خدا کو دل سے پہچان لے تو بس ہے۔ پھر اگر زبان سے اقسام کے کفریات بکے اور یہ بھی کہے کہ مین یہودی ہون یا نصرانی ہون تو بھی وہ مسلمان اور جنتی ہے۔ حالانکہ کل اشاعرہ بلکہ تمام مسلمانون کا مذہب یہ ہے کہ جو کفریات بکے یا کفار کے سے کام کرے تو وہ کافر مخلد فی النار ہے۔ اور لکھا ہے کہ محققین نے اونکی کتابون کو دیکھنے سے منع کیا ہے اس لئے کہ اہل سنت کی وہ بہت تحقیر کیا کرتے ہین انتہی۔ ادنیٰ تامل سے یہ بات معلوم ہو سکتی ہے کہ ایسے مغلوب الغیظ حضرات تحقیق مسائل یا جرح وتعدیل کی خدمت اپنے ذمہ لین تو مسلمانون کو مقتول نہین تو مجروح تو ضرور کر دین گے۔ بہرحال اس قسم کی تحریرات مین وہ اس بات کے مستحق ہین کہ مرفوع القلم سمجھے جائین۔

ابن جوزی رح کا حال

اسی طرح ابن جوزی رح کا بھی حال ہے اونکی طبیعت کا اندازہ تلبیس ابلیس سے معلوم ہو سکتا ہے کہ کسی مذہب اور فرقہ کو انہون نے چھوڑا ہی نہین سب پر کچھ نہ کچھ الزام لگا دیا علاوہ فرق باطلہ کے صوفیہ کے تو وہ دشمن ہی ہین ہاتھہ دھوکر اونکے پیچھے پڑ گئے یہان تک کہ مشہور ہے کہ انہون نے حضرت غوث الثقلین محی الدین جیلانی رضی اللہ عنہ کی تکفیر کی تھی اور فقہا بیچارے کس شمار مین محدثین کو بھی انہون نے نہین چھوڑا۔ ایسا طبیعت کے لوگ کب کسی کے مقلد ہو سکتے ہین جہان انہون نے دیکھا کہ حدیث کی

اسناد مین ایسا شخص ہے کہ سابق کے محدثین سے لئے اوسکو کاذب وغیرہ کہا تو اب وہ جامہ سے باہر ہین نہ بخاری کو مانین نہ مسلم کو صاف کہدیتے ہین کہ یہ حدیث موضوع ہے۔ امام سیوطی رحہ اللالی المصنوعہ فی الاحادیث الموضوعہ مین لکھا ہے کہ حاکم ابن حبان اور عقیلی وغیرہ حفاظ کی عادت ہے کہ کسی حدیث کی سند مین کوئی راوی مخدوش ہو تو اوسکو وہ باطل لکھتے ہین ابن جوزی اوس سے یہ سمجھ لیتے ہین کہ وہ متن حدیث ہی موضوع ہے۔ اور اس حدیث کو اسی کتاب موضوعات مین داخل کردیتے ہین حالانکہ متن سے اون حفاظ کو کوئی تعلق نہین ہوتا بلکہ اکثر دوسری صحیح سندون سے وہ متن ثابت ہوتا ہے۔ اسوجہ سے تمام علماء نے یہان تک کہ آخر مین ابن حجر عسقلانی رحہ نے ابن جوزی پر الزام لگایا ہے کہ یہ اُن مین سخت عیب تھا اور اوسی مین لکھا ہے کہ ابن جوزی رحہ نے حدیث اذا بلغ العبد اربعین سنۃ امنہ اللہ من البلایا الثلث کو اپنی کتاب موضوعات مین داخل کیا ہے اور وجہ یہ لکھی کہ اوس کی اسناد مین عباد بن عباد ہین جن کی نسبت ابن حبان نے یروی المناکیر کہا ہے اسلئے وہ مستحق ترک ہین اور حدیث صحیح نہین۔ امام سیوطی رحہ نے ابوالفضل عراقی رحہ کا قول نقل کیا ہے کہ ابن جوزی نے جو عباد ابن عباد کو ضعیف قرار دیا وہ خبط ہے ابن حبان رحہ نے جن عباد ابن عباد کی نسبت یروی المناکیر کہا وہ فارسی ہین اور اس روایت مین عباد ابن عباد مہلبی ہین اور یہ وہ شخص ہین کہ شیخین نے اونکی حدیثون سے احتجاج کیا اور احمد اور ابن معین اور ابوداؤد ونسائی وغیرہم نے اونکی توثیق کی انتہی۔ اس قسم کے دہوکون سے انہون نے بعض صحاح کی حدیثون کو بھی موضوع قرار دیا اس سلئے اونکا مجرد قول قابل قبول نہین ہوسکتا۔

شمس العلماء مولوی شبلی صاحب نے سیرۃ النعمان مین لکھا ہے کہ محدث ابن جوزی نے بہت سی حدیثون کو موضوعات مین داخل کیا ہے جنکو دوسرے محدثین صحیح اور حسن کہتے ہین ابن جوزی نے تو قیامت کی کہ صحیحین کی بعض حدیثون کو موضوع لکھدیا بے شک ابن جوزی نے اس افراط مین غلطی کی انتہی۔ نہایت درست ہے جب اونکی طبیعت اور اتفاق علماء سے معلوم ہوگیا کہ بلا تحقیق ایسی باتین لکھدیتے ہین تو اونکی تحریر سے کوئی حدیث موضوع نہین ہوسکتی اور نہ دوسرے محدثین کی تحقیق پر اونکی تحریر کا اثر ہوسکتا ہے۔ البتہ امام بخاری جیسے مستند محدث

کی تحقیق قابل وثوق ہے۔

مجملاحال جرح وتعدیل

اس موقع مین جرح وتعدیل سے متعلق تہوڑا سا حال معلوم کرلینا بھی مناسب ہوگا فتح المغیث مین امام سخاوی رح نے لکہا ہے کہ صحابہ ہی کے زمانہ مین بعض ایسے لوگ پیدا ہوگئے تھے جن پر انہون نے لعن طعن کی لیکن وہ بہت کم اور ممتاز تہے۔ پہر تابعین کے زمانہ مین بھی انکی ایسی کثرت نہوئی جو قابل توجہ ہو اس لئے کہ اکثر متبوع اور مقتدا اصحاب موجود تہے جو کل عدول تہے اور جو غیر صحابہ تہے وہ اکثر ثقات تہے اونکے ہوتے اہل بدعت کے یہان کون جاتا۔ قرن اول جس مین صحابہ اور کبار تابعین تہے اون مین کوئی مقتدا لئے دین ضعیف نہین پایا گیا اونکے بعد اوساط تابعین مین اگرچہ ضعفا پائے گئے مگر اون مین صرف تحمل اور ضبط حدیث کی نسبت کلام ہوا البتہ جب تابعین کا زمانہ قریبا ختم ہوا یعنے سنہ ڈیڑہ سو کے حدود مین اوثق توثیق اور جرح کی ضرورت ہوئی چنانچہ ابوحنیفہ رح نے کہا کہ جابر جعفی سے بڑہکر جہوٹا مین نے نہین دیکہا اور اعمش اور امام مالک شعبہ اور اوزاعی وغیرہم نے بھی جرح وتعدیل کی۔ اونکے بعد یحیی ابن سعید قطان ابن مہدی وغیرہ اونکے بعد امام شافعی اور ابوعاصم نبیل وغیرہ اونکے بعد حمیدی اور یحیی ابن یحیی وغیرہ آئمہ جرح وتعدیل ہوئے اونکے بعد جرح وتعدیل کی کتابین تصنیف ہونے لگین اس کے بعد کے بھی بہت سے طبقات آئمہ فن کے سخاوی رح نے ذکر کئے جنکے بیان کی یہان ضرورت نہین۔

تنبیہ اصحابہ و اکابر

مطالعہ کتب رجال سے معلوم ہوتا ہے کہ جرح وتعدیل کا عام قاعدہ یہی رہا ہے کہ حتی الامکان مشتبہ لوگون سے احتراز کرتے تہے اصحابہ مین تو نہایت ہی اسکا تشدد رہا۔ چنانچہ سنن دارمی مین روایت ہے

عن نافع عن ابن عمر انہ جاءہ رجل فقال ان فلانا یقرء علیک السلام فقال بلغنی انہ قد احدث فان کان قد احدث فلا تقرءہ منی السلام یعنے ایک شخص ابن عمر رض کے یہان آکر کہا کہ فلان شخص آپکو سلام کہتا ہے فرمایا مین نے سنا ہے کہ اوس نے کوئی نئی بات ایجاد کی ہے اگر یہ واقعی ہے تو اوسکو ہمارے طرف سے جواب سلام نہ کہنا" جب جواب سلام مین یہ احتیاط تھی تو اونکی اور باتون کی کیا وقعت ہوگی تقریبا یہی طریقہ اکابر تابعین مین بھی جاری رہا چنانچہ دارمی مین یہ روایت ہے۔ عن اسماء بن عبید قال دخل رجلان من اصحاب اہل الاہواء علی ابن سیرین

فقالا یا ابا بکر نحدثک بحدیث قال لا قال نقرا علیک آیۃ من کتاب اللہ قال لا لتقومان عنی

اولاقومن قال فخرجا فقال بعض القوم یا ابا بکر وما کان علیک ان یقرا علیک آیۃ من کتاب اللہ

تعالی قال انی خشیت ان یقرا علی آیۃ فیحرفانہ فیقر ذلک فی قلبی یعنے اسماء کہتے ہین کہ دو شخص

اہل ہوا یعنے فرق باطلہ کے ابن سیرین رح کے پاس آئے اور کہا کہ ہم ایک حدیث آپ کو

سنانا چاہتے ہین کہا مین نہین سنتا کہا قرآن کی ایک آیت سناتے ہین کہا مین نہین سنتا

اب تم یہان سے جاتے ہو یا مین چلا جاؤن یہ سنکر وہی چلے گئے لوگون نے پوچھا حضرت

اگر قرآن کی آیت آپ اون سے سنتے تو کیا ہرج تہا فرمایا اس بات کا خوف تہا کہ اوس کے

معنی کو اپنے مطلب کی جانب پہیر دین اور وہی بات میرے دل مین جم جائے۔ ابن جوزی رح

نے تلبیس ابلیس مین لکہا ہے کہ ایوب رح سے ایک بدعتی نے کہا کہ مین آپ سے

ایک کلمہ کہون فرمایا نہین بلکہ آدہا کلمہ بہی مت کہو۔

اوسی مین لکہا ہے کہ معمر کہتے ہین کہ طاوس جو اعلی درجہ کے تابعی ہین بیٹہے تہے اور اونکے

پاس اونکے فرزند بہی تہے اتنے مین ایک شخص معتزلی آیا اور کسی مسئلہ مین گفتگو شروع کی۔

طاوس رح نے اپنے دونون کانون مین انگلیان رکہ لین اور فرزند سے کہا تم بہی کانون مین

انگلیان رکہ لو تاکہ اوسکی بات سننے مین نہ آئے کیونکہ یہ دل ضعیف ہے۔ پہر کہا اے فرزند

خوب زور سے کان بند کر لو اور برابر یہی کہتے رہے یہان تک کہ وہ اٹہکر چلا گیا" اگرچہ ظاہرا

یہ حرکت ہمارے زمانہ کے لحاظ سے بدنما معلوم ہوتی ہے مگر چونکہ اون حضرات کو خوف خدا

پیش نظر تہا اور دین کی قدر تہی وہ خیال کرتے تہے کہ عقلی باتون کو عقل جلد قبول کر لیتی ہے کہین

ایسا نہو کہ کوئی بات دل مین جم جائے یا دل کا میلان بہی ہو جائے جسپر خدائے تعالی مطلع

ہوتا ہے۔

اوسی مین لکہا ہے کہ عیسی بن محل العنبی رح کہتے ہین کہ ایک شخص ہمارے ساتہہ ابراہیم رح کے

یہان جو تابعی تہے جایا کرتا تہا۔ ابراہیم رح کو خبر ملی کہ وہ شخص فرقہ مرجیہ مین شامل ہوا ہے۔

انہون نے اوس سے فرمایا اب جو تم ہمارے یہان سے جاتے ہو پہر ہمارے یہان نہ آنا کیونکہ

فرقہ مرجیہ کا عقیدہ ہے کہ قرآن شریف مین عذاب کی آیتین فقط دہمکانے کیلئے ہین ورنہ

جس نے لا الہ الا اللہ کا اقرار کر لیا وہ قطعی جنتی ہے چاہے نماز وغیرہ پڑھے نہ پڑھے اور اوسکے گناہ کچھہ نہین لکھے جاوینگے بلکہ نیکیان لکھی جائینگی۔

اوسی مین لکھا ہے کہ محمد ابن داؤد الحداد کہتے ہین کہ مین نے سفیان ابن عیینہ رح سے کہا کہ ابراہیم ابن یحییٰ تقدیر کے معاملہ مین کلام کرتا ہے۔ فرمایا کہ لوگون کو اوس کے حال سے ہوشیار کردو اور اپنے رب سے عافیت مانگو"۔ ہمکو دین کی اصلی صورت جو نظر آرہی ہے سو صحابہ اور تابعین ہی کی ان احتیاطون کا نتیجہ ہے ورنہ اہل ہوا اور بدعتیون کے خیالات اگر اسوقت سے روایتون مین شامل ہوجاتے تو یہ بھی معلوم نہوتا کہ اصل دین کیا تھا اور کیا ہوگیا۔

مولوی شمس العلما صاحب نے سیرۃ النعمان مین مقدمہ صحیح مسلم سے لکھا ہے کہ بشر عدوی ابن عباس رض کے پاس آیا اور حدیث بیان کرنی شروع کی انھون نے کچھہ خیال نہ کیا۔ بشر نے کہا ابن عباس مین رسول اللہ سے روایت کر رہا ہون آپ سنتے نہین فرمایا ایک زمانہ مین ہمارا یہ حال تھا کہ کسی کو قال رسول اللہ کہتے سنتے تھے تو فوراً ہماری نگاہین اٹھہ جاتی تھین۔ لیکن جب سے لوگون نے نیک و بد مین تمیز نہین رکھی ہم صرف اون حدیثون کو سنتے ہین جنکو ہم خود جانتے ہین"۔ غرضکہ اوس زمانہ مین صحیح حدیثین محفوظ تھین اس لئے کہ تقریباً کل مقتدا اشخاص متدین تھے اور احادیث کے لینے مین احتیاطین زاید کی جاتی تھین۔

امام سخاوی رح کے قول سے ابھی معلوم ہوا کہ یہ وہی زمانہ ہے جس کے متصل امام ابو حنیفہ رح ہین خوش قسمتی سے آپ کو تدوین فقہ کے وقت نہایت آسانی سے صحیح صحیح حدیثین مل گئین۔ جس مین موضوع ہونے کا احتمال اگر نکالا بھی جائے تو بہت سے قرائن سے رد ہو سکتا ہے اس کے بعد جب تدین کم ہوتا گیا اور کذاب اور وضاع نئی نئی باتین بنانے لگے جس کی خبر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث شریف مین دی ہے۔ عن ابی ہریرۃ رض قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یکون فی آخر الزمان دجالون کذابون یاتونکم من الاحادیث بما لم تسمعوا انتم ولا آباؤکم فایاکم وایاہم لا یضلونکم ولا یفتنونکم رواہ مسلم یعنے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ آخر زمانہ مین دجال اور کذاب ہونگے ایسی ایسی حدیثین بیان کرینگے کہ نہ تم نے کبھی سنی ہونگی نہ تمہارے آبا و اجداد نے سو اپنے تئین بہت بچاؤ اونکو نزدیک

نہ آسنے وہ کہین وہ تم کو گمراہ نکر دین اور فتنہ مین نہ ڈال دین" اس پیشین گوئی کے ظہور کی ابتدا اسی زمانہ مین ہوچکی تھی اس لئے اوس زمانہ کے محدثین کو بڑی بڑی محنتین اٹھانی پڑین جس قدر انہون نے موضوعات کے رواج دینے کی فکرین کین محدثین نے احتیاط سے اونکا مقابلہ کیا۔ مثلاً دیکہا کہ راویان حدیث کے احوال مختلف ہین فن رجال مدون کردیا جس مین ہر ایک راوی کی نسبت جوکچہہ محدثین کے خیال تھے بیان کردئے تاکہ مشتبہ راویون سے حدیث لینے مین احتیاط کی جائے۔ بعض محدثین ایسے بھی تھے کہ ضعفا سے روایت کرکے اونکے نام نہین بتلاتے تھے جسکو تدلیس کہتے ہین ایسے لوگون کی تحقیق کرکے خاص اونکے نامونکی کتابین لکھدین جیساکہ تدریب الراوی مین امام سیوطی رح نے لکھا ہے۔ اسیطرح بعض محدثین مستند تو تھے مگر آخر عمر مین اونکے حافظہ مین نقصان آگیا تھا اور بعض لوگ آخر عمر مین اونسے پڑھکر چاہتے تھے کہ اونکے پہلے شاگردون کے ساتھہ مساوات حاصل کرین حالانکہ اونکی حدیثون مین ضعف ہوتا تھا۔ اس لئے محدثین نے تحقیق کرکے ایسے اساتذہ کے نام اور اونکے اول و آخر کے شاگردون کے نام اور اونکے حالات کی کتابین مدون کردین تاکہ لوگون کو اون اساتذہ کے نامون سے دہوکا نہووے۔ غرضکہ کسی بات مین ذرا بھی شبہہ ہوتا تو ایک جماعت متوجہ ہوکر اس قدر تحقیق کرتی کہ شبہہ نام کو نہ رہنے پائے شدہ شدہ ان تحقیقون سے فن حدیث کے سو فن ہوگئے چنانچہ شیخ الاسلام ابن حجر رح نے النکت مین اور امام سیوطی رح نے تدریب الراوی مین لکھا ہے کہ علم حدیث سو انواع پر مشتمل ہے ہر نوع ایک مستقل علم بن گئی ہے اگر کوئی طالب علم ان علوم مین اپنی تمام عمر صرف کرڈالے جب بھی اونکی انتہا کو نہین پہونچ سکتا۔ مطلب یہ کہ ایک شخص ان تمام علوم حدیثیہ کا جامع نہین ہوسکتا اہل علم غور کرسکتے ہین کہ سوائے حدیث شریف کے کونسا ایسا علم ہے کہ جس کے سو حصے اس غرض سے کئے گئے ہون کہ ہر ایک حصہ کی طرف ایک جم غفیر علما کا متوجہ ہوکر اوس کی تحقیق اور تکمیل کرے کیا یہ بات خیال مین آسکتی ہے کہ ہزارہا مستند علمانے جس کام مین اپنے آپ کو وقف کردیا تھا کیا وہ ایسا فضول اور بے اصل ہوسکتا ہے کہ اونکی اوقات ضائع ہوئی یا اونکی وہ کوششین اور جانفشانیان

بالکل فضول تھیں۔ اب اگر ترقی یافتہ شخص جسکو فن حدیث سے کوئی تعلق نہو چند مختلف ضعیف اقوال نقل کر کے اس فن کو بے اعتبار قرار دے تو کیا عقلا اوس کی تصدیق کر سکتے ہین۔ عقل کی رو سے تو ہرگز نہین کر سکتے۔ یہ تو کمال فخر کا موقع تھا کہ اپنے اسلاف کے کارنامے پیش کر کے اور دن سے پوچھتے کہ کوئی امت ایسی بھی ہے کہ اپنے نبی کے اقوال اور افعال اور دین کی باتون کو ایسی جانفشانیون سے محفوظ رکھا ہو۔ افسوس ہے کہ امت کے منتخب افراد نے جو ایسی گران بہا عمرین صرف کر کے قابل افتخار خزانے ہمین دے گئے ہین۔ اونکا شکوہ کیا جاتا ہے کہ چند ناقصون کی کارروائیان پیش کر کے اونکی تمام جانفشانیان خاک مین ملائی جاتی ہین انا للہ وانا الیہ راجعون

جواب مغالطہ شمس العلما شبلی صاحب۔

اب ہم چند اقوال شمس العلما صاحب کے سیرۃ النعمان سے نقل کرتے ہین جن سے ظاہر ہے کہ ہمارے امام صاحب کی طرفداری کے جوش مین فن حدیث اور محدثین پر انھون نے حملے کئے ہین شاید بعض احناف اس سے خوش ہو گئے ہونگے مگر مین اس خیال کے بالکل مخالف ہون ہمین اتنے تعصب کی ضرورت نہین کہ جن حضرات نے قوم پر اعلیٰ درجہ کا احسان کیا ہو اونکو برائی سے یاد کرین اور انکی نکتہ چینیان کر کے معاذ اللہ اونکو رسوا کرین اور علاوہ اوس کے اگر حدیث ہی بے اعتبار ہو جائے گی تو فقہ بطریق اولیٰ بے اعتبار ہو جائیگی اسلئے کہ فقہ کا دار و مدار حدیث سے ہے کسی حنفی کا یہ خیال نہین کہ امام صاحب ایک عقل مند مقنن شخص تھے اپنی عقل کی رہبری سے قاعدے ایجاد کرتے اور مسائل تراشتے تھے چنانچہ خود شمس العلما صاحب نے سیرۃ النعمان مین چند دلائل و قرائن سے ثابت کیا ہے کہ امام صاحب اعلیٰ درجہ کے محدث تھے اور حدیث کو قیاس پر مقدم کیا کرتے تھے

قولہ ص ۱۵۱ زبانی روایت سے گذر کر تحریرون مین بھی جعل شروع ہو گیا تھا مسلم نے روایت کی ہے کہ ایک دفعہ عبداللہ ابن عباس حضرت علی رض کے فیصلہ کی نقل سنتے رہے تھے بیچ بیچ مین الفاظ چھوڑتے جاتے تھے اور کہتے تھے کہ واللہ علی نے ہرگز یہ فیصلہ نہین کیا ہوگا۔ اسی طرح ایک اور دفعہ عبداللہ ابن عباس نے حضرت علی رض کی ایک تحریر دیکھی تو تھوڑے سے الفاظ کے سوا باقی سب عبارت مٹا دی ؎

یہ بات پوشیدہ نہین کہ علی رضی اللہ عنہ کے شیعہ اور اعداء مین افراط و تفریط بہت کچھ ہوئی۔ رو افض

خوارج کی ابتدا اسیوقت سے ہوئی مگر دونون جماعتین الگ الگ اور اہل سنت اونسے ممتاز رہے۔ کسی سنے اونکو اپنا اوستاد بناکر اونسے روایتین اوسوقت نہین لین کیونکہ صحابہ اور اکابر تابعین کے ہوتے اونسے روایت کرنے کی ضرورت ہی کیا۔ دیکھیے جہان مسلم شریف مین ابن عباس رض کی روایت مذکورہ لکھی ہے اوسیکے متصل یہ دو روایتین بھی لکھی ہین۔ ایک یہ ہے

لما احدثوا تلک الاشیاء بعد علی علیہ السلام قال رجل من اصحاب علی قاتلہم اللہ ای علم افسدوا

یعنی شیعہ نے جب نئی نئی باتین بنائین تو علی علیہ السلام کے اصحاب مین سے ایک شخص نے کہا خدا اونکو غارت کرے کیسے اعلی درجہ کے علم کو اونہون نے تباہ کر دیا" اس سے ظاہر ہے کہ علی کرم اللہ وجہہ کے اصحاب اوسوقت ممتاز تھے اور جانتے تھے کہ شیعہ نے آپکے علوم اور احادیث مین جعلسازیان کی ہین اسوجہ سے کوئی روایت اونسے نہین کرتے تھے دوسری حدیث مسلم شریف مین یہ ہے کہ جسکا ترجمہ یہان لکھا جاتا ہے "مغیرہ کہتے ہین کہ علی کرم اللہ وجہہ کی وہی روایت قابل تصدیق سمجھی جاتی تھی جو اصحاب عبداللہ ابن مسعود رض کے ذریعہ سے پہونچے" انتہی اس کی وجہ ظاہر ہے کہ شیعہ اہل سنت وجماعت سے خارج تھے اور اونکی روایتین نہین لی جاتی تھین۔

اسحاصل گو اوس زمانہ مین جعل شروع ہو گیا تھا مگر بفضلہ تعالے ہمارے محدثین نے جعلسازونکو ایسے پھٹکار رکھا تاکہ اونکی کوئی جعلی بات اونکے پاس نہ آسکے۔

قولہ صفحہ ۱۵۱ لوگونکو وضع حدیث کی زیادہ جرارت اس وجہ سے ہوتی تھی کہ اسوقت تک اسناد و روایت کا طریقہ جاری نہین ہوا تھا جو شخص چاہتا قال رسول اللہ کہدیتا تھا اور اثبات سند کے مواخذہ سے بری رہتا تھا۔ ترمذی نے کتاب العلل مین امام ابن سیرین سے روایت کی ہے کہ پہلے زمانہ مین لوگ اسناد نہین پوچھا کرتے تھے جب فتنہ پیدا ہوا تو اسناد کی پوچھ ہوئی تاکہ اہل سنت کی حدیثین لی جائین اور اہل بدعت کی ترک کی جائین۔ لیکن حدیث کی بے اعتباری اہل بدعت پر موقوف نہ تھی اس لئے یہ احتیاط چندان مفید نہوی اور غلطیونکا سلسلہ برابر جاری رہا۔ انتہی۔

افسوس ہے اس مقام مین مولویصاحب محققانہ انداز سے بہت دور ہوگئے جس سے ناواقف

لوگ خیال کرنے لگے کہ ایک زمانہ دراز تک جو شخص چاہتا حدیثین بناکر قال رسول اللہ کہدیتا اور
اوسکو کوئی نہ پوچھتا کہ فی الواقع وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا قول ہے یا نہین۔ حالانکہ یہہ بات بالکل
غلط ہے۔ اسلیئے کہ ابن سیرین رح کی ولادت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت مین ہے جیسا کہ
تذکرۃ الحفاظ وغیرہ مین مصرح ہے جس سے ظاہر ہے کہ انہون نے اسناد کے پوچھنے کا زمانہ
بھی پایا ہے اور صرف قال رسول اللہ کہنے کا بھی۔ اسلیئے کہ صرف قال رسول اللہ جس زمانہ مین
کہا جاتا تھا وہ صحابہ کا زمانہ ہے جس کا اکثر حصہ اونہون نے پایا ہے چونکہ صحابہ کل عدول ہین اونکی
کوئی خبر غلط نہین ہوسکتی اور جسقدر تابعین کے زمانہ مین رہ گئے تھے وہ ممتاز تھے اور ہر شخص جانتا
تھا کہ یہہ صحابی ہین جب وہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہتے تو اونکی صحابیت خود ایک اعلی درجہ
کی سند تھی جس کے مقابلہ مین سند کا مطالبہ کمال درجہ کی گستاخی تھی۔ پھر صحابہ ہی کے زمانہ مین
جب فتنہ پیدا ہوا اور مفسدون نے تقلیداً قال رسول اللہ کہنا شروع کیا تو اونکا خود یہہ کہنا باعث
مواخذہ ہوا کیونکہ سب جانتے تھے کہ وہ صحابی نہین بلکہ اونکا سن وسال خود گواہی دیتا تھا کہ اونہون نے
وہ حدیث بنالی ہے یا کسی سے سنکر کہا اسلیئے اونسے اسناد کا مواخذہ کیا جاتا اور اونکا مجرد
قول قابل توجہ نہین سمجھا جاتا تھا جیسا کہ ابھی معلوم ہوا کہ بشر عدوی نے جب حدیث پڑھی تو ابن عباس
رضی اللہ عنہ نے اوس کی طرف التفات بھی نہین کیا اور یہہ انتظام ہوگیا کہ وہی روایتین لیجائین
جو اہل سنت کے ذریعہ سے پہونچین جیسا کہ علی کرم اللہ وجہہ کی وہی روایتین لی جاتی تھین
جو اصحاب ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے ذریعہ سے پہونچتین۔ اور اہل بدعت سے حدیث توکیا قرآن
بھی نہین سنا جاتا تھا جیسا کہ ابن سیرین رح کی روایت سے ابھی معلوم ہوا۔ اب بتایئے ایسا
کونسا زمانہ آیا کہ ہر بدعتی اور جعلساز قال رسول اللہ کہدیتا اور اوس کی روایتین خوش اعتقادون کرکے شائع کردیتے
مولوی صاحب نے ابن سیرین رح کے قول کو نہین سمجھا اونہون نے ہرگز یہہ نہین کہا کہ یہہ
پہلے زمانہ مین صحابی ہو یا غیر صحابی قال رسول اللہ کہدیتا اور اوس کی روایت مقبول ومشہور ہوجاتی
تھی اونکے قول کا صحیح مطلب وہی ہے جو ہمنے لکھا ہے۔ جسپر تاریخی شہادت بھی موجود ہے۔
اب غور کیجئے کہ مولوی صاحب جو کہہ رہے ہین کہ حدیث کی بے اعتباری اہل بدعت پر موقوف
نہ تھی بلکہ پہلے ہی سے ہوچکی تھی اور غلطیون کا سلسلہ جاری رہا کیسی سخت غلطی ہے جس کی

کو کوئی اصل نہین۔

ابن سیرین رح کا قول جو مولوی صاحب نے نقل کیا ہے اوسکی اصل عبارت یہ ہے فلما وقعت

سالوا عن الاسناد لکی یاخذ و احدیث اہل السنۃ ویدع حدیث اہل البدع۔

معلوم نہین مولویصاحب نے سالوا کا ترجمہ دیکھہ پوچھہ ہوی کس قرینہ سے کیا ہے۔ ابن سیرین کا مقصود تو یہ ہے کہ اس غرض سے (کہ حدیثین صرف اہل سنت کی لین اور اہل بدعت کی چھوڑ دین) اسناد کو پوچھنے لگے اس قرینہ سے تو صاف ظاہر ہے کہ اسناد کی تحقیق مین نہایت اہتمام اور کوشش کی جاتی تھی تاکہ غرض حاصل ہو نہ یہ کہ سرسری طور پر تبرکا کچھہ پوچھہ لیتے۔

قولہ حضرت علی کی خلافت شروع ہی سے پر آشوب رہی ان اختلافات اور فتن کے ساتھہ وضع احادیث کی ابتدا ہوی اور اگرچہ کثرت اور انتشار زیادہ تر زمانہ مابعد مین ہوا لیکن خود صحابہ کے عہد مین اہل بدعت نے سیکڑون ہزارون حدیثین ایجاد کرلی تھین انتہی۔

یہ وہی بات ہے جو ابن سیرین رہ نے کہی تھی کہ فتنہ کے زمانہ سے اسناد کی تحقیق شروع ہوی اسین شک نہین کہ صحابہ ہی کے عہد مین اہل بدعت نے حدیثین بنانی شروع کردی تھین۔ مگر اوس سے اسلام کو کچھہ ضرر نہین پہونچا اس لئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خیالات اور نئی باتین دین مین ایجاد کرنے اور اونکو رواج دینے سے ہمیشہ منع فرمایا کئے۔ چنانچہ کتب حدیث پر جن کی نظر ہے وہ جانتے ہین کہ اس باب مین کس کثرت سے روایتین وارد ہین منجملہ اونکے چند ارشاد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم یہان لکھے جاتے ہین۔ شر الامور محدثاتہا وکل بدعۃ ضلالۃ یعنی تمام کامون مین بدتر محدثات ہین یعنی نئی نئی باتین اور ہر بدعت گمراہی ہے۔

من احدث فی امرنا ہذا ما لیس منہ فہو رد یعنے جو کوئی ہمارے دین مین ایسی بات ایجاد کرے جو اسکی نہین سو وہ مردود ہے۔

من یعش منکم بعدی فسیری اختلافا کثیرا فعلیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین المہدیین تمسکوا بہا وعضوا علیہا بالنواجذ یعنے جو کوئی تم مین سے میرے بعد زندہ رہے گا بہت اختلاف دیکھے گا تو تم کو لازم ہے کہ میرے طریقہ کو اور خلفائے راشدین کے طریقہ کو خوب مضبوط پکڑو۔

اتبعوا السواد الاعظم من شذ شذ فی النار یعنے بڑی جماعت کے پیرو ہو جو اس سے علحدہ ہو گیا

وہ دوزخی ہے۔

ان الشیطان ذئب الانسان کذئب الغنم یاخذ الشاذۃ والقاصیۃ والناحیۃ وایاکم والشعاب علیکم بالجماعۃ والعامۃ یعنے شیطان آدمیون کا بھیڑیا ہے جس طرح سب سے الگ پہرنے والی بکری کو بھیڑیا لیجاتا ہے اسیطرح مسلمانون سے علحدہ رہنے والے کو شیطان ہلاک کرتا ہے تو تمکو لازم ہے کہ جماعت کو نہ چھوڑو۔

من وقر صاحب بدعۃ فقد اعان علی ہدم الاسلام یعنے جو کوئی بدعتی کی توقیر کرے تو اوسنے اسلام کے ڈہانے پر مدد کی۔

من فارق الجماعۃ شبرا فقد خلع ربقۃ الاسلام من عنقہ یعنے جو کوئی جماعت سے ایک بالشت دور ہوجاوے اوسنے ربقۃ الاسلام کو اپنی گردن سے نکال دیا۔

ان کے سوا اور روایتین بھی بکثرت ہین جن کو سب صحابہ خوب جانتے تھے۔ اور امتثال امر نبوی مین صحابہ جسقدر مستعد اور سرگرم اور راسخ قدم تھے ہر شخص جانتا ہے کہ وہ حضرات صرف اشارہ پر جان دینے کو سعادت ابدی سمجھتے تھے پھر جب صراحۃ ہمیشہ بدعت کے قلع وقمع کا ارشاد فرمایا گیا تو غور کیا جاوے کہ اہل بدعت کے ساتھہ اونکا معاملہ کس قسم کا ہوگا کیا وہ اس بات کو گوارا کرسکتے تھے کہ کسی بدعتی کو منصب روایت کی توقیر حاصل ہو جس سے اسلام کے منہدم کرنے والون مین نام لکھا جاوے۔

ابن سبا جو اصل مین یہودی تہا اوسنے مسلمانون مین شامل ہوکر بذریعہ محبت اہل بیت تشیع کی بنیاد ڈالی اور بہت جہوٹی حدیثون سے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی فضیلت شیخین رضی اللہ عنہما پر بیان کرنا شروع کیا آپ کو وہ سخت ناگوار ہوا اور فرمایا کہ جو شخص مجہکو شیخین پر فضیلت دے اوسکو افترا کی حد اسی درے مارونگا اسیطرح اور بہت سی نئی نئی باتین ایجاد کرکے خفیہ تعلیم سے ایک گروہ کو اپنا ہمخیال بنالیا جب آپکو اطلاع ہوئی تو اوس گروہ کو مع ابن سبا جلاوطن کردیا جیسا مولانا شاہ عبد العزیز رح نے تحفہ مین اس گروہ کا حال مفصل لکھا ہے۔

غور کیجئے ایسا گروہ جو محبت کا دم بھرتا اور جان نثاری کو اپنی سعادت سمجھتا تھا اوسکو صرف نئے خیالات اور بدعتون کی وجہ سے حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے جلاوطن کردیا تو اور بدعتیون

کے ساتھہ آپکا اور دوسرے صحابہ کا کیا حال ہوگا جب مجلسون مین اہل بدعت کا ذلیل ہونا
اور جلاوطنی کی سزا پانی شہرۂ آفاق ہوی ہوگی تو ایسا کون بے وقوف ہوگا جو اونسے حدیثین
لیکر دائمی رسوائی حاصل کرے۔ ہان نوخیز ضعیف الایمان جدت پسند طبائع اونکے ابلہ فریبین
کے دام مین آجاتے تھے جس سے مذاہب باطلہ کے گروہ بن گئے جس طرح اس زمانہ مین
قادیانی وغیرہ مذاہب باطلہ کا شیوع ہو رہا ہے مگر یہ بات مشاہد ہے کہ اونکے خیالات اور
بنائی ہوی باتین اہل حق ہرگز قبول نہین کرتے یہی حال اوس زمانہ مین تمام جعلسازون کا تھا
اور اگر دھوکا دیکر کوئی جعلساز موضوع حدیثین بیان کر دیتا تو اوس سے سند پوچھی جاتی
جس کی تحقیق ہونے پر وہ رسوا ہوتا جیساکہ ابن سیرین رح کے قول سے مستفاد ہے۔

الحاصل صحابہ کے زمانہ مین اہل بدعت کا موضوع حدیثین بنانا اسلام کے حق مین مضر
نہوا بلکہ اہل بدعت کی قلعی کھل گئی اور اونکی روایتین اور خیالات انہین فرقون مین محدود رہے
ورنہ اونکے بعد طوفانات بے تمیزی اور خلط ملط کے زمانہ مین اگر اونکے موضوعات
پیش ہوتے تو اونکی پوری کامیابی ہو جاتی اور احادیث صحیحہ اور موضوعہ مین کوئی امتیاز
نہ رہتا۔

قولہ غرض تمام ممالک اسلامیہ مین گھر گھر حدیث روایت کے چرچے پھیل گئے اور
سینکڑون ہزارون درسگاہین قائم ہوگئین۔ لیکن جسقدر اشاعت کو وسعت حاصل ہوتی جاتی
تھی اعتماد اور صحت کا معیار کم ہوتا جاتا تھا۔ ارباب روایت کا دائرہ اسقدر وسیع تھا کہ اوسمین
مختلف خیال مختلف عادات مختلف عقائد مختلف قوم کے لوگ شامل تھے۔ اہل بدعت
جابجا پھیل گئے تھے اور اپنے مسائل کی ترویج مین مصروف تھے سب سے
زیادہ یہ کہ پوری ایک صدی گذر جاتی ہے بھی کتابت کا طریقہ مروج نہین ہوا تھا
ان اسباب سے روایتون مین اسقدر بے احتیاطیان ہوئین کہ موضوعات
اور اغالیط کا ایک دفتر بے پایان طیار ہوگیا۔ یہان تک امام بخاری نے اپنے زمانہ مین
صحیح صحیح حدیثون کو جدا کرنا چاہا تو کئی لاکھ مین سے انتخاب کرکے جامع صحیح لکھی جسمین
کل ۷۲۹۷ حدیثین ہین۔ اوس مین بھی اگر مکررات نکال ڈالی جائین تو صرف ۲۷۶۱ حدیثین

باقی رہتی ہین انتھی۔

یہ درست ہے کہ اہل بدعت اپنے مسائل کی ترویج مین مصروف ہوئے جس طرح ہمارے زمانہ کے اختراعی مذاہب والے مصروف ہین مگر ہم دیکھتے ہین کہ مذاہب حقہ مین اونکی روایتین ہرگز نہین لی جاتین۔ اختلاف زمانہ کے اعتبار سے اتنا فرق ضروری ہے کہ ہمارے زمانہ کے علما اونکی طرف توجہ نہین کرتے اور چونکہ وہ ابتداءِ اسلام کا زمانہ تھا نئی باتین پرجوش طبایع کو ناگوار ہوتی تہین اس لئے اون کے رد مین زیادہ تر اہتمام ہوتا تھا۔ بہرحال جسقدر مخالفون کی کوششین زیادہ ہوین محدثین نے احتیاط اور حفاظت مین زیادہ تر اہتمام کیا جس پر فن رجال گواہی دے رہا ہے۔

حدیثونکا وڈا اثر نہ پڑا

اسبار بہی یہ بات کہ اونکے اثر تعلیم سے مذاہب باطلہ کے فرقے بن گئے سو یہ بات دوسری ہے اس مین طبایع کی مناسبت اور انفعال کو دخل تام ہے جدت پسند طبیعتین ہمیشہ مذاہب باطلہ کو مدد دیتے آئے اسی کو دیکھ لیجئے کہ قادیانی مذہب کے خیالات کو نہ کوئی عقلمند مطابق عقل سمجہتا ہے نہ کوئی دیندار مناسب دین جن کا حال افادۃ الافہام سے معلوم ہوسکتا ہے۔ پھر مرزا صاحب کی زندگی مین یہ کہنے کو گنجائش تھی کہ جب وہ عیسیٰ موعود ہین تو دجال کو کبھی نہ کبھی قتل ضرور کرینگے مگر اون کے مرنے سے تو ثابت ہوگیا کہ وہ عیسیٰ موعود ہرگز نہین تھے کیونکہ نہ انھون نے مسلمانون کے دجال کو قتل کیا جس کا حال احادیث مین مذکور ہے اور نہ اپنے تاویلی دجال یعنے پادریون کو باوجودیکہ اونکے پیرو اب بہی یہی کہے جاتے ہین کہ وہ عیسیٰ موعود ضرور تھے بلکہ کرشن جی بھی تھے بلکہ سب کچھ تھے اور ان خیالات کے رد مین کتابین لکھی گئین ماہانہ پرچے شائع ہوئے اخبارون مین مضحکے اڑائے گئے مگر اونکو جنبش نہین اور کچھ بھی لکھدیا اوسکو جواب فرض کر لیتے ہین غرضکہ اس قدر پر اثر تعلیم اور پرزور ترویج پر ہم دیکھتے ہین کہ اس مذہب کے نئی باتون کا ذرا بھی برا اثر مذاہب حقہ پر نہین پڑا اس سے ظاہر ہے کہ کسی مذہب کے شیوع سے اور دوسرے مذاہب پر اثر نہین پڑتا بہرحال کئی اسباب سے ہم یقیناً کہتے ہین کہ اہل سنت کا مذہب اہل بدعت کی کارروائیون سے محفوظ رہا اور صحیح حدیثون مین اون کا کوئی تصرف نہین

ہونے پایا۔

مختلف خیالات مختلف عادات مختلف عقاید مختلف قوم کے لوگ جو ہمارے دین مین داخل ہوتے گئے اون سے ہمارے دین مین کوئی تغیر نہ آیا بلکہ خود اونکے خیالات اور عادات بدلتے گئے باوجودیکہ اسوقت ہماری قوم مین افلاس ہے مگر یورپ مین ہنود وغیرہ جو مسلمان ہوتے ہین تو اسلام کا طریقہ اختیار کرکے اپنے طریقہ کو خیرباد کہہ دیتے ہین اوسوقت تو اسلام کی حالت ظاہری بھی دوسری اقوام سے بدرجہا بہتر تھی۔ غرضکہ ان اسباب کو احادیث کے ضعف مین کوئی دخل نہین۔ البتہ اوس زمانہ مین جعل ساز ہو کے بھی دیا کرتے تھے تو اونکی وجہ سے محدثین نے بھی اسناد مین بہت سے شروط لگا کر تشدد کر دیا اور عدم واقفیت سے کسی نے ایسے لوگون سے روایت لی بھی تو اطلاع کے بعد لکھے ہوئے اجزا تلف کر دئے جاتے تھے جیسا کہ ابھی معلوم ہوا کہ بصرف زر کثیر جو کتابین لکھوائی گئی تھین مخالفت اعتقاد کی وجہ سے سب پھاڑ دی گئین۔

پھر جیسا جیسا زمانہ گذرتا گیا مخالطت بڑھتی اور منافرت گھٹتی گئی یہانتک کہ ہر مذہب کے لوگ مستند شیوخ کے حلقون مین شریک ہو کر بحسب لیاقت و قابلیت فن حدیث مین کمال حاصل کرنے لگے اور بعض افراد ان مین ایسے شہرہ اور وہ بھی نکلے کہ شہرۂ آفاق ہوئے ایسے لوگون سے بعد اس کے کہ اونکا صدق مسلم اور بمکرر تجربون سے ثابت ہوا ہمارے محدثین نے بھی روایت کی ہے اور اونکو مستند بھی جانتے تھے جیسا کہ تذکرۃ الحفاظ مین ترجمہ ابن ربیع مین لکھا ہے کہ ابن معین کا قول ہے کہ اگر عبدالرزاق مرتد بھی ہو جائین تو ہم اونکی حدیث کو نہ چھوڑینگے "۔ وجہ یہ ہے کہ صدق ایک علحدہ مستقل صفت ہے اوسکو کبھی مذہب سے تعلق نہین۔ اکثر دیکھا جاتا ہے کہ بعض یورپین اور ہندو ایسے راست گو ہوتے ہین کہ عموماً اونکا اعتبار ہوتا ہے اور بعض مسلمان بلکہ ذی علم ایسے جھوٹے ہوتے ہین کہ خود اون کے دوستون کو اونکے قول کا اعتبار نہین ہوتا۔ چونکہ ابن معین کو مکرر تجربون سے عبدالرزاق کے صدق کا یقین ہو گیا تھا اس لئے انہون نے اون لوگون کے جواب مین جو عبدالرزاق پر تشیع کا الزام لگاتے تھے کہا کہ وہ شیعی تو کیا اگر مرتد بھی ہو جائین تو حدیث نہ چھوڑینگے۔

ہم اون کی حدیث نہ چہوڑینگے - غرضکہ اہل بدعت سے جو روایتین لی گئی ہین وہ غفلت سے نہین لی گئین جس سے بے احتیاطی کا الزام عاید ہو - یہ بات مشاہد ہے کہ جن کو اپنی ہوشیاری اور تجربہ کاری پر پورا بہروسا ہوتا ہے وہ ہر قسم کے لوگون کے ساتہہ معاملہ کرتے ہین مگر جہان دہوکے کا اندیشہ ہوتا ہے احتیاط سے زیادہ تر کام لیتے ہین بہرحال دہوکا نہین کہاتے - اسیطرح نقادان حدیث نے اہل بدعت وغیرہم سے حدیثین لین پہر جن مین شرائط صحت پورے پائے اونکو صحیح کہا اور جن مین نہین پائے علی حسب مدارج ضعیف منکر موضوع وغیرہ مین داخل کردیا بہرحال جن پر صحت کا اتفاق ہے وہ یقیناً صحیح ہین -

مولوی صاحب نے اشاعت حدیث پر جو حکم لگادیا کہ اوس سے اعتماد اور صحت حدیث کا معیار کم ہوتا گیا اس مین نظر غائر اور واقعہ سے مدد نہین لی ورنہ یہ کبہی نہ کہتے -

احتیاط محدثین

اصل واقعہ یہ ہے کہ جس قدر اہل بدعت پہیلتے گئے محدثین احتیاط زیادہ کرتے گئے - چنانچہ شاہ ولی اللہ صاحب نے حجۃ اللہ البالغہ مین لکہا ہے کہ متاخرین نے بہ نسبت متقدمین کے حدیث کی تحقیق زیادہ کی یہانتک کہ ایک ایک حدیث سو سو طریقون بلکہ اوس سے بہی زیادہ سے حاصل کی - ہرچند ظاہرا یہ کام فضول معلوم ہوتا ہے لیکن غور سے دیکہا جائے تو مقتضائے احتیاط یہی تہا اس کی توضیح اس مثال سے ہوسکتی ہے کہ کسی بیمار کو کسی دوا کی ضرورت ہو اور ایسا مشتبہ شخص اوسکو اوسے جس کا حال معلوم نہو کہ وہ اوس کا دشمن ہے یا دوست تو وہ اوس دوا کو لے تو لیگا مگر اوسوقت تک اوس کا استعمال نکریگا جب تک کئی شخصون کی زبانی معلوم نہو کہ وہ وہی دوا ہے جو اوس کے مرض کے لئے مفید ہے اسیطرح محدثین نے جب دیکہا کہ اشاعت حدیث کرنے والے اہل بدعت بہی بکثرت ہین اور غلط ملط کی وجہ سے اونکا امتیاز مشکل ہے اس لئے ایک ایک حدیث کو متعدد طریقون سے حاصل کرتے جس سے اطمینان ہوجاتا کہ حدیث صحیح ہے اب دیکہئے کہ اشاعت حدیث سے اعتماد اور صحت کا معیار کم ہوا یا زائد -

عدم کتابت حدیث کی وجہ

قولہ سب سے زیادہ یہ کہ پوری ایک صدی گذر جانے پر بہی کتابت کا طریقہ مروج نہین ہوا تہا - بات یہ ہے کہ عام اسلام کی ترقی کا زمانہ تہا ہر طالب علم کی ہمت متن معروف

تھی کہ کمال حاصل کرے جن حضرات کے حافظے قوی تھے وہ اس فکر مین رہتے تھے
کہ جسقدر سبق زیادہ حاصل ہو بہتر ہے۔ چنانچہ ابھی معلوم ہوا کہ تحصیل حدیث کے زمانہ
مین کھانا پکانا نہین ہو سکتا تھا اس لئے لکھنے کے وقت کو بھی تحصیل حدیث ہی مین
وہ صرف کرتے تھے۔ وہ جانتے تھے کہ اگر حدیثون کو لکھ لین اور دفتر گم ہو جائے تو کل
محنت برباد ہو جائیگی اسلیئے وہ ہمیشہ حدیثون کو ازبر کرنے کی کوشش مین رہتے اور طبیعت
کو لکھنے کی عادی ہی نہین بناتے تھے۔ اوسوقت کے محدثین نے اپنا ذاتی تجربہ بیان کیا
ہے کہ جب تک لکھنے کا طریقہ نہین تھا حافظے قوی تھے اور جب سے اس طریقہ کی بنیاد
پڑی حافظون مین ضعف آگیا۔ اور تعجب نہین کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو فرمایا تھا
لاتکتبوا عنی یعنے احادیث مت لکھا کرو اوس مین جہان اور مصلحتین تھین ایک مصلحت یہ بھی ہو
کہ حدیثین کل محفوظ رہین کیونکہ لاتحفظوا عنی تو فرمایا ہی نہین بلکہ بجائے اس کے فلیبلغ الشاہد
الغائب کہکر تاکید فرمادی کہ حدیثین یاد رکھکر اونکی اشاعت کرو اس حفظ کی بدولت علاوہ احادیث
کے جرح وتعدیل مین جو کچھ اساتذہ سے سنتے تھے ہر وقت اون کے پیش نظر رہتا تھا جب
محدث اور راوی سے کوئی حدیث سنتے تو حافظہ اوس راوی کے حالات اور اوس حدیث
سے جو جو امور متعلق ہین سب پیش کردیتا پھر اپنی ذاتی تحقیق علاوہ اوس کے ہوتی۔ غرضکہ شدہ شدہ
اونکے حافظے کتبخانے اور وہ حضرات خود ناطق کتابین ہوگئے تھے جیسا کہ ابن تیمیہ رح نے
رفع الملام مین لکھا ہے فکانت دواوینہم صدورہم التی تحوی اضعاف ما فی الدواوین وہذا امر لا
یشک فیہ من علم القضیۃ یعنے قدما کے پاس اگرچہ کتابین نہ تھین مگر اونکے سینون مین ان کتابون
سے کئی حصے زیادہ حدیثین جمع تھین اور یہ ایسی بات ہے کہ کوئی واقف شخص اس مین شک
نہین کرسکتا۔ انتہی۔ اس سے بہت بڑا فائدہ ہوا کہ جو روایت وہ کسی سے سنتے فورا سمجھ جاتے
کہ وہ روایت صحیح ہے یا ضعیف وموضوع وغیرہ اس وجہ سے جعل ساز اونکے روبرو اپنی
روایتین پیش کرنے سے خوف کرتے تھے۔ ادنی تامل سے یہ بات معلوم ہوسکتی ہے کہ
اون حضرات کے حافظے سے تصحیح احادیث مین جس قدر مدد ملی ممکن نہین کہ کتابت سے
مل سکتی اوس سے اتنا ہی ہوتا کہ ہر قسم کی روایتون کا ذخیرہ فراہم ہوجاتا جس کو صحت وعدم صحت

سے کوئی تعلق نہین کیونکہ کتابت کی وجہ سے حافظون مین ضعف آجاتا جس سے روایت لینے کے وقت نہ راوی کے حال کا علم نہ رجال اسناد کی خبر نہ یہ معلوم کہ دوسری اساتذہ کن الفاظ سے اوس حدیث کو روایت کرتے ہین۔ الحاصل اسباب حفاظت احادیث صحیحہ مین ایک قوی سبب یہ بھی ہے کہ اوائل مین صرف حافظہ ہی سے یہ کام متعلق رہا گویا من جانب اللہ یہ حفاظت ہوئی کہ مدتون کسی کو لکھنے کا خیال ہی نہ آیا اور جب ایک سو سال کی کوششون سے صحیح صحیح حدیثین جمع ہوگئین تو اوسوقت لکھنے کی اجازت ملی۔

اب دیکھئے باوجودیکہ حفاظت احادیث صحیحہ جو قوت حافظہ سے ہوئی کتابت سے ممکن نتھی مگر مولوی صاحب اوسیکو سب سے زیادہ مضر بتلاتے ہین۔

قولہ ان اسباب سے روایتون مین اسقدر بے احتیاطیان ہوئین کہ موضوعات اور اغالیط کا ایک دفتر بے پایان طیار ہوگیا انتہی۔

موضوعات سے ہمارا مذہب محفوظ ہے

یہ درست ہے اگر کل فرق باطلہ سے قطع نظر کرکے صرف روافض ہی کی کتابین دیکھی جائین تو ایک دفتر بے پایان پیش نظر ہوجائیگا مگر اوس سے ہمارے محدثین کو کیا تعلق ہر ایک فرقے کے یہان اونکے مخترعات کا دفتر رکھا ہوگا۔ ہمارے یہان تو وہی حدیثین محفوظ چلی آرہی ہین جنکی حفاظت مین ہزارہا محدثین قرناً بعد قرنٍ مصروف رہے۔ البتہ اہل بدعت کے خلط ملط سے متاخرین کی کتابون مین چند موضوع حدیثین داخل ہوگئین جسکو محدثین نے چھانٹ کر الگ بھی کردیا۔ چنانچہ موضوعات کی کتابون مین وہ لکھی جاتی ہین اور ان مین بہی بہت سی حدیثین ایسی ہین کہ محققین نے اونکو موضوعات سے خارج کردیا اگر یقینی موضوعات دیکھی جائین تو سو دو سو سے زیادہ نہونگی۔

غرضکہ موضوعات اور اغالیط کا دفتر بے پایان اہل سنت وجماعت کے یہان طیار ہوجانا غلط محض ہے۔

قولہ امام بخاری نے صحیح حدیثون کو جدا کرنا چاہا تو کئی لاکھ حدیثون مین صرف دو ہزار کئی سو ملین انتہی۔

یہ عجیب بات ہے کہ صحابہ نے بڑے اہتمام سے تمام حدیثین جمع کی تھین اور تابعین نے

نہایت شوق سے اونکو لیا اور تبع تابعین وغیرہم قرنا بعد قرن بڑی جان فشانیون سے اونکو حاصل کرکے حفاظت کرتے رہے اور خود امام بخاری بھوکے پیاسے تمام اسلامی دنیا مین تحصیل کی غرض سے ایک مدت دراز تک پھرا کئے اور مرمر کے جو حاصل کیا سو دو ہزار کیونکہ دوسری حدیثین تو بیکار ہو گئین۔

معلوم نہین مولوی صاحب سے کس نے کہدیا کہ جامع لکھنے سے مقصود امام بخاری کا صحیح حدیثون کو جدا کرنا تھا۔ فتح الباری مین امام بخاری کا قول نقل کیا ہے کہ جامع مین مین نے وہی حدیثین داخل کین جو صحیح ہین اور بہت سی صحیح حدیثون کو اس خیال سے چھوڑ دیا کہ کتاب بڑی ہو جائیگی۔ اگر انکا یہ مقصود ہوتا جو مولوی صاحب نے سمجھا ہے تو اپنے جامع کو لاکھ حدیثونکا مجموعہ بناتے کیونکہ فتح الباری وغیرہ مین اونکا قول مصرح نقل کیا ہے کہ لاکھ صحیح حدیثین مجھے یاد ہین یہ تو اونکو یاد تھین اور اونکے اوستاد امام احمد رح وساتھ لاکھ سے زیادہ صحیح حدیثین یاد تھین جیسا کہ تدریب الراوی وغیرہ مین لکھا ہے۔

قولہ سیکڑون ہزارون بلکہ لاکھون حدیثین دانستہ لوگون نے وضع کرلین حماد بن زید کا بیان ہے کہ چودہ ہزار حدیثین صرف ایک فرقہ زنادقہ نے وضع کرلین۔ عبد الکریم وضاع نے خود تسلیم کیا تھا کہ چار ہزار حدیثین اوسکی موضوعات سے ہین۔ انتہی۔

ابھی معلوم ہوا کہ جتنی حدیثین فرق باطلہ کے لوگون نے وضع کین وہ انہین مین رہین یا تلف ہو گئین ہمارے محققین نے اونکو رد کردیا اور صاف کہدیا کہ یہ حدیث موضوع ہے۔ حماد جو چودہ ہزار کی تعداد بتلارہے ہین اسی سے معلوم ہوتا ہے کہ اون موضوعات کو علما نے متعین اور ممتاز کرکے گن لیا تھا ایسے موضوعات لاکھون ہون تو ہمارا کوئی نقصان نہین۔

رہا عبد الکریم کا اقرار کہ چار ہزار حدیثین اوسکی بنائی ہوئی ہین سو وہ قابل اعتبار نہین اس لئے کہ اس خبر سے صاف ظاہر ہے کہ وہ مخرب اور بدخواہ دین ہے ایسے شخص کی خبر خصوصًا اس قسم کی کہ جس سے دین مین رخنہ پڑجائے ہرگز قابل اعتبار نہین۔ یہ تو مفسدون کی عادت ہے کہ اقسام کی تدبیرین سوچتے رہتے ہین کہ کسی نہ کسی طرح سے دین مین احتمالات پیدا کردین کبھی محدثون کے لباس مین آکر فساد پھیلاتے ہین کبھی فقہا کے طرفدار ہوکر حدیثونکو

ساقط الاعتبار کرنا چاہتے ہین کبھی حسکم بنکر دونون کو تباہ کرنے کی فکر کرتے ہین۔
عبدالکریم نے جب دیکھا کہ محققین کے روبرو موضوع حدیثون کی قلعی کہل جائے گی اس لئے حدیثین بنانے کی زحمت کو بے فائدہ خیال کرکے کہدیا کہ چار ہزار حدیثین مین نے وضع کی ہین تاکہ کم مایہ اور کم عقل مسلمانون کے دل مین کچھہ نہین تو شبہہ ہی پیدا ہوجائے اور بے دینون کو دستاویز مل جائے کہ اسلام مین کوئی بات قابل اعتبار نہین۔ اگر فی الواقع اوس نے حدیثین بنائی تہین تو علما کے روبرو پیش کر دیتا کہ یہ روایتین جو محدثین کے یہان دائر و سائر ہین میری بنائی ہوئی ہین اور اوسکو محدثین تسلیم بھی کر لیتے تو ایک بات تھی۔ ابھی معلوم ہوا کہ ایک ایک حدیث اوس زمانہ مین سو سو طریقون سے لی جاتی تھی تو بتلائے کہ ایک غیر متدین شخص کی بنائی ہوئی حدیثون کو کس نے مانا ہوگا۔ غرضکہ عبدالکریم کی طرف سے کوئی شہادت پیش نہین ہوئی کہ فی الواقع اوسکی طرف سے دین مین رخنہ پڑگیا۔ پھر ایسے مخالف شخص کا یہ اقرار کہ مین نے دین مین رخنہ ڈالدیا مسلمانون کے ضرر پر کیونکر قابل سماعت ہوسکتا ہے۔ بلکہ وہ درحقیقت مجرد دعوے ہے جو شرعاً قابل قبول ہے نہ قانوناً نہ عرفاً۔

قوله بہت سے ثقات اور پارسا تھے جو نیک نیتی سے فضائل اور ترغیب مین حدیثین وضع کرتے تھے۔ حافظ زین الدین عراقی لکھتے ہین کہ ان حدیثون سے بہت ضرر پہونچا یا کیونکہ ان واضعین کے ثقہ اور تورع و زہد کی وجہ سے یہ حدیثین اکثر مقبول ہوگئین۔ اور رواج پاگئین۔

بعض نیک نیت بزرگون نے جو فضائل اعمال مین حدیثین بنائین گو وہ فعل برا تہا مگر اوس سے دین مین کوئی رخنہ نہین پڑا اس لئے کہ بہت سے بہت اوس کا اثر ہوا تو یہ ہوا کہ جو سورہ مہینے مین مثلاً ایک بار پڑھا جاتا تہا لوگ اوسکو روز پڑہنے لگے جس کی شرعاً کوئی ممانعت نہین پھر اون حضرات نے راز مین کہہ بھی دیا کہ فلان فلان حدیث ہم نے بنائی ہے اس سے اون احکام شرعیہ پر کوئی اثر نہین پڑسکتا جو حلت و حرمت سے متعلق ہین اور نہ یہہ قیاس ہوسکتا ہے کہ اسیطرح اور حدیثین بنائی ہونگی کیونکہ وہ حضرات اپنی طرف سے احکام ثابت کرنے کو حرام سمجھتے تھے

قولہ وضع کے بعد مسامحات - غلط فہمیان - بے احتیاطون کا درجہ تہا - جن کی وجہ سے
ہزارون اقوال رسول اللہ کی طرف بے قصد منسوب ہو گئے - بعض محدثین کا قاعدہ تہا کہ
حدیث کے ساتہہ حدیث کی تفسیر بھی بیان کرتے جاتے تھے اور اکثر حروف تفسیر حذف
کر دیتے تھے جس سے سامعین کو دہوکا ہوتا تہا اور وہ اونکے تفسیری جملون کو بھی حدیث
مرفوع سمجھہ لیتے تھے - تعجب یہ ہے کہ اس قسم کے مسامحات بڑے بڑے آئمہ فن سے
صادر ہوئے - امام زہری جو امام مالک کے استاد اور حدیث کے ایک بڑے رکن تھے
اونکی نسبت علامہ سخاوی لکھتے ہین وکذا کان الزہری یفسر الحدیث کثیرا وربما اسقط اداۃ التفسیر
یعنے اسیطرح زہری اکثر حدیث کی تفسیر کرتے تھے اور وہ حروف جن سے اوس عبارت کا
تفسیر ہونا ظاہر ہو چھوڑ دیا کرتے تھے - وکیع کا بھی یہی حال تہا وہ اکثر حدیث کے بیچ بیچ مین یعنی
کہکر بیان کرتے جاتے اور اکثر یعنے کا لفظ چھوڑ دیتے تھے جس سے سامعین کو اشتباہ
ہوتا تھا کتب رجال واصول حدیث مین اس قسم کی اور بہت مثالین ملتی ہین -

اہل انصاف پر ظاہر ہو گیا ہو گا کہ احادیث کے ضعیف اور موضوع قرار دینے کی غرض
سے جس قدر احتمالات پیدا کئے گئے تھے بفضلہ تعالی سب سب بے اصل ثابت ہوئے
والحمد للہ علی ذلک اب مسامحات اور غلط فہمیون کا درجہ ہے - یہان بھی مولوی صاحب نے
پر کا کبوتر بنا دیا - بات اتنی تھی کہ بعض احادیث کے معنے ہر شخص کی سمجھہ مین نہین آتے
تھے اس لئے بعض محققین نے تدریس کے وقت اونکی تفسیر کی اور اوسکو لفظ یعنی
کہکر ممتاز بھی کر دیا اور جہان قرینہ اوس کی تفسیر ہونے پر تہا لفظ یعنی کو کبھی حذف بھی کر دیا
جیسا کہ سخاوی رح کی عبارت مذکورہ مین مصرح ہے وربما اسقط اداۃ التفسیر اس تفسیر کی
ضرورت اس وجہ سے ہوئی کہ بعض طلبہ مضمون حدیث غلط سمجھے تھے جیسا کہ مسلم شریف
مین ہے کہ حدیث نہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان یتخذ الروح غرضا کو ایک محدث نے
ان یتخذ الروح عرضا روایت کی لوگون نے مطلب پوچھا تو کہا کہ ہوا لینے کیلئے دریچہ عرض
کہا جائے حالانکہ مطلب اوسکا یہ ہے کہ کسی جاندار کو نشانہ نہ بنایا جائے - ایسے موقع
پر روح کی تفسیر مین یعنی الحیوان الذی فیہ الروح اور غرض کی تفسیر مین یعنے الہدف کہا جائے

توسوائے توضیح مطلب کے معنی مین کوئی زیادتی نہوگی خواہ لفظ یعنے مذکور ہو یا محذوف البتہ اہل احتیاط کو یہ بھی گوارا نتہا اس لئے انہون نے بیان کر دیا کہ فلان فلان محدث کبھی ایسی زیادتی کیا کرتے ہین۔ اس سے اونکا مقصود یہ نہین کہ اس قسم کی تفسیرون سے حدیثون مین اشتباہ پیدا ہوگیا کیونکہ ان امور سے اصل حدیث مین اشتباہ ممکن نہین۔ اس لئے کہ مثلاً وکیع رح نے لفظ یعنی کو حذف بھی کر دیا تو وکیع اس حدیث کے موجد تو تھے ہی نہین آخر کسی شیخ سے انہون نے لی تھی پہر شیخ سے وہی اکیلے راوی نہ تھے اور بھی صدہا محدثین اونکے شاگرد تھے جنہون نے وہ روایت اون سے کی علی ہذالقیاس ہر درجہ کے شیخ سے وہ روایت راویون مین محفوظ چلی آئی جس سے محدثین کو صاف معلوم ہوگیا کہ وہ زیادتی صرف وکیع کی روایت مین ہے۔

فتح المغیث مین لکھا ہے کہ حدیث بدءالوحی مین التحنث کا لفظ وارد ہے زہری کی روایت مین التحنث التعبد ہے۔ چونکہ تحنث کے معنی تعبد ہین اس قرینہ سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ بطور تفسیر یہ لفظ بڑہایا گیا ہے۔ اس قسم کی زیادتی سے ظاہر ہے کہ معنی مین کوئی تغیر نہین ہوا۔ چونکہ یہ حضرات اکابر دین ہین جنکی جلالت شان پر تمام محدث متفق ہین اسلئے ممکن نہین کہ کوئی زیادتی انہون نے ایسی کی ہو کہ جس سے معنی مین تغیر واقع ہو اگر ایسی زیادتی ہوتی تو محدثین اوس کی تصریح ضرور کر دیتے۔

مولوی صاحب کو اکا دکا لفظ جو کہین مل گیا اوسپر انہون نے طوفان برپا کر دیا کہ ہزارون اقوال رسول اللہ کی طرف بے قصد منسوب ہو گئے بھلا دس بیس قول تو ان اکابر دین کے ایسے پیش کرین جن سے معنی حدیث مین کرین جن سے معنی حدیث مین تغیر واقع ہوا ہو اور وہ حدیث مین شامل ہو گئے ہم دعوے سے کہتے ہین کہ وہ پیش نہین کر سکتے۔ الحاصل اول تو تغیر ممتاز زیادتیان مستند محدثین نے نہین کین اور اگر بادی النظر مین غیر ممتاز ہین تو محققین نے دوسری روایتون سے تحقیق کرکے ایک ایک لفظ کو ممتاز کر دیا کہ حدیث مین داخل نہین بطور تفسیر بڑہا ہوا ہے۔

قولہ یہ بھی آفت تدلیس کی تھی جس کا ارتکاب بڑے بڑے ائمہ دین کرتے تھے

اس تدلیس نے اسناد کے اتصال کو بالکل مشتبہ کردیا تھا ان کے سوا اور بہت سی بے احتیاطیان تھین جن کی تفصیل اصول حدیث کی کتابون مین مل سکتی ہے۔

بے شک مدلسین بھی گذرے ہین مگر محققین نے ہر ایک مدلس کا نام لکھدیا ہے جیسا کہ فن رجال سے ظاہر ہے۔ اور تدریب الراوی مین امام سیوطی رح نے لکھا ہے کہ خطیب نے ایک کتاب خاص مدلسین کے نامون کی لکھی ہے اور نیز ابن عساکر نے بھی ایک کتاب اسی باب مین لکھی ہے غرضکہ جس بات مین ذرا سی بھی بے احتیاطی ہوئی محدثین نے تحقیق کر کے تصریح کردی کہ فلان حدیث مین فلان قسم کی بے احتیاطی ہوئی اور اوسکو ضعیف یا موضوع مین داخل کردیا جیسا کہ اصول حدیث اور دوسرے فنون حدیث سے ظاہر ہے۔

جب یہ بات معلوم ہوگئی کہ جتنی حدیثین موضوع تھین سب موضوعات کی کتابون مین داخل کردی گئین اور اونکے سوا سب حدیثین نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات ہین۔ تو اسکے بعد اگر کوئی شخص کسی حدیث کے معنی سمجھہ مین نہ آنے کی وجہ سے اوسکو موضوع کہدے تو مسلمانون کے نزدیک اوسکا یہ قول ہرگز قابل اعتبار نہین ہوسکتا کیونکہ ناسمجھی سے حدیث تو کیا قرآن کو بھی بعضون نے موضوع کہدیا۔ چنانچہ ملل ونحل مین عبدالکریم شہرستانی رح نے لکھا کہ خوارج مین ایک فرقہ ہے کہ سورۂ یوسف کو وہ خدا کا کلام نہین سمجھتا اس وجہ سے کہ اوسمین عشق کا قصہ مذکور ہے جسکا بیان کرنا خدا کی شان سے بعید ہے۔ اگر ایسے لوگون کی بات چل جائے تو ہر خود غرض اپنے مضر مطلب حدیثون کو موضوع کہدے گا جس سے ہزارہا محدثین کی جان فشانیان اکارت ہو جائینگی۔

مولوی صاحب نے سیرۃ النعمان مین لکھا ہے کہ اس قسم کی حدیثین ایجاد ہونے لگین کہ میری امت مین ۷۳ فرقے پیدا ہونگے جن مین صرف ایک جنتی ہوگا باقی سب دوزخی) اور اوسکے بعد لکھے ہین (کہ امام ابوحنیفہ کی نکتہ شناسی کی بڑی دلیل یہ ہے کہ انہون نے اسلام کے دائرہ کو جو من قال لا الہ الا اللہ دخل الجنۃ کی وسعت رکھتا ہے اصلی وسعت پر قایم رکھا) انتہی

یہ بات بالکل غلط ہے کہ امام صاحب کا یہ قول ہے کہ صرف لا الہ الا اللہ کے کہدینے سے آدمی قطعی جنتی ہو جاتا ہے اگر یہی بات ہو تو یہ ماننا پڑیگا کہ امام صاحب معاذ اللہ قرآن کی

مخالفت کرتے تھے کیونکہ قرآن شریف مین ہے ان المنافقین فی الدرک الاسفل من النار بے
کچھہ شک نہین کہ منافق دوزخ کے سب سے نیچے کے درجے مین ہونگے انتہی حالانکہ
منافق لاالہ الا اللہ بلکہ محمد رسول اللہ بھی کہتے اور نماز روزہ بلکہ جہاد وغیرہ مین شریک
رہتے تھے۔ اور قرآن شریف مین ہے ومن یقتل مومنا متعمداً فجزاؤہ جہنم خالداً فیہا
اور جو مسلمان کو عمداً مار ڈالے تو اوس کی سزا دوزخ ہے جس مین وہ ہمیشہ رہے گا
اس مین یہ ارشاد نہین کہ قاتل کافر ہو تو اوس کی یہ سزا ہوگی اور لاالہ الا اللہ کہنے والا
جنت مین چلا جائیگا۔ اور قرآن شریف مین ہے ان الذین فتنوا المومنین والمومنات
ثم لم یتوبوا فلہم عذاب جہنم ولہم عذاب الحریق یعنے جو دین سے بچلانے لگے ایمان
والے مردون کو اور عورتون کو پھر توبہ نہ کی تو اونکو عذاب ہے دوزخ کا اور اونکو عذاب
ہے آگ لگنے کا۔

ان کے سوا اور بہت سی آیتین ہین جن سے ظاہر ہے کہ آدمی گناہون کی وجہ سے دوزخ
کا مستحق ہوتا ہے خواہ وہ کافر ہو یا مسلمان۔ خود مولوی صاحب نے سیرۃ النعمان مین لکھا ہے
کہ امام صاحب قرآن کے مقابلہ مین حدیث کو چھوڑ دیتے ہین تو اب بتائے کہ اتنی آیتون
کے مقابلہ مین ایک حدیث پر انہون نے کیونکر عمل کیا ہوگا۔

بہرحال حدیث من قال لاالہ الا اللہ دخل الجنۃ کے قرینہ سے ۳ مذہب والی حدیث
کو موضوع قرار دینا باطل ہے۔ اسلئے کہ قرآن شریف مین جو عقائد بیان کئے گئے
ہین اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اونکی تصریح کر دی جنکو صحابہ نے سن کر یاد رکھا اور
انہین اعتقادون پر عمر بھر رہے ایسے اعتقادون کو خلاف عقل کہکر کوئی شخص نمانے
اور اقوال صحابہ اور احادیث کو موضوع قرار دے اور قرآن کے معنی کو بگاڑ کر اپنی
مرضی کے مطابق بنالے تو اوس کے گناھگار اور خطاکار ہونے مین کیا تامل کیونکہ
نہ اوس نے خدا کی بات مانی نہ رسول کی نہ مسلمانون کا طریقہ اختیار کیا۔ حق تعالے
فرماتا ہے ومن یشاقق الرسول من بعد ماتبین لہ الہدیٰ ویتبع غیر سبیل المومنین نولہ
ماتولی ونصلہ جہنم وساءت مصیراً جو شخص راہ راست ظاہر ہوئے پیچھے پیغمبر کی مخالفت

کرے اور مسلمانون کے رستے کے سوا دوسرے رستے ہولے تو جو رستہ اوس نے
اختیار کر لیا ہے ہم اوسکو اوسی رستے چلائے جائینگے اور آخر کار اوسکو جہنم مین داخل
کرین گے اور وہ بہت بڑی جگہ ہے انتھی۔ اور گناہگار اور خطا کار کا دوزخی ہونا اس

اس آیت سے ثابت ہے قولہ تعالی بلی من کسب سیئۃ واحاطت بہ خطیئتہ فاولئک
اصحاب النار ہم فیہا خالدون یعنے کیون نہین جس نے کمایا گناہ اور کہیر لیا اوسکو اوسکی
گناہ نے سو وہی ہین لوگ دوزخی وہ ہمیشہ دوزخ مین رہینگے۔

غرضکہ جتنے اسلام مین فرق باطلہ ہین جن کا مخالف قرآن وحدیث وطریقہ صحابہ ہونا ہے
اونکا دوزخی ہونا قرآن سے ثابت ہے اوہی بات اوس حدیث شریف سے بھی ثابت
ہے رہا یہ کہ تہتر فرقون کی تعیین حدیث مین ہے سو جب اس پیشین گوئی کے مطابق
فرقون کی کثرت مشاہدہ ہے تو اس سے یہ معلوم ہو سکتا ہے کہ قیامت تک پیدا ہونیوالے
فرقون پر حق تعالی نے آپکو مطلع فرما دیا تھا اور وہ کل تہتر تھے اور چونکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے اونکی تفصیل نہین بتائی اسلئے علما کی تخمین مین فرق آجائے تو حدیث سے اوسکو
تعلق نہین۔

ہر ذی علم اس بات کو جانتا ہے کہ قرآن وحدیث مین اکثر مقامات ایسے ہین کہ ہر شخص
اونکو کما حقہ سمجھہ نہین سکتا اسی وجہ سے فقہا کی ضرورت ہوئی جن مین عمر بھر کی محنت
اور جانفشانی کے بعد توضیح مشکلات اور توفیق اختلافات کی صلاحیت پیدا ہوئی
اب اگر کوئی اجنبی بجبر داس سکے کہ کوئی حدیث سمجھہ مین نہ آئے اور اختلافات مین
توفیق نہ دے سکے اور اوسکو موضوع قرار دیدے تو اوس کا قول قابل التفات نہین
ہو سکتا۔

قولہ تابعین اور صحابہ نے بالمعنی حدیثین روایت کین۔ اور روایت بالمعنی سے
اصل روایت کا اصلی حالت پر قائم رکھنا قریباً ناممکن ہے

صحابہ کی حالت تمام مسلمان جانتے ہین کہ دین مین وہ کیسے محتاط تھے جس قسم کی اطاعت
خدا ورسول نے اونکو سکہلائی تھین اوسی مطابق اونکا عمل تھا۔ بعض صحابہ کو آنحضرت

صلی اللہ علیہ وسلم نے سوال کرنے سے منع فرمایا تھا اونہون نے اس درجہ کی احتیاط
کی کہ اگر سواری کی حالت مین کوڑا اگر جاتا تو خود اوتر کر لیتے اور کسی سے نہ مانگتے علی ہذا القیاس
حضرت نے فرمایا دع ما یریبک الی ما لا یریبک یعنے جس بات مین شک ہو اوسکو چھوڑ دو
اور اوس بات کو اختیار کرو جس مین کوئی شک نہو اسی پر ان حضرات کا عمل رہا اب غور کیا جائے
کہ اگر روایت بالمعنی جائز نہوتی تو ایسے محتاط حضرات جنہون نے اپنی جانون کو دین کے
کامون مین وقف کر دیا تھا اوسکو کیونکر جائز رکھتے۔ بات یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
جو بات فرماتے اول تو وہ عام فہم ہوتی کیسا ہی غبی جنگلی آدمی ہوتا سمجھہ جاتا پھر عادت
شریف یہ تھی کہ جو ضروری بات ہوتی اوسکو مکرر تین تین بار فرماتے تاکہ اوسکا مطلب
بخوبی ذہن نشین ہو جیسا کہ کتب سیر سے ظاہر ہے چونکہ صحابہ مامور تھے کہ جو بات سنین
اورون کو پہونچا دین اس لئے موافق عرف وعادت کے اوس مضمون کو پہونچا دیا کرتے
تھے کیونکہ ہر ملک وقوم کے لوگ جانتے ہین کہ کوئی پیام کسی کو کہلایا جاتا ہے تو ہر شخص
یہی سمجھتا ہے کہ مضمون پہونچانے کی ضرورت ہے نہ کہلانے والے کا یہ مقصود ہوتا ہے
کہ بجنسہ سب الفاظ پیام نقل کئے جائین نہ پیام لیجانے والا اسکا خیال کرتا ہے۔ ہان
کبھی مقصود یہ ہوتا ہے کہ الفاظ بعینہ نقل کئے جائین مگر اوس وقت تصریح کر دی جاتی
ہے کہ مین جو کہہ رہا ہون لفظ بلفظ اوسکو سنا دیا جائے غرضکہ صحابہ اپنے عرف کے موافق
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام کو نقل کیا کرتے تھے اگر اس عرف کے خلاف حضرت
کا مقصود ہوتا تو لفظ بلفظ کلام مبارک کو نقل کرنے کی تاکید فرما دیتے۔ حالانکہ اس قسم کا
تشدد کسی روایت مین دیکھا نہین گیا بلکہ بعض روایات مین تصریح وارد ہے کہ روایت
بالمعنی کا مضائقہ نہین جیسا کہ کنز العمال مین ہے عن یعقوب بن عبد اللہ بن سلیمان ابن
اکیمۃ اللیثی عن ابیہ عن جدہ قال اتینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقلت بابینا انت وامنا
یا رسول اللہ انا نسمع منک الحدیث ولا نقدر علی تادیتہ کما سمعنا منک فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم
اذا لم تحلوا حراما ولا تحرموا حلالا واصبتم المعنی فلا باس بہ کہ یعنے سلیمان ابن اکیمہ کہتے
ہین کہ مین نے عرض کی میرے ماں باپ آپ پر سے فدا ہون یا رسول اللہ ہم آپ سے

کوئی حدیث سنتے ہین تو ہم سے نہین ہوسکتا کہ جس طرح سنتے ہین بلاکم وکاست روایت
کردین فرمایا جب حلال کو حرام اور حرام کو حلال نکرو اور معنی برابر بیان کرو تو کوئی مضایقہ
نہین اور دوسری روایت بھی کنز العمال مین طبرانی اور ابن مردویہ سے نقل کیا ہے
جسکا مطلب یہ ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کوئی میری طرف سے
کوئی جھوٹی روایت کرے تو وہ دوزخی ہے اوسپر صحابہ نے پوچھا کہ بعض حدیثونکے
بیان کرنے مین کمی وزیادتی ہوجاتی ہے کہا اسپر بھی عذاب ہوگا فرمایا میرا مقصود نہین
بلکہ یہ ہے کہ ایسی بات میری طرف سے بیان نہ کی جائے جس مین اسلام پر عیب لگایا جائے
غرضکہ روایت بالمعنی مین اقسام کے احتمالات پیدا کرکے حدیثون کو ساقط الاعتبار
کرنا خلاف حدیث وطریقہ صحابہ ہے۔ ہان تابعین کے بعد جب اہل مذاہب باطلہ اور
خودغرض روایت بالمعنی کے ضمن مین اپنی اغراض پوری کرنے لگے اوسوقت امام صاحب
نے روایت بالمعنی مین کلام کیا جیسا کہ سیرۃ النعمان مین مولوی شمس العلما صاحب نے
لکھا ہے (لیکن امام ابوحنیفہ نے اس اجازت کو صحابہ اور تابعین تک محدود کردیا اور
اور لوگون کے لئے روایت باالالفاظ کی قید لگائی۔)
مولوی صاحب نے احادیث کو ساقط الاعتبار کرنے کی اور بھی تدبیرین بتائی ہین جنکا
ماحصل یہ ہے کہ پہلے تو یہ یقین نہین کہ رواۃ اسناد فی الواقع ثقہ ضابطہ القلب ہین
یا نہین اور اگر ہین بھی تو روایت متصل ہے یا نہین خصوصاً معنعن مین تو ثبوت اتصال
بہت ہی مشکل ہے اور اگر اتصال ثابت بھی ہو تو صحابہ کے کل اقوال حدیث مرفوع
ہونے پر دلالت نہین کرتے مثلاً اس قسم کے الفاظ (کہ یہ امر سنت ہے) اون سے
مرفوعیت ثابت نہین ہوسکتی۔ اور اگر مرفوع ہونا ثابت بھی ہوگیا تو خبر احاد سے یقین
پیدا نہین ہوسکتا۔
عقلا کی عادت ہے کہ جب کسی بات کو ماننا یا کوئی کام کرنا منظور نہین ہوتا تو اقسام
کے احتمالات پیش کردیتے ہین چنانچہ یہ حکایت مشہور ہے کہ ایک رات کسی صاحب
کا عزیز بیمار ہوا انہون نے اپنے ملازم سے حکیم کی یہان جانے کو کہا چونکہ تھا وہ بڑا

ہوشیار لگا باتین بنانے کہ حضرت رات بہت ہوگئی ہے معلوم نہین حکیم صاحب دروازہ میرے لئے کہولتے ہین یا نہین اور اگر کہولا بہی تو معلوم نہین دوا تیار ہے یا نہین اور اگر تیار بھی ہو تو دیتے ہین یا نہین اور اگر دے بھی تو معلوم نہین کہ مفید ہوگی یا نہین اسلئے بہتر یہی ہے کہ یہ تجویز موقوف رکہی جائے۔ مگر اس قسم کی باتین اجنبیت اور بے تعلقی مین سوجہتی ہے۔ اگر وہ خود ملازم یا اوسکا کوئی عزیز بیمار ہوتا تو اوسوقت بجائے اسکے کہ احتمالات پیدا کرے ادنی احتمال پر توجہ کرتا۔ دیکہئے جب کسی کے سر یا اور کسی عضو مین شدت سے درد ہو تو وہ ہر کسی سے دوا پوچھتا ہے پہر اگر کوئی دوا کسی نے بتلادی تو اوس کا نہایت ممنون ہوکر اوس دوا کا استعمال کرتا ہے اور نہ یہ پوچھتا ہے کہ بہائی تمہارے پاس طبابت کی کوئی سند بھی ہے یا نہین اور نہ یہ خیال کرتا ہے کہ وہ دوا مفید ہوگی یا مضر۔

یہ بات ہر شخص جانتا ہے کہ شاہی حکم کسی کی طلبی کا آجائے تو اوسکی تعمیل کسقدر ضروری سمجھی جاتی ہے اور یہ نہین پوچھا جاتا کہ حکمنامہ لانے والا چپراسی سرکاری آدمی ہے یا کوئی دغاباز ہے جو کسی خاص غرض سے یہ کام کیا ہے اسلئے کم از کم دو گواہون سے اوسکا سرکاری آدمی ہونا ثابت کیا جائے اور نہ یہ پوچھا جاتا ہے کہ اسکا کیا ثبوت کہ وہ حکمنامہ خاص ہمارے نام سے ہے ممکن ہے کہ کسی دوسرے شخص کے نام سے ہو کیونکہ ایک نام کے کئی آدمی ہوتے ہین۔ اور نہ یہ پوچھا جاتا ہے کہ دستخط اور مہر جعلی ہے یا اصلی کیونکہ جعل ساز جعلی سکے تک بنایا کرتے ہین۔ غرضکہ اوس حکمنامہ کی تعمیل کئے بغیر چارہ نہین صرف قراین سے جو ظن غالب ہوجاتا ہے اوسکی تعمیل پر مجبور کرتا ہے اگر بات بات مین علم قطعی کی ضرورت سمجھی جائے تو دنیا کے بہت سے کاروبار ملتوی اور درہم برہم ہوجائینگے یہ امر مشاہد ہے کہ لاکہون روپیون کے معاملے تار کے ذریعے طے ہوتے ہین حالانکہ تار کی خبر قطعی نہین ہوسکتی ممکن ہے کہ کوئی دوسرے شخص نے تار دیدیا ہو مگر قراین سے جب ظن غالب ہوجاتا ہے تو اوسپر عمل کرنے مین کوئی تامل نہین ہوتا۔ اسی طرح دین مین بھی ظن غالب قابل اعتبار قرار دیا گیا ہے اس سے بڑہکر کیا ہوکہ دو شخصونکی

گواہی سے حقوق ثابت ہو جاتے ہین حتی کہ قصاص کا حکم صرف دو گواہون سے ثابت ہوتا ہے حالانکہ عقلاً اور شرعاً آدمی کی جان قابل حفاظت ہے۔

اب غور کیجئے کہ وہ حضرات جن پر اسلام کی اشاعت اور ابقا کا مدار سمجھا جاے تو بے موقع نہو گا۔ ہر زمانہ مین ہزارہا تھے جنھون نے اپنے سب کاروبار دنیوی چھوڑ کر صرف اس بات مین کوشش کی کہ اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد تلف نہونے پائین کیا ایسے ضعیف احتمالون سے اونکی جانفشانیان بیکار ہو جائین گی۔ کیا ان ہزارہا مقتدایان اہل اسلام کی متواتر خبرون سے ظن غالب بھی نہو گا کہ یہ احادیث جنکی خبر ہر قرن کے علمانے دی ہے ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد ہین۔

غرضکہ جس مسلمان کے دل مین اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت اور اونکے کلام مقدس کی وقعت ہو گی اوسکا یہ خیال ہو گا کہ بجاے اس کے کہ معتبر حدیثون مین احتمال پیدا کرے ضعیف حدیثون پر عمل کرنے کو بھی اپنی سعادت اور نجات سمجھے گا ہان احادیث متعارضہ اور ضعیفہ وغیرہ مین اوسکو ظن غالب حاصل کرنے کی ضرورت ہو گی سو اگر وہ مجتہد ہو تو قرائن وغیرہ سے مدد لیکر اجتہاد کریگا ورنہ کسی مستند مجتہد کی تقلید کر کے اس ظن غالب پر عمل کرے گا کہ مجتہد نے جو تمام آیات و احادیث پر غور کر کے اجتہاد سے حکم دیا ہے وہ موافق قرآن و حدیث ہے۔

یہ ضمنی بحث تھی کلام اس مین تہا کہ محدثین رحمہم اللہ نے بڑی بڑی جانفشانیون سے احادیث نبویہ کی حفاظت کی سو آپنے دیکھہ لیا کہ اونکی اولوالعزمیان اور جانفشانیان اور جانبازیان کس قسم کی تھین۔ تعصب کو دور کر کے ان حضرات کے کارنامون کے ساتھہ دوسرے تمام ادیان اور اسلامی فرقون کے کارنامون کا مقابلہ کیا جاے تو صاف معلوم ہو گا کہ اپنے نبی کے کلام پاک کی حفاظت کا افتخار جو اہل سنت وجماعت کو حاصل ہے وہ کسی کو حاصل نہین۔ دراصل یہ صرف تائید آسمانی ہے کہ حق تعالی نے بمصداق واللہ یختص برحمتہ من یشاء ایک جماعت کو اس کام کے لئے خاص فرما کر ہر طرح سے اونکی مدد کی ذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء اور اپنے سچے دین کو قیامت تک

محفوظ کر دیا۔
اس مین شک نہین کہ دوسرے ادیان حقہ مین بہی دیندار لوگ سہتے مگر اونسے حفاظت
دین نہوسکی اور اپنے خالص دین کو کہو بیٹہے اس کی تصدیق مین ہم چند امور پیش
کرتے ہین جن سے اہل اسلام اور اہل ادیان سابقہ کا موازنہ ہو جائیگا اور اہل انصاف
سمجہہ جائینگے کہ قسام ازل نے دین کی حفاظت مسلمانون ہی کی قسمت مین رکہی تہی۔
دیکہئے موسیٰ علیہ السلام نے جب اپنے صحابہ کو عمالقہ کے ساتہہ جہاد کرنے کا
حکم دیا تو انہون نے صاف کہدیا کہ حضرت وہ ایک زبردست قوم ہے ہم اون سے
لڑ نہین سکتے اس کام کیلئے آپ اور آپکا خدا تشریف لے جائیں ہم یہان ٹہرے رہتے ہین
جیسا کہ قرآن شریف مین ہے قالوا یا موسی انا لن ندخلہا ابدا ما داموا فیہا فاذہب انت و
ربک فقاتلا انا ہہنا قاعدون۔ یہ بنی اسرائیل کا حال ہے جن پر موسے علیہ السلام
نے یہ احسان کیا تہا کہ فرعون کی غلامی سے اونکو آزاد کرا دیا۔ اور طرفہ یہ کہ تفسیر ابن جریر مین
لکہا ہے کہ وہ لوگ چہہ لاکہہ مقاتل یعنے سپاہی تہی۔ اب ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم
کے صحابہ کا حال سنئے کہ ہنوز کسی قسم کی دنیوی ترقی انہون نے نہین دیکہی اور بے
سامانی کی یہ حالت کہ جنگ بدر مین صرف تین سو تیرہ شخص تہے جن مین صرف دو تین
گہوڑے اور ستر اونٹ اور کل لشکر مین آٹہہ تلوارین اور چہہ زرہ تہے۔ اور مقابلہ ایک
ایسے شجیع نبرد آزما قبیلہ قریش کا تہا جس کی دہاک ملک عرب پر بیٹہی ہوئی تہی ایک ہزار
لشکر جرار زرہ پوش مسلح) لیکر معرکہ جنگ مین آن پہونچے تہے۔ ایسی حالت مین حضرت
نے صرف اون سے رائے لی انہون نے مرضی مبارک پاکر بالاتفاق کہدیا کہ حضرت
ہمین آپ بنی اسرائیل تصور نہ فرما دین جنہون نے اذہب انت وربک کہا تہا ہم ہر طرح
رفاقت پر آمادہ اور جانبازی کیلئے مستعد ہین چنانچہ اس سچی عقیدت اور جان نثاری
کا یہ اثر ہوا کہ نہ صرف اون کافرون کو ہزیمت ہوئی بلکہ تمامی ملک عرب پر مسلمانون کا رعب
چہا گیا۔ پہر یہ جانبازیان حضرت ہی کے زمانہ تک محدود نہین تہین۔ بلکہ خلفا کے زمانہ مین
بہی دین کیلئے وہ جان فشانیان کین کہ جنکی نظیر ملنی دشوار ہے۔

اب عیسیٰ علیہ السلام کے صحابہ کا بھی تہوڑا سا حال سن لیجیے کہ انہی مین وہ شخص بھی تہا جس نے انکو گرفتار کرا دیا جیسا کہ انجیل متی اور مرقس اور لوقا اور یوحنا مین ہے کہ یہوداہ عیسیٰ علیہ السلام کے اصحاب مین تہا وہ سپاہیون اور سرداروں کو لیکر وہان آیا جہان عیسیٰ علیہ السلام تشریف رکہتے تھے اور اوسنے کہہ رکہا تہا کہ مین جسے چومون وہی عیسیٰ ہے تم اوسے گرفتار کر لو اور عیسیٰ علیہ السلام کے پاس آکر کہا اے ربی سلام اور یہ کہکر چوم لیا یہہ دیکہتے ہی سپاہیون نے فوراً آپ کو گرفتار کر لیا لیجئے یہوداہ جو اعلے درجہ کے مقرب صحابی تھے اور نہایت خوش اعتقادی سے ربی کا اعتراف بھی کر رہے ہین اور سلام بلکہ قدم بوسی بھی ہو رہی ہے اونکی حالت یہ تھی۔ برخلاف انکے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جس رات مکہ معظمہ سے ہجرت فرمائی کفار مکہ نے حضرت کے قتل کا مصمم ارادہ کر لیا تہا ایسی پرخطر حالت مین آپنے علی کرم اللہ وجہہ سے فرمایا کہ تم میری جگہ سو رہو اور آپ روانہ ہو گئے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اوسوقت یہہ بھی خیال نہ کیا کہ قاتلون کے محاصرہ مین رات کیسی گزرے گی اور بے فکری سے حضرت کے بستر مبارک پر آرام کیا اور اس قسم کے صدہا واقعات کتب سیر و تواریخ مین مذکور ہین۔

استوتکا

موسیٰ علیہ السلام کی امت بارہا مرتد ہوتی گئی چنانچہ ابن حزم رحمہ نے ملل مین لکھا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام کے وفات کے بعد سات سال ہی کے اندر کل بنی اسرائیل مرتد ہوکر علانیہ بت پرستی کرنے لگے اور آٹھہ سال تک بت پرستی جاری رہی پہر عثنیال کے زمانہ مین چالیس سال تک ایمان پر رہے اوسکے بعد پھر مرتد ہوکر اٹھارہ سال بت پرستی کرتے رہے غرضکہ داؤد علیہ السلام کے زمانہ تک پوری قوم سات بار مرتد ہوی اصلاح ہر زمانہ مین کسی بادشاہ کے دباؤ سے ایمان لاتی پہر مرتد بھی ہو جاتی جس کی تفصیل ابن حزم رحمہ نے لکھی ہے۔ اور یہ کوئی نہین کہہ سکتا کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی امت پر کوئی زمانہ ایسا آیا تہا بلکہ بفضلہ تعالے ہر زمانہ مین امت کی زیادتی اور ترقی ہی ہوتی رہی۔
اب عیسیٰ علیہ السلام کے اصحاب اور امت کا بھی حال سن لیجئے۔ آپ کے رفع

کے وقت کل آپ کے اصحاب ایک سو بیس تھے جیسا کہ ابن حزم رہ وغیرہ نے لکھا ہے
مگر اونکی سعی سے چند روز مین سات سو کی تعداد ہوگئی تھی۔ لیکن پولس جو یہود یونکا
بادشاہ تھا اوس نے اونکو گمراہ کرنے کی غرض سے ترک دنیا کرکے اون مین جا ملا اور
اونکا معتمد علیہ بنکر اپنے الہامون کے ذریعہ سے اونکو اون کے قبیلہ سے منحرف کیا
اور تمام حرام چیزون کو حلال کردیا اور عیسیٰ علیہ السلام کو اون کے اعتقاد مین خدا بنا دیا
اور سوائے ایک شخص کے جو اپنے چند رفقا کے ساتھہ علحدہ ہوگیا سب نے اوسکی
پیروی کرکے آسمانی خالص دین کو خیرباد کہدیا یہ واقعہ ہم نے افادۃ الافہام مین بالتفصیل لکھا
ہے۔ الجواب الفسیح مین لکھا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کے رفع سے چالیس سال مین یہانتک
نوبت پہونچ گئی۔

اب ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کا حال سنئے کہ وفات شریف کے وقت ایک لاکھ
چودہ ہزار صحابہ تھے جیسا کہ امام نووی رح نے لکھا ہے اور روز افزون ترقیون سے خالص دین
کو ان حضرات نے شرق سے غرب تک پہونچا دیا مسیلمہ کذاب نے شرکت فی النبوۃ کا دعوے
کرکے تدابیر سے کسیقدر ترقی کی مگر چند ہی روز مین وہ مع اعوان و رفقا ایسا نیست و نابود
کردیا گیا کہ اوسکا نام لیوا کوئی نرہا۔ شرک کا تو کیا دخل صحابہ کو بدعت سے اسقدر احتراز تھا کہ
گو بدعت حسنہ اور عمدہ ایجاد کی اجازت حضرت نے دی تھی مگر اس خیال سے کہ آخر وہ بھی
بدعت ہے ضروری امور مین بھی نہایت غور و تامل سے کام لیا جاتا تھا چنانچہ عمر رضی اللہ عنہ نے
قرآن جمع کرنے کی جب درخواست کی تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ دیرتک یہی فرماتے رہے
کہ یہ کام حضرت کے زمانہ مین نہین ہوا تو اب کیونکر کیا جائے۔ غور کرنے کا مقام ہے کہ
جب بدعت حسنہ مین یہ احتیاط ہو تو بدعت سیئہ سے اونہین کس قدر احتراز ہوگا۔

[کتاب آسمانی] کی حفاظت
کتاب آسمانی کی حفاظت نہ یہود کرسکے نہ نصاریٰ کیونکہ یہود ابتدا سے بت پرستی پر فریفتہ
اور شیدا تھے چنانچہ خود موسیٰ علیہ السلام سے درخواست کی تہی کہ ہمین بھی ایک بت بنادیجئے

کما قال تعالیٰ وقالوا یا موسیٰ اجعل لنا الٰہا کما لہم آلہۃ اور خود ہرون علیہ السلام کے روبرو
بالاعلان گوسالہ پرستی کی جیسا کہ قرآن شریف سے ظاہر ہے جب انبیا کے زمانہ مین اونکا

یہ حال تہا تو بعد کی کیا حالت ہو گی اسیوجہ سے جب موقع پاتے سب کے سب مرتد ہو کر
بت پرستی کرنے لگتے اب بتائیے کہ ایسی طبیعت والون سے اوس مقدس آسمانی کتاب
کی حفاظت کیونکر ہو سکے جو بت پرستی کی دشمن ہو۔ آخر یہ ہوا کہ ایک نسخہ توراۃ کا جو کاہن
ہارونی کے پاس تہا اوسکو بھی لیکر جلا دیا جیسا کہ ابن حزم رحنے لکہا ہے اور یہ بھی لکہا ہے
کہ توراۃ کے کل ایک سو دس ورق تھے اوسکی بھی حفاظت اونسے نہو سکی۔

اور انجیل کی بنسبت لکہا ہے کہ خود نصاریٰ معترف ہین کہ یہ چار انجیلین جو متی مرقس۔ لوقا
یوحنا کی مشہور ہین یہ انہین لوگون کی تصنیفین ہین جن مین تاریخی حالات جمع کئے ہین۔ چونکہ
انہی اناجیل اربعہ پر اونکے دین کا مدار ہے اس سے ظاہر ہے کہ انجیل آسمانی کو انہون نے
کہو دیا۔ اب قرآن شریف کی حفاظت کا حال دیکھیئے کہ اس چودہوین صدی مین بھی اوس کا
زیر و زبر تک کوئی غلط نہین پڑھ سکتا۔

غرضکہ ان امور کے دیکھنے سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ دین موسوی اور عیسوی وغیرہ
چونکہ منسوخ ہونے والے تھے اسلئے غیب سے سامان ہی ایسا ہوا کہ اقسام کی خرابیان
اور بدنمائیان اون مین پیدا ہو گئین یہانتک تو ہوا کہ یہود نے عزیز کو خدا کا بیٹا بنالیا
اور نصاریٰ نے عیسیٰ کو جس کی وجہ سے ایک ناسخ دین کی ضرورت ہوی جو خالص توحید
ثابت کرے اور چونکہ یہ ناسخ دین محمدی قیامت تک رہنے والا تہا اسلئے اس مین قدرتی
اہتمام اور انتظام کی ضرورت تہی اسیوجہ سے ایسے لوگ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
اصحاب بنائے گئے جو تمام عالم مین منتخب اور برگزیدہ تھے جیسا کہ حدیث شریف مین وارد
ہے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ اختار اصحابی علی جمیع العالمین۔ اور فرماتے ہین
ان اللہ اختارنی واختار اصحابی کذا فی کنز العمال اور امت بھی ایسی بنائی گئی کہ بنسبت
دوسری امتون کے اس امت مرحومہ کا یقین بڑہا ہوا ہے جیسا کہ حدیث شریف مین ہے
قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم اعطیت امۃ من الیقین افضل مما اعطیت امتی رواہ ابونعیم
فی الحلیہ کذا فی کنوز الحقایق اونکے بعد ہر زمانہ مین ایسے متدین علما پیدا کئے کہ انبیا کی طرح
انہون نے دین کی حفاظت کی کما قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل۔

غرض اہل انصاف کو ضرور ماننا پڑیگا کہ محدثین رضی اللہ عنہم وشکر سعیہم نے اپنی جان پر
کھیل کر اس دین کی حفاظت کی۔ اور خالص دین کو ایسا محفوظ کر دیا کہ قیامت تک اوس مین
باطل کی آمیزش نہو سکے۔ یہی وجہ ہے کہ باطل فرقون کے لوگ محدثین اور فن حدیث
کے دشمن ہین اور چاہتے ہین کہ اقسام کے احتمال پیدا کرکے مسلمانون کی نظر مین
حدیث کو بے وقعت کر دین مگر یاد رہے کہ یہ بات ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے
بالکل خلاف مرضی ہے۔ جیسا کہ اس حدیث شریف سے ثابت ہے عن ابی رافع قال
قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا الفین احدکم متکیا علی اریکتہ یاتیہ الامر من امری مما
امرت او نہیت عنہ فیقول لا ادری ما وجدنا فی کتاب اللہ اتبعناہ رواہ احمد وابو داود
والترمذی وابن ماجہ والبیہقی کذا فی المشکوۃ یعنے فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تم مین
سے کسیکو مین ایسی حالت پر نہ پاؤن کہ اوسکو حدیث پہونچے جسمین مین نے کسی کام
کے کرنے کا حکم کیا ہے یا کسی چیز سے منع کیا ہے اور وہ کوچ پر ٹیکا لگائے ہوئے
کہے کہ مین نہین جانتا جو کچھ قرآن مین ہم پاتے ہین اوسکی اتباع کرتے ہین۔ اور ایک روایت یہ ہے
عن المقدام بن معدیکرب قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الا انی اوتیت القرآن
ومثلہ معہ الا یوشک رجل شبعان علی اریکتہ یقول علیکم بہذا القرآن فما وجدتم فیہ من حلال
فاحلوہ وما وجدتم فیہ من حرام فحرموہ وان ما حرم رسول اللہ کما حرم اللہ الحدیث رواہ
ابو داود والدارمی وابن ماجہ کذا فی المشکوۃ یعنے فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اللہ نے قرآن
دیا اور اوسکے برابر اوسکے ساتھ دیا آگاہ ہو کہ قریب ہے کہ ایک شخص پیٹ بھرا ہوا کوچ
پر ٹیکا لگائے ہوئے کہیگا کہ اس قرآن کو تم لازم پکڑو جو چیز اوس مین حلال ہے
اوسکو حلال سمجھو اور جو چیز حرام ہے اوسکو حرام سمجھو۔ حالانکہ جو اللہ کے رسول نے
حرام کیا وہ بھی ایسا ہی ہے جیسے اللہ نے حرام کیا۔ انتہی۔ اور ایک روایت یہ ہے
عن العرباض بن ساریۃ قال قام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال ایحسب احدکم متکئا
علی اریکتہ یظن ان اللہ لم یحرم شیئا الا ما فی القرآن الا وانی واللہ امرت ووعظت ونہیت
عن اشیاء انہا لمثل القرآن او اکثر رواہ ابو داود کذا فی المشکوۃ یعنے فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم

نے کیا بعضے لوگ اپنی کوچ پر تکیہ لگائے ہوئے گمان کرتے ہین کہ اللہ نے صرف
اُنہی چیزونکو حرام کیا جو قرآن مین ہین۔ آگاہ رہو خدا کی قسم مین نے حکم بھی کیا ہے نصیحتین
بھی کی ہین اور بہت سی چیزون سے منع بھی کیا ہے یہ امور قرآن کے برابر یا اوس سے
بھی زیادہ ہین انتہی۔ غرضکہ متعدد حدیثون سے یہ پیشین گوئی ثابت ہے کہ بعض
مرفہ الحال کوچون پر بیٹھے ہوے یہ کہینگے کہ حدیث کو ماننے کی ہمین کوئی ضرورت نہین
صرف قرآن ہمین کافی ہے۔ چنانچہ اس کی تصدیق بھی ہوگئی۔ اب مسلمانون کو چاہیے
کہ جس طرح نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اونکے قول کو رد کر دیا اسیطرح وہ بھی رد کردین
اور یہ خیال کر لیا کرین کہ مرفہ الحال لوگ اس قسم کی باتین کرین تو اونکو بیباور سزاوار ہے
اسلئے کہ آخرت سعادت کا ایک حصہ اونکو دنیا مین مل چکا ہے اگر غربا بھی اونکی سی کہنے لگین
تو خسر الدنیا والاخرہ کا مضمون اونپر صادق آجائیگا۔
نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جو پیشین گوئی کی کہ بعضے لوگ کوچون پر بیٹھے ہوے ایسے کہینگے
کہ ہم حدیث کو نہین جانتے قرآن ہمارے لئے کافی ہے اور فرمایا کہ قرآن سے
زیادہ اوامر و نواہی وغیرہ مجھے دئے گئے ہین جس سے مقصود حضرت کا ظاہر ہے
کہ جس طرح قرآن مانا جاتا ہے احادیث کے ماننے کی بھی ضرورت ہے۔ اس سے
یہ پیشین گوئی بھی ثابت ہوگئی کہ قیامت تک مسلمانون کو صحیح حدیثین پہونچتی رہینگی
جنکے ماننے کی اونکو ضرورت ہے۔ خداے تعالیٰ نے یہ پیشین گوئیان پوری کین
کہ ایسے محدثین پیدا کئے جنہون نے جان دے دے کر صحیح حدیثون کو محفوظ کر دیا
جو قیامت تک انشاء اللہ تعالیٰ محفوظ رہینگی کیونکہ آخری زمانہ مین جب علوم دینیہ کی
حفاظت مین مسلمانون کی ہمتین قاصر ہوین تو ایک ایسی تدبیر بتلادی کہ ایک ایک
کتاب کے ہزارون نسخے بلا زحمت اسلامی دنیا مین ہر وقت
موجود رہ سکتے ہین چنانچہ لاکھون نسخے کتب حدیث کے اسوقت مسلمانون کے پاس
موجود ہین اور وقتاً فوقتاً اونکی کثرت ہوتی جاتی ہے یہ ثمرہ اور نتیجہ محدثین کی جانفشانیونکا
ہے جنہون نے صحیح حدیثون کو کتابون مین محفوظ کر دیا ہے۔

غرضکہ اسپنے دین کی حفاظت کیلئے حق تعالی سے ایک اولوالعزم قوم کو پیدا کیا جنکی سعی اور جان فشانی کا پورا حال لکھنا امکان سے خارج ہے اونکو حق تعالے نے حدیثوں یاد رکہنے کے لئے حافظے ایسے قوی دئے تھے کہ اونکے خیال کرنے سے عقل حیران ہوتی ہے۔

الحاصل نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے محدثین کو جو فرمایا تہا کہ احادیث یاد رکہکر فقہا کو پہونچا دین سوان حضرات نے اوسکی پوری پوری تعمیل کی اور فقہا نے اوس ارشاد مبارک کی یہ تعمیل کی کہ مقصود شارع معلوم کرنے مین جو دقتین واقع ہوئی تہین جنکا حال اوپر مذکور ہوا اپنی کوشش اور اجتہاد سے اونکو رفع کرکے ہر مسئلہ مین تمام آیات واحادیث متعلقہ سے جو مقصود شارع ثابت ہوتا ہے اوسکو بیان کر دیا اسکا ثبوت اسطرح ہوسکتا ہے کہ ہر زمانہ مین محدثین بکثرت موجود رہتے تھے مگر جن سے فتوی لیا جاتا تہا یعنے فقہا تعداد مین بہت کم ہوتے تھے کیونکہ اونسے دو کام متعلق تھے ایک قرآن واحادیث کا ذخیرہ ہر مسئلہ مین فراہم کرنا دوسرا اوس مین غور واجتہاد کرکے مسلمانون کو ایسی بات تبلانی جو قابل عمل اور شارع کی مرضی کے مطابق ہوا ور ظاہر ہے کہ ہر محدث مین اجتہاد کی صلاحیت نہین ہوتی جیسا کہ حدیث شریف رب حامل فقہ غیر فقیہ سے ظاہر ہے۔ اسی وجہ سے سب صحابہ فتوی نہین دیتے تھے بلکہ چند حضرات اس کام کے لئے مخصوص تھے جیسا کہ امام ذہبی نے تذکرۃ الحفاظ مین لکھا ہے عن مسروق قال کان اصحاب الفتوی من الصحابۃ عمر وعلی وعبداللہ وزید وابی وابو موسی۔ وعن سلیمان ابن یسار قال ما کان عمر وعثمان یقدمان علی زید احدا فی الفتوی والفرائض والقراءۃ۔ ابن جوزی رح نے تلقیح مین لکہا ہے کہ حاکم نے عباس دوری کا قول نقل کیا ہے کہ کل صحابہ کا علم ان چہہ صحابہ کو پہونچا عمر علی ابن مسعود ابی ابن کعب معاذ بن جبل اور زید ابن ثابت رضی اللہ عنہم اور یہی طبقہ فقہائے صحابہ کا ہے۔ اور امام ذہبی رح نے تذکرۃ الحفاظ مین لکہا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایکبار خطبہ مین فرمایا کہ جسکو فقہ کی کوئی بات پوچہنی ہو معاذ رح سے پوچہے دیکہئے صحابہ کے اجماع سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ فتوی دینا ہر محدث کا کام نہین بلکہ اوسکے لئے

صحابہ کے اہل فتوی

منتخب افراد درکار ہین اور عمر اور عثمان رضی اللہ عنہما نے یہ بات بتلا دی کہ فتوے کے لئے ایک ماہر شخص کی ضرورت ہے اور ایسا شخص موجود ہو تو وہ کام دوسرے سے متعلق نہ کیا جائے۔ اور ابو داؤد مین یہ روایت ہے عن ابن مسعود رض قال لا رضاع الا ما شد العظم وانبت اللحم قال ابو موسی لا تسألونا وہذا الحبر فیکم یعنے جب ابن مسعود رض نے مسئلہ رضاعت مین فتوے دیا کہ رضاعت انھی ایام مین معتبر ہے کہ اوس سے ہڈی مضبوط ہو اور گوشت پیدا ہو یعنے ایام شیرخوارگی اور طفولیت مین اسپر ابو موسی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جب تک یہ عالم یعنے ابن مسعود رضی اللہ عنہ تم مین موجود ہین ہم سے کوئی مسئلہ نہ پوچھو۔ تذکرۃ الحفاظ مین شعبی رح کے حال مین اونکا قول نقل کیا ہے ما کنت اعرف فقہاء الکوفۃ الا اصحاب عبد اللہ یعنے شعبی کہتے ہین کہ کوفہ کے فقہا مین صرف عبد اللہ ابن مسعود کے اصحاب کو مین پہچانتا ہون۔ قیس نے اون سے پوچھا کیا علی رضی اللہ عنہ کے اصحاب کو آپ نہین جانتے کہا نہین۔ کہا حارث اعور کو پہچانتے ہو کہا ہان اوسنے مین نے فرائض کا مسئلہ سیکھا تھا مگر اوس سے مجھے وسواس کا خوف تھا معلوم نہین انہون نے کس سے سیکھا تھا کہا ابن صبوہ کو آپ پہچانتے ہو کہا ہان لیکن وہ فقیہ نتھے پوچھا صعصعہ کو آپ پہچانتے ہو کہا وہ خطیب تھے فقیہ نتھے انتہی اس سے ظاہر ہے کہ اکابر دین ہر محدث کو فقیہ نہین سمجھتے تھے۔

تذکرۃ الحفاظ مین مسروق کوفی رح کے حال مین لکھا ہے کہ شعبی رح کا قول ہے کہ مسروق شریح سے زیادہ فتوے دینا جانتے تھے۔ توالی التاسیس بمعالی ابن ادریس مین شیخ الاسلام ابن حجر عسقلانی رح نے لکھا ہے کہ فضل فرماتے ہین کہ ایکبار مین امام احمد ابن حنبل کے ہمراہ حج کو گیا اور انہین کے ساتھ مکہ معظمہ مین ایک مکان مین فروکش ہوا صبح ہوتے ہی وہ فرودگاہ سے نکلے اور تھوڑی دیر کے بعد مین بھی نکلا اور اس خیال سے کہ اونکی رفاقت مین رہون اونکو مسجد مین ڈھونڈا مگر نہ ابن عیینہ کے حلقہ مین ملے نہ اور کسی محدث کے حلقہ مین بہت تلاش کے بعد دیکھا کہ ایک اعرابی کے ساتھ بیٹھے ہین مین نے کہا حضرت ابن عیینہ کو چھوڑ کر آپ کہان بیٹھے ہو فرمایا خاموش اگر حدیث

تہین حدیث سند عالی کے ساتھہ نہ ملے گی تو سند نازل کے ساتھہ ملجائیگی مگر انکی عقل کو تم فوت کروگے تو پھر نہ پاؤگے افقہ فی کتاب اللہ یعنے ان سے زیادہ قرآن سمجھنے والا مین نے نہین دیکھا مین نے پوچھا یہ کون ہین کہا محمد ابن ادریس شافعی رضا اور راوی مین لکھا ہے کہ جب امام شافعی رح بغداد مین آئے تو امام احمد ابن حنبل رح نے اونکی ملازمت اختیار کی یہانتک کہ اگر وہ سوار ہوکر کہین جاتے تو اونکی سواری کے ساتھہ ہولیتے اور محدثین کے حلقہ کو جس مین یحیی بن معین وغیرہ ہمیشہ جاتے تھے چھوڑ دیا اسپر یحیے بن معین نے عتاب آمیز کلمات اونکو کہلائے امام احمد نے جواب مین کہلایا کہ تم بھی اگر اوس سواری کی دوسری جانب رہوگے تو اوس حلقہ سے زیادہ نافع ہے۔ اور کہا کہ اگر فقہ چاہتے ہو تو شافعی کی بغلہ کی دم تھامے رہو انتہی۔

دیکھئے اکابر محدثین کے نزدیک فقہ کی یہ قدر و منزلت اور یہ وقعت تھی کہ اکابر محدثین کی صحبت اور سند عالی پر فقہا کی صحبت کو ترجیح دیتے تھے اور ہر محدث کو فقیہ نہین کہتے تھے بلکہ خاص خاص محدثین پر فقیہ کا اطلاق کیا جاتا تھا جیسے مسروق حماد ابراہیم حسن بصری۔ شعبی۔ عمرو بن دینار۔ علی ابن مسہر۔ حماد۔ امام مالک۔ سفیان ثوری عبد اللہ ابن مبارک وغیرہم رحمہم اللہ جیسا کہ تذکرۃ الحفاظ وغیرہ سے ظاہر ہے۔

تذکرۃ الحفاظ مین فقیہ عراق علقمہ رح کے حال مین لکھا ہے کہ وہ ابن مسعود رض کے ارشد تلامذہ مین تھے قابوس ابن ابی ظبیان کہتے ہین کہ مین نے اپنے والد سے پوچھا کہ آپ صحابہ کو چھوڑ کر علقمہ کے پاس کیون جاتے ہو کہا مین نے بہت سے صحابہ کو دیکھا ہے کہ اونکے پاس جاتے اور اونسے فتوی پوچھتے تھے انتہی دیکھئے صحابہ باوجود اوس جلالت شان کے جو لازمۂ صحابیت ہے علقمہ رح سے فتوی پوچھتے تھے حالانکہ وہ تابعی ہین وجہ اوسکی یہی تہی کہ وہ فقیہ تھے

تذکرۃ الحفاظ مین عبد الرحمن ابن غنم کے حال مین لکھا ہے کہ وہ فقیہ شام ہین عمر رضی اللہ عنہ نے اونکو اس غرض سے شام بھیجا تھا کہ لوگون کو فقہ سکہائین چنانچہ تابعین شام نے اونسے فقہ سیکھی انتہی۔ دیکھئے عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ مین فقہ کا کیسا اہتمام تہا

تہذیب التہذیب مین لکھا ہے کہ طلحہ بن عبد اللہ المدنی اور خارجہ ابن زید اپنے زمانہ مین مفتی
تھے لوگ انہین کے قول پر عمل کرتے تھے اور ایاس ابن معاویہ کا قول نقل کیا ہے
کہ اگر تم فتوی چاہتے ہو تو حسن بصری کے پاس جاؤ۔ اور ابو بکر ابن عیاش کا قول نقل
کیا ہے کہ اصحاب فتوی تین شخص تھے حبیب ابن ابی ثابت اور حکم اور حماد
مر ح۔ یحیی ابن معین کہتے ہین کہ فقہا چار ہین ابو حنیفہ سفیان مالک اور اوزاعی رحمہم اللہ
اس قسم کی اور روایتین بکثرت ہین جن سے ظاہر ہے کہ قرون ثلثہ مین یعنے زمانہ صحابہ
سے آئمہ مجتہدین کے وقت تک فقہا خاص خاص حضرات ہوتے تھے اور کمال وقعت
کی نگاہون سے دیکھے جاتے اور زمرۂ محدثین مین وہ اعلی درجہ کے محدث سمجھے جاتے
تھے۔ اوس زمانہ مین محدث اور فقیہہ مین عموم وخصوص من وجہ کی نسبت نہ تھی جیسا کہ
فی زماننا خیال کیا جاتا ہے بلکہ عموم وخصوص مطلق کی نسبت تھی یعنے ہر محدث فقیہہ نہین
سمجھا جاتا تھا بلکہ ایسے محدث کو فقیہہ سمجھتے تھے جس مین اعلی درجہ کی سمجھہ اور قوت اجتہاد و تخریج
خ کیسینے اعمش رہ سے کوئی مسئلہ پوچھا انہون نے فرمایا اسکا جواب ابو حنیفہ خوب جانتے
ہین میرا ظن غالب ہے کہ اونکے علم مین برکت دی گئی۔

اس سے ظاہر ہے کہ اکابر محدثین خود فتوے نہین دیتے تھے بلکہ فقہا کو
اس کام کے اہل سمجھتے تھے یہان یہ بات معلوم کرنے کی ضرورت ہے کہ جس طرح فقہا کو
محدثین کی طرف اس بات مین احتیاج ہے کہ احادیث اونکے ذریعہ سے حاصل کرین اسیطرح
محدثین کو فقہا کی طرف معانی حدیث معلوم کرنے مین احتیاج تھی کیونکہ محدثین کو تحصیل احادیث
اور تحقیق رجال مین اتنی فرصت نہین تھی کہ تحقیق معنی بھی کرتے یہ کام انہون نے فقہا کے
ذمہ کر دیا تھا جیسا کہ جامع ترمذی سے معلوم ہوتا ہے قال الفقہاء وہم اعلم بمعانی الحدیث اور
حافظ مزی رہ نے تہذیب الکمال مین لکھا ہے قال البخاری سمعت علی ابن المدینی یقول التفقہ
فی معانی الحدیث نصف العلم ومعرفۃ الرجال نصف العلم یعنے امام بخاری علی ابن المدینی کا
قول نقل کرتے ہین کہ فہم معنے حدیث نصف علم ہے اور معرفت رجال نصف علم ہے اور
ابھی معلوم ہوا کہ عمر رضی اللہ عنہ نے عبد الرحمن ابن غنم کو صرف فقہ سکھانے کے لئے شام کو

احتیاج بطرف

بھیجا تھا توالی التاسیس مین لکہا ہے کہ ایکبار کسی نے کوئی مسئلہ امام رح سے پوچھا آپ نے فرمایا
فقہا سے پوچھو ابو ثور سے پوچھو یعنے ابراہیم ابن خالد ابن یمان کلبی سے جو مشہور فقیہ تھے
اس سے ظاہر ہے کہ محدثین کے نزدیک مسلم ہے کہ مسائل فقہا ہی سے پوچھے جائین۔
مختصر کتاب النصیحۃ مولفہ خطیب بغدادی رح مین امام شافعی رح کا قول نقل کیا ہے کہ جو شخص
صرف حدیثون ہی کو جمع کرتا ہے اوسکی مثال ایسی ہے جیسے کوئی رات کو لکڑیان جمع کرتا ہے
کبھی ایسا بھی اتفاق ہوگا کہ سانپ کو لکڑی سمجھکر اٹھا لیگا اور وہ اوسکو ضرر پہونچاوے گا
اور اوس مین ابو العباس ابن عقدہ رح کا قول نقل کیا ہے کہ احادیث کی روایت کم کرو وہ اُنہی
کے لئے سزاوار ہے جو احادیث کے تاویلات کو جانتے ہین یہ بات ظاہر ہے کہ تاویلات
کو جاننے والے فقہا ہین محدثین کا وظیفہ صرف نقل متن حدیث ہے۔
اور اوس مین اعمش رح کا قول نقل کیا ہے کہ بہت ساری حدیثین یاد کرلینے سے آدمی
فقیہ نہین ہوتا فقیہ وہی ہوتا ہے جو معانی مین غور و فکر اور استنباط کرے۔
اور اوسمین نقل کیا ہے کہ امام مالک رح نے لپنے بھانجے ابو بکر اور اسمعیل سے کہا مین دیکھتا
ہون کہ تمہین حدیث کا بہت شوق ہے اور اوسکو طلب کرلتے ہو کہا ہان فرمایا اگر تم دوست
رکھتے ہو کہ خداے تعالی اوسکا نفع تمہین دے تو حدیث کی روایت کم کرو اور فقہ حاصل کرو
اور اعمش رح کا قول نقل کیا ہے وہ فرماتے ہین کہ جب مین حدیث سن چکا یعنے تحصیل
حدیث سے فارغ ہوا تو مجھے خیال پیدا ہوا کہ اب فتوی دینے کے لئے مسجد مین بیٹھ جانا
چاہئے چنانچہ مسجد کے ایک ستون کے پاس بیٹھ گیا مگر پہلا ہی سوال جو پیش ہوا مجھسے اوسکا
جواب نہوسکا۔ انتہی۔ اس قول سے آپکا کمال تدین ثابت ہے ورنہ ممکن تہا کہ کچھ نہ کچھ
دل سے جواب دیدیتے۔ مقصود یہ کہ صرف حدیث شریف سے کام نہین چل سکتا فقہ کی
ضرورت ہے۔ اور اوسمین نقل کیا ہے کہ ایک جگہ محدثین کا مجمع تہا جس مین یحیی ابن معین
اور ابو خیثمہ اور خلف ابن سالم وغیرہم موجود ہے اور ہر طرف سے تحقیقات پیش ہورہے تھے
کہ فلان حدیث کا فلان راوی ہے اور فلان حدیث صرف ایک ہی راوی سے مروی ہے
کہ اتنے مین ایک عورت آئی۔ اور اوس نے پوچھا کہ ایک غسال جا حائضہ ہے وہ میت کو

غسل دے سکتی ہے یا نہین کیونکہ ادنکو جواب نہ دیا اور ایک دوسرے کو دیکھنے لگے
اسی حیرانی مین تھے کہ ابو ثور رح فقیہ تھے اتفاقاً آگئے اونکو دیکھتے ہی سب نے اوس سے کہا کہ اونسے
پوچھا انہون نے سنتے ہی کہدیا کہ ہان غسل دے سکتی ہے اور عائشہ رض کی وہ حدیث پڑہی
ان حیضتک لیست فی یدک اور یہہ حدیث کنت افرق راس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
وانا حائض یہ سنتے ہی سب نے کہا ہان بہت ٹھیک یہ حدیث فلان فلان راویون سے
ہمین پہونچی ہے اور اوس کے اتنے طرق ہین اور یہ حدیث معروف ہے ۔ اوس عورت
نے کہا حضرات ابتک آپ کہان تھے ۔ غرضکہ حدیثون کا یاد رکہنا اور ہے اور اونسے مسائل
کا استخراج اور ہے اس کام کے لئے فقہا موضوع ہین اور خود محدثین اونکی طرف محتاج ہین
اور طبقات الحفاظ وغیرہ کتب رجال سے ظاہر ہے کہ بعض بعض محدثین خاص طور پر فقہ
سیکھتے تھے ۔

م ص ۔ ابن مبارک رح کہتے ہین کہ اگر ابو حنیفہ رح تابعین کے زمانہ مین ہوتے تو تابعین
بھی اونکی اونکی طرف محتاج ہوتے ۔

م ص ۔ ابن مبارک رح فرماتے ہین کہ علما ابو حنیفہ سے مستغنی نہین ہو سکتے کچھ نہین تو
تفسیر حدیث مین تو ضرور محتاج ہین اور لکھا ہے کہ ابن مبارک رح اپنے شاگردون سے
کہا کرتے تھے کہ آثار و احادیث کو ضروری سمجھو مگر اونکے لئے ابو حنیفہ کی ضرورت ہے ۔
کیونکہ وہ احادیث کے معنی جانتے ہین

م ص ک ۔ عبد اللہ ابن ابی لبید کہتے ہین کہ ایک روز یزید ابن ہرون کی مجلس مین ہم
بیٹھے تھے مغیرہ رح نے ابراہیم کا قول بیان کرنا چاہا ایک شخص نے کہا حضرت رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے کچھ اقوال بیان کیجئے یزید ابن ہرون نے کہا کہ اے احمق یہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے اقوال کی تفسیر ہے اگر تجھے معنی معلوم نہون تو حدیث کو لیکر
کیا کرے گا تم لوگون کی ہمت صرف احادیث کے سن لینے کی طرف متوجہ ہے اگر علم کیطرف
تمہاری ہمت مبذول ہوتی تو ابو حنیفہ کی کتابونکا مطالعہ کرتے اور اونکے اقوال کو دیکھتے
پہر اوس معترض کو مجلس سے اٹہا دیا ۔

خلاصۃ التہذیب میں یزید بن ہرون کا حال لکھا ہے کہ وہ امام احمد وغیرہ اکابر محدثین کے استاد ہین اور اونکی روایتین کل صحاح ستہ مین موجود ہین۔

دیکھئے یزید ابن ہرون جیسے جلیل القدر محدث کس تصریح سے فقہ کی طرف احتیاج محدثین کی ثابت کر رہے ہین۔

امام موفق ابن احمد رح نے مناقب امام ابی حنیفہ رح مین ثابت زاہد کا قول نقل کیا ہے کہ جب سفیان ثوری رح سے کوئی دقیق مسئلہ پوچھا جاتا تو فرماتے کہ اس مسئلہ مین سواے اوس شخص کے جسپر ہم حسد کرتے ہین (ابوحنیفہ) کوئی شخص عمدہ تقریر نہین کر سکتا۔ پھر امام صاحب کے شاگردون سے پوچھتے کہ اس مسئلہ مین تمہارے استاد کا کیا قول ہے اور وہ جو جواب دیتے اوسی کے موافق فتوی دیتے۔

سفیان ثوری رح وہ شخص ہین کہ امیر المومنین فی الحدیث سمجھے جاتے تھے اور عبداللہ بن مبارک رح اونکی نسبت کہتے ہین کہ میرے علم مین فن حدیث مین روے زمین پر کوئی اونسے زیادہ نہین ذکرہ الامام الذہبی فی تذکرۃ الحفاظ۔

جب سفیان ثوری جیسے شخص فتوی دینے مین امام صاحب کے قول کی طرف محتاج ہون تو ظاہر ہے کہ محدثین کو فقہ کی طرف کسقدر احتیاج ہے۔

سک - ایک روز ایک حدیث پیش ہوئی جسکا مضمون غامض تھا وکیع رح کھڑے ہو گئے اور ٹھنڈی سانس بھر کے کہا اب ندامت سے کیا فائدہ وہ شیخ (یعنے ابوحنیفہ) کہان ہین جن سے یہ اشکال حل ہوتا۔ اور وہ محدثین سے کہا کرتے تھے اے قوم تم حدیثین طلب کرتے ہو اور اونکے معنی نہین طلب کرتے اس مین تمہاری عمر اور دین ضائع ہو جاے گا مجھے آرزو آتی ہے کہ کاش ابوحنیفہ کی فقہ کا عشر مجھیں ہوتا ایک روز انہون نے حضار مجلس سے کہا اے لوگو حدیث سننا بغیر فقہ کے تم کو کچھ نفع نہ دیگا اور تم مین سمجھ پیدا نہو گی جبتک اصحاب ابوحنیفہ کے ساتھ نہ بیٹھو اور وہ اونکے اقوال کی تفسیر نہ بیان کرین۔

خلاصۃ التہذیب مین وکیع رح کا حال لکھا ہے کہ وہ امام احمد وغیرہ اکابر محدثین کے استاد ہین اور کل صحاح ستہ مین اونکی روایتین موجود ہین۔

دیکھئے وکیع رح کے قول سے کسقدر احتیاج فقہ کی طرف ثابت ہوتی ہے۔

م ت ص - عبد اللہ ابن مبارک رح کہتے ہین کہ مین نے مسعر رح کو ابو حنیفہ کے حلقہ مین دیکھا ہے کہ روبرو بیٹھے ہوئے اونسے سوال اور استفسار کر رہے ہین مسعر ابن کدام کا حال خلاصہ تذہیب مین لکھا ہے کہ شعبہ اور سفیان ثوری وغیرہ کے استاد ہین اور اونکی روایتین کل صحاح ستہ مین موجود ہین۔

با وجود تبحر کے مسعر رح کا امام صاحب کے حلقہ مین بیٹھنا اور استفسار کرنا کیسی کہلی دلیل احتیاج پر ہے

م - داؤد طائی رح کہتے ہین خدا کی قسم ابو حنیفہ حلال وحرام ونجات اخروی کے مسائل سب سے زیادہ جانتے ہین باوجود اوس کے وہ متورع اور عابد ہین۔

م - علی ابن عاصم کا قول ہے کہ ابو حنیفہ کے اقوال علم کی تفسیر ہین اگر کوئی اونکے اقوال کو نہ دیکھے تو حلال کو حرام اور حرام کو حلال بنا دے گا۔

خلاصہ مین علی ابن عاصم کا حال لکھا ہے کہ وہ امام احمد ابن حنبل وغیرہ اکابر محدثین کے استاد ہین اونکی مجلس مین تیس ہزار سے زیادہ لوگ جمع ہوتے تھے۔ حلال وحرام کا سمجھنا جب فقہ پر موقوف ہے تو اس سے بڑھکر کیا احتیاج ہوگی۔

م - یزید ابن ہرون رح کا قول ہے کہ ابو حنیفہ کی کتابون کے مطالعہ سے آدمی مستغنی نہین ہوسکتا۔

خلاصہ مین یزید ابن ہرون کا حال لکھا ہے کہ وہ امام احمد واسحق وغیرہ اکابر محدثین کے استاد ہین ستر ہزار تک شایقین حدیث اونکی مجلس مین جمع ہوتے تھے اور کل صحاح مین اونکی روایتین موجود ہین۔ دیکھئے مستغنی نہونا عین احتیاج ہے۔

م ص ک - عفان بن سیار کہتے ہین کہ مثال ابو حنیفہ کی طبیب حاذق کی سی ہے جو ہر بیماری کی دوا جانتا ہے۔ خلاصہ مین لکھا ہے کہ اونکی روایتین نسائی مین موجود ہین۔ ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ بیمار کو طبیب حاذق کی طرف احتیاج کس درجہ کی ہوتی ہے۔

م ص ک - ابن مبارک رح فرماتے ہین اگر مین سفیان کی بات سنتا تو ابو حنیفہ کی ملاقات نوت ہوجاتی تو مجھے سے میری مشقت اور خرچ جو تحصیل علم مین ہوا تھا سب ضائع ہوجاتا۔ اگر

مین اونسے ملاقات نکرتا اور اونکی صحبت نصیب نہوتی تو مین علم مین مفلس رہجاتا۔ اور فرماتے کہ وہ شخص محروم ہے جسکو ابو حنیفہ کے علم کا حصہ نہ ملا اور شاگردون سے فرمایا کرتے کہ آثار و احادیث کو لازم پکڑو مگر اوسکے لیئے ابو حنیفہ کی ضرورت ہے۔

تہذیب الکمال مین ابن مبارک رح کا قول نقل کیا ہے کہ اگر حق تعالی ابو حنیفہ اور سفیان سے میری مدد نفرماتا تو مین ایک معمولی آدمی رہجاتا۔

ک ص - ابن مبارک کہتے ہین کہ مین نے بہت سے شہرون کی سیاحت کی ہے مگر جب تک ابو حنیفہ سے ملاقات نہوی حلال و حرام کے اصول مجھے معلوم نہوئے۔ ان اقوال سے فقہ کی طرف جو احتیاج ثابت ہوتی ہے محتاج بیان نہین۔ اسیوجہ سے ابن مبارک امام صاحب کے انتقال تک آپ ہی کی خدمت مین رہے جیسا کہ مولانا شاہ عبد العزیز رح نے بستان المحدثین مین لکھا ہے کہ عبد اللہ ابن مبارک اول از شاگردان امام اعظم رح بودند و طریق تفقہ از ایشان می آموختند و چون امام اعظم وفات یافتند در مدینہ منورہ نزد امام مالک تفقہ می نمودند

م ک ص - عبد العزیز ابن ابی رواد پر جب کوئی مسئلہ دین کا مشتبہ ہوجاتا تو لکھکر امام صاحب سے پوچھہ لیتے اور ہر امر مین اونکی اقتدا کرتے۔

عبد العزیز ابن ابی رواد کا حال خلاصہ مین لکھا ہے کہ وہ یحیی قطان وغیرہ کے استاد ہین اور صحاح مین اونکی روایتین موجود ہین اور الانتصار مین لکھا ہے وہ امام صاحب کے بھی استاد ہین۔

م ص ک عثمان ابن عفان سجزی کہتے ہین کہ مین نے ابو عاصم نبیل سے سنا ہی وہ کہتے تھے کہ مجھے امید ہے کہ ابو حنیفہ رح کے اعمال ہر روز ایک صدیق کے اعمال کے برابر آسمان کی طرف اٹھائے جاتے ہین مین نے کہا کس وجہ سے کہا اسلئے کہ لوگ اونسے اور اونکے اقوال سے نفع اٹھاتے رہتے ہین۔ اس سے ظاہر ہے کہ لوگ اوس زمانہ مین امام صاحب کے اقوال پر عمل کرتے اور نفع اوٹھاتے تھے اور فقہ سے اونکی احتیاج رفع ہوتی تھی۔

الحاصل ان تمام شہادتون سے ثابت ہے کہ محدثین کو فقہا کی طرف اوس زمانہ مین بھی احتیاج تھی اور فقہ وقعت کی نگاہون سے دیکھی جاتی تھی۔

طبقات کبری مین امام سبکی رح نے لکھا ہے کہ بخاری رح نے حمیدی رح سے فقہ سیکھی ہے اور

مقدمہ فتح الباری مین شیخ الاسلام نے بخاری رح کا قول نقل کیا ہے جلست للتحدیث حتی عرفت الصحیح من السقیم وحتی نظرت فی کتب اہل الرای یعنے وہ فرماتے ہین کہ مین جب تک حدیث صحیح کو سقیم سے ممتاز نہین کرلیا اور اہل الرای کی کتابین نہین دیکھہ لین تدریس کے لئے نہین بیٹھا۔ اہل الرای کی کتابین پیش از پیش دیکھنے کی ضرورت اسوجہ سے انہون نے سمجھی تھی کہ امام شافعی رح جو اونکے استاذ الاساتذہ تھے فرماتے ہین کہ الناس عیال ابی حنیفہ فی الفقہ اور نیز دوسرے محدثین کے اقوال پیش نظر تھے جو امام صاحب کے افقہ ہونے کے باب مین وارد ہین غرضکہ جب اونکو فقہ مین بھی کمال حاصل کرنا منظور تہا اسوجہ سے فقہ حنفیہ کی طرف احتیاج ہوئی۔ اور خاص وجہ اوسکی یہ بھی تھی کہ امام صاحب کے ساتہہ اونکو تعلق خاص تہا اسلئے کہ اونکے والدین مبارک رح کی صحبت مین رہا کرتے تھے جیسا کہ خود انہون نے تاریخ کبیر مین اپنے والد بزرگوار کا حال لکھا ہے کہ اسمعیل ابن ابراہیم ابن المغیرہ سمع من مالک وحماد ابن زید وصحب ابن مبارک ذکرہ فی مقدمۃ فتح الباری۔ اور قاعدہ کی بات ہے کہ جو لوگ اپنے والد کے معتقد علیہ ہوتے ہین اونسے خاص طور پر عقیدت ہوا کرتی ہے اسیوجہ سے انہون نے ابن مبارک رح کی کل کتابون کو یاد کرلیا تھا چنانچہ اونکا قول مقدمہ فتح الباری مین نقل کیا ہے فلما طعنت فی ست عشرۃ سنۃ حفظت کتب ابن مبارک ووکیع وعرفت کلام ہولاء یعنے اصحاب الرای۔ یہ ابن مبارک اور وکیع رحمہما اللہ امام صاحب کی تحقیقات اور تفقہ کے جس قدر دلدادہ ہین پوشیدہ نہین اسیوجہ سے امام صاحب کے اقوال کو دیکھنے کا امام بخاری رح کو شوق ہوا جو کتب اہل الرای مین مذکور ہین اور اونسے خوب واقف ہوئے جیسا کہ لفظ عرفت سے ظاہر ہے۔ ان قراین سے ظاہر ہے کہ امام بخاری رح امام صاحب کے معتقدون مین ضرور تھے گو مقلد نتھے اسوجہ سے کہ خود مجتہد تھے۔

اس سے بھی ثابت ہوا کہ فقہ اہل الرای اوس زمانہ مین مطعون نتھی ورنہ ایسی بات وہ کبھی نہ کہتے جس سے محدثین کے نزدیک مطعون ہون اور اوسکو معرفت احادیث کے ہم پلہ ہرگز نہ کرتے۔ الحاصل اس مین شک نہین کہ امام بخاری رح فقہ کو ضروری سمجھتے تھے اور چونکہ احادیث بکثرت یاد تہین اور فقہ حنفیہ سے مدد لیکر ملکہ اجتہاد بہم پہونچایا تھا اس لئے چاہا کہ اپنی اجتہادی

امام بخاری رح کے معتقد

فقہ مین کوئی خاص کتاب تصنیف کرین جو مدلل بآیات واحادیث واقوال صحابہ وتابعین وغیرہم ہو
اسکی ابتدایون کی کہ بخاری شریف کے تمام تراجم ابواب پہلے لکہے جس مین اسنے اجتہادی
مسائل بیان کرنا منظور تہا اور اوسمین روحانی مدد کی غرض سے یہ اہتمام کیا کہ نبی کریم صلی اللہ
علیہ وسلم کی قبر شریف اور منبر منیف کے مابین تمام تراجم ابواب کا مبیضہ کیا اور ہر ترجمۃ الباب
کے لکہنے کے وقت دو رکعت نماز پڑہتے جیسا کہ مقدمہ فتح الباری مین لکہا ہے پہر اون مسائل
فقیہہ پر جنکا استنباط اپنے ذہن مین پہلے سے کیا تہا ہر باب مین حدیثین داخل کرنی شروع کین اور کسی
مسئلہ پر حدیث سے استدلال نہو سکا تو قرآن شریف کی آیت یا اقوال صحابہ یا تابعین وغیرہم سے
استدلال کیا جیسا کہ فقہا کی عادت ہے اور اوس باب مین حدیث لکہی ہی نہین غرضکہ بخاری
شریف فقہ اور حدیث کی جامع کتاب ہے چنانچہ مقدمہ فتح الباری مین لکہا ہے ولہذا اشتہر من
قول جمع من الفضلا فقہ البخاری فی تراجمہ دیکہیے باب جہر الامام بالتامین" مین انہون نے
یہ حدیث نقل کی ہے عن ابی ہریرۃ رض ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال اذا امن الامام فامنوا
فانہ من وافق تامینہ تامین الملئکۃ غفر لہ ما تقدم من ذنبہ یعنے فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم
نے کہ جب امام آمین کہے تو تم بہی آمین کہو کیونکہ جس شخص کی آمین ملائکہ کی آمین کے
ساتہہ موافق ہوجاے اوسکے پچہلے گناہ بخشے جاتے ہین" دیکہیے اس حدیث مین
کوئی لفظ اس بات پر دلالت نہین کرتا کہ امام بآواز بلند آمین کہا کرے بلکہ امام آہستہ بہی
آمین کہے تو جن لوگون نے پوری سورۂ فاتحہ امام سے سن لی ہے امام کے ساتہہ آمین
کہنے مین شریک ہوجائینگے۔ مگر انہون نے ترجمۃ الباب مین جہر الامام کا لفظ اپنے اجتہاد
سے بالتصریح لکہدیا۔ یہی فقہا کا کام ہے کہ اپنے فہم سے کام لیکر نصوص کے معنی مین
اس قسم کے تصرفات کیا کرتے ہین پہر چونکہ افہام مین تفاوت ہوا کرتا ہے اسیلیے جسکی
فہم تیز اور عقل زیادہ رسا ہو اوسی کی راے صائب سمجہی جاتی ہے ہرچند محدثین بہی
اہل فہم و راے تہے مگر اون مین جو فقہا تہے وہ قسمین کہا کہا کرتے کہ ابوحنیفہ
عقل اور فراست اور فہم و تفقہ مین بے نظیر شخص ہین۔ اب ہم بغرض توضیح چند مثالین
لکہتے ہین جن سے معلوم ہوگا کہ قرآن و حدیث کے سمجہنے مین افہام کیسے متفاوت ہین

افہام کا تفاوت فہم معانی مین

بخاری شریف کی کتاب التفسیر مین مروی ہے کہ جب آیت شریفہ کلوا واشربوا حتی یتبین لکم الخیط الابیض من الخیط الاسود الایہ جو سحر سے متعلق ہے نازل ہوی تو ایک صحابی نے ظاہر مضمون آیت کے لحاظ سے اپنے تکیہ کے نیچے سیاہ اور سفید دہاگے اس غرض سے رکھ لئے کہ جب تک اونکے رنگ اچھی طرح محسوس اور ممتاز نہون کھاتے پیتے رہینگے۔ پھر جب انہون نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ واقعہ بیان کیا تو حضرت نے فرمایا کہ اگر خیط ابیض واسود تمہارے تکیہ کے نیچے آگئے تو وہ تکیہ بڑا ہی عریض ہے پہر فرمایا کہ اوس سے مراد شب کی سیاہی اور صبح کی سفیدی ہے۔ دراصل عموماً فہم خصوصاً دینی فہم جو ایک اعلی درجہ کی نعمت ہے جس سے ابدی سعادت متعلق ہے نہایت کمیاب ہے۔

مسلم شریف مین یہ واقعہ بیان کیا ہے کہ یہ حدیث ہے کہ نہی رسول صلی اللہ علیہ وسلم ان تتخذ الروح غرضاً یعنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا کہ کسی جاندار کو باندہکر نشانہ تیر وغیرہ بنایا جائے ایک محدث صاحب نے روح کو روح بالفتح اور غرض کو عرض بعین مہملہ روایت کی۔ لوگون نے جب مطلب پوچہا تو کہا کہ ہوا لینے کے لئے دریچہ عریض نہ رکھا جائے بلکہ طویل رکھنا چاہیئے۔

ابن جوزی رح نے تلبیس ابلیس مین لکھا ہے کہ بعض محدثین نے یہ روایت پڑھی روی عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہی ان یسقی الرجل ماءہ زرع غیرہ یعنے منع فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات سے کہ آدمی اپنا پانی دوسرے کی زراعت کو پلائے حضار مجلس سے اکثرون نے کہا کہ بارہا ایسا اتفاق ہوا ہے کہ جب ہمارے باغ مین پانی زیادہ ہوگیا تو ہم نے ہمسایہ کی زراعت مین چہوڑ دیا اب ہم اس فعل سے استغفار کرتے ہین۔ حالانکہ اس حدیث شریف سے مقصود یہ ہے کہ حاملہ لونڈیون کے ساتھہ وطی درست نہین مگر اوسکو نہ مدرس صاحب نے سمجھا نہ حضار مجلس نے۔

ابن جوزی رح نے اوسی مین خطابی رح کا قول نقل کیا ہے وہ کہتے ہین کہ ایک شیخ نے یہ حدیث روایت کی نہی النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن الحلق قبل الصلوۃ یوم الجمعۃ جسکا مطلب یہ ہوا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا اس سے کہ جمعہ کے روز قبل نماز اصلاح بنوائی جائے اور

اوس کے بعد کہا چنانچہ چالیس سال سے مین نے قبل جمعہ کبھی حلق نہین کیا۔ مین نے کہا حضرت حلق بسکون لام نہین حلق بفتح لام وکسر حا ہے جو جمع حلقہ ہے اور مطلب حدیث کا یہ ہے کہ علم اور مذاکرہ کے حلقے جمعہ سے پیشتر درست نہین اسلیے کہ وہ نماز پڑہنے اور خطابہ سننے کا وقت ہے یہ سنکر وہ بہت خوش ہوئے اور کہا کہ تم نے مجہپر نہایت آسانی کی۔

کشف بزودی مین لکھا ہے کہ ایک محدث کی عادت تھی کہ استنجے کے بعد وتر پڑہا کرتے تھے جب پوچھا گیا تو یہ لیل پیش کی کہ حدیث شریف مین وارد ہے من استنجی فلیوتر اسکا مطلب انہون نے یہ سمجہا کہ استنجے کے بعد وتر پڑہے حالانکہ مطلب یہ ہے کہ استنجے کیلئے جو ڈھیلے لئے جائین وہ وتر ہون یعنے تین یا پانچ یا سات۔

بخاری شریف صفحہ ۴۲ مین ہے کہ ابو جحیفہ کہتے ہین کہ مین نے علی کرم اللہ وجہہ سے پوچھا کیا آپکے پاس قرآن مجید کے سوا بھی کوئی وحی آسمانی ہے فرمایا ما اعلمہ الا فہما یعطیہ اللہ رجلا فی القرآن یعنے قرآن کے سوا مین کوئی وحی نہین جانتا البتہ فہم ہے جو خدائے تعالی کسی ایک شخص کو قرآن سمجھنے کے لئے دیتا ہے۔ اور بخاری شریف صفحہ ۶۱۵ مین یہ بھی روایت ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ ابن عباس رض کو شیوخ بدر کے ساتہہ بٹھایا کرتے تھے بعضون کو یہ ناگوار ہوا اور کہا کہ اس لڑکے کو ہمارے ساتہہ بٹھاتے ہین حالانکہ ہمارے لڑکے اونکی عمر کے ہین۔ آپ نے یہ سنکر ایک روز بطور امتحان حاضرین سے پوچھا کہ سورہ اذا جاء نصر اللہ کے کیا معنی ہین ہر ایک نے اپنی سمجھ کے مطابق بیان کئے اور بعض ساکت رہے۔ پھر ابن عباس رض سے پوچھا کیا تم بھی یہی معنی کہتے ہو انہون نے کہا مجھے تو اس سورہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خبر وفات معلوم ہوتی ہے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا ہان مین بھی یہی جانتا ہون۔ دیکھئے وہ اکابر صحابہ عمر بھر یہ سورہ پڑہا کئے مگر اونکی سمجھ مین وہ معنی نہ آسکے جو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے صاحب زادگی کی حالت مین طبیعت خداداد سے بتلا دئے یہ ایک ایسی صفت ہے کہ نہ تعلیم سے حاصل ہوسکتی ہے نہ اکتساب سے۔ اسی خداداد صفت نے فقہا کو محدثین مین ممتاز کر دیا تھا چنانچہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا من یرد اللہ بہ خیرا یفقہہ فی الدین رواہ البخاری یعنے خدائے تعالی جسکی بھلائی چاہتا ہے اوسکو دین مین سمجھ دیتا ہے۔

م ص ک۔ ایک روز یزید ابن ہرون سے کسی نے کوئی مسئلہ پوچھا اوس مجلس مین

ابن معین اور علی ابن المدینی اور امام احمد وغیرہ محدثین حاضر تھے آپ نے فرمایا کہ یہ مسئلہ اہل علم سے پوچھو ابن المدینی نے کہا کیا آپ اہل علم اہل حدیث سے نہیں فرمایا اہل علم اصحاب ابوحنیفہ ہیں اور تم لوگ عطار ہو الانتصیح اہل الحدیث میں اور خیرات الحسان میں لکھا ہے کہ ایکبار اعمش رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے چند مسئلے پوچھے اس مجلس میں امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ بھی حاضر تھے اعمش رح نے امام صاحب سے فرمایا ان مسائل میں تمہارا کیا قول ہے امام صاحب نے اپنے اقوال بیان کئے اعمش رح نے کہا اسپر کیا دلیل امام صاحب نے کہا وہی احادیث جو آپسے مجھے پہنچی ہیں اور چند حدیثیں مع اسناد پڑھکر سنادیں اور استخراج کا طریقہ بھی بیان کردیا اعمش رح نے نہایت تحسین کی اور فرمایا سو دن میں جو میں نے روایتیں کی تہیں تم نے ایک ساعت میں وہ سب سنادیں میں نہیں جانتا تھا کہ تم ان احادیث پر عمل کرتے ہوگے ۔ پھر فرمایا

یا معشر الفقہاء انتم الاطباء ونحن الصیادلہ یعنے اے گروہ فقہا تم طبیب ہو اور ہم محدثین عطار ہیں جنکے پاس دوائیں ہر قسم کی موجود رہتی ہیں مگر کسی بیماری میں اونکا استعمال نہیں کر سکتے یہی وجہ تھی کہ ایک حج میں اعمش رح اور امام صاحب کا اجتماع ہوا انہوں نے امام صاحب کو کہلایا کہ مناسک حج ہمارے لئے لکھ بھیجیں اور اپنے شاگردوں سے کہا مناسک اونسے لکھوا لو میری دانست میں حج کے فرائض اور نوافل کو اونسے زیادہ جاننے والا کوئی نہیں کذا فی الخیرات الحسان ہم ص ک ۔ میں اعمش اور امام صاحب کے مناظرہ مذکورہ میں چند حدیثیں بھی ذکر کی ہیں جنکو امام صاحب نے پڑھیں اور اعمش رح نے سنکر کہا یا معشر الفقہاء انتم الاطباء ونحن الصیادلہ وانت ایہا الرجل اخذت بکلا الطرفین یعنے محدثین عطار اور فقہا طبیب ہیں اور تم دونوں کو جامع ہو یعنے محدث بھی ہو اور فقیہ بھی ۔

تذکرۃ الحفاظ میں امام ذہبی رح نے لکھا ہے کہ اعمش رح انس رضی اللہ عنہ وغیرہ صحابہ کے شاگرد اور شعبہ اور سفیان ثوری وغیرہم کے استاد ہیں محدثین نے اونکے صدق کی وجہ سے اونکا نام ہی مصحف رکھدیا تہا، دیکھئے جب مصحف ناطق کے ارشاد سے فقہا طبیب اور محدثین دواساز ٹہیرے تو کیا کسی کی رائے سے یہ کلیہ منسوخ ہوسکتا ہے ۔ اور امام صاحب کو جو انہوں نے محدث اور فقیہ فرمایا کیا یہ گواہی خلاف واقع ہوسکتی ہے ہرگز نہیں ۔

ملا علی قاری رح نے شرح مشکوۃ میں نقل کیا ہے کہ اوزاعی رح نے چند مسائل امام اعظم رح

سے پوچھے انہوں نے سب کے جواب دیے اوزاعی رح نے کہا یہ کس دلیل سے کہتے ہو
آپنے کہا انہیں احادیث اور اخبار و آثار سے جو آپ حضرات روایت کرتے ہین پھر وہ احادیث
پڑہکر استدلال کے طریقے بیان کئے اوزاعی رح نے سب سنکر کہا کہ نحن العطارون وانتم الاطبا
یعنے ہمکو حدیثین سب یاد ہین مگر یہ نہین معلوم کہ اونسے کن مسائل پر استدلال ہوسکتا ہے
اور مسلمانون کو اونسے کیا کیا منافع حاصل ہوسکتے ہین جیسے عطارون کے پاس اقسام کی
دوائین موجود ہوتی ہین۔ مگر اونکو یہ نہین معلوم کہ کس بیماری مین کونسی دوا مفید ہے جسکو اطبا جانتے
ہین۔ تذکرۃ الحفاظ مین لکہا ہے کہ اوزاعی رح امام وقت تھے۔ اہل شام اور اہل اندلس ایک مدت
تک انہین کے مذہب پر اور انہین کے مقلد رہے۔ اور دحیم عبدالرحمن کے ترجمہ مین لکہا ہے کہ
جب وہ بغداد گئے تو امام احمد اور ابن معین اور خلف ابن سالم اونکی مجلس مین آتے اور اونکے روبرو
ایسے بیٹھتے جیسے لڑکے بیٹھا کرتے ہین اور لکہا ہے کہ یہ دحیم اوزاعی رح کے مذہب پر تھے۔
اب غور کیا جائے کہ اوزاعی رح جیسے محدث امام الوقت جب امام صاحب کی نسبت یہ فرمائین کہ
ہم لوگ عطار ہین اور آپ طبیب تو علم مین امام صاحب کا کیسا رتبہ ہوگا۔ تذکرۃ الحفاظ مین امام ذہبی نے
حافظ ابن زبر ابو سلیمان کے ترجمہ مین لکہا ہے وہ کہتے ہین کہ ابو جعفر طحاوی کو میری تصانیف
پسند آئین چنانچہ اپنے گھر لیجاکر انہون نے اونکا مطالعہ کیا اور یہ کہا کہ اے ابو سلیمان تم لوگ عطار
ہو اور ہم لوگ طبیب ہین۔ مقصود یہ کہ اون تصانیف مین ہر قسم کی حدیثین موجود ہین جیسے عطار
کے یہان ہر قسم کی دوائین موجود ہوتی ہین اور چونکہ وہ فقیہ تھے اسلئے یہ بھی کہدیا کہ اونکا استعمال ہم
فقہا جانتے ہین۔
تذکرۃ الحفاظ مین ابو جعفر طحاوی کے ترجمہ مین لکہا ہے کہ کان ثقۃ فقیہا عاقلا لم یخلف مثلہ اور لکہا
ہے کہ پیشتر وہ شافعی المذہب تھے اور بعد حنفی ہوگئے۔ یہ بات معلوم رہے کہ عطار و طبیب
کی مثال جو دی جاتی تھی اوس مین کسی کی توہین اور تنقیص مقصود نہین ہوتی تہی بلکہ بیان واقعی
تہا جسکو محدثین بھی بطیب خاطر تسلیم کرلیا کرتے تھے اور فقہ کی طرف اسوجہ سے وہ متوجہ نہین
ہوتے تھے کہ اونکی توجہ کثرت طرق کی طرف مبذول تھی کسی حدیث کیلئے وہ ایک دو استادون پر
قناعت نکرتے بلکہ ہمیشہ اس فکر مین رہتے کہ جہان تک ہوسکے ایک ایک حدیث متعدد اساتذہ

اور مختلف طریقون سے حاصل کرین چنانچہ شاہ ولی اللہ صاحب رح نے حجۃ اللہ البالغہ مین لکھا ہے کہ ایک ایک حدیث ا سو سو طریقون سے لی جاتی تھی۔ غرضکہ اسانید کے اہتمام مین معانی حدیث مین غور و تامل کی نوبت ہی نخصین آتی تھی یہانتک کہ محقق اساتذہ تفسیر حدیث سے متعلق اقوالِ فقہا بیان کرنا چاہتے تو اوسکا سننا بھی ناگوار تہا بخلاف فقہا کے کہ وہ مستند اساتذہ سے بقدر ضرورت احادیث فراہم کرکے اونکے معنی مین غور و تامل کرتے اور ہمیشہ اسی فکر مین رہتے کہ کونسی حدیث سے کن کن مسائل کا استنباط ہوتا ہے۔

الحاصل قرون ثلثہ مین جو حضرات اہل حدیث مین اس قابل سمجھے جاتے تھے کہ اونکے قول پر عمل کیا جائے وہ معدودے چند تھے جو فقہا کے نام سے مشہور تھے اور جو اہل حدیث صرف حدیث ہی مین توغل پیدا کرنا چاہتے تھے اونکو اکابر محدثین خیرخواہانہ یہ معلوم کرا دیتے تھے کہ بغیر فقہ صرف حدیث ہی کو طلب کرنا بیفائدہ اور عمر اور دین کو ضائع کرنا ہے۔ وہ حضرات خاصکر فقہ حنفیہ کو حدیث کی تفسیر سمجھتے اور صاف کہتے تھے کہ امام صاحب کے اقوال سے کوئی مستغنی نہین ہوسکتا بلکہ ہوا و سکے اقوال پر مطلع نہو وہ حلال کو حرام اور حرام کو حلال بنا دیگا اور جو لوگ فقہ حنفیہ سے انکار کرتے اونکو احمق کہتے اور زجر و توبیخ کرکے اپنی مجلس سے اٹھا دیتے تھے۔ اور خود امام صاحب کے حلقہ مین شریک ہوکر مستفید ہوتے اور براہ انصاف صاف کہدیتے کہ ہم لوگ مثل عطار ہین اور آپ مثل طبیب حاذق۔ اس سے ظاہر ہے کہ جو لوگ فقہ حنفیہ کو مکر ہی بتاتے ہین دریردہ وہ اون اکابر دین پر الزام لگاتے ہین جنکے نزدیک فقہ حنفیہ تفسیر حدیث مسلم ہو چکی تھی۔

اگر غور کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ یہ حضرات کمال درجہ کے محتاط تھے اونکا مقصود یہ تھا کہ ہر مسئلہ مین شارع علیہ الصلوۃ والسلام کا جو مقصود ہے اوسپر عمل کیا جائے اور اس مقصود کا معلوم کرنا سوائے فقہا کے دوسرون سے ممکن نہین اسلئے کہ احادیث بکثرت ہین۔ اور ظاہر نصوص پر عمل کرنا خلاف مرضی شارع ہے (جیسا کہ ابھی معلوم ہوا) خصوصاً ایسے موقع مین کہ باہم احادیث مین تعارض بھی ہو اور محدثین نہ مواقع استدلال جانتے ہین نہ انبساط مسائل کا طریقہ اونکو معلوم ہے اس صورت مین اگر مجتہدون کی طرف رجوع نہ کیا جائے تو مقصود شارع کا یقیناً فوت ہو جائے گا اسلیئے فتوی کا کام انہون نے فقہا کے ذمہ کر دیا تھا۔ اونکے نزدیک

یہ ہرگز ثابت نہوا اور نہ ہو سکتا تھا کہ چند حدیثین بخاری یا صحاح ستہ کی جو بہ نسبت کل حدیثون کے
بہت تھوڑی ہین وہ واجب العمل ہون اور باقی واجب الترک۔

فائدہ

یہ تو مانا کہ حدیثین ثابت ہین تحقیق یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ابتداے زمانۂ نبوت سے
تیئس سال تک احکام الٰہی پہونچاتے رہے اور نبوت کا لازمہ کلام ہے اگر اقل درجہ دن رات
مین کلام دس گیارہ ہی فرض کئے جائین تو ایام نبوت کے صرف اقوال تخمیناً ایک لاکھ ہو جاتے
ہین اور یہ ہوا تو صحابہ ایک لاکھ سے زیادہ ہین مگر صرف دس ہی صحابہ سے ہر ایک قول مروی
ہو تو بحسب اصطلاح محدثین دس لاکھ حدیثین صرف اقوال ہی کی ہو جاتی ہین کیونکہ محدثین
متن اور اسناد کے مجموعہ کو اکثر حدیث کہتے ہین چنانچہ شیخ الاسلام ابن حجر رح نے مقدمۂ فتح الباری
مین لکھا ہے کہ حدیث لایومن احدکم حتی اکون احب الیہ من ولدہ الحدیث کی دو اسنادین ہین
ایک روایت قتادہ عن انس رض۔ دوسری روایت عبدالعزیز عن انس رض یہ دو روایتین دو حدیثین
سمجھی جاتی ہین بلکہ غور کیا جائے تو محدثین کے نزدیک حدیث اسناد ہی کا نام ہے جیسا کہ
ابن صلاح رح نے مقدمہ مین لکھا ہے متی قالوا ہذا حدیث صحیح فمعناہ اتصل سندہ مع سائر الاوصاف
المذکورۃ ولیس من شرطہ ان یکون مقطوعاً بہ فی نفس الامر الی ان قال وکذلک متی قالوا فی حدیث
انہ غیر صحیح فلیس ذلک قطعاً بانہ کذب فی نفس الامر اذ قد یکون صدقاً فی نفس الامر وانما المراد انہ لم
یصح اسنادہ علی الشرط المذکور یعنے محدثین جب حدیث کو صحیح یا غیر صحیح کہتے ہین تو اوس سے
مراد اسناد ہوتی ہے حدیث کے صحیح ہونے کا یہ مطلب نہین کہ متن حدیث بھی نفس الامر
مین صحیح ہے اور نہ غیر صحیح ہونے کا یہ مطلب ہے کہ متن نفس الامر مین غلط ہے۔ اسیطرح
ابن حجر مکی رح نے الجواہر المنظم فی زیارۃ قبر النبی المکرم صلی اللہ علیہ وسلم مین لکھا ہے قال السبکی
ومما یجب ان یبین ان حکم المحدثین بالانکار والاستغراب قد یکون بحسب تلک الطرق ولا یلزم
من ذلک رد متن الحدیث بخلاف اطلاق الفقیہ ان الحدیث موضوع فانہ حکم علی المتن من حیث الجملہ
یعنے محدثین جب کسی حدیث کا انکار کرتے ہین تو اوس سے صرف اسناد کا انکار مقصود ہوتا ہے
بخلاف اسکے اگر فقیہ کسی حدیث کو موضوع کہدے تو اوس سے متن حدیث موضوع سمجھا جائیگا
اور امام نووی رح نے کتاب التقریب والتیسیر مین لکھا ہے واذا قیل ہذا حدیث غیر صحیح

فمنعاه لم یصح اسنادہ۔ غرضکہ دس دس صحابیون سے ہر ایک متن مروی ہو تو بحسب اصطلاح محدثین دس دس
حدیثین ہوجاتی ہین پہر جس طرح حدیث کا اطلاق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال پر ہوتا ہے
اسیطرح حضرت کے افعال اور تقریر اور نیز صحابہ کے اقوال اور افعال اور تقریر پر ہوتا ہے
جیساکہ سید شریف علامہ رح نے مختصر الجرجانی مین لکھا ہے والحدیث اعم من ان یکون قول الرسول
صلی اللہ علیہ وسلم او الصحابۃ او التابعی وفعلہم وتقریرہم جب صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال
کی حدیثونکا اندازہ دس لاکھ ہو تو حضرت کے افعال وتقریر اور صحابہ و تابعین کی کثرت کے لحاظ سے انکے
اقوال و افعال وغیرہ کا اندازہ کیا جائے تو کرورونکی نوبت پہونچ جائیگی حالانکہ روے زمین پر اتنی حدیثونکا وجود اب
باقی نہین البتہ امام احمد رح کے قول سے کرور حدیثون کا پتہ لگتا ہے جیساکہ طبقات کبری مین
شیخ الاسلام تاج الدین سبکی رح نے لکھا ہے قال عبد اللہ ابن احمد رضی اللہ عنہا کتب ابی
عشرۃ الاف الف حدیث لم یکتب سوادا فی بیاض الا حفظہ مگر وہ بھی مفقود ہین پہر اون مین سے
صحیح کچھ اوپر سات لاکھ حدیثین امام احمد رح کے قول سے ثابت ہین جیساکہ تدریب الراوی مین
امام سیوطی رح نے لکھا ہے قال ابن الجوزی رح حصر الاحادیث یبعد امکانہ غیر ان جماعۃ بالغوا
فی تتبعہا وحصروہا۔ قال الامام احمد صح سبعمائۃ الف وکسرا اور امام بخاری رح فرماتے ہین کہ ایک لاکھ
صحیح حدیثین مجھے یاد ہین اور دو لاکھ غیر صحیح جیساکہ مقدمہ فتح الباری مین شیخ الاسلام ابن حجر رح
نے لکھا ہے۔
اب صحیحین کی حدیثون کو بھی دیکھ لیجئے کہ کتنی ہین جواہر الاصول مین شیخ ابو الفیض محمد ابن علی الفارسی رح
نے لکھا ہے کہ بخاری اور مسلم مین بحذف مکررات صرف چار ہزار حدیثین ہین!! وہ بھی صرف احادیث
مرفوعہ نہین اون مین صحابہ اور تابعین کے اقوال و افعال و تقریر بھی شامل ہین۔ پھر وہ بھی صرف
احکام سے متعلق نہین بلکہ اون مین فضائل اور قصص وحکایات وغیرہ بھی شریک ہین اب غور کیجئے
کہ کہان ایک کرور یا سات لاکھ حدیثین اور کہان چار ہزار۔ وجدان صحیح اور ذوق سلیم سے یہ بات
معلوم ہوسکتی ہے کہ جن اہل احتیاط محدثین و اکابر دین کے پیش نظر وہ لاکھون حدیثون کا
ذخیرہ ہو کیا ممکن ہے کہ وہ دین کو ان دو چار ہزار حدیثون مین منحصر کر دینگے۔ ہرگز نہین۔
غرضکہ ان حضرات نے جنکے سلسلہ تلامذہ مین ہونے پر امام بخاری و مسلم وغیرہما رح کو ناز ہے

جب دیکھا کہ فقہا خصوصاً امام اعظم رح فن حدیث مین کامل اور قوت اجتہادیہ اور تورع مین بے نظیر ہین اسلئے اونکے اجتہاد کو تسلیم کر کے مدت العمر اون کے ممنون رہے جسکا حال انشاء اللہ تعالیٰ آئندہ معلوم ہوگا۔

یہ بات اہل علم جانتے ہین کہ اجتہاد ایک مشکل کام ہے چنانچہ شاہ ولی اللہ صاحب رح نے عقد الجید مین لکھا ہے کہ اجتہاد کیلئے بہت سے علوم کی ضرورت ہے مثلاً علم تفسیر۔ حدیث اقوال علماے سلف۔ ناسخ منسوخ۔ لغت۔ طریقہ استنباط احکام۔ مجمل۔ مفسر وغیرہ جنکی فہرست اگر لکھی جائے تو ایک چھوٹا سا رسالہ ہو جائیگا۔ انھی امور کے مباحث مین ایک بڑا فن اصول فقہ مدون ہے ان امور مین کامل دستگاہ حاصل کرنا ہر کسی کا کام نہین اسیوجہ سے صحابہ مین بھی دس پانچ ہی مجتہد ہوے جن سے فتوے پوچھے جاتے تھے انہین حضرات کے اجتہاد کو دیکھکر مجتہدین نے اجتہاد کے طریقے مدون کئے اور طبیعت خداداد سے ایسے اجتہاد کئے کہ عموماً محدثین نے بھی اونکو اپنے مقتدا مان لئے۔

اب ہم چند نظائر اجتہادات صحابہ واکابر دین کے پیش کرتے ہین جن سے معلوم ہوگا کہ آئمہ مجتہدین نے جو اجتہاد کئے ہین وہ انھی حضرات کی اتباع تھی۔

منتقی الاخبار مین ابن تیمیہ رح نے روایت کیا ہے عن عمرو بن العاص رض انہ لما بعث فی غزوۃ ذات السلاسل قال احتلمت فی لیلۃ باردۃ شدیدۃ البرد فاشفقت ان اغتسلت ان اہلک فتیممت ثم صلیت باصحابی صلاۃ الصبح فلما قدمنا علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ذکر ذالک لہ فقال یا عمرو صلیت باصحابک وانت جنب فقلت ذکرت قول اللہ تعالیٰ ولا تقتلوا انفسکم ان اللہ کان بکم رحیما فتیممت ثم صلیت فضحک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ولم یقل شیئا رواہ احمد وابوداؤد والدارقطنی

یعنے عمرو بن عاص رض کہتے ہین کہ جب غزوہ ذات السلاسل مین لشکر بھیجا گیا تو ایک رات مجھے احتلام ہوا چونکہ سردی نہایت شدت سے تھی اور غسل کرنے مین خوف ہلاک تھا اسلئے مین نے تیمم کرلیا اور نماز صبح مین اپنے رفقا کی امامت کی جب ہم واپس آئے تو لوگون نے یہ واقعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو پیش کیا حضرت نے مجھسے پوچھا کہ اے عمرو تم نے جنابت کی حالت مین امامت کی مین نے عرض کی کہ مجھے خدا تعالے کا یہ کلام یاد آیا ولا تقتلوا

انفسکم ان اللہ کان بکم رحیما یعنے مت قتل کرو تم اپنی جانون کو اللہ کا تم پر رحم ہے اسلئے مینے تیمم کرکے نماز پڑہی۔ یہ سنکر حضرت نے تبسم کیا اور کچھہ نہ فرمایا۔ دیکھیے تعجب اس واقعہ مین صحابہ کی شکایت بارگاہ نبوی مین پیش ہوئی اور حضرت نے کسی قدر سختی سے سوال فرمایا کہ کیا تم نے جنابت کی حالت مین امامت کی اوسوقت انہون نے جواب مین اپنا اجتہاد پیش کیا کہ گو صراحۃً ایسے موقع مین تیمم کی اجازت نہ قرآن مین ہے نہ حدیث مین مگر مینے اپنے اجتہاد سے یہ راے قائم کرلی کہ قولہ تعالی ولا تقتلوا انفسکم کی نہی عام ہے اسلئے اس موقع مین غسل جائز نہین اور پانی نہ ملنے کی صورت مین تیمم کی اجازت ہے اسلئے خوف ہلاک کی صورت کو اوسی پر قیاس کرکے تیمم کرلیا۔ پھر اس اجتہاد اور قیاس پر یہ وثوق اور اعتماد کہ اپنی ہی نماز نہین سب کی نمازون کا بار اپنے ذمہ لیا اور یہ بھی نہ کہا کہ صاحبو مجھے امامت سے معذور رکھو مین ضرورۃً اپنی نماز ادا کرلیتا ہون اور اوس اجتہاد کی تقلید سب صحابہ نے کی اور کسی نے یہ نہ کہا کہ حضرت ایسے اشتباہی استدلال کو ہم نہ مانینگے اور یہ قیاس اول من قاس ابلیس کی رو سے صحیح نہین ہو سکتا اسلئے آپ اپنی نماز کے مختار رہیے ہمین اقتدا سے معاف رکھیے۔ پھر اوسی اجتہاد کو کمال استقلال سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور مین پیش کیا جسکو کمال خوشنودی سے حضرت نے منظور اور مقبول فرمایا جس سے مجتہدون کے حوصلے بڑہے اور معلوم ہوگیا کہ اہل راے کا اجتہاد اور قیاس بھی دین مین ایک باوقعت چیز ہے۔

عن زید بن ارقم قال اتی علی رضی اللہ عنہ بثلاثۃ وھو بالیمن وقعوا علی امرأۃ فی طھر واحد فسأل اثنین اتقران لھذا بالولد قالا لا حتی سألھم جمیعا فجعل کلما سأل اثنین قالا لا فاقرع بینھم فالحق الولد بالذی صارت علیہ القرعۃ وجعل علیہ ثلثی الدیۃ قال فذکر ذلک للنبی صلی اللہ علیہ وسلم فضحک حتی بدت نواجذہ رواہ ابو داؤد یعنے جب علی کرم اللہ وجہہ یمن مین تشریف رکھتے تھے یہ مقدمہ پیش ہوا کہ تین شخص ایک عورت کے ساتھہ ایک ہی طہر مین مرتکب ہوے اور بچہ پیدا ہونے کے بعد دعوے پیش ہوا۔ آپ اون مین سے دو دو شخصون سے پوچھتے تھے کہ کیا تم منظور کرتے ہو کہ وہ لڑکا اس تیسرے شخص کا ہے جب کسی نے منظور نہ کیا

توآپنے قرعہ ڈالا اور جسکے نام قرعہ نکلا سچہ اوسکے حوالہ کرکے دو ثلث دیت اوس سے دونون
کو دلا دیا۔ جب یہ واقعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو عرض کیا گیا آپ نہایت خوش ہوئے
بخاری اور مسلم مین ایک روایت ہے جسکا حاصل مضمون یہ ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کا انتقال ہوا تو بعض عرب نے زکوۃ دینے سے انکار کیا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اون سے
جہاد کرنا چاہا۔ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اونکے ساتھہ جہاد کیونکر جائز ہوگا وہ تو لا الہ الا اللہ
کے قائل ہین اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے امرت ان اقاتل الناس حتی یقولوا لا الہ الا اللہ
فمن قال لا الہ الا اللہ فقد عصم منی مالہ ونفسہ الا بحقہ وحسابہ علی اللہ تعالی یعنے جو شخص لا الہ الا اللہ
کا قائل ہوگیا اوس نے اپنی جان ومال کو مجہسے بچا لیا اور اندرونی معاملہ اور محاسبہ اوسکا
خدا کے ساتھہ ہے۔ ابوبکر رض نے کہا کہ اون لوگون سے جہاد کی ضرورت اس وجہ سے ہے
کہ وہ نماز اور زکوۃ مین فرق کرتے ہین حالانکہ دونون حقوق اللہ ہین یہ بات عمر رضی اللہ عنہ
کے بہی سمجہہ مین آگئی چنانچہ اسی پر فیصلہ ہوا اور کل صحابہ نے بہی اوسکو مان لیا۔ یہ حدیث
آئندہ نقل کیجائیگی۔

دیکہئے مانعین زکوۃ سے جہاد کرنا نہ قرآن سے ثابت ہے نہ حدیث سے بلکہ ظاہر حدیث سے
تو معلوم ہوتا ہے کہ وہ درست نہین۔ مگر اجتہاد سے یہ مسئلہ ثابت ہوا اور کل صحابہ کے ان لینے
سے جواز اجتہاد پر صحابہ کا اجماع بہی ثابت ہوگیا۔

بخاری شریف مین روایت ہے عن عبد اللہ بن عبید اللہ ابن ابی ملیکۃ قال توفیت ابنۃ
لعثمان رضی اللہ عنہ بمکۃ وجئنا لنشہدہا وحضرہا ابن عمر وابن عباس رضی اللہ عنہم وانی لجالس
بینہما او قال جلست الی احدہما ثم جاء الآخر فجلس الی جنبی فقال عبد اللہ ابن عمر رض لعمرو بن
عثمان الا تنہی عن البکاء فان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ان المیت لیعذب ببکاء اہلہ
علیہ فقال ابن عباس رضی اللہ عنہما قد کان عمر رضی اللہ عنہ یقول بعض ذلک ثم حدث فقال
صدرت مع عمر رضی اللہ عنہ من مکۃ حتی اذا کنا بالبیداء اذا ہو برکب تحت ظل سمرۃ فقال اذہب
فانظر من ہولاء الرکب قال فنظرت فاذا صہیب فاخبرتہ فقال ادع لی فرجعت الی صہیب
فقلت ارتحل فالحق امیر المومنین فلما اصیب عمر دخل صہیب یبکی یقول وا اخاہ وا صاحباہ

فقال عمر رضی اللہ عنہ یا صہیب اتبکی علی وقد قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان المیت لیعذب ببعض بکاء اہلہ علیہ قال ابن عباس رضی اللہ عنہما فلما مات عمر ذکرت ذلک لعائشہ رضی اللہ عنہا فقالت یرحم اللہ عمر واللہ ما حدث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ لیعذب المومن ببکاء اہلہ علیہ لکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ان اللہ لیزید الکافر عذابا ببکاء اہلہ علیہ وقالت حسبکم القرآن ولا تزر وازرۃ وزر اخری قال ابن عباس رضی اللہ عنہما عند ذلک واللہ ہو اضحک وابکی قال ابن ابی ملیکہ واللہ ما قال ابن عمر رضی اللہ عنہما شیئا ماحصل اسکا یہ ہے کہ ابن ابی ملیکہ کہتے ہین کہ جب عثمان رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی کا انتقال ہوا اور لوگ جنازہ مین حاضر ہوے جن مین ابن عمر اور ابن عباس رضی اللہ عنہم بھی تھے زنانہ سے رونے کی آواز آئی عبد اللہ ابن عمر نے عثمان رضی اللہ عنہ کے فرزند سے کہا کیا آپ عورتون کو رونے سے نہین منع کرتے حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اہل میت کے رونے سے میت پر عذاب کیا جاتا ہے اوسپر ابن عباس رض نے کہا کہ عمر رضی اللہ عنہ بھی کچھہ ایسا ہی کہا کرتے تھے چنانچہ جب وہ زخمی ہوے تو صہیب رضی اللہ عنہ آئے اور وا اخاہ اور واصاحباہ کہتے ہوے زار زار رونے لگے عمر رض نے اوس حالت مین اونسے کہا اے صہیب کیا تم مجھپر روتے ہو حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب میت کے علاقہ دار اوسپر روتے ہین تو بعض اسباب سے اوسپر عذاب کیا جاتا ہے ابن عباس رض کہتے ہین کہ اس واقعہ کا تذکرہ مین نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے کیا اونہون نے فرمایا خدا تعالی عمر رض پر رحم کرے خدا کی قسم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ہرگز نہین فرمایا کہ کسی کے رونے سے مسلمان پر عذاب ہوتا ہے بلکہ یہ فرمایا ہے کہ رونے سے کافر پر عذاب زیادہ ہوتا ہے اور اوسپر کا نی استدلال یہ ہے کہ حق تعالی فرماتا ہے ولا تزر وازرۃ وزر اخری یعنے کسی پر دوسرے کے گناہ کا بوجھا نہین ڈالا جاتا۔ ابن عباس رض نے یہ بیان کرکے کہا رولانا اور ہنسانا خدا ہی کا کام ہے۔ ابن ابی ملیکہ کہتے ہین کہ ابن عمر رض یہ سنکر خاموش ہو گئے۔ دیکھئے عمر اور ابن عمر رضی اللہ عنہما نے حدیث سے استدلال کیا تہا اور عائشہ رضی اللہ عنہا نے اجتہاد کرکے فرمایا کہ پہلے تو اس حدیث مین مسلمان کا ذکر ہی نہین پھر قرآن سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ کسی کے گناہ کی سزا دوسرے کو نہین دیجاتی اسلئے حدیث کا مطلب یہ ہے کہ رونے کی وجہ سے کافرون پر عذاب زیادہ

ہوتا ہے اسلیئے کہ اونکو عذاب کرنا ہر طرح مقصود ہے جب رونے والے اوسکی نسبت
کوئی تعظیمی الفاظ وغیرہ کہتے ہین تو فرشتون کا غضب زیادہ ہو جاتا ہے اور سخت عذاب
کرتے ہین۔ اس سے ظاہر ہے کہ آیات واحادیث کا مطلب سمجھنا ہر کسیکا کام نہین اوسکے
سمجھنے کیلئے دوسرے احادیث وآیات سے مدد لینے کی ضرورت ہے اور اوسکے لئے
فہم کامل اور رائے صائب کی ضرورت ہے اسلیئے کہ ہر کلام کے وقت کوئی ایک مقصود
پیش نظر رہتا ہے جسکے اظہار کیلئے وہ کلام کہا جاتا ہے۔ یہ نہین ہوتا کہ جمیع پہلو اور جوانب
نظر ڈالکر اوسکو مثل تعریف کے جامع ومانع بنا دیا جائے مثلاً اگر کہا جائے کہ ابوحنیفہ رح
اہل الرائے مین ہین تو اوس سے یہی سمجھا جائیگا کہ وہ سمجھدار اور صاحب رائے تھے
یہ نہین سمجھا جائیگا کہ اونکو حدیث آتی نہتی اور نہ یہ کہ اپنی رائے سے وہ خلاف قرآن وحدیث
مسئلے نکالتے تھے اور نہ یہ کہ سوائے اونکے کسی محدث کو رائے صائب نصیب ہی نہوئی
پھر اگر اوسکے ساتھہ کچھہ قرائن بھی ہون تو بحسب قرائن دوسرے مقاصد بھی معلوم ہونگے
مثلاً یہی جملہ مدح کے مقام مین دوسرے محدثون کے ذکر کے ساتھہ کہا جائے تو اوس سے
متکلم کا مقصود یہ معلوم ہوگا کہ تمام محدثین مین وہ اعلیٰ درجہ کے شخص تھے احادیث کو خوب
سمجھتے تھے چنانچہ اکابر محدثین نے اسی غرض سے اونپر اس لفظ کا اطلاق کیا تھا جیسا کہ
قراین سے ظاہر ہے مگر حاسدونکو صرف لفظ سے موقع مل گیا اور دوسرے قرائن کو نظرانداز
کرکے کہنے لگے کہ اونکو حدیث آتی ہی نہتی صرف عقل سے باتین بنایا کرتے تھے غرضکہ ہر
کلام مین ایک خاص مقصود پیش نظر ہوتا ہے جو قرائن سے معلوم ہوتا ہے تمام مضامین
کا احتوا اوس سے مقصود نہین ہوتا اسلیئے اہل رائے اور مجتہدین قرائن اور معانی اور
دوسرے احادیث وآیات پر نظر ڈالکر اوسکا حکم اوسی حصہ کے ساتھہ خاص کرتے ہین جو وہان
مقصود ہوتا ہے اور دوسرے احکام پر اوسکا اثر نہین ڈالتے بخلاف اس کے جنکو اس
درجہ کی قوت نہین ہوتی اوسکو ظاہر پر حمل کرکے مقصود فوت کر دیتے ہین جیسا کہ اس حدیث شریف
سے جو مسلم مین ہے یہی بات ظاہر مضمون اوس حدیث کا یہ ہے کہ عروہ کہتے ہین کہ عائشہ
رضی اللہ عنہا سے مین نے اپنا خیال ظاہر کیا کہ اگر کوئی شخص صفا مروہ مین سعی نکرے

کوئی مضائقہ نہوگا انہون سنے فرمایا کیا وجہ مین سنے کہا اسلیئے کہ حق تعالی فرماتا ہے ان الصفا والمروۃ
من شعائر اللہ فمن حج البیت او اعتمر فلا جناح علیہ ان یطوف بہما یعنے صفا و مروہ نشانیان ہین
اللہ کی جو کوئی حج کرے اوس گہر کا یا زیارت تو گناہ نہین اوسکو کہ طواف کرے اون دونون مین
اس سے ظاہر ہے کہ سعی نکرنا چاہیے اور اگر کوئی کرلے تو مضائقہ بھی نہین۔ انہون سنے فرمایا
بات یہ ہے کہ جاہلیت مین وہان دو بت تھے جنکا نام اساف اور نائلہ تہا انصار کی عادت تھی
کہ سمندر کے کنارہ سے احرام باندھکر آتے اور اونکا طواف کرتے اور بعض منات کے نام سے
احرام باندہتے تو وہ صفا و مروہ کے طواف کو حرام سمجہتے تھے پھر جب وہ مسلمان ہوئے اور
حج کرنا چاہا تو اون بتون کے خیال سے صفا و مروہ کی سعی کو مکروہ سمجہنے لگے اوسپر یہ آیت
نازل ہوئی کہ اگر سعی کرین تو کچہ مضائقہ نہین اسلیئے کہ اب نہ وہ بت رہے نہ وہ نیت پھر آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم سنے خود سعی کی اور تمام مسلمانون سنے اقتدا کی جس سے سعی مسنون اور ضروری
ہوگئی اگر یہ مقصود ہوتا کہ طواف نکرین تو مضائقہ نہین جیساکہ تمنے خیال کیا ہے تو فلا جناح
علیہ ان لا یطوف بہما ہوتا" اب دیکہیئے کہ ظاہر قرآن سے ہر شخص یہی سمجہیگا کہ طواف نکرنا بہتر
ہے مگر چونکہ عائشہ رضی اللہ عنہا شان نزول پر مطلع اور اوس واقعہ سے واقف تھین اسلیئے
اوسی آیت سے جواب دیدیا کہ آیت مین یہ کہان ہے کہ طواف نکرین تو مضائقہ نہین جیساکہ
تم سمجہتے ہو اور یہ بات ثابت کردی کہ اس موقع مین اسیقدر ضرورت تھی کہ طواف کو جو وہ مکروہ
سمجہتے تھے اونکے ذہن سے نکل جائے اب رہی یہ بات کہ وہ ضروری ہے یا نہین اور اوسکا
وقت کونسا ہے اور اوسکے نکرنے مین مواخذہ ہوگا یا نہوگا سو یہ امور دوسرے ہین ان سب کا
فیصلہ ایک ہی بات مین کردیا گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو کچہ فرماوین اوسکو قبول کرلو کما
قال تعالی ما آتاکم الرسول فخذوہ وما نہاکم عنہ فانتہوا اس سے ظاہر ہے کہ ہر چند قرآن شریف
مین سب کچہ ہے اور بسبب آیہ شریفہ الیوم اکملت لکم دینکم دین کی تکمیل بھی ہوچکی مگر بغیر قبول
احادیث کے کسیکا دین کامل نہین ہوسکتا۔ غرضکہ فہم مضامین ہر کسیکا کام نہین۔ درمنثور مین ہے
واخرج احمد و عبد ابن حمید والبخاری و مسلم وابن المنذر وابن مردویہ عن علقمۃ قال قال عبد اللہ ابن مسعود
لعن اللہ الواشمات والمستوشمات والمتنمصات والمتفلجات للحسن المغیرات لخلق اللہ فبلغ ذلک امراۃ

من بنی اسد یقال لہا ام یعقوب فجارت الیہ فقالت انہ بلغنی انک لعنت کیت وکیت قال وما لی لا العن من لعن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہو فی کتاب اللہ قالت قرات مابین الدفتین فما وجدت فیہ شیئاً من ہذا قال لئن کنت قراتیہ لقد وجدتیہ اما قرات وما اتاکم الرسول فخذوہ وما نہاکم عنہ فانتہوا قالت بلی قال فانہ نہی عنہ یعنے ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ خدا کی لعنت ہے اون عورتون پر جو چیلا لگاتی ہین اور لگواتی ہین اور چہرہ کے بال چنواتی ہین اور دانتون کو ریت سے حسن کی غرض سے خلیق آلہی مین تغیر کر دیتی ہین۔ یہ سنکر قبیلہ بنی اسد سے ایک عورت آئی جسکو ام یعقوب کہتے تھے اور کہا کہ مجھے یہ بات پہونچی ہے کہ آپ فلان فلان قسم کی عورتون پر لعنت کرتے ہین فرمایا جسپر رسول اللہ صلی علیہ وسلم نے لعنت کی اور خود قرآن مین موجود ہو تو مجھے لعنت کیون نہین کیا تامل کہا مین نے پورا قرآن پڑہا اوس مین تو یہ بات کہین نہین فرمایا اگر تو نے قرآن پڑہا ہوتا تو اوسکو ضرور پاتی پھر فرمایا کیا یہ آیت نہین ہے ما آتاکم الرسول فخذوہ الایہ یعنے رسول جو حکم تمہین دین اوسکو قبول کرو اور بجالاؤ اور جس بات سے منع کرین اوس سے باز رہو اوسنے کہا ہان یہ تو ہے فرمایا حضرت نے ان کامون سے منع فرمادیا ہے دیکھئے قرآن مین ان عورتون پر لعنت ہونیکا کہین ذکر نہین مگر ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے اس آیت سے استنباط کرکے صاف کہدیا کہ وہ قرآن مین مذکور ہے۔

اہل علم جانتے ہین کہ اگر تمام صحابہ و تابعین و تبع تابعین کے اجتہاد لکھے جائین تو ایک مستقل کتاب ہو جائیگی یہ سلسلہ امام بخاری رح تک بھی جاری رہا چنانچہ انہون نے بھی بہتیرے مسائل مین اجتہاد کئے جو بخاری شریف مین مذکور ہین منجملہ اونکے ایک یہ ہے کہ آدمی کے بال جب پانی سے دہوے جائین وہ پانی پاک ہے اگرچہ صراحۃً یہ بات نہین لکھی مگر ایک باب مدون کیا جسکا عنوان یہ ہے باب الماء الذی یغتسل بہ شعر الانسان اور اوس مین اس حدیث کو نقل کیا عن ابن سیرین قال قلت لعبیدۃ عندنا من شعر النبی صلی اللہ علیہ وسلم اصبناہ من قبل انس او من قبل اہل انس فقال لان تکون عندی شعرۃ منہ احب الی من الدنیا وما فیہا یعنے ابن سیرین رح کہتے ہین کہ مین نے عبیدہ سے کہا کہ ہمارے یہان چند موے مبارک نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہین جو انس رض کے یہان سے ہمین ملے ہین۔ انہون نے کہا کہ اگر اون مین سے ایک موے مبارک بھی میرے پاس ہوتا تو وہ دنیا اور اوس مین جتنی چیزین ہین سب سے زیادہ تر محبوب ہوتا قسطلانی رح نے

اسکی شرح مین لکھا ہے کہ ترجمۃ الباب سے اس حدیث کو یہ مناسبت ہے کہ انس رض نے موے مبارک کی حفاظت کی اور عبیدہ رح نے اوسکی آرزو کی۔ اس سے معلوم ہوا کہ مطلقا بال پاک ہین اور جب وہ پاک ہین تو جس پانی سے وہ دہوے جائین وہ بھی پاک ہوگا مگر اوسپر یہ اعتراض ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے موے مبارک فی نفسہ مکرم ہین اونپر دوسرے بالونکا قیاس کیونکر صحیح ہوگا اور اوسکا جواب دیا گیا کہ خصوصیت بغیر دلیل کے نہین ثابت ہوسکتی اور اصل عدم خصوصیت ہے مگر اسکا بھی معارضہ کیا گیا جسکا بیان طویل ہے۔ انتہی۔ یہ بحث دوسری ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے موے مبارک دنیا و مافیہا سے بہتر ہین اونپر ہرکس وناکس کے بالون کا قیاس کرنا اور اوس سے یہ مضمون پیدا کرنا کہ اونکا دہویا ہوا پانی پاک ہے عقلا اور اعتقادًا درست ہے یا نہین۔ حالانکہ نیل الاوطار مین قاضی شوکانی رح نے یہ حدیث نقل کی ہے کہ ام ایمن رضی اللہ عنہا نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا پیشاب پی لیا مگر حضرت نے سواے اسکے کچھہ نہ فرمایا کہ تمہارے پیٹ مین اب کوئی بیماری نہوگی۔ غرضکہ حضرت کے فضلات وغیرہ کے خصوصیات کچھہ اور ہی تھے اونپر قیاس نہین ہوسکتا۔ مگر اس سے یہ تو ضرور ثابت ہے کہ امام بخاری رح نے بھی اجتہاد کیا۔ غرضکہ اجتہاد کے باب مین جو احادیث و روایات وارد ہین بکثرت ہین۔ ہرچند اجتہاد کا مفہوم ایسا وسیع ہے کہ قیاس مجتہدین بھی اوس مین داخل ہے مگر چونکہ قیاس کے جواز وعدم جواز مین جھگڑے پڑے ہوے ہین چنانچہ بعض اول من قاس ابلیس کے لحاظ سے قیاس کو جائز ہی نہین رکھتے اور بعض اوسمین یہانتک توسیع کردیتے ہین کہ ابلیسانہ قیاس کی بھی کچھہ پروا نہین کرتے اسلئے اسمین بحث کی ضرورت ہے تاکہ حد افراط وتفریط پیش نظر رہے اور معلوم ہوجاے کہ کس قسم کا قیاس جائز ہے اور کس قسم کا ناجائز۔ سنن دارمی مین روایت ہے عن الحسن انہ تلا ہذہ الایۃ خلقتنی من نار وخلقتہ من طین قال قاس ابلیس وہو اول من قاس یعنے حسن بصری رح نے یہ آیت پڑہی جسکا مطلب یہ ہے کہ ابلیس نے حق تعالی سے کہا تو نے مجھے آگ سے پیدا کیا اور آدم کو کیچڑ سے۔ حسن بصری رح نے یہ آیت پڑہ کر کہا کہ ابلیس نے قیاس کیا اور سب سے پہلے جس نے قیاس کیا وہی ابلیس ہے۔ یہان غور و تامل کرکے

اس قیاس کی حقیقت کو پہلے سمجھ لیجے تاکہ آئندہ تطبیق کے وقت پیروان ابلیس اور پیروان سنت
مین فرق کرنا آسان ہو یہ بات ظاہر ہے کہ ابلیس نے جو قیاس کیا اوس سے مقصود اوسکا یہ تہا
کہ خدائے تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کی فضیلت ثابت کرنے کے لئے سجدہ کا حکم جو اوسکو
فرمایا تہا وہ باطل کر دے اور الٹی اپنی فضیلت اون پر ثابت کرے اس غرض سے اوسنے
یہ قیاس پیش کیا کہ جسطرح نار خاک سے افضل ہے مین بھی آدم علیہ السلام سے افضل ہون۔
اس سے یہ بات معلوم ہوگئی کہ جو بات قرآن و حدیث سے صراحۃً ثابت ہو اوسکے ابطال
کی غرض سے قیاس پیش کیا جائے تو وہ پیروی ابلیس ہوگی سلف صالح نے جس قیاس کی
مذمت کی ہے وہ یہی قیاس ہے۔ دارمی مین شعبی رح سے روایت ہے جسکا مطلب یہ ہے کہ
شریح رح سے کسینے پوچھا کہ انگلیون کی دیت کیا ہے انہون نے کہا دس دس درہم اوس نے
کہا کیا خنصر اور ابہام برابر ہین شریح رح نے کہا کہ کان اور ہاتھ کی دیت بھی برابر ہے حالانکہ کان
سر کے بالون سے اور عمامہ سے ڈہانپ سکتے ہین پھر کہا کہ تمہارے قیاس پر سنت سابق ہے
اوسی کی اتباع کرو اور بدعت سے بچو اور جب تک تم سنت کی اتباع کرتے رہوگے گمراہ نہوگے
پھر شعبی رح نے کہا کہ اگر احنف جو عقل و تدبیر مین ضرب المثل ہے مارا جائے تو اوسکی دیت اور
اوس لڑکے کی دیت برابر ہوگی جو ہنوز گہوارہ مین پڑا ہوا ہے" دیکھئے سائل کا مقصود تہا
کہ بسبب عقل خنصر اور ابہام کی دیت برابر نہین ہوسکتی اسلئے کہ ان دونون کی قوت اور مصالح
و فوائد مین فرق بین ہے یہی قیاس ابلیسانہ ہے اسلئے کہ اوس سے حکم شرعی کا ابطال
یا اوسپر اعتراض مقصود ہے۔ اس قسم کے قیاس کا مقتضیٰ یہی ہے کہ حلال چیزین حرام ہوجائین
اور حرام حلال جیسا کہ اس روایت سے معلوم ہوتا ہے عن الشعبی قال واللہ لئن اخذتم بالمقایس
لتحرمن الحلال ولتحلن الحرام رواہ الدارمی یعنے اگر تم قیاس کرنے لگوگے تو حلال کو حرام اور حرام کو حلال
کردوگے۔ اسلئے کہ جب احکام شرعیہ کے مقابلہ مین اپنی عقل سے کام لیا جائے تو وہی دین
بن جائیگا جو تراشیدہ عقل ہے اور خدا کا مقرر کیا ہوا دین باقی نہ رہے گا پھر اس تراشیدہ
دین سے دین اسلام کو تعلق ہی کیا اور جب اوس دین کو اسلام سے تعلق نہو تو اوس دین
کو تراشنے والے اور عمل کرنے والے کو کیا تعلق غرضکہ جو کوئی ایسا قیاس کرکے حرام کو

حلال اور حلال کو حرام بنادے اوسکو مسلمان نہین کہہ سکتے چہ جائے کہ سید الفقہا وغیرہ القاب جو محدثین نے امام اعظم رح کی نسبت استعمال کئے ہین اب اونسے بجائے اسکے کہ امام صاحب کے قیاسات سے حرام حلال اور حلال حرام ہونے کا خیال کیا جائے اکابر محدثین کی تصریح سے ثابت ہے کہ اگر اونکے اقوال کسی کو کوئی نہ دیکھے تو حلال کو حرام اور حرام کو حلال بنا دیگا اور انھی قیاسات اور تفقہ پر وہ حضرات اعتراف کر رہے ہین کہ ہم عطار اور آپ طبیب ہوا اور امیر المومنین فی الحدیث کہہ رہے ہین کہ جب تک ابو حنیفہ سے مجھے ملاقات نہوی حلال وحرام کے اصول مجھے معلوم نہوے اور اسکے سوا جو جو تعریفین اونکے علم وتفقہ وغیرہ کی محدثین نے کی ہین وہ تو بے حساب ہین۔ اگر فی الواقع آپکے قیاس مخالف حدیث ہوتے تو جتنے محدثین نے آپ کی توثیق اور مدح کی ہے وہ معاذ اللہ ایک کافر یا فاسق کی توثیق اور مدح سمجھی جاتی اور اس تقدیر پر حسب اصول فن حدیث اون اکابر دین کی جرح وتعدیل بے اعتبار محض ثابت ہوتی اور اس بے اعتباری کا اثر جرح وتعدیل ہی تک محدود نہوتا بلکہ اونکی کل احادیث مرویہ بھی بے اعتبار ہوجاتے اور اسکے ساتھ ہی یہ ضرورت واقع ہوگی کہ بخاری شریف سے وہ حدیثین خارج کرکے ایک نئی بخاری بنائی جائے۔ اور چونکہ یہ بات ثابت ہے کہ جن حضرات پر احادیث صحیحہ کی اسناد ونکا مدار رہے وہ سب امام صاحب کے مداح ہین اسوجہ سے تعجب نہین کہ پوری بخاری شریف ہاتھ سے جاتی رہے۔ غرضکہ امام صاحب کے قیاسون اور رایے مین کلام کرنے کا یہ اثر ہوگا کہ بخاری بلکہ کل صحاح بے اعتبار ہو جائینگے اسلئے اہل حدیث کو طوعاً وکرہاً یہہ ماننا پڑیگا کہ امام صاحب کے قیاس اور رایے ہرگز مخالف شرع شریف نہین۔ روایت ہے کہ کسینے امام صاحب کے قیاس پر اعتراض کرکے اول من قاس ابلیس کہا تھا آپ نے جواب دیا کہ ابلیس نے اپنے قیاس سے خدا کے کلام کو رد کیا تھا جس سے کافر ہوا اور ہم قیاس کو کتاب وسنت اور اقوال صحابہ کی طرف پھیرتے ہین جس سے اتباع مقصود ہے،، اس سے ظاہر ہے کہ امام صاحب اوس قسم کے قیاس کو کفر سمجھتے تھے۔

پہلے یہ معلوم کرنا چاہئے کہ قیاس کا طریقہ خود قرآن شریف سے مستنبط ہوتا ہے چنانچہ حق تعالے فرماتا ہے یا ایہا الذین آمنوا انفقوا من طیبات ما کسبتم ومما اخرجنا لکم من الارض ولا تیمموا الخبیث منہ تنفقون ولستم بآخذیہ الا ان تغمضوا فیہ اس مین ارشاد ہے کہ اپنے پاکیزہ مال کو خرچ کرو کیونکہ

جسطرح تم بری چیز کے لینے کو ناپسند کرتے ہو دوسرا بھی اوسکے لینے کو ناپسند کریگا دیکھیے اپنے مال خبیث کے دینے کا قیاس اوسکے لینے پر کیا گیا۔

اور اس حدیث شریف سے بھی یہی ظاہر ہے عن ابن عباس رض ان امراۃ من جہنیۃ جاءت الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم وقالت ان امی نذرت ان تحج فلم تحج حتی ماتت افاحج عنہا قال نعم حجی عنہا ارایت لو کان علی امک دین اکنت قاضیۃ اقضوا اللہ فاللہ احق بالوفاء رواہ البخاری۔ یعنی ایک عورت نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ میری ماں نے حج کی نذر کی تھی اور بغیر ایفا کے نذر کی مرگئی کیا مین اوسکی طرف سے حج کرون فرمایا ہان اگر تیری ماں پر کسیکا قرض ہوتا تو کیا تو اوسکو ادا کرتی۔ پھر فرمایا کہ خدا تعالے کے حق کو ادا کرو وہ زیادہ تر اسکا مستحق ہے کہ اوس کے حقوق ادا کیے جائین دیکھیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نذر کا قیاس قرضہ پر فرما کر مجتہدون کو اجتہاد کا طریقہ بتلا دیا ورنہ نظیر پیش کرنے اور قیاس کرنے کی کوئی ضرورت نہی نعم حجی عنہا فرما دینا کافی تھا اسیطرح حضرت کا قیاس فرمانا اس روایت سے ثابت ہے عن ابی ہریرۃ ان اعرابیا اتی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال ان امراتی ولدت غلاما اسود وانی انکرتہ فقال لہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہل لک من ابل قال نعم قال فما الوانہا قال حمر قال ہل فیہا من اورق قال ان فیہا لورقا قال فانی تری ذلک قال عرق نزعہا قال فلعل عرق نزعہ ولم یرخص لہ فی الانتفاء منہ متفق علیہ المشکوۃ یعنی ایک اعرابی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ میری عورت نے سیاہ رنگ کا لڑکا جنا ہے اسلیے مین نے اوسکا انکار کر دیا۔ حضرت نے فرمایا کیا تمہارے یہان اونٹ مین کہا ہین فرمایا اونکے رنگ کیسے ہین کہا سرخ فرمایا کیا اون مین کوئی خاکی بھی ہے کہا ہو فرمایا سرخ رنگ والون مین خاکی کہان سے آگیا کہا شاید اصل مین کوئی اس رنگ والا بھی ہوگا فرمایا تمہارے لڑکے مین بھی یہی بات ہوگی غرضکہ یہ قیاس پیش کرکے نفی نسب کی رخصت نہ دی" دیکھیے یہان بھی وہی قیاس ہے کہ اونٹ کے رنگ پر آدمی کے رنگ کو قیاس فرمایا۔ اور یہ روایت بھی اسکی موید ہے۔ عن انس رض ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سئل عن الصائم یقبل قال لاباس ریحانۃ یشمہا کذا فی کنز العمال۔ یعنے کسی نے حضرت سے پوچھا کہ اگر روزہ دار بوسہ لے تو اوسکا کیا حکم ہے فرمایا کچھ مضائقہ نہین وہ ایسا ہے جیسے ریحان کا سونگھنا۔ اور کشف بزدوی مین یہ روایت نقل کیا ہے قولہ علیہ السلام لام سلمۃ رضی اللہ عنہا

وقد سئلت عن قبلۃ الصائم قال ہلا اخبرتیہ انی اقبل وانا صائم یعنے ام سلمہ رض سے کسی نے پوچھا کہ صائم
کے بوسہ لینے کا حکم کیا ہے انہون نے حضرت سے ذکر کیا ارشاد ہوا کہ تم نے سائل سے کیون نہین
کہدیا کہ مین روزہ کی حالت مین بوسہ لیا کرتا ہون ۔ مقصود اس سے قیاس کی تعلیم تہی کہ حضرت
کے فعل پر اورون کے فعل کو قیاس کرکے کیون نہین جواب دیا ۔ اور اسکی تائید ان حدیثون سے
بہی ہوتی ہے جن مین احکام کے ساتہہ علتین بہی بیان کی گئین مثلاً فرمایا کہ بلی کا جہوٹا نجس نہین
اسلئے کہ وہ گہر مین پہرتی رہتی ہین ۔ مقصود یہ کہ اوس سے پانی کا بچانا مشکل ہے ۔ اس علت کے
بیان فرمانے سے مقصود حضرت کا ظاہر ہے کہ جن جانورون مین یہ علت پائی جاے اونکا
بہی جہوٹا نجس نہوگا ۔ ورنہ اوس علت کا بیان کرنا بے فائدہ ہوتا ۔ انہی امور پر غور کرکے صحابہ
رضی اللہ عنہم نے قیاس کا طریقہ سیکہ لیا اور اون مین جو اہل راے تہے وہ برابر قیاس سے استنباط
مسائل کیا کرتے تہے اگر اوسکی کل نظائر لکہی جائین تو کتاب ضخیم ہوجائیگی اسلئے چند نظائر بطور
مشتے نمونہ از خروارے یہان لکہی جاتی ہین ۔ عن عروۃ ان عائشۃ رضی اللہ عنہا اخبرتہ انہ جاء
افلح اخو ابی القعیس یستاذن علیہا بعد ما نزل الحجاب وکان ابو القعیس ابا عائشۃ رض من الرضاعۃ قالت
عائشۃ فقلت واللہ لا آذن لافلح حتی استاذن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فان ابا القعیس لیس ہو ارضعنی
ولکن ارضعتنی امرأتہ قالت عائشۃ فلما دخل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قلت یا رسول اللہ ان افلح اخا ابی القعیس
جاءنی یستاذن علی فکرہت ان اذن لہ حتی استاذنک قال قالت فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ائذنی لہ
قال عروۃ فبذلک کانت عائشۃ رض تقول حرموا من الرضاعۃ ما تحرمون من النسب رواہ مسلم حاصل اسکا
یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عائشہ رض کو صرف رضاعی چچا کے روبرو ہونے کی اجازت دیتی
اوسپر انہون نے قیاس کرکے کہا کہ جو نسبی ناتے حرام ہین وہ ناتے رضاعی بہی حرام ہین ۔

عن ابی ہریرۃ رض قال لما توفی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واستخلف ابو بکر رض بعدہ وکفر من کفر من العرب
قال عمر ابن الخطاب رض لابی بکر رض کیف تقاتل الناس وقد قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم امرت
ان اقاتل الناس حتی یقولوا لا الہ الا اللہ فمن قال لا الہ الا اللہ فقد عصم منی مالہ ونفسہ الا بحقہ وحسابہ
علی اللہ تعالی فقال ابو بکر لاقاتلن من فرق بین الصلوۃ والزکوۃ فان الزکوۃ حق المال واللہ لو منعونی عقالا کانوا
یؤدونہ الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لقاتلتہم علی منعہ فقال عمر ابن الخطاب فواللہ ما ہو الا ان رایت اللہ

قد شرح صدر ابی بکر للقتال فعرفت انہ الحق رواہ البخاری ومسلم ماحصل اسکا یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال کے بعد ایک انقلاب عظیم برپا ہوا کہ بعضے عرب تو بالکل کافر ہی ہوگئے اور بعضے مرتد تو نہوے مگر زکواۃ دینے سے انکار کر گئے۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ سے نے مرتدون سے جہاد کرکے چاہا کہ اون لوگون سے بھی جہاد کرین جو زکواۃ دینے سے انکار کرتے ہین عمر رضی اللہ عنہ نے کہا آپ اون لوگون سے کیونکر جہاد کروگے وہ تو لاالہ الا اللہ کے قائل ہین اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص لاالہ الا اللہ کا قائل ہوگیا اوسنے اپنی جان ومال کو مجھسے بچالیا اور اندرونی معاملہ اور محاسبہ اوسکا خدا کے ساتھ ہے۔ ابوبکر رض نے کہا مین اون لوگون سے ضرور جہاد کرونگا جو نماز اور زکواۃ مین فرق کرتے ہین کیونکہ زکواۃ حق مال ہے قسم ہے خدا کی اگر رسی کا ایک ٹکڑا جو حضرت کے زمانہ مین ادا کرتے تھے مجھے نہ دین تو مین اونسے ضرور جنگ کرونگا عمر رض یہ سنکر قائل ہوگئے اور کہا کہ اونکو اس باب مین شرح صدر ہوا اور مین سمجھ گیا کہ وہی بات حق ہے جو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے کہی "

اب دیکھئے کہ عمر رضی اللہ عنہ کو وہ حدیث یاد تھی کہ من قال لاالہ الا اللہ عصم منی مالہ ونفسہ اور صدیق اکبر بھی اوسکو جانتے تھے مگر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے اجتہاد نے یہ فتوے دیا کہ گو وہ لوگ کلمہ گو ہین مگر مستوجب قتل ہین اسلئے کہ وہ نماز اور زکواۃ مین فرق کرتے ہین حالانکہ دونون خدائے تعالے کے حکم ہین اور یہ بات مسلم ہے کہ کسی قبیلہ کے لوگ نماز چھوڑ دین تو اونسے جہاد کیا جاتا ہے پھر کیا وجہ کہ زکوۃ نہ دینے والون سے جہاد نہ کیا جائے۔ غرضکہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے زکوۃ کا قیاس نماز پر کرکے عمر رض کو ساکت کردیا اسلئے کہ عمر رض جانتے تھے کہ مجتہد کا قیاس شریعت مین قابل وقعت اور واجب التعمیل ہے اسلئے عین مناظرہ مین انہون نے اوسکو مان لیا اور یہ نہ کہہ سکے کہ حضرت مین ایک صحیح نص قطعی پیش کررہا ہون جسکا علم آپکو بھی ہے اور اوس سے ثابت ہے کہ کوئی کلمہ گو زکوۃ نہ دینے کے جرم مین قتل نہ کیا جائے اور آپ ایسے نص کے مقابلہ مین اپنا قیاس پیش کرتے ہو جو اول من قاس ابلیس سے ناجائز ثابت ہوتا ہے۔

اب اس قیاس کے بوزور اثر اور قوی طاقت کو دیکھئے کہ مسلمانون کی ایک جماعت کا خون اوسنے ہدر کردیا اور کسی صحابی نے چون وچرا نہ کیا جس سے صحابہ کا اجماع اس بات پر ثابت ہوگیا کہ قیاس مین

قیاس مجتہد بھی گویا ایک مستقل حجت ہے۔ اگر قیاس مجتہد صحابہ کی دانست مین قابل اعتبار نہوتا تو اوس
عروج اسلام کے زمانہ مین جس مین حمیت اسلامی کا جوش ہر ایک مسلمان کے رگ و پے مین بہرا
ہوا اور نمایان تہا ممکن نہین کہ حدیث کے مقابلہ مین قیاس کی ترجیح کو وہ گوارا کرتے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم
کے ارشاد صریح کے مقابلہ مین ابوبکر رض کی قیاسی بات چل جاتی۔ کیونکہ وہ زمانہ وہ تہا کہ خلاف
شرع کسیکی کوئی بات نہین چل سکتی تہی تہذیب التہذیب مین امام بخاری رح کی تاریخ سے نقل کیا ہے
کہ ایک روز عمر رضی اللہ عنہ بیٹھے تھے اور آپکے اطراف مہاجرین و انصار کا مجمع تہا آپنے اون حضرات
سے خطاب کرکے کہا کہ اگر کسی کام مین مین تن آسانی کرون تو آپ لوگ کیا کروگے بشر ابن سعد نے
کہا کہ اگر آپ ایسا کروگے تو ہم آپکو ایسے سیدہے کر دینگے جیسے کوئی تیر کو سیدہا کرتا ہے عمر رض نے
کہا انتم اذاً انتم یعنے تم اوسوقت تم ہوگے یعنے ایسا ہی کروگے تو صحابہ سمجھے جاؤگے۔ اس موقع
مین اہل سنت وجماعت مین تو کسی کی مجال نہین کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے قیاس کرنے پر اعتراض
کر سکے یا صحابہ کے اجماع کو نہ مانے یا اوس حدیث کی صحت مین کلام کرے۔

اہل حدیث فقہ کی توہین مین اول من قاس ابلیس نہایت جرات سے کہا کرتے ہین سو بفضلہ تعالے
یقینی طور پر ثابت ہوگیا کہ مجتہدون کے قیاس پر اسکا اطلاق غلط محض ہے وہان یہ کہنا صادق
ہے اول من قاس النبی صلی اللہ علیہ وسلم وتبعہ الصدیق وغیرہ من الصحابۃ رضی اللہ عنہم
نیل الاوطار مین قاضی شوکانی رح نے جو اس مقام مین لکہا ہے ہدیۂ ناظرین کیا جاتا ہے جسکا مطلب
اسکے قریب ہے جو بیان کیا گیا وہو ہذا وقد اجتمع فی ہذہ القضیۃ الاحتجاج من عمر رض بالعموم ومن ابی بکر
بالقیاس ودل ذلک علی ان العموم یخص بالقیاس وان جمیع ما تضمنہ الخطاب الوارد فی الحکم الواحد من شرط
واستثناء مراعی فیہ ومعتبر صحتہ فلما استقر عند عمر صحۃ رأی ابی بکر وبان لہ صوابہ تابعہ علی قتال القوم وہو معنی
قولہ فعرفت انہ الحق یشیر الی انشراح صدرہ بالحجۃ التی ادلی بہا والبرہان الذی اقامہ نصا ودلالۃ۔
قاضی شوکانی رح نے جو لکہا ہے کہ ابوبکر رض کی صحت رائے عمر رض پر ظاہر ہوگئی اس سے ظاہر ہے
کہ باوجودیکہ عمر رض کی شان مین کان رایہ موافقا للوحی والکتاب وارد ہے مگر صدیق اکبر رض کی رائے
اونسے بہی بڑہی ہوئی تھی۔
امام صاحب جو اصحاب الرائے کے سرگروہ مانے جاتے ہین اوسکی وجہ بہی تفاضل رائے ہے

یعنے اکابر محدثین نے دیکھا کہ صاحب الراے تو سبھی ہین مگر اس قابل کہ اصحاب الراے کہے
جائین ابو حنیفہ اور اونکے اتباع ہین اسوجہ سے وہ اونکا لقب ہی ٹھیرا دیا مگر اہل حسد نے
بجاے مدح اوسمین مذموم معنی پیدا کئے جیسے اہل کتاب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو راعنا
کہکر اوس سے مذموم معنی مراد لیتے تھے ۔

عن عبد اللہ رض قال لما قبض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قالت الانصار منا امیر ومنکم امیر فاتاہم
عمر رضی اللہ عنہ فقال یا معشر الانصار الستم تعلمون ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قد امر ابابکر رضی اللہ عنہ
ان یؤم الناس فایکم تطیب نفسہ ان یتقدم ابابکر رضی اللہ عنہ فقالت الانصار نعوذ باللہ ان نتقدم
ابابکر رضی اللہ عنہ رواہ الامام احمد رح فی المسند یعنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال کے ساتھ ہی
انصار نے مہاجرین سے کہا کہ اب ایک امیر ہم مین سے ہوگا اور ایک تم مین سے یہ سنکر
عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کیا آپ لوگ نہین جانتے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر
رضی اللہ عنہ کو حکم فرمایا کہ لوگون کی امامت کرین اب کہئے کہ آپ حضرات مین کسکا نفس گوارا
کرتا ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے آگے بڑھے انصار نے کہا نعوذ باللہ ہم ہرگز ابوبکر رضی اللہ عنہ
کے آگے نہین بڑھ سکتے ۔

دیکھئے عمر رضی اللہ عنہ نے اس نازک موقع مین قیاس ہی سے کام لیا کہ جس طرح ابوبکر رضی اللہ عنہ
امامت مین مقدم کئے گئے تھے امارت وخلافت مین بھی مقدم کئے جائین اور انصار اس قیاس
کو سنکے اور کسیکو یہ کہنے کی مجال نہوی کہ حضرت ہمین اونکی خلافت پیش امامی مین کلام نہین ہم نماز
مین اونکی اقتدا کیا کرینگے مگر ہمارا کلام امارت وخلافت مین ہے جس سے تمام اہل اسلام کے
جان ومال وحقوق اور حکمرانی اور اشاعت اسلام وغیرہ امور متعلق ہین ۔ اب قیاس کی وقعت
وبرکت کو دیکھئے کہ کیسے عظیم الشان معاملہ کو جس مین لاکھون جانین تلف ہوا کرتی ہین کس آسانی
سے طے کر دیا وجہ اوسکی کیا تھی انصار رضی اللہ عنہم کا تدین اور احقاق حق کی خواہش جب انہون
نے اوس قیاس مین غور کیا اور آثار حقانیت اوس سے نمایان ہوے از راہ تدین فوراً اوسکو
قبول کر لیا گو اوس مین اونکا سراسر نقصان تہا ۔ غور کیجئے کہ اسلام مین پہلا اہتم بالشان واقعہ جو پیش آیا
وہ امر خلافت تہا اور وہ بمقابلہ مہاجرین وانصار صرف قیاس سے طے ہوا یہ واقعہ تمام صحابہ کی

گواہیاں پیش کر رہا ہے کہ کل صحابہ قیاس کو نفقط مانتے ہی تھے بلکہ بڑے بڑے مہتم بالشان مسائل کا فیصلہ اوسی پر محول کرتے تھے اور اہل رائے کے اتباع اور امتثال کو اپنا فرض سمجھتے تھے۔ اب اس سے بڑھکر قیاس کے مشروع ہونے پر کونسا اجماع ہوسکتا ہے۔

عن ابن عباس رض قال قلت لعثمان ما حملکم علی ان عمدتم الی سورۃ الانفال وہی من المثانی والی سورۃ براءۃ وہی من المئین فقرنتم بینہما ولم تکتبوا بینہما سطر بسم اللہ الرحمن الرحیم فوضعتموہا فی السبع الطوال فما حملکم علی ذلک قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مما یاتی علیہ الزمان وہو ینزل علیہ من السور ذوات العدد فکان اذا انزل علیہ الشئی دعا بعض من یکتب لہ فیقول ضعوا ہذہ فی سورۃ التی یذکر فیہا کذا وکذا واذا انزلت علیہ الایات قال ضعوا ہذہ الایات فی السورۃ التی یذکر فیہا کذا وکذا واذا انزلت علیہ الایۃ قال ضعوا ہذہ الایۃ فی السورۃ التی یذکر فیہا کذا وکذا وکانت سورۃ الانفال من اوائل ما نزل بالمدینۃ وکانت سورۃ براءۃ من اواخر ما نزل من القرآن قال فکانت قصتہا شبیہا بقصتہا فظننا انہا منہا فقبض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ولم یبین لنا انہا منہا فمن اجل ذلک قرنت بینہما ولم اکتب بینہما سطر بسم اللہ الرحمن الرحیم ووضعتہا فی السبع الطوال رواہ الامام احمد رح فی المسند۔ یعنے ابن عباس رض نے عثمان رض سے پوچھا کہ آپنے سورہ انفال کو جو چھوٹی سورت ہے سورہ برات کے ساتھ کیون ملا دیا کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر متعدد سورے اترتے تھے اور جب آئتین اترتین تو فرماتے کہ جس صورت مین فلان قسم کا ذکر ہے اوس مین ان آیات کو لکھدو اور سورہ انفال مدینہ مین اوائل مین اترا تہا اور سورہ توبہ قرآن کے آخر مین اترا اور حضرت نے اونکے بارہ مین کچھ نہین فرمایا اور مضمون دونون کے باہم مشابہ تھے اسلئے اوسی قیاس پر مینے دونون کو ملا دیا جو حضرت بلحاظ مضمون آیتون کو سورتون مین داخل فرماتے تھے اور دونون کے درمیان مین بسم اللہ نہین لکھی۔ دیکھئے عثمان رضی اللہ عنہ نے ترتیب قرآن مین بھی قیاس کو دخل دیا۔

عن علی رضی اللہ عنہ قال لما توفی ابوطالب اتیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقلت ان عمک الشیخ قد مات قال اذہب فوارہ ثم لا تحدث شیئا حتی تاتینی قال فواریتہ ثم اتیتہ قال اذہب فاغتسل ثم لا تحدث شیئا حتی تاتینی قال فاغتسلت ثم اتیتہ قال فدعا لی بدعوات ما یسرنی ان لی بہا حمر النعم وسودہا قال وکان علی رضی اللہ عنہ اذا غسل المیت اغتسل رواہ الامام احمد رح فی مسندہ یعنے علی کرم اللہ وجہہ

فرماتے ہین کہ جب میرے والد ابو طالب کی وفات ہوی تو مین نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت
مین حاضر ہوکر عرض کیا کہ آپکے بوڑہے چچا مر گیئے۔ فرمایا جاؤ اور اونکو خاک مین چہپا دو بغیر اسکے کہ
کوئی دوسرا کام کرو میرے پاس چلے آؤ چنانچہ مین نے ایسا ہی کیا پہر فرمایا کہ جاؤ اور غسل کر کے
فوراً میرے پاس آؤ اور کوئی دوسرا کام نہ کرو جب مین غسل کر کے حاضر ہوا تو حضرت نے میرے
لیئے ایسی دعائین کین کہ اگر سرخ و سیاہ اونٹ اونکے معاوضہ مین مجہے مل جاتے تو ویسی
خوشی مجہے نہوتی۔ راوی کہتے ہین کہ علی کرم اللہ وجہہ کی عادت تہی کہ جب کسی میت کو غسل دیتے
تو آپ بہی اوسکے بعد غسل کر لیتے۔ دیکھیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ علی کرم اللہ وجہہ سے
فرمایا تہا نہ اور کسی سے کہ غسل میت بہی موجب غسل ہے مگر علی کرم اللہ وجہہ نے اوس حکم خاص
پہ قیاس کر کے ہر میت کے غسل سے بعد غسل کرنے کا التزام کر لیا تہا۔

تفسیر درمنثور مین یہ روایت ہے کہ کسی عورت نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے یا امہ کہا آپنے فرمایا انا
ام رجالکم ولست ام نسائکم یعنے مین مردون کی مان ہون عورتون کی مان نہین ہون یہ اسوجہ سے
فرمایا کہ قرآن شریف مین النبی اولی بالمومنین من انفسہم وازواجہ امہاتہم وارد ہے اور امہاتہم کی ضمیر
مردون کی طرف پھرتی ہے مگر ام سلمہ رض نے فرمایا کہ مین مردون اور عورتون دونون کی مان ہون
کما قال واخرج ابن سعد عن ام سلمہ رض قالت انا ام الرجال منکم والنساء حاصل یہ کہ آپنے مردون پر
عورتون کو قیاس کیا اور فرمایا کہ جیسے مرد ویسی عورتین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امت مین دونو
شریک ہین اسوجہ سے عورتون کی بہی مان ہونا ثابت ہے۔

عن ابن عباس رض قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم من ابتاع طعاماً فلا یبیعہ حتی یقبضہ قال
ابن عباس رض واحسب کل شئی بمنزلۃ الطعام رواہ مسلم یعنے فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو شخص
غلہ خریدکرے تو جب تک قبضہ نہ کر لیوے اوسکو دوسرے کے ہاتھ نہ بیچے ابن عباس رض کہتے ہین کہ
مین خیال کرتا ہون کہ ہر چیز بمنزلہ غلہ ہے جب تک قبضہ نکرے نہ بیچے۔ دیکھیے کہ غلہ پر سب چیزون کا
قیاس انہون نے کیا۔

عن ابی ہریرہ رض انہ قال لمروان احللت بیع الربا فقال ما فعلت فقال ابو ہریرہ احللت بیع الصکاک
وقد نہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن بیع الطعام حتی یستوفی فخطب مروان الناس فنہی عن بیعہا قال

سلیمان فنظرت الی حرس یاخذ ونہا من ایدی الناس رواہ مسلم یعنے ابوہریرہ رض نے مروان سے کہا تم نے بیع ربوا کو حلال کر دیا انہوں نے کہا یہ تو میں نے نہیں کیا فرمایا جو چک خزانہ سرکاری سے نکلتے ہیں اونکی بیع تم نے حلال کر دی حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غلہ کو قبل قبضہ بیچنے سے منع فرمایا ہے۔ یہ سنکر مروان نے خطبہ پڑھا اور چکوں کو بیچنے سے منع کر دیا سلیمان رح کہتے ہیں کہ مین نے دیکھا ہے کہ سپاہی لوگوں کے ہاتھوں سے چک لے لیتے تھے۔

دیکھئے ابوہریرہ رض نے غلہ کی بیع پر چکوں کی بیع کو قیاس کیا اور اوسکی تعمیل بھی ہوگئی کہ لوگوں کے ہاتھوں سے جن مین صحابہ بھی موجود تھے چکیں چھینی جاتی تہین اور کسینے یہ اعتراض نہ کیا کہ حضرت یہ تو کاغذ ہین غلہ نہیں جسکی بیع حرام ہو۔

عن ابی ہریرہ رض یقول نہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان یجمع الرجل بین المراۃ وعمتہا وبین المراۃ وخالتہا قال ابن شہاب فنری خالۃ ابیہا وعمۃ ابیہا بتلک المنزلۃ رواہ مسلم یعنے منع فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ خالہ بہانجی اور پہوپہی بہتیجی کو کوئی شخص اپنے نکاح مین رکھے ابن شہاب رح کہتے ہین کہ ہماری رائے مین باپ کی خالہ اور باپ کی پہوپہی کا یہی حکم ہے۔ دیکھیے ابن شہاب رح نے بھی اس مسئلہ مین رائے لگائی اور قیاس کیا۔

ان تصریحات سے ثابت ہے کہ صحابہ وتابعین رضی اللہ عنہم کو رائے اور قیاس سے استنباط مسائل کرنے کا انکار نہ تہا اور کیونکر ہو سکے رائے وہ چیز ہے جس سے خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی خوشنودی ظاہر فرمائی جیسا کہ اس حدیث شریف مین اوسکی تصریح ہے۔ عن معاذ بن جبل رض ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لما بعثہ الی الیمن قال کیف تقضی اذا عرض لک قضاء قال اقضی بکتاب اللہ قال فان لم تجد فی کتاب اللہ قال فبسنۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال فان لم تجد فی سنۃ رسول اللہ قال اجتہد برائی ولا آلو قال فضرب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی صدرہ وقال الحمد للہ الذی وفق رسول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لما یرضی بہ رسول اللہ رواہ الترمذی وابوداود والدارمی کذا فی المشکوۃ یعنے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے معاذ رضی اللہ عنہ کو قاضی بنا کر یمن کی طرف روانہ کرنا چاہا تو اونسے پوچھا کہ اگر کوئی مسئلہ پیش آئے تو تم کیا کرو گے کہا کتاب اللہ سے حکم کرونگا فرمایا اگر کتاب اللہ مین تم نہ پاؤ تو کیا کرو گے کہا حدیث سے حکم کرونگا فرمایا اگر حدیث مین بھی نہ پاؤ تو کیا کرو گے کہا رائے سے کام لونگا اور کوشش مین کوتاہی

نہ کرونگا یہ سنکر حضرت نے اونکو شاباشی دی اور فرمایا خدا کا شکر ہے کہ رسول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسی بات کی توفیق دی کہ اوس سے رسول اللہ راضی ہون "۔
اس سے علاوہ تحسین راے کے ایک بات اور بھی معلوم ہوی کہ بہت سے مسائل ایسے بھی ہین جنکو ہر شخص قرآن مین نہین پا سکتا۔ اس سے ابوداؤد ظاہری اور ابن حزم رح کی اس دلیل کا جواب بھی ہوگیا جو آیہ شریفہ ونزلنا علیک الکتاب تبیانا لکل شئی و قولہ تعالی ولا رطب ولا یابس الا فی کتاب مبین پیش کر کے کہتے ہین کہ جب قرآن شریف مین حق تعالی نے ہر چیز کو بیان کر دیا تو اب راے لگانیکی کوئی ضرورت نہین بلکہ اوسکی اجازت بھی نہین۔
کیونکہ حدیث معاذ رضی اللہ عنہ سے ظاہر ہے کہ آیہ شریفہ کا یہ مطلب نہین کہ ہر مسئلہ کا حکم قرآن سے بغیر راے اور قیاس کے معلوم ہو سکتا ہے اسوجہ سے قیاس کی ضرورت نہین اگر ایسا ہوتا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فان لم تجد فی کتاب لم نہ فرماتے اور نہ صحابہ مین قیاس شائع و ذائع ہوتا حالانکہ احادیث مذکورہ سے جواز قیاس و اجماع ثابت ہو اور مولانا شاہ ولی اللہ صاحب نے تصریح کی ہے کہ صحابہ عموماً راے اور قیاس سے کام لیا کرتے تھے جیساکہ الانصاف مین لکھا ہے فانقضی عصرہ الکریم علی ذلک ثم تفرقوا (ای الصحابہ) فی البلاد وصار کل واحد مقتدی ناحیۃ من النواحی وکثرت الوقائع ودارت المسائل فاستفتوا فیہا فاجاب کل واحد حسب ما حفظہ او استنبطہ وان لم یجد فیما حفظہ واستنبطہ ما یصلح للجواب اجتہد برایہ وعرف العلۃ التی ادار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علیہا الحکم فی منصوصاتہ فاقر الحکم حیثما وجدہا لا یالو فی جہد موافقۃ غرضہ علیہ الصلوۃ والسلام فعند ذلک وقع الاختلاف بینہم علی ضروب "اس سے ظاہر ہے کہ جب ضرورت ہوتی تھی صحابہ اپنی راے سے قیاس کر لیا کرتے تھے اسیوجہ سے صحابہ کے اقوال مین اختلاف واقع ہے۔ اسکے بعد یہ کہنا کہ آیہ موصوفہ سے قیاس کا عدم جواز معلوم ہوتا ہے احادیث اور اجماع صحابہ کو باطل کرتا ہے۔ رہا یہ کہ آیہ موصوفہ سے ظاہر ہے کہ ہر چیز کا بیان قرآن مین موجود ہے پھر قیاس کی کیا ضرورت تو اسکا جواب یہ ہے کہ فی الحقیقت قرآن شریف مین سب کچھ ہے مگر سمجھنا اوسکو نکالنا مشکل ہے کیا ممکن ہے کہ جتنے واقعات پیش ہوے اور ہوتے رہتے ہین ہر شخص قرآن سے اُنکا حکم نکال سکے ہرگز نہین اس سے ظاہر ہے کہ اہل راے کی ضرورت خود آیہ موصوفہ سے ثابت ہوتی ہے جو اپنی راے اور قیاس سے ہر مسئلہ قرآن سے نکال سکین اسی وجہ سے حدیث معاذ رض مین راے کی تحسین

وارد ہے۔

جس طرح آیہ موصوفہ سے مجتہد کی رائے اور قیاس کی ضرورت ثابت ہوتی ہے اسیطرح اس آیت سے قیاس مجتہد کی اجازت ثابت ہے وہو قولہ تعالے فاعتبروا یا اولی الابصار اس آیہ شریفہ مین اعتبار کرنے کا حکم ہے کشف بزدوی مین لکہا ہے کہ اہل لغت اعتبار کے معنی رد الشی الی نظیرہ لکہے ہین اور محاورہ مین کہا جاتا ہے اعتبرت ہذا الثوب بہذا الثوب ای سویتہ فی التقدیر یعنے جب کسی کپڑے کے برابر دوسرا کپڑا قطع کیا جاتا ہے تو اعتبرت ہذا الثوب بہذا الثوب کہتے ہین۔ چونکہ قیاس فقہی مین بھی رد الشی الی نظیرہ اور تسویۃ الشی صادق ہے۔ اسلئے کہ مثلاً جو چیز مسکر ہونے مین خمر کی نظیر ہو اوسکو خمر کی طرف پہیر کر اوسکے حکم یعنے حرمت مین برابر کر دیتے ہین جیسے کپڑے سے برابر کر دیجاتی ہے۔ اسوجہ سے اعتبار کے معنی پورے طور سے قیاس فقہی پر صادق آ گئے اس سے معلوم ہوا کہ خطاب فاعتبروا یا اولی الابصار سے اہل بصیرت قیاس فقہی کے مامور ہین۔

یہان یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ پوری آیہ شریفہ یہ ہے وقذف فی قلوبہم الرعب یخربون بیوتہم بایدیہم وایدی المومنین فاعتبروا یا اولی الابصار اس مین پہلے یہ ذکر کیا گیا کہ کفار کے دلون مین ایسا رعب ڈالا گیا کہ وہ اپنے گہرون کو خود اپنے ہاتون سے خراب کرنے لگے اور مسلمانون نے بھی خراب کیا اسکے بعد ارشاد ہے فاعتبروا یا اولی الابصار جس سے ظاہر ہے کہ اعتبار حاصل کرنے سے مراد اتعاظ اور نصیحت لینی ہے جسکا مطلب یہ ہوا کہ اونکی حالت کو دیکہکر نصیحت حاصل کرو اسیوجہ سے اعتبار کا اطلاق عموماً نصیحت قبول کرنے پر ہوا کرتا ہے اس صورت مین فاعتبروا کو قیاس سے کوئی تعلق نہوا۔

اسکا جواب یہ ہے کہ اعتبار کا اطلاق حقیقۃً ایسے معنی پر ہوتا ہے جہان انتقال اور مجاوزت الی الغیر ہو اسلئے کہ مادۂ ع ب ر کی خاصیت ہے کہ اوس مین انتقال کے معنے ضرور ہوتے ہین۔ مثلاً عبور نہر وغیرہ سے گذر جانے کو کہتے ہین اور معبر پل اور اوس کشتی کو جو نہر کے پار اتار دے اور عبّار اوس اونٹ کو کہتے ہین جو قوی السیر ہو اور عابر سبیل راستہ سے گذرنے والے کو اور عبرت اوس اشک کو کہتے ہین جو آنکہون سے نکل پڑے اور خواب کی تعبیر مین بھی یہی ہوتا ہے کہ جو چیز دیکھی جاتی ہے اوس سے دوسرے چیز کی طرف عبور کرنا ہوتا ہے مثلاً دودہ خواب مین دیکہا جائے

تو اوسکی تعبیر علم ہوگی۔ چونکہ نصیحت حاصل کرنے مین یہی ہوتا ہے کہ دوسرے کی حالت پر اپنی
حالت قیاس کی جاتی ہے کہ جسطرح اوسنے کیا اگر ہم بھی کرین تو ہمارا بھی وہی حال ہوگا جو اوسکا
ہوا اسلئے انتقال ومجاوزت کے معنی اوس مین بھی صادق آگئے اسوجہ سے کہ گویا اوسکی حالت کو اپنی
حالت پر منطبق کر دیا یہی ہے رد الشئی الی نظیرہ جو عبرت کے لغوی معنی ہین اور فقہی قیاس پر بھی
صادق آتے ہین۔ پھر اگر غور کیا جائے تو اعتبار کے معنی موضوع لہ اتعاظ ہو بھی نہین سکتے اسلئے
کہ کہا جاتا ہے اعتبر فلان فاتعظ حالانکہ اعتبار پر اتعاظ مرتب ہو رہا ہے جو جائے تفریع سے ظاہر ہے
اگر دونون کے معنی ایک ہی ہون تو ترتیب الشئی علی نفسہ لازم آئیگا جو محال ہے اسلئے یہ کہنا ضرور پڑیگا
کہ اعتبار کا درجہ اتعاظ پر مقدم ہے جسپر رد الشئی الی النظیرہ صادق آتا ہے جو حقیقت قیاس ہے
اس صورت مین فاعتبروا کے معنے یہ ہوے کہ کفار کے حال پر اپنے حال کو قیاس کر لو کہ تم بھی
تمرد کروگے تو تمہارا بھی وہی حال ہوگا جو اونکا ہوا البتہ اس اعتبار اور قیاس پر اتعاظی کیفیت مرتب ہوگی
جو اثر اوس قیاس کا ہے۔ اور اگر غور کیا جائے تو اتعاظ مین بھی مجاوزت اور انتقال کے معنی موجود
ہین اسلئے کہ جو شخص کسی کے حال کو دیکھکر نصیحت حاصل کرتا ہے اوس مین یہی ہوتا ہے کہ دوسرے
کے حال کو معلوم کرکے اپنے حال کو معلوم کرتا ہے کہ میرا بھی وہی حال ہونے والا ہے اگر اسکی سی
کیفیت اپنے مین ہو۔ بہرحال اعتبار کے معنے رد الشئی الی نظیرہ ہین جو حقیقت قیاس ہے۔
یہان ایک اور اعتراض کیا جاتا ہے کہ اگر کوئی شخص دوسرے کی حالت کو دیکھکر قیاس کرے اور اپنے
اتعاظی کیفیت کے آثار نمایان نہون تو یہ کہنا صحیح ہوگا کہ اوسنے عبرت حاصل نہین کی جس سے ثابت
ہوتا ہے کہ اعتبار کے معنے قیاس کے نہین ہین۔ اسکا جواب یہ ہے کہ عبرت کے معنے تو یہان بھی
صادق آگئے مگر چونکہ مقصود اعظم عبرت کا یعنے اتعاظی کیفیت فوت ہے اسلئے مجازاً عبرت کی نفی ہوگی
جسطرح آیات مین تدبر نکرنے والے کو اعمی و اصم کہا جاتا ہے اسلئے کہ بصارت وسماعت کا مقصود
اصلی اوسنے فوت کر دیا اس سے یہ لازم نہین آتا کہ اون مین بصارت وسماعت ہی نہین ہے اسیطرح
اتعاظی کیفیت پیدا نہونے سے لازم نہین آتا کہ اعتبار کا وہان وجود نہین۔
یہان یہ بھی ایک اعتراض کیا جاتا ہے کہ کفار کا حال بیان کرکے حق تعالے نے فاعتبروا فرمایا اگر اوسکے
معنی قیاس کرنے کے لئے جائین تو کلام الہی کے یہ معنی ہونگے کہ کفار کے حال کو دیکھکر قیاس کرو کہ

سیندھی بھی مثلاً مسکر ہونے کی وجہ سے مثل خمر حرام ہے جسکی رکاکت پوشیدہ نہین۔ اسکا جواب یہ ہے
کہ فاعتبروا کا مطلب اسیقدر ہے کہ کفار کی حالت کو دیکھکر قیاس کرو کہ اونکا سا تم کرو گے تو تمہارا
بھی وہی حال ہوگا۔ اس سے مطلق قیاس کا ثبوت ہوگیا جسکے افراد و جزئیات مین جسطرح قیاس
التعاظی داخل ہے قیاس شرعی بھی داخل ہے۔ رکاکت تو جب ہو کہ فاعتبروا کے وہ معنے لئے جاتے
جو التعاظ کو شامل نہون اور جب ایسے معنی لئے جائین جو التعاظ و غیر التعاظ دونون پر شامل ہون تو کسیطرح
رکاکت نہین اسکی مثال یون سمجھی جائے کہ اگر کوئی سوال کرے کہ رمضان کے روزہ مین کھانے پینے
سے کفارہ لازم آتا ہے تو اس کے جواب مین اگر یہ کہا جائے کہ جماع سے کفارہ لازم
آتا ہے تو البتہ وہ رکیک نکا بخلاف اوس کے اگر یہ کہا جاسے کہ روزہ توڑنے
سے کفارہ لازم آتا ہے تو اس مین کوئی رکاکت نہین کیونکہ وہ اکل وشرب کے حکم پر بھی
شامل ہے اور اوسکے غیر یعنے جماع کے حکم پر بھی اسیطرح فاعتبروا کے معنے جب مطلق قیاس
کے ہوے جسمین قیاس التعاظی بھی داخل ہے اور اوسکا غیر یعنے قیاس شرعی بھی تو اوسمین کوئی
رکاکت کی بات نہین غرضکہ فاعتبروا سے مطلق قیاس یعنے ذات قیاس بلا تعرض صفات ثابت ہے
جسکے افراد مین قیاس شرعی بھی داخل ہے گو اس مقام مین مطلق کا تحقق فرد خاص ہی مین کیون نہو
مگر قیاس شرعی بھی وہی ذات ہے جسکی اجازت نص قطعی سے ہوگئی اب اوسکا تحقق اس فرد مین ہونا
سمجھنے کے لئے دوسری نص قطعی درکار ہے اور جب تک وہ پیش نہو یہی نص اوسکے جواز کیلئے
کافی ہے خصوصاً جب خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قیاس شرعی کی اجازت دی بلکہ اوسکا طریقہ
بتلادیا اور صحابہ برابر اوسپر عمل کرتے رہے تو اس قسم کے احتمالات اور شبہات سے اوسکا ابطال
ممکن نہین۔

دراصل قیاس کی ضرورت اس وجہ سے ہوی کہ حق تعالی نے قرآن شریف مین صرف اصول دین
اور ضروری امور بیان فرمائے مثلاً ارشاد ہوا واقیموا الصلوۃ واتوا الزکوۃ یعنے ہر مسلمان کو نماز پڑھنے
اور زکوۃ دینے کی ضرورت ہے۔ اس مین اسکی بھی تصریح نہین کہ پانچ وقت کی نماز فرض ہے اور اوسکی
ہیئت مجموعی یہ ہے۔ اسیطرح زکوۃ کا نہ نصاب بتلایا گیا نہ مقدار واجب بلکہ اس قسم کے امور سب
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر محول کردئے گئے اور ارشاد ہوگیا ما اتاکم الرسول فخذوہ وما نہاکم عنہ فانتہوا

یعنے جو کچھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیان کرین سب کو قبول کرلو اور جس سے منع کرین اوس سے
باز رہو۔ پھر چونکہ خداے تعالی کا مقصود رسول کے بھیجنے سے یہ تھا کہ اپنے بندون کی پوری
پوری اصلاح ہو جس سے اونکو دنیوی اور اخروی سعادتین حاصل ہون اور دونون جہان مین
نیکنام اور فائز المرام رہین اسلئے دونون سعادتون سے جتنے امور متعلق تھے سب قرآن شریف
مین باجمال بیان فرمادے مثلاً اخلاقی حالتون کی اصلاح جسکو اصلاح تمدن اور سعادت دنیوی
سے زیادہ تر تعلق ہے اور حقوق عبودیت اور اونکو ادا کرنے کے طریقے یعنے عبادت جسکو
سعادت اخروی سے تعلق ہے سب اوس مین مذکور ہین کما قال تعالی ولا رطب ولا یابس الا فی
کتاب مبین اور یہ بات ظاہر ہے کہ دونون سعادتون کا مدار حرکات نفسانی اور جسمانی یعنے افعال
قلبی اور افعال جوارح کی اصلاح پر ہے اسلئے کوئی حرکت اور سکون خواہ قلب سے متعلق ہو یا جوارح سے
ایسا نہین ہو سکتا جسکو شریعت سے کوئی تعلق نہو اور قرآن اوسکی اصلاح کا متکفل نہوا ہو مگر چونکہ
قرآن کا نزول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ہوا اسلئے اوسکا پورا پورا مطلب حضرت ہی کو سمجھایا گیا
پھر حضرت نے اوس اجمال کی تفصیل شروع کی اور جیسے جیسے واقعات دنیا اور آخرت سے متعلق
پیش ہوتے گئے اونکے احکام بیان فرماتے گئے۔ مگر حضرت جانتے تھے کہ جتنے وقائع اپنے
روبرو پیش ہونگے محدود ہونگے اور قیامت تک جو واقعات پیش ہونے والے ہین وہ
غیر محدود ہین حالانکہ اون سب کے احکام معلوم ہونے کی ضرورت ہے جن پر عمل کرنے سے
سعادت دارین حاصل ہو اسلئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اونکے بیان کا ایسا طریقہ اختیار
فرمایا کہ کل جزئیات مسائل کے احکام معلوم ہو جائین یعنے مجتہدون کے قیاس پر محول فرمایا
تاکہ وہ اپنی رائے اور قیاس سے کام لیکر اس غرض کو پوری کرین اور اہل رائے کی تحسین فرمائی
جیسا کہ حدیث معاذ رضی اللہ عنہ سے ظاہر ہے کہ اونسے استفسار فرمایا کہ اگر کسی واقعہ کا حکم
قرآن و حدیث مین نہو تو تم کیا کروگے اور جب انہون نے مرضی مبارک پاکر عرض کیا کہ اپنی
رائے سے اجتہاد کرونگا تو اونکی تحسین کی۔ اس تقریر سے ظاہر ہے کہ قرآن شریف
کے بعد حدیث شریف کی ضرورت ہے اور اوسکے بعد قیاس مجتہد کی اور یہی بات اس روایت
سے ظاہر ہے جو تفسیر در منثور مین امام سیوطی رح نے نقل کی ہے اخرج ابن ابی حاتم عن الزہری

مالک ابن انس عن ربیعة قال ان اللہ تبارک وتعالی انزل الکتاب الحکیم مفصلا وترک فیہ موضعا للسنة
وسن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وترک فیہا موضعا للرای یعنے خداے تعالے نے کتاب
مفصل نازل کی مگر حدیث کی جگہ باقی رکھی اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے احادیث بیان فرماے
مگر اون مین راے کی جگہ باقی رکھی۔ یہان یہہ غور کرلیا جاے کہ ہرایک واقعہ مین ہر حرکت وسکون
انسانی کی اصلاح جب خدا ورسول کے کلام سے متعلق ہے اور واقعات غیر متناہی ہین تو
جب تک قیاس شرعی سے کام نہ لیا جاے کیونکر وہ اصلاح ممکن ہوگی۔ اگر قیاس شرعی کی پابندی
چھوڑ دیجاے تو بہت سے واقعات مین آدمی اپنے قیاس اور راے سے کام لیگا جسکو
شریعت سے تعلق نہوگا۔ کیونکہ قیاس کی ضرورت اوسی موقع مین ہوتی ہے جس مین قرآن وحدیث
وارد نہون پھر جب اوس مین اپنی خالص راے سے کام لیا جاے تو شریعت کو اوس مین
کوئی دخل نہوگا اور وہ مقصود حاصل نہوگا کہ خدا ورسول کے کلام سے سب افعال واحوال کی
اصلاح ہو۔ برخلاف اوسکے شرعی قیاس مین یہ غرض پوری ہوتی ہے اسلیے کہ جس واقعہ مین کوئی
نص وارد نہو تو مجتہد تمام واقعات پر جنکا ذکر قرآن وحدیث مین مع احکام وارد ہے غور کرکے
اوس واقعہ کو پیش نظر کرلیتا ہے جو اوسی قسم کا ہو پھر جب اوس واقعہ منصوصہ مین غور کرتا ہے کہ
جو حکم اوس مین دیا گیا ہے اوسکی علت کیا تھی اور اپنے قیاس سے اوسکو اطمینان ہوجاتا ہے کہ اوس
اصل منصوص مین جو حکم مصرح ہے فلان علت کے ساتھہ وابستہ ہے اور وہی علت اس واقعہ مین
بھی موجود ہوتی ہے تو اوسکو ظن غالب ہوجاتا ہے کہ جو حکم اصل مین تہا وہی فرع مین بھی ہے کیونکہ
علت کے وجود سے معلول کا وجود وابستہ ہوتا ہے

اگر کہا جاے کہ افعال الٰہیہ مین علت کے قایل ہونا اونکو معلل بالاغراض کہنا ہے حالانکہ علمانے
تصریح کی ہے کہ حق تعالی کے افعال معلل بالاغراض نہین۔ اسکا جواب یہ ہے کہ معلل بالاغراض
نہونے کا مطلب یہ ہے کہ افعال الٰہیہ مین کوئی غرض ایسی نہین ہوسکتی جس سے اوسکا کوئی ذاتی
نفع اور استکمال ہو اس سے یہ لازم نہین آتا کہ افعال الٰہیہ منافع اور مصالح اور فوائد سے خالی
ہون بلکہ بلحاظ فعل الحکیم لا یخلو عن الحکمة یہ ماننا پڑیگا کہ خداے تعالے کے ہر فعل مین صدہا منافع
ہین جنکا ادراک طاقت بشری سے خارج ہے غرضکہ جو احکام خداے تعالے نے مقرر کئے ہین

اون مین کوئی نہ کوئی علت ضرور ہوگی جو مصالح عباد سے متعلق ہے اس سے ثابت ہے کہ
ہر حکم معلل ہے چنانچہ اسپر کئی آیات قرآنیہ گواہی دے رہی ہین منجملہ اونکے چند آیات یہ ہین
قولہ تعالی وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون یعنے جن وانس کو ہمنے عبادت کے لئے
پیدا کیا وقولہ تعالے وما ارسلنا من رسول الا بلسان قومہ لیبین لہم یعنے جس رسول کو ہمنے بھیجا وہ
اپنی قوم کی زبان مین بات چیت کرتے تاکہ اونسے ہمارا فی الضمیر بیان کرین وقولہ تعالے وما
انزلنا علیک القرآن الا لتبین لہم الذی اختلفوا فیہ یعنے ہمنے تمپر اسواسطے قرآن اتارا کہ تم اونکے
واسطے بیان کردو جسمین یہ لوگ اختلاف کرتے ہین وقولہ تعالے واذن فی الناس بالحج یاتوک رجالا
وعلی کل ضامر یاتین من کل فج عمیق لیشہدوا منافع لہم ویذکروا اسم اللہ فی ایام معلومات مطلب یہ کہ
حج اس غرض سے مقرر کیا گیا کہ لوگ اپنی منفعتون کی جگہ پہنچین اور چند روز اللہ کا ذکر کرین۔

عن ابن عباس رض قال نزلت ہذہ الآیۃ والنبی صلی اللہ علیہ وسلم متوار بمکۃ ولا تجہر بصلوتک ولا تخافت
بہا قال وکان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا صلی باصحابہ رفع صوتہ بالقرآن فلما سمع ذلک المشرکون سبوا القرآن وسبوا
من انزلہ ومن جاء بہ قال فقال اللہ عزوجل لنبیہ ولا تجہر بصلوتک ای بقراءتک فیسمع المشرکون فیسبوا القرآن
ولا تخافت بہا عن اصحابک فلا تسمعہم القرآن حتی یاخذوہ عنک وابتغ بین ذلک سبیلا یعنے حق تعالے
نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ حکم نازل فرمایا کہ نماز مین قرآن کو نہ بہت بلند آواز سے پڑہو نہ بہت پست آواز
سے اسکی علت یہ تھی کہ مشرک قرآن کو سنکر قرآن کو اور اوسکے اوتارنے والے اور لانے والے کو
گالیان دیا کرتے تھے اسلئے حکم ہوا کہ اتنی بلند آواز سے پڑہو کہ مشرک سنین اور نہ اتنی پست آواز سے
کہ صحابہ بھی نہ سنین۔ ان آیات سے ظاہر ہے کہ خدا تعالے کے افعال اور احکام شرعیہ فوائد
اور مقاصد سے خالی نہین اب چند احادیث بھی دیکھ لیجیے جن مین علتون کا احکام کے ساتھ ملحوظ
ہونا ثابت ہے۔ منتقی الاخبار مین ابن تیمیہ رح نے یہ حدیث نقل کی ہے عن سعد ابن ابی وقاص رض قال
سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یسأل عن اشتراء التمر بالرطب فقال لمن حولہ اینقص الرطب اذا یبس قالوا نعم
فنہی عن ذلک رواہ الخمسۃ وصححہ الترمذی یعنے کسی نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ رطب
یعنے تر کھجور دیکر سوکھی کھجور خرید نیکا کیا حکم ہے آپنے حضار مجلس سے دریافت فرمایا کہ رطب
سوکھکر کیا کم ہوجاتی ہے لوگون نے عرض کیا کہ کم ہوجاتی ہے فرمایا یہ بیع درست نہین۔

ہر حکم معلل ہے

نیل الاوطار مین قاضی شوکانی رحنے اس حدیث کی شرح مین لکہا ہے کہ اس استفسار سے حضرت کو دریافت
حال مقصود نتہا کیونکہ یہ تو ہر شخص جانتا ہے کہ رطب سوکھکر کم ہو جاتی ہے بلکہ عدم جواز کی علت بتلانا مقصود تہا
کہ رطب سوکھکر جب تر سے کم ہو جائیگی تو ربوا متحقق ہوگا جو حرام ہے۔ دیکہئے کہ بیان علت حکم مین کسقدر
اہتمام فرمایا کہ حضار مجلس کی زبان سے کہلوادیا تاکہ سب کو معلوم ہو جائے کہ حکم علت پر متفرع ہوتا ہے۔

عن طاؤس عن ابن عباس رض قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من ابتاع طعاماً فلا یبیعہ حتی یقبضہ قلت لابن
عباس لما قال الاترا انہم یتبایعون بالذہب والطعام مرجاء رواہ الامام احمد فی المسند یعنے فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم
نے کہ جو شخص غلہ خریدے تو جب تک قبضہ نکرے اوسکو نبیچے۔ طاؤس نے ابن عباس رض سے اوسکی علت
پوچھی فرمایا کہ سونے کے معاوضہ مین لوگ غلہ خریدتے ہین اور وہ غائب ہوتا ہے۔ اس سے ثابت ہے کہ
احکام کی علت دریافت کی جاتی تھی اور صحابہ مین جو فقہا تھے وہ بیان بھی کیا کرتے تھے عن ابن عباس رض
قال کنا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فخر رجل عن بعیرہ فوقص فمات وہو محرم فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
غسلوہ بماء وسدر وادفنوہ فی ثوبیہ ولا تخمروا راسہ فان اللہ عز وجل یبعثہ یوم القیمۃ مہلاً وقال مرۃ ملبیاً رواہ الامام احمد
فی مسندہ یعنے حالت احرام مین ایک شخص کا انتقال ہوا حضرت نے حکم دیا کہ اوسکے سر کو مت ڈھانکو اور اوسکی
علت یہ بیان کی کہ قیامت کے روز وہ احرام کی حالت مین اٹھیگا

جامع ترمذی مین یہ روایت ہے عن ام عطیۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یخرج الابکار والعواتق وذوات الخدور والحیض
فی العیدین فاما الحیض فیعتزلن المصلی ویشہدن دعوۃ المسلمین قالت احدیٰہن یا رسول اللہ ان لم یکن لہا جلباب قال فلتعرہا
اختہا من جلبابہا۔ قال ابو عیسیٰ وروی عن ابن المبارک انہ قال اکرہ الیوم الخروج للنساء فی العیدین فان ابت المراۃ الا ان
تخرج فلیاذن لہا زوجہا ان تخرج فی اطمارہا ولا تتزین فان ابت ان تخرج کذلک فللزوج ان یمنعہا من الخروج وروی عن
عائشۃ رض قالت لو رأی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما احدث النساء لمنعہن المسجد کما منعت نساء بنی اسرائیل ویروی
سفیان الثوری انہ کرہ الیوم الخروج للنساء الی العیدین لا یعنے ان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم باکرہ اور ثیبہ بالغہ اور حائضہ
عورتونکو عیدین مین جانیکا حکم فرماتے تھے۔ حائضہ عورتین مصلے سے علحدہ رہتی تہین اور دعاے استسقا وغیرہ کیلیے
بھی وہ نکلتی تہین ایک عورت نے کہا یا رسول اللہ اگر کسی کے پاس چادر نہو فرمایا اوسکی بہن اوسکو اپنی چادر دے ابن مبارک
کہتے ہین کہ حالت موجودہ کے لحاظ سے مین مکروہ سمجہتا ہون کہ عورتین عیدین مین نکلین اگر عورت اصرار کرے تو شوہر
پرانے لباس کیساتھ نکلنے کی اجازت دے اور اگر وہ چاہے کہ زینت کیساتھ نکلے تو شوہر اوسکو نہ نکلنے دے اور عائشہ رضی اللہ عنہا

سے روایت ہے وہ فرماتی ہین کہ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آج کل کی عورتون کی حالت دیکھتے تو اونکو مسجد مین جانیسے
منع فرما دیتے سفیان ثوری کہتے ہین کہ مین عورتونکے عیدین مین نکلنے کو مکروہ سمجھتا ہون ۔ دیکھئے باوجود صحیح حدیث
وارد ہونے کے عائشہ رض ابن مبارک اور سفیان رح نے اوسکے خلاف مین عورتون کے منع کرنے کو کہا اسوجہ سے کہ اون
مین فساد ہے اس سے ظاہر ہے کہ قرون ثلاثہ مین احکام معلل بعلت سمجھے جاتے تھے اور اسکے لئے فقہا کی ضرورت سمجھی
جاتی تھی منتقی الاخبار مین یہ روایت ذکر کی کہ ایکبار کسی یہودی کا جنازہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو سے گذرا
آپ اوسکو دیکھکر کھڑے ہوے لوگون نے کہا کہ وہ یہودی کا جنازہ ہے فرمایا کیا وہ نفس نہین ہے ۔ قاضی شوکانی رح نے
اسکی شرح نیل الاوطار مین امام حسن علیہ السلام کا قول ذکر کیا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو قیام فرمایا تھا اوسکی وجہ یہ تھی
کہ اوس جنازہ کے ساتھ بخور جلا رہے تھے جسکی بو آنکو ناگوار خاطر ہوئی اور ایک روایت مین ہے کہ یہودی کا جنازہ سر سے
بلند ہونا خلاف مرضی ہوا جسکی وجہ سے آپ کھڑے ہوگئے ۔ اوسکے بعد لکھا ہے کہ حضرت سے جو تعلیل مروی ہے
اوسکا مقتضی یہ ہے کہ جنازہ خواہ مسلمان کا ہو یا کافر کا اوسکے لئے اٹھنا مسنون ہے اور امام حسن رض کی تعلیل کا مقتضی یہ ہے
کہ کافر کے جنازہ کے لئے اٹھنے کی ضرورت نہین یہان مقصود اسیقدر ہے کہ کبھی حدیث مین علت مذکور ہوتی ہے
اور کبھی صحابہ اپنے اجتہاد سے علت نکال لیتے ہین چنانچہ نیل الاوطار کی عبارت یہ ہے اما ثانیا فلان التعلیل بذلک
راجع الی ما فہمہ الراوی والتعلیل الماضی صریح من لفظ النبی صلی اللہ علیہ وسلم وکان الراوی لم یسمع التصریح بالتعلیل
منہ صلی اللہ علیہ وسلم فعلل باجتہادہ ومقتضی التعلیل بقولہ الیست نفسا ان ذلک یستحب لکل جنازہ اس سے ظاہر ہے
کہ حکم علت کے ساتھ ساتھ ہوتا ہے اور مجتہد علت تلاش کرنے کے مجاز ہین ۔

کنز العمال کی کتاب الطہارت مین یہ روایت ہے جسکا ترجمہ یہ ہے کہ مجاہد رح کہتے ہین کہ ایک روز مین اور عطا
اور طاوس اور عکرمہ رحمہم اللہ بیٹھے تھے اور ابن عباس رضی اللہ نماز پڑھ رہے تھے کہ ایک شخص آکر پوچھا کہ جب مین
پیشاب کرتا ہون تو پیشاب کے بعد ماء دافق یعنی منی نکلتی ہے کیا اوس سے غسل واجب ہوتا ہے ہمنے کہا
کیا وہی ماء دافق نکلتا ہے جس سے بچہ پیدا ہوتا ہے کہا ہان ہمنے کہا جب تو غسل واجب ہے وہ شخص انا للہ پڑھتا ہوا چلا گیا ۔ ابن عباس رض نے
جلد نماز سے فارغ ہو کر عکرمہ سے کہا اوس شخص کو بلا لاؤ چنانچہ وہ آیا ۔ پھر ہمسے پوچھا کیا تمنے قرآن سے فتوی دیا ہے ہمنے کہا نہین
فرمایا صحابہ کے اقوال سے ہمنے کہا نہین پھر فرمایا کسکے قول سے فتوی دیا ہم نے کہا اپنی رائے سے یہ سنکر
فرمایا لذلک یقول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقیہ واحد اشد علی الشیطان من الف عابد یعنے
اسیوجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین کہ ایک فقیہ شیطان پر ہزار عابد سے زیادہ تر سخت ہے

پھر اوس سائل سے پوچھا کہ پیشاب کے بعد جو چیز نکلتی ہے کیا اوسکے نکلنے کے وقت تمہارے دل مین شہوت یعنے عورت کی خواہش ہوتی ہے کہا نہین فرمایا کیا اعضا مین استرخا اور ڈھیلا پن پیدا ہوتا ہے کہا نہین فرمایا اس صورت مین صرف وضو تمہارے لئے کافی ہے انتھی۔ ابن عباس رہ نے جب دیکھا کہ ماء دافق کے لفظ پر اونھون نے دھوکا کھایا اور علت غسل پر غور نہین کیا تو سمجھ گئے کہ اون مین کوئی فقیہ نہین اگر فقیہ ہوتے تو علت غسل کی تشخیص ضرور کرتے پھر جب دیکھا کہ علت غسل یعنے خروج منی کے لوازم نہین پائے جاتے اسلئے فتویٰ دیا کہ وہ منی ہی نہین اسلئے غسل بھی واجب نہین۔ اس سے ظاہر ہے فقیہ کی جو تعریف و توصیف احادیث مین وارد ہے اوسکو اعلی درجہ کی سمجھ درکار ہے اور مجاہد اور عطا اور طاؤس اور عکرمہ رحمہم اللہ جیسے اکابر محدثین کو ابن عباس رہ نے فقیہ نہین سمجھا اسوجہ سے کہ انہون نے علت کی تشخیص نہین کی۔

کنز العمال مین یہ روایت بھی ہے کہ علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ تم سے پہلے جو لوگ تھے یعنے اوائل اسلام مین اونکا پاخانہ قلت غذا کی وجہ سے مینگنیان ہوتا تھا اور تمہارا پاخانہ گاڑھا ہوتا ہے اسلئے تم لوگو ضرور ہے کہ ڈھیلون کے بعد پانی سے بھی آبدست کر لیا کرو انتھی۔ بعض روایات مین جو وارد ہے کہ اوائل اسلام مین آبدست نہین کیا جاتا تھا اوسکی علت آپنے بیان کر دی اور چونکہ وہ علت آپکے زمانہ مین موجود نتھی اسلئے حکم دیا کہ اب پانی سے آبدست کی ضرورت ہے۔

قرآن شریف مین ہے واقتلوا المشرکین حیث وجدتموہم یعنے مشرکون کو جہان پاؤ قتل کر ڈالو ظاہر ہے کہ یہ حکم عام ہے اس سے نہ بوڑھے خارج ہو سکتے ہین نہ عورتین مگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ اونکو قتل کرنے کی علت یہی ہے کہ وہ مسلمانون کو قتل کرتے ہین اور ضرر پہونچاتے ہین اور بوڑھون اور عورتون اور بچون اور درویشون مین وہ علت نہین پائی جاتی اسلئے اونکے قتل کرنے سے منع فرما دیا چنانچہ ابن تیمیہ رہ نے منتقی الاخبار مین اس مضمون کی روایتین ذکر کی ہین۔ اوسکی شرح نیل الاوطار مین قاضی شوکانی رہ نے لکھا ہے کہ اصحاب صوامع کے باب مین جو حدیث وارد ہے ہرچند اوسکی اسناد مین کلام ہے لیکن صحیح حدیثون سے ثابت ہے کہ مشرکون کے لڑکون اور عورتون کا قتل جائز نہین اور وہی علت اصحاب صوامع مین موجود ہے اس وجہ سے اوسکی تائید ہوگئی۔ اور چونکہ وہی علت اپاہجون اور اندھون مین بھی پائی جاتی ہے اسلئے قیاس سے اونکا بھی قتل جائز نہوا۔ اور چونکہ قتل کی علت مسلمان کی ضرر

رسائی ہے اسلئے اگر عورت بھی مسلمان کو قتل کرنا چاہے تو وہ بھی قتل کیجائیگی حالانکہ عورتونکا قتل صحیح حدیث
سے ممنوع ہے نیل الاوطار کی عبارت یہ ہے قوله ولا اصحاب الصوامع فیه دلیل علی انه لایجوز قتل من کان
متخلیا للعبادة من الکفار کالرهبان لاعراضه عن ضر المسلمین والحدیث وان کان فیه المقال المتقدم لکنه معتضد
بالقیاس علی الصبیان والنساء بجامع عدم النفع والضر وهو المناط ولهذا لم ینکر صلی الله علیه وسلم علی قاتل المراة التی
ارادت قتله ویقاس علی المنصوص علیهم بذلک الجامع من کان مقعدا او اعمی او نحوهما ممن لایرجی نفعه ولاضره
علی الدوام دیکھئے قاضی شوکانی رہ نے کس وضاحت سے بیان کیا ہے کہ علت پر حکم کا مدار ہے کہ جہان علت
پائی جائے حکم بھی پایا جائیگا گو اوس ظاہر حدیث سے اوس حکم کا اثبات نہوتا ہو اور جہان علت نہ پائی جائے
حکم بھی ثابت نہوگا گو ظاہر حدیث سے اوسکا ثبوت معلوم ہوتا ہو عن سالم عن ابیه قال بعث النبی صلی الله
علیه وسلم خالد بن الولید الی بنی جذیمة فدعاهم الی الاسلام فلم یحسنوا ان یقولوا اسلمنا فجعلوا یقولون صبانا فجعل
خالد یقتل منهم ویاسر ودفع الی کل رجل منا اسیره حتی اذا کان یوم امرنا خالد ان یقتل کل رجل منا اسیره فقلت
والله لا اقتل اسیری ولا یقتل رجل من اصحابی اسیره حتی قدمنا علی النبی صلی الله علیه وسلم فذکرناه له فرفع النبی
صلی الله علیه وسلم یده فقال اللهم انی ابرا الیک مما صنع خالد مرتین رواه البخاری یعنے ابن عمر رض کہتے ہین کہ
نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خالد ابن ولید کو قبیلہ بنی جذیمہ کی طرف بھیجا انہون نے اون لوگون کو اسلام
کی طرف بلایا مگر ان لوگون نے صاف طور پر نہین کہا کہ ہم اسلام لائے بلکہ یہ کہنے لگے کہ ہمنے اپنے
دین کو چھوڑ کر نیا دین قبول کیا خالد رض نے اسکا اعتبار نکرکے اونکو قتل اور گرفتار کرنا شروع کیا چنانچہ ہر ایک
شخص کی تحویل مین ایک ایک قیدی دیا اور ایک روز حکم کیا کہ ہر شخص اپنے اپنے قیدی کو قتل کر ڈالے
مین نے کہا کہ مین ہرگز اپنے قیدی کو قتل نکرونگا اور نہ میرے رفقا قتل کرینگے جب ہم حضرت کی
خدمت مین حاضر ہوے اور وہ واقعہ بیان کیا تو سنتے ہی آپ ہاتھ اٹھا کر بارگاہ کبریائی مین عرض کرنے
لگے کہ الہی خالد نے جو کیا ہے مین اوس سے بری ہون اور اس جملہ کو دوبارہ ادا کیا۔
خالد رض نے لفظ صبانا کو عرف عام کے مطابق خیال کیا کہ وہ صابئی بننے کی خبر دے رہے ہین جو اوس
زمانہ مین خاص فرقہ تھا جیسا کہ اس آیہ شریفہ سے ظاہر ہے ان الذین آمنوا والذین ہادوا والصابئین
والنصاری۔ اور ابن عمر رض نے دیکھا کہ صبانا کے لغوی معنی یہ ہین کہ ہمنے اپنا دین چھوڑ کر دوسرے
دین کو اختیار کیا اور بقرینہ مقام اجتہاد سے کام لیکر یہ سمجھا کہ اونکا مقصود قبول اسلام ہے اسلئے اونکا قتل

ناجائز خیال کیا اور اسی اجتہاد کی طرفداری نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی کی اور خالد رض نے جو اجتہاد کو ترک
کیا اوس سے ناراضی ظاہر کی - اب اس اجتہاد کی قوت دیکھیے کہ باوجودیکہ ابن عمرؓ جانتے تھے
کہ امیر کی اطاعت واجب ہے - مگر اپنے اجتہاد کے مقابلہ مین اوسکو ضرور نہ سمجھا
اور اسی مقام مین دوسرا اجتہاد یہ کیا کہ اجتہادی حکم کسی نص کے معارض ہو تو اجتہاد ہی کو ترجیح ہوگی
جیسا کہ ابھی معلوم ہوا کہ لڑنے والی عورت بھی قتل کی جائے باوجودیکہ عورتون کا قتل نص سے ممنوع
ہے پھر ان دونون اجتہادون کو موجودہ صحابہ نے مان بھی لیا-

کنز العمال مین زادان رح سے روایت ہے جسکا ترجمہ یہ ہے کہ وہ کہتے ہین کہ ہم علی کرم اللہ وجہہ کی
خدمت مین ایکبار حاضر تھے آپنے فرمایا کہ امیر المومنین عمر رض نے مجھسے یہ مسئلہ پوچھا کہ اگر مرد عورت کو
طلاق کا اختیار دے تو اوسکا کیا حکم ہے مین نے کہا اگر وہ اپنے نفس کو اختیار کرے تو ایک
طلاق بائنہ واقع ہوگی اور اگر زوج کو اختیار کرے تو بھی ایک طلاق ہوگی مگر زوج کو حق رجعت ہوگا
عمر رض نے کہا ایسا نہین ہے بلکہ اوس نے اگر زوج کو اختیار کر لیا تو طلاق نہوگی اور اگر اپنے نفس کو
اختیار کیا تو ایک ہوگی اور مرد کو حق رجوع ہوگا پھر فرمایا کہ جب تک امیر المومنین زندہ تھے مین نے اونکی
متابعت کی اور جب امر خلافت مجھسے متعلق ہوا تو مین اب اپنی رائے کے مطابق حکم دیتا ہون - اس لئے کہ مین جانتا ہون کہ
فروج کے معاملہ مین مجھسے سوال ہوگا انتہی اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ مجتہد کو ضرور ہے کہ اپنی
رائے کے مطابق عمل کرے اور دوسرے مجتہد کی تقلید نکرے-

اب غور کیا جائے کہ قرآن و حدیث سے جب یہ ثابت ہو گیا کہ احکام مین علت ملحوظ ہوتی ہے اور
یہ بھی ثابت ہوا کہ جہان علت پائی جائے قیاس سے حکم بھی ثابت کیا جاتا ہے اور خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
نے رائے اور قیاس کی تحسین کی بلکہ خود نے قیاس کا طریقہ تبلایا اور صحابہ اور سلف صالح اونکی
طریقہ کی اتباع کرکے بسبب ضرورت قیاس کرتے رہے تو اسکے بعد یہ کہنا کہ قیاس جائز نہین
ہرگز قابل التفات نہین ہوسکتا-

مانعین قیاس کی دلیل یہ ہے کہ آیات و احادیث مین علت حکم تو مذکور ہوتی نہین اوسکو رائے سے
معین کرنا جس مین خطا او غلطی کا احتمال ہے اور اوس سے حلت و حرمت جو خالص حق اللہ
ہے ثابت کرنا - اور صرف احتمالی طور پر ثابت کی ہوئی چیز مین اطاعت خدا و رسول کا خیال کرنا عقلاً

ہرگز جائز نہین۔

یہان قابل غور یہ بات ہے کہ راے اور قیاس کا ابطال صرف راے سے کیا جا رہا ہے جسکو آیات واحادیث
مردود کر رہے ہین حیرت یہ ہے کہ جس چیز کا انکار جس دلیل سے کر رہے ہین اوسی سے اوسکا اقرار ہو رہا ہے
حروریہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور صحابہ پر مخالفت قرآن کا الزام لگاتے تھے اور خود مرتکب ایسے امور کے ہوتے تھے
جو سراسر مخالف قرآن و حدیث ہین۔ ظاہرا انہون نے بکمال احتیاط اور تشدد و کما ل الدین کی مسلک اختیار
کیا تھا مگر وہ بالکل خدا اور رسول کی مرضی کے مخالف تہا۔

ان حضرات نے جسقدر تشدد دین مین کر رکھا ہے خوارج اس باب مین اونسے بھی بڑے ہوئے تھے
چنانچہ انہون نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو صرف اسوجہ سے اپنے حکم مقرر فرمایا تھا معاذ اللہ کافر حلال الدم قرار دیا
اور یہ دلیل پیش کی کہ حکم کرنا خاص خداے تعالی کا کام ہے۔

تقریر بالا سے ظاہر ہے کہ صحابہ کے زمانہ سے اجتہاد جاری ہے اور فقہا محدثین مین ممتاز رہے۔ اور فقہ
نہایت عزت کی نگاہون سے دیکھی جاتی تھی کیون نہو فقہ کی ترغیب و تحریص مین کئی حدیثین وارد ہین
جن مین سے تہوڑی اوپر ذکر کی گئین تذکرۃ الحفاظ مین امام ذہبی رح نے حافظ معافی رح کے ترجمہ مین لکہا ہے
کہ انہون نے اپنے مکان مین فقہ کی مجلس قائم کی جس مین اہل علم جمع ہوا کرتے تھے۔ محمد ابن حسین کہتے ہین
کہ مین نے انہی دنون خواب دیکھا کہ ایک شخص کہہ رہا ہے کہ خدا نے تعالے معافی کی وجہ سے اہل بغداد
سے بلا کو دفع کرتا ہے۔ دیکھئے اس واقعہ کو محدثین نے نقل کیا ہے جس سے ظاہر ہے کہ اہل انصاف
محدثین فقہ کے ہرگز مخالف نتھے۔ غرضکہ فقہ کی ضرورت ہر زمانہ مین محسوس رہی اور سربرآوردہ محدثین قرآن
حدیث سے مسائل کا استنباط اور استخراج کرتے رہے۔ امام ابوحنیفہ رح نے دیکھا کہ جب تک اوس کے
قواعد نہ مقرر کئے جائین فقہ کی بنیاد مستحکم نہین ہوسکتی اسلئے قرآن و حدیث اور صحابہ کے طریقہ عمل و لغت
وغیرہ سے مدد لیکر اوسکے قواعد اور اصول مقرر کئے جس سے فن اصول فقہ مدون ہوا اور اونکے ذریعہ سے
قرآن وحدیث سے مسائل استنباط کئے جس سے فقہ مدون ہوئی۔

خ سب سے پہلے جس نے فقہ کو مدون کیا اور ابواب اور کتب کی ترتیب دی وہ ابوحنیفہ ہین اور امام مالک نے
موطا مین اوسی کی اتباع کی پیشتر صرف اپنے حفظ پر اعتماد کیا کرتے تھے۔

ک ابومعاویہ ضریر کہتے ہین کہ ابوحنیفہ نے علم کے طرق کی بنیاد ڈالی ایسا کون شخص ہے جو اونکے

مبلغ علم تک پہونچا ہو - اور کسکو وہ راہ ملی جو اونکو ملی تھی - خدائے تعالی کی اونپر منت تھی -

ک - تت - ح نضر ابن شمیل کہتے ہین کہ لوگ فقہ سے خواب غفلت مین تھے ابو حنیفہ رہ نے اونکو بیدار کر دیا

ک نضر ابن محمد کہتے ہین کہ میرے گمان غالب مین یہی ہے کہ ابو حنیفہ رہ رحمت پیدا کئے گئے اگر وہ نہوتے تو بہت سا علم کم ہو جاتا -

ت - ح امام مالک رہ فرماتے ہین کہ ابو حنیفہ کو فقہ کی توفیق دی گئی جس سے اونپر اوسکی مشقت نرہی

ص - ک یحیی ابن آدم کہتے ہین کہ ابو حنیفہ نے فقہ مین ایسا اجتہاد اور کوشش کی کہ اونسے پہلے کسی نے نہین کی تھی اسلئے خدائے تعالے نے اونکو اوسکا راستہ دکھلا دیا اور اوسکا طریقہ آسان کر دیا اور خاص وعام نے اونکے علم سے نفع اٹھایا -

ص - ک عبد اللہ ابن مبارک رہ کہتے ہین کہ اگر ابو حنیفہ تابعین کے زمانہ مین ہوتے یعنے جو تبحر علمی اونکو اب ہے اکابر تابعین کے زمانہ مین ہوتا تو تابعین بھی اونکی طرف محتاج ہوتے -

م - ص - ک ابو عصمہ لکھتے ہین جو شخص ابو حنیفہ رہ سے بے پروائی کرے وہ جاہل ہے - مطلب یہ ہر عالم اونکے علم کی طرف محتاج ہے - اس احتیاج کی یہی وجہ تھی کہ اوسوقت تک اجتہاد کے قواعد ایجاد نہین ہوے تھے امام صاحب نے اوسکا بار اپنے ذمہ لیکر محدثین کو ممنون کیا جسکا حال انشاء اللہ تعالے آئندہ معلوم ہوگا -

توالی التاسیس مین ابن حجر عسقلانی رہ نے لکھا ہے کہ حاکم نے لکھا ہے کہ مین جہانتک جانتا ہون اوسمین خلاف نہین کہ امام شافعی رہ ۱۵۰ھ ایک سو پچاس ہجری مین پیدا ہوے اور یہ وہی سن ہے جسمین ابو حنیفہ رہ کا انتقال ہوا جس مین یہ اشارہ ہے کہ امام شافعی رہ ابو حنیفہ رہ کے فن مین اونکے جانشین ہونگے اس سے ظاہر ہے کہ محدثین نے بھی امام شافعی رہ کو امام صاحب کا خلیفہ قرار دیا اور صدارت فقہ امام صاحب ہی کو مسلم رکھی - چونکہ امام صاحب گویا موجد فن فقہ ہین اسلئے اونکا تہوڑا سا حال معلوم کر لینا مناسب ہے اگرچہ یہان امام صاحب کے فضائل بیان کرنے سے مقصود دوسرا ہے مگر یہ بات معلوم رہے کہ اہل فضائل کا نفس بیان بھی فائدہ سے خالی نہین جیسا کہ اس روایت سے ظاہر ہے -

م - ص - ک عبد الوہاب مروزی کہتے ہین کہ جب شقیق بلخی رہ مکہ معظمہ کو آئے تو ہم اونکے مجلس مین اکثر جایا کرتے اونکی عادت تھی کہ ابو حنیفہ رہ کی تعریفین کثرت سے کیا کرتے ایکبار ہمنے کہا حضرت

کب تک اونکی تعریف و توصیف کروگے ایسی باتین بیان کیجئے جس سے ہمین کچھ نفع ہو فرمایا افسوس ہے کہ تم لوگ ابو حنیفہ کے ذکر کو اور اونکے مناقب کو افضل الاعمال نہین سمجھتے اگر اونکو دیکھتے اور اونکے ساتھ بیٹھتے تو یہ بات کبھی نہ کہتے۔

م - ص - ک یحییٰ ابن آدم کہتے ہین کہ شعبہ کے روبرو جب ابو حنیفہ رہ کا ذکر آتا تو تعریف و توصیف مین بہت اطناب کرتے۔ حالانکہ امام صاحب کے وہ استاد تھے۔

م - ص محمد ابن قاسم کہتے ہین کہ یاسین زیات رح امام صاحب کی تعریف حد سے زیادہ کرتے جب کبھی انکا ذکر آتا تو دیر تک ذکر کرتے اور خاموش رہنا نہین چاہتے تھے۔

اب ہم چند اکابر محدثین کے اسماے گرامی ان کتابون سے نقل کرتے ہین۔ مناقب امام اعظم رہ مولفہ امام موفق اور مناقب کردری رح اور الانتصار لامام آئمۃ الامصار مولفہ ابی المظفر یوسف بن عبداللہ سبط ابن الجوزی رح اور تبییض الصحیفہ فی مناقب ابحنیفہ مولفہ امام سیوطی رہ اور الخیرات الحسان مولفہ شیخ ابن حجر مکی رح جنہون نے امام صاحب کے علم و فضل و ذہن و ذکاوت قوت حافظہ فقاہت اور ورع و تقوی وغیرہ کمالات کی تعریفین کی ہین۔ ان حضرات کے اقوال تو موقع موقع پر ذکر کئے جائینگے مگر یہان صرف یہ بتلانا منظور ہے کہ جنکی تعریفین اتنے اکابر دین نے کی ہون جنکی روایتون پر کل صحاح کا مدار ہے) اونکی توہین اس آخری زمانہ کا کوئی مولوی کرے تو وہ کیونکر قابل التفات ہوسکتی ہمین اس قسم مین توہین کرنے والون کی شکایت بھی مقصود نہین اسلئے کہ اس زمانہ کا مقتضے اسی قسم کے امور کا اظہار و شیوع ہے کیونکہ مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم پہلے ہی پیشین گوئی فرما چکے ہین کہ آخری زمانہ مین لوگ پچھلے زمانہ والون پر لعنت کرینگے بے دینی پھیل جائیگی علم کم ہوجائیگا ہر شخص اپنی رای پر نازان ہوگا۔ اگر ایسے لوگ نہون تو خیر القرون اور آخری زمانہ مین فرق کیونکر ہوسکے حالانکہ فرق ضروری ہے غرضکہ ہر شخص اپنا وظیفہ ادا کرتا ہے۔ بلکہ ہمین یہان اپنے ہم مشربون کو یہ معلوم کرا دینا منظور ہے کہ مخالفون کی تقریرین سننے اور دیکھنے سے جو وساوس شیطانی پیدا ہون اونکے دفعیہ مین ان بزرگان دین کے اقوال سے لاحول کا کام لین اور اعتقاد مین تزلزل کو آنے نہ دین وما توفیقنا الا باللہ۔

اسماے گرامی مداحین امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ

ابراہیم ابن طہمان رح) تذکرۃ الحفاظ مین امام ذہبی رح نے لکھا ہے کہ وہ پانچوین طبقہ مین ہین عبداللہ

ابن مبارک اور حفص ابن عبد اللہ وغیرہ کے استاد اور ابو حنیفہ رح وغیرہ کے شاگرد ہین اور خلاصہ تذہیب تہذیب
کمال مین لکھا ہے کہ صحاح ستہ مین اونکی روایتین موجود ہین۔
احمد ابن بشیر) تہذیب التہذیب مین شیخ الاسلام ابن حجر عسقلانی رح نے لکھا ہے کہ وہ ابو موسی اور محمد
ابن سلام وغیرہ کے استاد ہین اور اونکی روایتین بخاری ترمذی اور ابن ماجہ مین موجود ہین۔
امام احمد ابن حنبل رح) تذکرۃ الحفاظ مین ہے کہ وہ طبقہ ہشتم مین ہین اور امام بخاری اور مسلم اور ابو داؤد
وغیرہ کے استاد ہین۔ خلاصہ تذہیب التہذیب مین لکھا ہے کہ کل صحاح ستہ مین اونکی روایتین موجود ہین
مذاہب حقہ مین ایک مذہب کے آپ موجد ہین بہت سے محدثین اور اولیا اللہ آپکے مقلد ہین۔
ابو الاحوص سلام ابن سلیم رح) تذکرۃ الحفاظ مین اونکو طبقہ سادسہ مین ذکر کر کے لکھا ہے کہ وہ مسدد
اور قتیبہ اور خلف وغیرہ کے استاد ہین اور خلاصہ تذہیب تہذیب مذکور مین لکھا ہے کہ کل صحاح
ستہ مین اونکی روایتین موجود ہین۔
اسباط ابن نصر رح) خلاصہ مذکور مین لکھا ہے کہ وہ عمرو ابن حماد کے استاد ہین اور سوائے بخاری کے
مسلم وغیرہ کتب صحاح مین اونکی روایتین موجود ہین۔
اسرائیل ابن یونس رح) تذکرۃ الحفاظ مین اونکو طبقہ خامسہ مین ذکر کر کے لکھا ہے کہ وہ عبد الرحمن بن مہدی
اور ابو نعیم وغیرہ کے استاد ہین۔ اور خلاصہ مین لکھا ہے کہ صحاح ستہ مین اونکی روایتین موجود ہین۔
اعمش رح) تذکرۃ الحفاظ مین اونکو طبقہ رابعہ مین ذکر کر کے لکھا ہے کہ وہ شعبہ اور دونون سفیان اور وکیع وغیرہ
کے استاد ہین۔ خلاصہ مین لکھا ہے کہ کل صحاح ستہ مین اونکی روایتین موجود ہین۔
اوزاعی رح) تذکرۃ الحفاظ مین اونکو طبقہ خامسہ مین ذکر کر کے لکھا ہے کہ وہ شعبہ اور ابن مبارک اور یحیی قطان
وغیرہ کے استاد ہین۔ خلاصہ مین لکھا ہے کہ صحاح ستہ مین اونکی روایتین موجود ہین۔
بکر ابن خنیس رح) تہذیب التہذیب مین لکھا ہے کہ وہ ابراہیم ابن طہمان اور ابو النضر وغیرہ کے استاد ہین
اور اونکی روایتین ترمذی اور ابن ماجہ مین موجود ہین۔
بکیر ابن معروف رح) تہذیب التہذیب مین لکھا ہے کہ وہ ابو حنیفہ رح کے شاگرد اور ولید ابن مسلم
وغیرہ کے استاد ہین اور اونکی روایتین مراسیل ابو داؤد مین مذکور ہین۔
ابو تمیلہ یحیی ابن واضح رح) خلاصہ مین لکھا ہے کہ وہ امام احمد رح وغیرہ کے استاد ہین اور کل صحاح ستہ مین

اونکی روایتین موجود ہین۔
ابن جریج رح) تذکرۃ الحفاظ مین اونکو طبقہ خامسہ مین ذکر کرکے لکھا ہے کہ وہ دونون سفیان اور مسلم بن خالد اور ابن عیینہ اور ابو عاصم اور روح اور وکیع رح وغیرہم کے استاد ہین خلاصہ مین لکھا ہے کہ کل صحاح ستہ مین اونکی روایتین موجود ہین۔
جریر ابن حازم رح) تذکرۃ الحفاظ مین اونکو طبقہ خامسہ مین ذکر کرکے لکھا ہے کہ وہ ایوب سجستانی اور دونون سفیان اور ابن وہب اور ابو الربیع زہرانی وغیرہ کے استاد ہین۔ خلاصہ مین لکھا ہے کہ کل صحاح ستہ مین اونکی روایتین موجود ہین۔
جریر ابن عبد الحمید رح) تذکرۃ الحفاظ مین اونکو طبقہ سادسہ مین ذکر کرکے لکھا ہے کہ وہ علی ابن مدینی اور اور اسحق و قتیبہ وغیرہ کے استاد ہین۔ خلاصہ مین لکھا ہے کہ کل صحاح ستہ مین اونکی روایتین موجود ہین۔
امام جعفر صادق رح) تذکرۃ الحفاظ مین اونکو طبقہ خامسہ مین ذکر کرکے لکھا ہے کہ وہ امام مالک اور دونون سفیان اور یحیی قطان اور ابو عاصم نبیل کے استاد ہین اور امام ابو حنیفہ رح کا قول نقل کیا ہے کہ اونسے افقہ مین نے نہین دیکھا۔
ابو الجویریہ حطان ابن خفاف رح) تہذیب التہذیب مین لکھا ہے کہ وہ ابن عباس رض کے شاگرد اور اسرائیل اور شعبہ وغیرہ کے استاد ہین اور اونکی روایتین بخاری ابوداؤد اور نسائی مین مذکور ہین۔
حسن ابن صالح رح) تذکرۃ الحفاظ مین اونکو طبقہ خامسہ مین ذکر کرکے لکھا ہے کہ وہ وکیع اور یحیی ابن آدم اور یحیی ابن فضل رح وغیرہ کے استاد ہین خلاصہ مین لکھا ہے کہ سواے بخاری کے مسلم وغیرہ صحاح مین اونکی روایتین موجود ہین۔
حسن ابن عرفۃ العبدی رح) خلاصہ مین لکھا ہے کہ ترمذی اور ابن ماجہ وغیرہ مین اونکی روایتین موجود ہین۔
حسن ابن عمارہ رح) خلاصہ مین لکھا ہے کہ وہ دونون سفیان اور قطان وغیرہ کے استاد ہین اور اونکی روایتین بخاری شریف کے تعلیقات اور ابوداؤد اور ابن ماجہ مین موجود ہین۔
حماد بن سلمہ رح) تہذیب التہذیب مین لکھا ہے کہ وہ ابن جریج اور ثوری اور شعبہ کے استاد ہین اور اونکی روایتین صحاح ستہ مین موجود ہین۔
حفص ابن عبد الرحمن رح) تہذیب التہذیب مین لکھا ہے کہ وہ ابوداؤد طیالسی اور یحیی ابن اکثم وغیرہ

کے استاد ہین اور اونکی روایتین ابو داؤد کی کتاب القدر مین اور نسائی مین مذکور ہین -

حفص ابن غیاث رح) تذکرۃ الحفاظ مین اونکو طبقہ سادسہ مین ذکر کرکے لکہا ہے کہ وہ احمد اور اسحق اور علی ابن مدینی اور ابن معین رح کے استاد ہین اور تہذیب التہذیب مین لکہا ہے کہ کل صحاح ستہ مین اونکی روایتین موجود ہین -

ابو حمزۃ السکری محمد بن میمون رح) تذکرۃ الحفاظ مین طبقۂ خامسہ مین اونکا ذکر کرکے لکہا ہے کہ وہ ابن مبارک وغیرہ کے استاد ہین - خلاصہ مین لکہا ہے کہ اونکی روایتین کل صحاح ستہ مین موجود ہین -

حماد ابن زید رح) خلاصہ مین لکہا ہے کہ وہ ثوری اور ابن مہدی وغیرہ کے استاد ہین اور کل صحاح ستہ مین اونکی روایتین موجود ہین -

خارجہ ابن مصعب رح) تہذیب التہذیب مین لکہا ہے کہ وہ مالک اور ابو حنیفہ رح کے شاگرد اور سفیان ثوری اور عبد الرحمن ابن مہدی اور وکیع وغیرہ کے استاد ہین اور اونکی روایتین ترمذی اور ابن ماجہ مین موجود ہین

خلف ابن ایوب رح) تہذیب التہذیب مین لکہا ہے کہ وہ احمد اور ابو کریب وغیرہ کے استاد ہین اور اونکی روایتین ترمذی مین مذکور ہین -

داؤد طائی رح) چونکہ ہمہ تن آپکی توجہ علوم روحانیہ کی طرف مبذول تھی اور علم حدیث مین اشتغال کم تہا اسلیے محدثین نے آپ کے نسبت کچہ کلام کیا ہے لیکن حضرات صوفیہ مین آپکی جلالت شان اظہر من الشمس ہے

ابو داؤد حفری عمرو بن سعد رح) خلاصہ مین لکہا ہے کہ وہ امام احمد بن حنبل و اسحق اور ابن مدینی رح کے استاد ہین اور سواے بخاری کے کل صحاح مین اونکی روایتین موجود ہین -

ابو داؤد سجستانی رح) آپکی جلالت شان اس سے ظاہر ہے کہ آپکی تصنیف صحاح ستہ مین ایک مقبول کتاب ہے تذکرۃ الحفاظ مین آپکو نوین طبقہ مین لکہا ہے -

رقبۃ ابن مصقلہ رح) خلاصہ مین لکہا ہے کہ وہ سلیمان تیمی اور ابو عوانہ وغیرہ کے استاد ہین اور اونکی روایتین بخاری مسلم ابو داؤد و ترمذی اور نسائی مین موجود ہین -

روح ابن عبادہ رح) خلاصہ مین لکہا ہے کہ وہ احمد اور اسحق وغیرہ کے استاد ہین اور کل صحاح ستہ مین اونکی روایتین موجود ہین -

زہیر ابن معاویہ رح) تذکرۃ الحفاظ مین اونکو طبقہ خامسہ مین لکہکر کہا کہ وہ احمد ابن یونس اور ابو نعیم وغیرہ کے

استاد ہین۔ خلاصہ مین لکھا ہے کہ اونکی حدیثین کل صحاح ستہ مین موجود ہین۔
ابوالزبیر المکی رح) تذکرۃ الحفاظ مین اونکو طبقہ رابعہ مین ذکر کر کے لکھا ہے کہ وہ ایوب اور شعبہ اور سفیان اور حماد ابن سلمہ اور مالک اور لیث کے استاد ہین اور خلاصہ مین لکھا ہے کہ کل صحاح ستہ مین اونکی روایتین موجود ہین۔
زید ابن علی رح) خلاصہ مین لکھا ہے کہ آپ زہری اور زکریا اور ابن ابی زائدہ کے استاد ہین اور صحابہ کے ایک جماعت کو آپنے دیکھا ہے اور ترمذی وغیرہ مین آپکی روایتین موجود ہین۔
سعید ابن ابی عروبہ رح) تذکرۃ الحفاظ مین اونکو طبقہ خامسہ مین ذکر کر کے لکھا ہے کہ وہ بشر ابن المفضل و ابن علیہ و غندر و یحی ابن سعید و روح ابن عبادہ وغیرہ کے استاد ہین۔ اور خلاصہ مین لکھا ہے کہ اونکی روایتین کل صحاح ستہ مین موجود ہین۔
سفیان ثوری رح) تذکرۃ الحفاظ مین اونکو طبقہ خامسہ مین ذکر کر کے لکھا ہے کہ وہ ابن مبارک اور یحی قطان اور وکیع اور احمد ابن یونس وغیرہ کے استاد ہین خلاصہ مین لکھا ہے کہ کل صحاح ستہ مین اونکی روایتین موجود ہین۔
سفیان ابن عیینہ رح) تذکرۃ الحفاظ مین ہے کہ وہ ابن مبارک اور ابن مہدی اور امام شافعی اور امام احمد ابن حنبل اور یحی بن معین اور اسحق وغیرہ کے استاد ہین اور خلاصہ مین لکھا ہے کہ کل صحاح ستہ مین اونکی روایتین موجود ہین
سیبویہ ابن سعید رح) خلاصہ مین لکھا ہے کہ اونکی روایتین مسلم اور ابن ماجہ مین موجود ہین۔
امام شافعی رح) آپکی جلالت شان اظہر من الشمس ہے مذاہب حقین ایک مذہب کے موجد آپ ہین بڑے بڑے محدثین اور اولیاء اللہ آپکے مذہب مین داخل اور آپکی فقہ پر عامل ہین۔ آپکا مذہب شام مصر عراق یمن فارس اور ہند وغیرہ کے اکثر بلاد مین شائع و ذائع ہے۔ آپکے مناقب مین کتابین بکثرت لکھی گیئن۔ تاریخ ابن خلکان مین لکھا ہے کہ ابوحسان زیادی کہتے ہین کہ امام محمد رح کو مین نے کسی عالم کی تعظیم اسقدر کرتے نہین دیکھا جو امام شافعی رح کی تعظیم کرتے تھے۔
شریک ابو عبد اللہ النخعی رح) تذکرۃ الحفاظ مین اونکو طبقہ خامسہ مین ذکر کر کے لکھا ہے کہ وہ قتیبہ و علی ابن حجر اور ہناد ابن السری وغیرہ کے استاد ہین اور خلاصہ مین لکھا ہے کہ اونکی روایتین صحاح ستہ مین موجود ہین۔
شعبہ رح) تذکرۃ الحفاظ مین اونکو طبقہ خامسہ مین ذکر کر کے لکھا ہے کہ وہ ایوب سختیانی اور سفیان ثوری اور غندر وغیرہ کے استاد ہین۔ خلاصہ مین لکھا ہے کہ کل صحاح ستہ مین اونکی روایتین موجود ہین۔

شقیق بلخی رح) نفحات الانس مین مولانا جامی رحہ نے لکھا ہے کہ آپ اولیار ا
امام زفر رحہ کے شاگرد اور حاتم اصم کے استاد ہین۔
ابو شیخ رح) خلاصہ مین لکھا ہے کہ وہ ہیہس اور قتادہ رح کے استاد ہین اور اونکی روایتین ابو داؤد اور نسائی مین موجود
ابو نضرہ انس بن عیاض رح) خلاصہ مین لکھا ہے کہ وہ احمد اور قعنبی اور احمد بن صالح وغیرہ کے استاد ہین اور اونکی
روایتین صحاح ستہ مین ہین۔
ابو عاصم النبیل جنکا نام ضحاک رحہ ہے) خلاصہ مین لکھا ہے کہ وہ بخاری رح وغیرہ کے استاد ہین اور کل صحاح ستہ
مین اونکی روایتین موجود ہین۔
ہمشیم رح) خلاصہ مین لکھا ہے کہ وہ خلف ابن ہشام و احمد ابن یونس اور قتیبہ وغیرہ کے استاد ہین اور کل
صحاح ستہ مین اونکی روایتین موجود ہین۔
عبداللہ ابن داؤد الخریبی رح) خلاصہ مین لکھا ہے کہ وہ بشر ابن الحارث و مسدد اور بندار وغیرہ کے استاد
ہین اور اونکی روایتین سوائے مسلم کے بخاری وغیرہ صحاح مین موجود ہین۔
عبداللہ ابن مبارک رح) تذکرۃ الحفاظ مین اونکو طبقہ سادسہ مین ذکر کرکے لکھا ہے کہ وہ دونون سفیان
او معتمر او بقیہ اور ابن مہدی وغیرہ کے استاد ہین اور صحاح ستہ مین اونکی روایتین موجود ہین۔ انشاء اللہ تعالی
انکا تفصیلی حال آئندہ لکھا جائیگا۔
عبداللہ ابن یزید مقری رح) تذکرۃ الحفاظ مین اونکو طبقہ سابعہ مین ذکر کرکے لکھا ہے کہ وہ ابو حنیفہ وغیرہ
کے شاگرد اور امام بخاری وغیرہ کے استاد ہین اور خلاصہ مین لکھا ہے کہ امام مالک اور یحی ابن کثیر کے بھی
وہ استاد ہین۔
عبداللہ ابن نمیر رح تذکرۃ الحفاظ مین اونکو طبقہ سادسہ مین ذکر کرکے لکھا ہے کہ وہ امام احمد وغیرہ کے استاد ہین
اور خلاصہ مین لکھا ہے کہ کل صحاح ستہ مین اونکی روایتین موجود ہین۔
عبدالرحمن المسعودی رح) تذکرۃ الحفاظ مین اونکو طبقہ خامسہ مین ذکر کرکے لکھا ہے کہ وہ ابن مبارک اور ابن
عیینہ اور عبدالرحمن ابن مہدی وغیرہ کے استاد ہین۔ اور خلاصہ مین لکھا ہے کہ اونکی روایتین بخاری
ابوداؤد ترمذی نسائی اور ابن ماجہ مین موجود ہین۔
عبدالرحمن ابن مہدی رح) خلاصہ مین لکھا ہے کہ وہ ابن مبارک اور امام احمد وغیرہ کے استاد ہین اور اونکی

روایتیں کل صحاح ستہ میں موجود ہیں۔

عبدالعزیز ابن رزمہ رح) خلاصہ میں لکھا ہے کہ اونکی روایتیں ابوداؤد اور ترمذی میں موجود ہیں۔

عبدالعزیز ابن ابی رواد رح) خلاصہ میں لکھا ہے کہ وہ یحیی ابن قطان وغیرہ کے استاد ہیں اور اونکی روایتیں سواے مسلم کے صحاح ستہ میں موجود ہیں۔

عثمان المدنی رح) خلاصہ میں لکھا ہے کہ وہ ثوری رح وغیرہ کے استاد ہیں اور صحاح ستہ میں اونکی روایتیں موجود ہیں

عطاء ابن ابی رباح رح) تذکرۃ الحفاظ میں اونکو طبقہ ثالثہ میں ذکر کرکے لکھا ہے کہ وہ ابوحنیفہ اور ابن جریج وغیرہ کے استاد ہیں اور خلاصہ میں لکھا ہے کہ اونکی روایتیں کل صحاح ستہ میں موجود ہیں۔

عفان ابن سیار رح) خلاصہ میں لکھا ہے کہ اونکی روایتیں نسائی میں موجود ہیں۔

علقمہ ابن مرثد رح) خلاصہ میں لکھا ہے کہ وہ مسعر اور شعبہ اور ثوری رح وغیرہ کے استاد ہیں۔ اور کل صحاح ستہ میں اونکی روایتیں موجود ہیں۔

علی ابن عاصم رح) خلاصہ میں لکھا ہے کہ وہ امام احمد وغیرہ کے استاد ہیں اور اونکی روایتیں ابوداؤد و ترمذی اور ابن ماجہ میں موجود ہیں۔

عمرو ابن حماد رح) خلاصہ میں لکھا ہے کہ مسلم ابوداؤد اور نسائی وغیرہ میں اونکی روایتیں موجود ہیں۔

عمرو ابن دینار رح) خلاصہ میں لکھا ہے کہ وہ قتادہ شعبہ اور دونوں سفیان رح وغیرہ کے استاد ہیں اور صحاح ستہ میں اونکی روایتیں موجود ہیں۔

علی ابن موسی رضا رح) آپ آئمہ اہل بیت میں ہیں جلالت شان آپکی اظہر من الشمس ہے۔

فرج ابن عبداللہ رح) خلاصہ میں لکھا ہے کہ وہ شعبہ اور ثوری اور قطان رح وغیرہ کے استاد ہیں اور اونکی روایتیں کل صحاح ستہ میں ہیں۔

فضل ابن دکین رح) خلاصہ میں لکھا ہے کہ وہ امام احمد و اسحق اور یحیی بن معین کے استاد ہیں اور کل صحاح ستہ میں اونکی روایتیں موجود ہیں۔

فضل ابن سوید رح) خلاصہ میں لکھا ہے کہ ابوداؤد نے کتاب القدر میں اونکی روایتیں لکھی ہیں۔

فضل ابن عطیہ رح) خلاصہ میں لکھا ہے کہ اونکی روایتیں نسائی اور ابن ماجہ میں موجود ہیں۔

فضل ابن موسی سینانی رح) خلاصہ میں لکھا ہے کہ وہ اسحق وغیرہ کے استاد ہیں اور کل صحاح ستہ میں اونکی روایتیں موجود ہیں

فضیل ابن عیاض رح) خلاصہ مین لکہا ہے کہ وہ سفیان ثوری اور سفیان ابن عیینہ اور ابن مبارک اور یحیی قطان اور سری السقطی رح وغیرہ کے استاد ہین اور بخاری مسلم ابوداؤد ترمذی اور نسائی مین اونکی روایتین موجود ہین
ابن مبارک رح کہتے ہین کہ جتنے لوگون کو مین نے دیکہا ہے اون سب سے وہ اورع تھے۔

قاسم ابن معین رح) خلاصہ مین لکہا ہے کہ وہ ابن مہدی اور ابونعیم وغیرہ کے استاد ہین اور ابوداؤد اور نسائی مین اونکی روایتین موجود ہین۔

قبیصۃ ابن عقبہ) خلاصہ مین لکہا ہے کہ وہ بخاری وغیرہ کے استاد ہین اور صحاح ستہ مین انکی روایتین ہین۔

قیس ابن الربیع رح) خلاصہ مین لکہا ہے کہ وہ شعبہ اور ثوری رح وغیرہ کے استاد ہین اور اونکی روایتین ابوداؤد نسائی اور ابن ماجہ مین موجود ہین۔

ابن ابی لیلے محمد ابن عبدالرحمن رح) تذکرۃ الحفاظ مین اونکو طبقہ خامسہ مین لکہا ہے اور خلاصہ مین لکہا ہے کہ وہ شعبہ اور دونون سفیان اور وکیع رح وغیرہ کے استاد ہین اور اونکی روایتین ابوداؤد ترمذی نسائی اور ابن ماجہ مین موجود ہین۔

لیث ابن سعد رح) خلاصہ مین لکہا ہے کہ وہ ابن مبارک وغیرہ کے استاد ہین اور وہ امام مالک رح سے بھی افقہ تھے۔ اور کل صحاح ستہ مین اونکی روایتین موجود ہین۔

امام مالک رح) آپکی جلالت شان محتاج بیان نہین۔ آپ ایک مذہب حقہ کے موجد ہین اکثر محدثین اور اولیاء اللہ آپکے مقلد ہین بہت سے بلاد اسلامیہ مین انکی فقہ رائج ہے۔

مالک ابن مغول خلاصہ مین لکہا ہے وہ شعبہ اور دونون سفیان وغیرہم کے استاد ہین اور صحاح ستہ مین انکی روایتین ہین

محمد ابن طلحہ بن مصرف رح) خلاصہ مین لکہا ہے کہ وہ ابن مہدی اور ابونعیم وغیرہ کے استاد ہین اور اونکی روایتین بخاری مسلم ابوداؤد ترمذی وغیرہ مین موجود ہین۔

محمد ابن مسلم رح) خلاصہ مین لکہا ہے کہ وہ ابن مہدی و عبدالرزاق او قتیبہ وغیرہ کے استاد ہین صحاح ستہ مین اونکی روایتین موجود ہین

مخلد ابن یزید رح) خلاصہ مین لکہا ہے کہ وہ امام احمد اور اسحق رح وغیرہ کے استاد ہین اور سوائے ترمذی کے بخاری وغیرہ کتب صحاح مین اونکی روایتین موجود ہین۔

مسعر ابن کدام رح) تذکرۃ الحفاظ مین اونکو طبقہ خامسہ مین لکہا ہے۔ اور خلاصہ مین لکہا ہے کہ وہ سلیمان تیمی اور ابن اسحق و شعبہ اور ثوری رح وغیرہ کے استاد ہین اور اونکی روایتین کل صحاح ستہ مین موجود ہین۔

مسلم ابن خالد الزنجی رح) خلاصہ مین لکھا ہے کہ وہ امام شافعی اور ابن وہب رح وغیرہ کے استاد ہین اور اونکی روایتین ابوداؤد اور ابن ماجہ مین موجود ہین ۔

معافی ابن عمران الموصلی رح) تذکرۃ الحفاظ مین لکھا ہے کہ وہ بشر حافی رح وغیرہ کے استاد ہین سفیان ثوری رح اونکو یاقوتۃ العلما کہا کرتے تھے ۔ اوزاعی رح کا قول ہے کہ معافی موصلی اور ابن مبارک اور موسی ابن اعین آئمہ ہین مگر موصلی پر مین کسیکو مقدم نہین کرتا ۔ خلاصہ مین لکھا ہے کہ اونکی روایتین بخاری ابوداؤد اور نسائی مین موجود ہین

معمر رح) خلاصہ مین لکھا ہے کہ وہ سفیان ثوری اور ابن مبارک وغیرہ کے استاد ہین اور کل صحاح ستہ مین اونکی روایتین موجود ہین ۔

مقاتل ابن حیان رح) خلاصہ مین لکھا ہے کہ وہ ابراہیم ابن ادہم اور ابن مبارک رح وغیرہ کے استاد ہین اور سوائے بخاری کے مسلم وغیرہ کتب صحاح مین اونکی روایتین موجود ہین ۔

مکی ابن ابراہیم رح) تذکرۃ الحفاظ مین لکھا ہے کہ وہ امام جعفر صادق اور ابوحنیفہ رح وغیرہ کے شاگرد اور امام بخاری رح وغیرہ کے استاد ہین اور خلاصہ مین لکھا ہے کہ صحاح ستہ مین اونکی روایتین موجود ہین ۔

موسی کاظم رح) خلاصہ مین لکھا ہے کہ آپ امام جعفر صادق کے فرزند اور علی رضا کے والد ہین اور آپکی روایتین ترمذی اور ابن ماجہ مین مذکور ہین ۔

نضر بن شمیل رح) خلاصہ مین لکھا ہے کہ وہ یحیی ابن یحیی اور اسحق کوسیج کے استاد ہین اور کل صحاح ستہ مین اونکی روایتین موجود ہین ۔

نضر ابن محمد رح) خلاصہ مین اس نام کے دو محدث ہین دونون کی روایتین صحاح مین ہین ۔

نوح ابن ابی مریم ابوعصمہ رح) خلاصہ مین لکھا ہے کہ وہ زہری اور ثابت کے شاگرد ہین اور علی ابن الحسین اور ابونعیم ابن حماد کے استاد ہین ابوداؤد نے کتاب القدر مین اور ابن ماجہ نے تفسیر مین اونکی روایتین ذکر کی ہین

وکیع ابن الجراح رح) خلاصہ مین لکھا ہے کہ وہ احمد و اسحق و ابن معین رح وغیرہ کے استاد ہین اور کل صحاح مین اونکی روایتین موجود ہین ۔

ہرون ابن المغیرہ رح) خلاصہ مین لکھا ہے کہ وہ ابن معین رح وغیرہ کے استاد ہین اور انکی روایتین ابوداؤد اور ترمذی مین موجود ہین ۔

ہشام ابن یوسف رح) خلاصہ مین لکھا ہے کہ وہ اسحق اور ابن مدینی رح وغیرہ کے استاد ہین اور سوائے

مسلم کے بخاری وغیرہ کل کتب صحاح مین اونکی روایتین موجود ہین۔
ویحیی الحمانی رح جنکا نام عبد الحمید ابن عبد الرحمن ہے) خلاصہ مین لکہا ہے کہ وہ ابو کریب وغیرہ کے استاد ہین اور بخاری ابو داود ترمذی اور ابن ماجہ مین اونکی روایتین موجود ہین۔
یحیی ابن آدم رح) خلاصہ مین لکہا ہے کہ وہ امام احمد و اسحق اور ابن مدینی رح وغیرہ کے استاد ہین اور کل صحاح ستہ مین اونکی روایتین موجود ہین۔
یحیی ابن اکثم رح) خلاصہ مین لکہا ہے کہ اونکی روایتین ترمذی وغیرہ مین ہین۔
یحیی ابن فضل رح) خلاصہ مین لکہا ہے کہ اونکی روایتین ابو داود اور ابن ماجہ مین موجود ہین۔
یحیی ابن قطان رح) خلاصہ مین لکہا ہے کہ وہ شعبہ اور ابن مہدی اور احمد ابن حنبل وغیرہ کے استاد ہین اور کل صحاح ستہ مین اونکی روایتین موجود ہین۔
یحیی ابن معین رح) خلاصہ مین لکہا ہے کہ وہ بخاری اور مسلم اور ابو داود وغیرہ کے استاد ہین اور کل صحاح ستہ مین اونکی روایتین موجود ہین۔
یزید ابن ابراہیم رح) خلاصہ مین لکہا ہے کہ اونکی روایتین کل صحاح ستہ مین موجود ہین۔
یزید ابن ہرون رح) خلاصہ مین لکہا ہے کہ وہ امام احمد اور اسحق اور ابن مدینی رح وغیرہ کے استاد ہین اونکی مجلس مین ستر ہزار شخص تک جمع ہوتے ہین اور کل صحاح ستہ مین اونکی روایتین موجود ہین۔
یزید ابن زریع رح) خلاصہ مین لکہا ہے کہ وہ ابن المدینی اور محمد ابن منہال رح وغیرہ کے استاد ہین اور کل صحاح ستہ مین اونکی روایتین موجود ہین۔
یوسف ابن خالد رح) خلاصہ مین لکہا ہے کہ اونکی روایتین ترمذی مین موجود ہین۔ انکے سوا تبئیض الصحیفہ وغیرہ مین ماسوا امام صاحب کے اور بھی بہت سے نام ہین چنانچہ منجملہ انکے چند نام یہ ہین۔
ابراہیم ابن معویہ الضریر۔ اسمعیل ابن حماد۔ ابو امیہ جزری۔ اسرائیل ابن زیاد۔ ابو بکر ابن عباس بحر السقا۔ ثوابن سعد جعفر ابن بزیع۔ جریر ابن معویہ۔ جعفر ابن الربیع۔ حازم۔ حسن بن زیاد۔ حیان التوحیدی۔ رباح ابن ابی نصر ابو سفیان المعمری۔ سہل بن مزاحم۔ سعدان بن سعید۔ شداد بن حکیم۔ عبد العزیز ابن ابی سلمہ۔ عبد اللہ بن اسحق۔ ابو عمرو ابن العلا۔ علی ابن اسحق الحنظلی۔ عیسی بن یونس۔ عمرو ابن محمد۔ ابو غانم۔ کنانۃ الہروی۔ لیث ابن نصر ابو معویۃ الضریر۔ معروف ابن حسان۔ مقاتل ابن سلیمان۔ ابو معاذ البلخی۔ مغیرہ ابن قاسم۔ نوح ابن اسد۔

یحیٰی ابن سعید - یاسین الزیات - یحیٰی ابن ابی کثیر وغیرہم رحمہم اللہ تعالیٰ -
تذکرۃ الحفاظ مین امام اعظم رح کو پانچوین طبقہ مین اور امام بخاری رح کو نوین طبقہ مین لکھا ہے اور آپ نے
دیکھ لیا کہ امام صاحب کی مدح ثنا تیسرے ہی طبقہ سے شروع ہو گئی اور نوین طبقہ تک ہر طبقہ کے اکابر
محدثین رح برابر آپکے مداح رہے اور محدثین بھی کیسے کہ اگر انکی اور اونکے شاگردون کی روایتون کو علحدہ
کر دین تو صحاح ستہ مین بجائے شمار احادیث صفر رہجائیگا -
دیکھنے کو تو یہ حضرات سو سو ہین جن کے نام لکھے گئے مگر اونکے شاگردونکا حساب کیا جائے تو آسانی سے
نہو سکیگا اسلئے کہ اوس زمانہ مین ایک ایک محدث کے صدہا سر برآوردہ شاگرد ہوا کرتے تھے پھر اوجو نکا
انحصار انھی مین بعض آئندہ یہ بات معلوم ہوگی کہ امام صاحب کے حلقہ درس مین ہر ملک و دیار سے جوق جوق
محدثین آکر مستفید ہوا کرتے تھے - غرضکہ جب یہ حضرات امام صاحب کے حالات اپنے ذاتی علم او رمشاہدہ سے
اپنے تلامذہ سے کہتے ہونگے تو ان اکابر دین کے ارشادات سے طالبین حق کے دلون پر کیسا عمدہ پر زور اثر
پڑتا ہوگا کیونکہ سلیم طبیعتون کا لازمہ ہے کہ اپنے معتمد اساتذہ کے قول کو بغیر چون و چرا کے مان لیتی ہین چونکہ
کتب رجال سے ظاہر ہے کہ اوس زمانہ مین ایک ایک استاد کے صدہا شاگرد اور ایک ایک شاگرد کے صدہا
استاد ہوا کرتے تھے اس سے ظاہر ہے کہ امام صاحب کے فضائل علیہ مختلف معتبر طریقون سے بکرات و
مرات محدثین کے طبقات مین پہونچا کئے اور سعادتمند طلبہ کے دلون مین پورے طور پر اونکا رسوخ اور
وثوق ہوتا گیا جس سے ثابت ہے کہ امام صاحب اپنے ہی زمانہ مین شہرۂ آفاق ہو گئے تھے اور اسلامی دنیا
مین کمال وقعت کی نظرون سے دیکھے جاتے تھے - یہانتک کہ محسود خلائق ہو گئے تھے - یہی وجہ تھی کہ
حاسدون نے اقسام کے الزام آپکے ذمہ لگائے جسکا حال انشاء اللہ تعالیٰ معلوم ہوگا اور جہان آپکے
فضائل بیان کئے جاتے ہین اون افترا پردازیون کا بھی تو دہ طوفان پیش کیا جاتا ہے مگر اہل انصاف سمجھ
جاتے ہین کہ وہ سب بے اصل محض ہین -
اکابر محدثین جو امام صاحب کی تعریف مین رطب اللسان ہے وہ کوئی معمولی بات نہین - یہ حضرات دین
کے معاملات مین کسی کی رعایت نہین کرتے تھے بلکہ دینی امور مین اونکو اپنی جان کی بھی پروا نتھی چنانچہ
اس واقعہ سے ظاہر ہے - جو تذکرۃ الحفاظ مین امام ذہبی رح نے لکھا ہے کہ سفیان ثوری رح نے اوزاعی رح
سے پوچھا کہ عبداللہ بن علی سفاح کے ساتھ آپکو کیا واقعہ پیش آیا فرمایا کہ جب وہ شام مین آیا اور بنی امیہ کو

قتل کیا تو ایک روز مجھے بلوایا جب مین اوسکے دروازہ پر پہونچا تو دو شخصون نے میرے دونون بازو پکڑ لئے اور دربار مین لیچلے دیکھا کہ وہ تخت پر بیٹھا ہے اور چوبدار اور سپاہی تلوارین کھینچے ہوے اور کافر کوب وغیرہ ہتیار سے دونون طرف صف بستہ کہڑے ہین اور دونون نے مجھے اتنے فاصلہ پر کھڑا کیا کہ میری بات کی آواز اوس تک پہونچے اوس نے مجھسے پوچھا کیا تمہارا ہی نام عبدالرحمن ابن عمرو اوزاعی ہے مین نے کہا جی ہان. کہا بنی امیہ کی جو خونریزی ہوی اوس باب مین تم کیا کہتے ہو. مین نے کہا آپ مین اور اون مین کچھہ معاہدے ہونگے جن کے ایفا کی ضرورت تھی. غصہ سے کہا کوئی معاہدہ نتہا. اوسوقت مجھے یقین ہوگیا کہ اب قتل کا حکم دیتا ہے اور اپنے بچاؤ کی فکر کرنے لگا ساتھہی یہ خیال پیدا ہوا کہ خدائے تعالے کے روبرو کہڑے ہونے کا دن قریب آنیوالا ہے اگر کوئی خلاف بات کہی جاے تو اوس روز کا معاملا اس سے زیادہ سخت ہوگا. اس خیال کے ساتھہی اوسکا خوف جاتا رہا اور مین نے جواب دیا کہ خونریزی اونکی تمپر حرام تھی یہ سنکر غصہ کے مارے اوسکی یہ حالت ہوی کہ رگین پھول گئین آنکہین متغیر ہو گئین اور پوچھا یہ کس دلیل سے مین نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ کسی مسلمان کا خون حلال نہین سواے تین وجہ کے ایک زنا دوسری قصاص تیسری ارتداد یعنے دین سے پھر جانا. کہا کیا دین کی راہ سے ہم مجاز نہین مین نے کہا وہ کیسا کہا کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علی رضی اللہ عنہ کو وصی نہین بنایا تہا مین نے کہا اگر وصی تھے تو اونکو دو حکم مقرر کرنے کی کیا ضرورت تھی یہ سنکر آگ بگولا بن گیا اور مجھے یقین ہوگیا کہ اب میرا سر میرے سامنے گرتا ہے مگر غصہ سے اشارہ کیا کہ اوسکو نکال دو چنانچہ مین نکالا گیا. تہوڑی دور گیا تہا کہ ایک سوار پہونچا مین اوسکو دیکھتے ہی سواری سے اوتر پڑا اور اس خیال سے نماز پڑھنے لگا کہ نماز ہی مین سر کاٹا جاے مگر وہ ٹھیرا رہا اور بعد فراغ نماز بہت سی اشرفیان مجھے دین جنکو مین گھر پہونچنے سے پہلے تقسیم کر دیا. اب دیکھئے کہ ایسے راست باز جنکو دین کے معاملہ مین جان کی پروا نہو کیا دینی معاملہ مین مداہنت کرکے اونہون نے امام صاحب سے ازراہ تملق یہ کہا ہوگا کہ ہم محدثین دواساز ہین اور تم فقہا اطبا ہو اور کسی وجہ سے امام صاحب کی بدگوئی اور بدگمانی سے توبہ کی ہوگی؟ معاذاللہ جس سے اونکو ذرا بھی اشتباہ ہوتا تو اغماض کرنا ممکن ہی نہ تھا بلکہ اوسکو رسوا کرکے مسلمانون کو اوسکی حالت سے خبردار کرنا اپنا فرض سمجھتے تھے. تاکہ لوگ اوس کے فتنے سے بچین.

اب ہم امام صاحب کے علم کا حال لکھتے ہین جو اکابر محدثین کی شہادتون سے ثابت ہے.

امام صاحب سنہ ۸۰ہجری مین پیدا ہوے یہ وہ متبرک زمانہ ہی کہ بہت سے صحابہ اوس مین موجود تھے مگر آفتاب وجود صحابہ غروب ہونے کو تہا اسلئے اشاعت علوم کا بازار گرم تہا اور ہر صحابہ بحسب ارشاد فلیبلغ الشاہد الغائب

سرگرم اشاعت علوم تھے ادہر مسلمانون پر یہ خیال مسلط تھا کہ ایسا نہو کہ کوئی ارشاد اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا صحابہ ہی کے ساتھہ واپس ہوجائے جس سے تمام امت مرحومہ محروم رہجائے. تذکرۃ الحفاظ مین امام ذہبی رح نے لکھا ہے کہ ابو حنیفہ رح نے انس ابن مالک رضی اللہ عنہ کو کئی بار دیکھا ہے جس سے امام صاحب کا تابعی ہونا ثابت ہے

مناظرہ امام صاحب

امام صاحب کو اوائل مین بکمال حمیت اسلامی اور حرارت دینی سے مذاہب باطلہ کے رد کا شوق ہوا جیسا کہ امام موفق رح نے مناقب امام صاحب مین لکھا ہے کہ یحیی ابن شیبان کہتے ہین کہ امام صاحب نے اپنے ابتدائی حالت کی خبر دی کہ مجھے علم کلام مین پوری مہارت ہوگئی تہی. اکثر طبقات خوارج اور حشویہ سے مناظرے کیا کرتا تہا. ایکبار میرے خیال مین یہ بات آئی کہ صحابہ اور تابعین کو قوت علمیہ کم تہی مگر اونہون نے یہ کام کبھی نہین کیا بلکہ وہ حضرات شرائع اور ابواب فقہیہ مین ہمیشہ خوض کیا کرتے اور لوگونکو اوسکی ترغیب دیا کرتے تھے اسلیئے مین نے مناظرے چھوڑکر سلف کا طریقہ اختیار کیا. اور اوسمین قبیصہ ابن عقبہ کا قول نقل کیا ہے کہ ابو حنیفہ رح اوائل مین اہل ہوا سے مناظرے کیا کرتے تھے یہانتک کہ اس باب مین وہ راس اور صدر مانے جاتے تھے اور لوگون کی نگاہین اونکی طرف لگی رہتی تہین مگر اونہون نے وہ ترک کرکے فقہ اور حدیث کی طرف توجہ کی اور اوسمین بھی امام ہوگئے.

یون تو آپکے مناظرے بہت سارے ہین مگر یہان ایک مناظرہ ہدیہ ناظرین کیا جاتا ہے.

م ص ک. جب خوارج کو معلوم ہوا کہ ابو حنیفہ رح گناہگار اہل قبلہ کی تکفیر نہین کرتے تو ستر شخص امام صاحب کے پاس آئے دیکھا کہ مجلس درس مالامال ہے امام صاحب سے کہا کہ ہم سب ایک مذہب والے ہین لوگون سے کہیے کہ ہمین ایک مقام مین جگہ دین آپنے سب کو ہٹادیا اونہون نے فوراً تلوارین کھینچ لین اور امام صاحب کا محاصرہ کرکے کہا اے امت کے دشمن اور اسے امت کے شیطان ہم مین ہر شخص تیرے قتل کو ستر جہاد سے بہتر سمجھتا ہے اور باوجود اسکے ہم تجہپر ظلم کرنا نہین چاہتے امام صاحب نے فرمایا تو کیا انصاف سے میرا قتل چاہتے ہو کہا ہان فرمایا جب ایسا ہے تو تم تلوارونکو میان کرلو کیونکہ اونکی روشنی سے مجھے خوف ہوتا ہے اونہون نے کہا یہ نہین ہوسکتا ہم تو یہ چاہتے ہین کہ اونکو تیرے خون سے رنگین کرین فرمایا خیر بسم اللہ جو کہنا ہو کہو اونہون نے کہا کہ مسجد کے دروازہ پر دو جنازے ہین ایک کا حال یہ تہا کہ شراب ہمیشہ پیا کرتا تھا یہانتک کہ غرغرہ کی حالت تک اوسکے منہ مین شراب تھی گویا وہ شراب مین غرق تہا. دوسرا جنازہ ایک عورت کا ہے جسنے زنا کروائی اور جب حمل کا یقین ہوگیا تو خودکشی کرلی. امام صاحب نے فرمایا وہ دونون کس ملت کے تھے کیا یہودی تھے کہا نہین فرمایا نصرانی تھے کہا نہین فرمایا مجوسی تھے کہا نہین فرمایا پھر کس ملت کے تھے کہا اوس ملت کے

جس مین لاالہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی شہادت دی جاتی ہے فرمایا یہ شہادت ثلث ایمان ہے یا ربع یا خمس کہا ایمان کا ثلث ربع خمس نہین ہوا کرتا فرمایا پھر وہ ایمان کا کتنوان حصہ ہے کہا پورا ایمان ہے۔ فرمایا پھر تم پوچھتے کیا ہو تم خود کہتے ہو کہ وہ دونون مسلمان تھے۔ کہا خیر اسکو جانے دو وہ جنتی ہین یا دوزخی فرمایا مین اونکے بارہ مین مین وہی کہتا ہون جو نبی اللہ ابراہیم علیہ السلام نے اپنی قوم کی نسبت کہا تھا فمن تبعنی فانہ منی ومن عصانی فانک غفور رحیم حالانکہ اوس قوم کے گناہ اون دونون سے بہت بڑے ہوے تھے اور فرمایا مین وہی کہتا ہون جو نبی اللہ عیسی علیہ السلام نے کہا ان تعذبہم فانہم عبادک وان تغفرلہم فانک انت العزیز الحکیم حالانکہ اونکے گناہ ان دونون کے گناہون سے بہت بڑے ہوے تھے اور فرمایا مین اونکے بارہ مین وہی کہتا ہون جو نبی اللہ نوح علیہ السلام نے کہا تھا وما علمی بما کانوا یعملون ان حسابہم الا علی ربی لو تشعرون۔ یہ سنکر انہون نے تلوارین ڈالدین اور کہا کہ ہم اپنے اعتقاد سے توبہ کرتے ہین اور اپکا دین اختیار کرتے ہین خدا نے اپکو فضل و حکمت اوس علم عطا فرمایا ہے اور وہ سب رای خوارج سے توبہ کر کے اہل سنت وجماعت مین داخل ہو گئے۔

غرضکہ امام صاحب کو مناظرہ مین کمال اور پورا ملکہ تہا اور اوس سے اسلام کو فائدہ بھی تھا مگر صرف اس خیال سے کہ سلف صالح نے یہ کام نہین کیا اوسکو ترک کر کے فقہ کی طرف توجہ کی اور کمال ذکاوت وفہم سے اوس کے امام کہلائے۔

م ک ص۔ حفص بن غیاث کہتے ہین کہ ابو حنیفہ ایک نادر الوجود شخص تھے مین نے اونکا ساذکی اور ذی فہم اور صاحب نظر نہ دیکہا نہ سنا۔

م ک ص۔ مقاتل ابن حیان کہتے ہین کہ مین نے تابعین اور تبع تابعین کو دیکہا مگر اون مین ابو حنیفہ کے جیسا نکتہ رس اور بصیرت والا شخص نہین دیکہا۔

م ص ک۔ عبد اللہ ابن اجلح کہتے ہین کہ امام صاحب علم مین غواص تھے جب غوطہ مارتے تو عمدہ عمدہ درویاقوت نکال لیتے۔

م ص۔ علی ابن ہاشم کہتے ہین کہ ابو حنیفہ کنز العلم تھے جو مسائل اعلی درجہ کے علما پر سخت تھے وہ اون پر سہل تھے

خ۔ قال الشعبہ واللہ کان ابو حنیفہ حسن الفہم جید الحفظ یعنے شعبہ جو امام صاحب کے استاد ہین وہ کہتے ہین کہ خدا کی قسم ابو حنیفہ کی فہم اچھی اور حافظہ جید تہا۔

م۔ ابن مبارک رح کہتے ہین کہ مین نے ہزار علما سے ملاقات کی ہے مگر تین شخصون کا سا عقلمند نہین دیکہا مقاتل ابن

فہم وذکا

ـنے پوچھا مین سمجھی کون کہا مین ہون اور ابو حنیفہ اور سفیان ثوری محمد کہتے ہین مین نے کہا ابو حنیفہ ان لوگون مین ہین
اور ... لئے اپنی ... اگر مین ابو حنیفہ سے نہ ملتا تو اون لوگون مین ہوتا جو بازار مین پیسے بیچتے ہین
اگر ... سے ملتا تو مین ... ہوتا -

م ک - علی بن ... کہتے ہین کہ اگر ابو حنیفہ کی عقل نصف اہل زمین کی عقلون کے ساتھ وزن کی جاے
تو ابو حنیفہ ہی کی عقل غالب ہوگی -

م ص - خارجہ ابن مصعف کہتے ہین کہ مجھے ایک ہزار علما سے ملاقات ہی مگر اون مین تین یا چار شخصون کو عقل مین
زیادہ پایا جس مین ایک ابو حنیفہ ہین -

م ص ت - ابن مبارک رح کہتے ہین کہ اگر اہل زمانہ کو اجازت ہوتی کہ اپنی راے سے کچھ کہین تو ابو حنیفہ
سب سے زیادہ اس کے مستحق ہوتے -

ک - بکر ابن خنیس رح کہتے ہین کہ اگر ابو حنیفہ اور اونکے زمانہ والون کی عقلین جمع کی جائین تو ابو حنیفہ کی
عقل سب پر غالب آجائیگی اور یزید بن ہارون کا قول نقل کیا ہے کہ مین نے ایسے شخص کو نہین دیکھا جو ابو حنیفہ
سے عقل مین زیادہ اور افضل ہو -

تہذیب الکمال مین لکھا ہے کہ یزید بن ہرون کہتے ہین کہ مجھے بہتون سے ملاقات ہی مگر ابو حنیفہ سے اعقل افضل
اور اورع نہین دیکھا -

ص - امام شافعی رح فرمایا کرتے تھے کہ ابو حنیفہ رح سے زیادہ عقلمند کوئی نہتا -

م ص ک - حسن بن محمد بلخی کہتے ہین کہ حماد بن ابی سلیمان جو امام صاحب کے استاد ہین وہ کہا کرتے تھے کہ
بسا وقت ایسا ہوتا ہے کہ ابو حنیفہ کی راے کے مقابلہ مین اپنی راے کو متہم کرتا ہون اور انھی کے قول کے
قائل ہونے کی مجھے ضرورت ہوتی ہے -

م ص ک - محمد ابن جابر رح کہتے ہین کہ ہم حماد بن ابی سلیمان کے حلقہ مین بیٹھا کرتے تھے اور ابو حنیفہ اونسے
کلام کرتے اور جب کسی مسئلہ مین اونکو خلاف ہوتا تو ایسی گفتگو کرتے کہ حماد کو تنگ کردیتے آخر وہ کہتے کہ مین کیا کرون
یہ قول عبد اللہ بن مسعود رض وغیرہ کا ہے ابو حنیفہ اوسکو یاد کرلیتے -

م ص ک - محمد ابن مروان کہتے ہین کہ ایکبار کلبی رح نے ابو حنیفہ کو دیکھا اور حاضرین مجلس سے کہا اس
شخص کو دیکھتے ہو - خدا کی قسم جو شخص مجھسے کچھ پوچھتا ہے تو اوسکا جواب مین آسانی سے دیدیتا ہون مگر اس شخص نے

جب کوئی بات مجھسے پوچھی تو اوسکا جواب مجھپر پہاڑ سے بھی زیادہ ثقیل ہوگیا۔

م ص - مکی ابن ابراہیم کہتے ہین کہ ابوحنیفہ قوت حافظہ مین اپنے زمانہ کے لوگون سے بڑے ہوے تھے

قوت حافظہ

م ص - ابن مبارک رح کہتے ہین کہ ابوحنیفہ قوت حافظہ اور فقہ اور صیانت اور شدت ورع مین سب پر غالب تھے
تبییض الصحیفہ مین امام صاحب کا قول نقل کیا ہے کہ جب مین حماد رح کی خدمت مین گیا تو جو مسائل وہ فرماتے
مین یاد رکھ لیتا دوسرے روز جب اعادہ اون مسائل کا ہوتا تو میرے ہمدرس رح خطا کرتے اور مین سب سنا دیتا یہ
دیکھکر حماد رح نے سب سے فرمادیا کہ صدر حلقہ مین میرے مقابل سوائے ابوحنیفہ کے اور کوئی نہ بیٹھے۔

م - حارث ابن عبدالرحمن کہتے ہین کہ ہم لوگ عطاء ابن ابی رباح کے حلقہ مین جایا کرتے کثرت کی وجہ سے
آگے پیچھے بیٹھ جاتے مگر جب ابوحنیفہ رح آتے تو وہ مجلس کی توسیع کرکے اونکو اپنے نزدیک جگہ دیتے۔
قوت حافظہ ہی کے کمال کا باعث ہے کہ تمام احادیث جو فقہ سے متعلق ہین اونکو مستحضر تھین اور جو مسئلہ پوچھا
جاتا تھا اوسکا جواب فوراً دیتے تھے۔

م ص لیث ابن سعید جو امام اہل مصر ہین کہتے ہین کہ مجھے ابوحنیفہ کے دیکھنے کی تمنا تھی۔ ایکبار دیکھا کہ لوگ
ایک شیخ پر ٹوٹ پڑے ہین ایک شخص نے اونکا نام لیکر کوئی مسئلہ پوچھا انہون نے فوراً جواب دیدیا۔

حاضر جوابی

لیث کہتے ہین کہ اونکے جواب باصواب سے مجھے اوسقدر تعجب نہین ہوا جو فوراً جواب دینے سے ہوا
فی الحقیقت امام صاحب کی حاضر جوابی تعجب خیز تھی موفق رح نے عمار ابن محمد کا قول نقل کیا ہے وہ کہتے ہین
کہ ایک روز ابوحنیفہ مسجد حرام مین بیٹھے ہوے تھے اور آپکے پاس ہر ملک کے لوگون کا ہجوم تھا ہر طرف سے
لوگ مسائل پوچھتے تھے اور آپ ہر ایک کو برابر جواب دیتے تھے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا سب جواب
آستین مین رکھے ہوے ہین اور ہر ایک کو آپ فوراً نکال نکال کر دیتے ہین۔

م ص - زفر رح کہتے ہین کہ ابوحنیفہ جب کلام کرتے تو یہ معلوم ہوتا تھا کہ کوئی فرشتہ اونکو تلقین کر رہا ہے

م ص - ابویوسف رح کہتے ہین کہ کسی مسئلہ مین ہم آپسمین اختلاف کرتے اور وہ حل نہوتا تو امام صاحب
کے پاس آتے آپ اوسکا جواب ایسا فی الفور دیتے کہ گویا آستین مین رکھا تھا کہ آتے ہی نکال کر دیدیا۔

ت ح - عبداللہ بن مبارک کہتے ہین کہ مین نے حسن بن عمارہ کو دیکھا کہ ابوحنیفہ کی رکاب پکڑے ہوے
کہہ رہے ہین کہ خدا کی قسم مین نے کسیکو نہین دیکھا جو فقہ مین آپ سے زیادہ بلیغ اور حاضر جواب ہو۔ اسکا
انکار نہین ہوسکتا کہ علم کا مدار عقل اور فہم اور حافظہ پر ہے اور اکابر محدثین کی گواہیون سے ثابت ہے کہ اون

متبرک زمانہ مین جوعین شباب علم کا زمانہ تھا ان امور مین امام صاحب کا کوئی نظیر نہتھا اور امام صاحب کا نشو ونما ایسے شہر مین ہوا جو اسلامی دنیا مین دار العلوم اور قبۃ الاسلام مسلم ہو چکا تھا اسلئے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے کوفہ کو دار الخلافت قرار دیا تھا۔ تلقیح مین ابن جوزی رح نے لکھا ہے کہ کوفہ اٹھ خلیفون کا دار الخلافۃ رہا ہے۔ اور سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے اوسکو قبۃ الاسلام کہا ہے۔ اور ظاہر ہے کہ دار الخلافت مین اہل کمال کا مجمع ہوا کرتا ہے اسیوجہ سے بہت سے صحابہ وہان اقامت گزین تھے چنانچہ تلقیح مین ایک سو ہیں صحابہ کے نام لکھے ہین جو وہان مقیم تھے۔ جامع ترمذی مین خیثمہ ابن سبرہ سے روایت ہے وہ کہتے ہین کہ مین مدینہ طیبہ گیا اور ابو ہریرہ رض سے ملاقات کی انہون نے میرا وطن دریافت کیا مین نے کہا اہل کوفہ سے ہون اور یہان طلب علم کی غرض سے آیا ہون فرمایا کیا تمہارے یہان سعد ابن مالک اور عبد اللہ ابن مسعود اور حذیفہ اور عمار اور سلمان فارسی رضی اللہ عنہم نہین ہین۔ مطلب یہ کہ جہان یہ حضرات ہون وہان کے لوگون کو اور کہین جانے کی ضرورت نہین اور امام صاحب کے اساتذہ کوفہ مین ایک شعبی ایسے شخص ہین اونکا نظیر نہین چنانچہ تذکرۃ الحفاظ مین لکھا ہے کہ اونکو پانسو صحابہ سے ملاقات ہے۔ ابن سیرین رح کہتے ہین کہ جب مین کوفہ کو گیا تو دیکھا کہ شعبی رح تدریس کر رہے ہین اور لوگ اونسے فتوی پوچھ رہے ہین اور وہ جواب دے رہے ہین حالانکہ صحابہ وہان بکثرت موجود تھے۔ اعصم احول کہتے ہین کہ احادیث اہل کوفہ و بصرہ اور اہل حجاز کو شعبی سے زیادہ کوئی نہین جانتا صلت ابن بہرام کہتے ہین کہ مین نے ایسے شخص کو نہین دیکھا جو شعبی کے مبلغ علم کو پہونچا ہوا تھی۔ اور اوس مین لکھا ہے کہ وہی یعنی الشعبی اکبر شیخ ابی حنیفہ غرض کہ تبحر علمی حاصل کرنے کیلئے امام صاحب کو صرف شعبی رح کی شاگردی کافی تھی پھر علاوہ اسکے کوفہ مین علم حدیث کا سرمایہ اسقدر تھا کہ محدثین اوس سے مستغنی نہین ہوسکتے تھے چنانچہ مقدمہ فتح الباری مین شیخ الاسلام ابن حجر رح نے امام بخاری رح کا قول نقل کیا ہے کہ مین شام اور مصر اور جزیرہ اور بصرہ کو دو دو چار چار بار گیا ہون مگر کوفہ اور بغداد کو اتنے بار گیا کہ اوسکا شمار نہین کرسکتا۔ کما قال لا احصی کم دخلت الکوفۃ وبغداد مع المحدثین۔

اب غور کیجئے کہ اسقدر سرمایہ علم جسکے حاصل کرنے کو محدثین ہمیشہ مصائب سفر گوارا کرکے دور دور سے آیا کرتے تھے امام صاحب کے گھر مین موجود تھا اوسکے لئے اونکو باہر جانے کی کوئی ضرورت نہ تھی پھر امام صاحب نے وہین کے اساتذہ پر نہین کفایت کی بلکہ حجاز وغیرہ مین سیاحت کرکے چار ہزار استاد

سے حدیث شریف کا سرمایہ حاصل کیا جیسا کہ الخیرات الحسان وغیرہ مین لکھا ہے کہ امام صاحب نے چار ہزار شیوخ سے علم حاصل کیا ہے"
امام سیوطی نے تبیض الصحیفہ مین اور امام موفق اور کردری رح نے مناقب مین امام صاحب کے بہت سے اساتذہ کے نام لکھے ہین ہم اون مین سے چند اسماے گرامی ہدیہ ناظرین کرتے ہین اور اونکا مختصر سا حال بھی خلاصہ تذہیب تہذیب الکمال سے لکھدیتے ہین معلوم ہو کہ کس درجہ کے وہ حضرات ہین

اسماے اساتذہ امام صاحب

محمد ابن مسلم ابوبکر۔ عبداللہ بن عمر اور سہل بن سعید وغیرہ رضی اللہ عنہم کے شاگرد ہین اور کل صحاح ستہ مین اونکی روایتین موجود ہین۔
محمد ابن مسلم ابن تدرس رح۔ جابر اور ابن عباس اور عائشہ اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم کے شاگرد ہین۔ اور کل صحاح ستہ مین اونکی روایتین موجود ہین۔
محمد ابن المنکدر ابوعبداللہ رح۔ عائشہؓ اور ابوہریرہ اور ابو قتادہ اور جابر رضی اللہ عنہم کے شاگرد اور کل صحاح ستہ مین اونکی روایتین موجود ہین۔
ابراہیم ابن عبدالرحمن السکسکی رح۔ عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ کے شاگرد ہین اور صحاح مین اونکی روایتین موجود ہین
ابراہیم ابن میسرۃ الطائفی رح وہب ابن عبداللہ الثقفی اور انس رضی اللہ عنہما کے شاگرد ہین اور کل صحاح ستہ مین اونکی روایتین موجود ہین۔
اسمعیل ابن ابی خالد البجلی ابوعبداللہ رح۔ عبداللہ ابن ابی اوفی رح کے شاگرد ہین اور کل صحاح ستہ مین اونکی روایتین موجود ہین۔
اسمعیل ابن خالد رح۔ ابوالملیح اور عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کے شاگرد ہین اور ابن ماجہ مین اونکی روایتین موجود ہین
اعمش سلیمان بن مہران رح عبداللہ بن ابی اوفیٰ و زید ابن وہب اور ابو وائل رضی اللہ عنہم کے شاگرد ہین اور کل صحاح ستہ مین اونکی روایتین موجود ہین۔
الاوزاعی عبدالرحمن ابن عمرو عطاؤ ابن سیرین کے شاگرد ہین اور کل صحاح ستہ مین اونکی روایتین موجود ہین۔
ایوب ابن ابی تمیمہ السختیانی رح۔ عمرو بن سلمہ اور ابورجاء عطاردی اور ابوعثمان نہدی رضی اللہ عنہم کے شاگرد ہین اور کل صحاح ستہ مین اونکی روایتین موجود ہین۔

بلال ابن مرداس رح۔ انس رضی اللہ عنہ کے شاگرد ہین ابوداؤد اور ترمذی و ابن ماجہ مین اونکی روایتین موجود ہین۔

بہز ابن حکیم بن معویہ رح۔ اپنے والد حکیم رضی اللہ عنہ کے شاگرد ہین اور صحاح مین اونکی روایتین موجود ہین۔

ثابت البنانی رح۔ عبد اللہ بن عمر اور عبد اللہ بن مغفل اور انس رضی اللہ عنہم کے شاگرد ہین اور کل صحاح ستہ مین اونکی روایتین موجود ہین۔

حبیب ابن ابی ثابت ابو یحیی رح زید ابن ارقم اور ابن عباس اور ابن عمر رض اور صحابہ کی ایک جماعت کے شاگرد ہین اور کل صحاح ستہ مین اونکی روایتین موجود ہین۔

حجاج ابن ارطاۃ رح شعبی اور عطا اور عکرمہ رحمہم اللہ کے شاگرد ہین اور صحاح ستہ مین اونکی روایتین موجود ہین۔

الجراح ابن الصباح رح عبد اللہ ابن عمر اور انس رضی اللہ عنہم کے شاگرد ہین اور ابوداؤد و ترمذی و نسائی مین اونکی روایتین موجود ہین۔

حسن ابن الحر رح عامر بن واثلہ رضی اللہ عنہ کے شاگرد ہین اور ترمذی وغیرہ مین اونکی روایتین موجود ہین۔

حصین ابن عبد الرحمن ابو الہذیل رح جابر ابن سمرہ اور ابو وائل اور ابو ظبیان رضی اللہ عنہم کے شاگرد ہین اور کل صحاح ستہ مین اونکی روایتین موجود ہین۔

حکم بن عتیبہ رح ابو جحیفہ و عبد اللہ بن شداد اور ابو وائل رضی اللہ عنہم کے شاگرد ہین اور کل صحاح ستہ مین اونکی روایتین موجود ہین۔

حکیم ابن جبیر الاسدی رح ابو جحیفہ اور ابو الطفیل رضی اللہ عنہما کے شاگرد ہین اور اکثر صحاح مین اونکی روایتین موجود ہین۔

حماد ابن ابی سلیمان الاشعری رح انس اور ابو وائل رضی اللہ عنہما کے شاگرد ہین اور مسلم شریف وغیرہ مین اونکی روایتین موجود ہین۔

خالد ابن علقمۃ الہمدانی رح عبد خیر رضی اللہ عنہ کے شاگرد ہین اور ابوداؤد وغیرہ مین اونکی روایتین موجود ہین۔

رباح الکوفی رح عثمان رضی اللہ عنہ کے شاگرد ہین اور ابوداؤد مین اونکی روایتین ہین۔

ربیعہ ابن ابی عبد الرحمن ابو عثمان المعروف بربیعۃ الرائے رح انس رضی اللہ عنہ کے شاگرد ہین اور کل صحاح ستہ مین اونکی روایتین موجود ہین۔

ربیعہ ابن عبد الرحمن رح حصین رضی اللہ عنہ کے شاگرد ہین اور ابوداؤد وغیرہ مین اونکی روایتین ہین۔

زیاد ابن علاقہ رح قطبہ اور جریر بجلی اور اسامہ ابن شریک رضی اللہ عنہم کے شاگرد ہین اور کل صحاح ستہ مین اونکی روایتین موجود ہین۔

زید ابن اسلم رہ مولی عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ۔ اسلم اور ابن عمر اور جابر اور عائشہ رضی اللہ عنہم کے شاگرد ہین اور کل صحاح
مین اونکی روایتین موجود ہین۔
زید ابن علی ابن الحسین ابن علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہ ابن حبان نے ثقات مین لکہا ہے کہ آپنے صحابہ کی ایک
جماعت کو دیکہا ہے ابوداؤد ترمذی وغیرہ مین انکی روایتین موجود ہین۔
زید ابن انیسہ رہ۔ حکم اور طلحہ بن مصرف اور نعیم المجمر رضی اللہ عنہم کے شاگرد ہین اور کل صحاح ستہ مین اونکی روایتین ہین۔
سعید ابن ابی عروبہ رہ حسن اور نضر ابن انس رحمہم اللہ کے شاگرد اور شعبہ وغیرہ کے استاد ہین کل صحاح ستہ
مین اونکی روایتین موجود ہین۔
ب س۔ سعید ابن المرزبان رہ انس اور ابو وائل رضی اللہ عنہما کے شاگرد ہین اور بخاری وغیرہ مین اونکی
روایتین موجود ہین۔
سعید ابن مسروق رہ ابو وائل رضی اللہ عنہ کے شاگرد ہین اور کل صحاح ستہ مین اونکی روایتین موجود ہین۔
سلمہ ابن کہیل رہ۔ ابن عمر۔ اور جندب اور سوید ابن غفلہ رضی اللہ عنہم کے شاگرد ہین اور کل صحاح ستہ مین
اونکی روایتین موجود ہین۔
خت م عو۔ سماک ابن حرب رہ۔ جابر ابن سمرہ اور نعمان ابن بشیر رضی اللہ عنہما کے شاگرد ہین اور
مسلم وغیرہ مین اونکی روایتین موجود ہین۔
شبیب ابن غرقدہ رہ۔ عروہ بارقی رضی اللہ عنہ کے شاگرد ہین اور کل صحاح ستہ مین اونکی روایتین موجود ہین۔
شرحبیل ابن سعید رہ سعید ابن عبادہ رضی اللہ عنہ کے شاگرد ہین اور نسائی مین اونکی روایتین موجود ہین۔
شرحبیل ابن مسلم رہ تمیم داری اور ابوالدرداء اور ابو امامہ رضی اللہ عنہم کے شاگرد ہین اور ابوداؤد ترمذی وغیرہ مین
اونکی روایتین موجود ہین۔
شعبہ ابن حجاج رہ۔ معاویہ ابن قرہ اور انس ابن سیرین اور اعمش رحمہم اللہ کے شاگرد اور سفیان ثوری کے
استاد ہین اور کل صحاح ستہ مین اونکی روایتین موجود ہین۔
طلحہ ابن مصرف الیامی رہ۔ عبداللہ ابن ابی اوفی اور انس اور ذر ابن عبداللہ رضی اللہ عنہم کے شاگرد ہین اور
کل صحاح ستہ مین اونکی روایتین موجود ہین۔
طلحہ ابن نافع رہ ابوایوب اور ابن عباس اور جابر اور انس رضی اللہ عنہم کے شاگرد ہین اور کل صحاح ستہ مین اونکی

روایتین موجود ہین۔

عاصم الاحول رح۔ انس ابن مالک اور عبداللہ بن سرجس رضی اللہ عنہما کے شاگرد ہین اور کل صحاح ستہ مین اونکی روایتین موجود ہین۔

عاصم ابن سلیمان ابو عبدالرحمن رح انس اور عبداللہ بن سرجس رضی اللہ عنہما کے شاگرد ہین اور کل صحاح ستہ مین اونکی روایتین موجود ہین۔

عاصم ابن کلیب الکوفی رح کلیب اور ابوبردہ اور محمد بن کعب رضی اللہ عنہم کے شاگرد ہین اور صحاح مین اونکی روایتین موجود ہین

عاصم ابن ابی النجود رح۔ ابو وائل رضی اللہ عنہ کے شاگرد ہین اور کل صحاح ستہ مین اونکی روایتین موجود ہین۔

علا ابن شراحیل رح۔ ابوہریرہ و عائشہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہم کے شاگرد ہین اور کل صحاح ستہ مین اونکی روایتین موجود ہین

عبداللہ ابن رباح رح ابی ابن کعب اور عمار رضی اللہ عنہما کے شاگرد ہین اور مسلم وغیرہ مین اونکی روایتین موجود ہین۔

عبداللہ ابن عبدالرحمن ابن ابی حسین المکی رح۔ ابوالطفیل رضی اللہ عنہ کے شاگرد ہین اور کل صحاح ستہ مین اونکی روایتین موجود ہین۔

عبداللہ بن عثمان ابن خثیم رح۔ صفیہ بنت شیبہ اور ابوالطفیل رضی اللہ عنہما کے شاگرد ہین اور مسلم وغیرہ مین اونکی روایتین موجود ہین

عبداللہ ابن ابی المجالد رح۔ عبداللہ ابن ابی اوفی رضی اللہ عنہ کے شاگرد ہین اور ابو داود وغیرہ مین اونکی روایتین موجود ہین

عبدالعزیز ابن رفیع المکی رح۔ ابن عباس اور ابن عمر اور انس رضی اللہ عنہم کے شاگرد ہین اور کل صحاح ستہ مین اونکی روایتین موجود ہین۔

عبدالکریم ابن ابی المخارق رح۔ انس رضی اللہ عنہ کے شاگرد ہین اور مسلم نسائی ترمذی وغیرہ مین اونکی روایتین موجود ہین۔

عبدالملک ابن ایاس الشیبانی الاعور الکوفی رح ابو عمرو الشیبانی رضی اللہ عنہ کے شاگرد ہین اور ابو داود مین اونکی روایتین موجود ہین۔

عبدالملک ابن عمیر اللخمی رح۔ جریر بجلی اور جندب بجلی رضی اللہ عنہما کے شاگرد ہین اور کل صحاح ستہ مین اونکی روایتین موجود ہین

عبدالملک ابن میسرۃ الہلالی الکوفی رح زید ابن وہب رضی اللہ عنہ کے شاگرد ہین اور کل صحاح ستہ مین اونکی روایتین موجود ہین۔

عبدۃ ابن ابی لبابۃ الاسدی رح۔ ابن عمر اور عبداللہ ابن عمرو رض کے شاگرد ہین اور بخاری وغیرہ مین اونکی روایتین موجود ہین

عبید اللہ ابن ابی زیاد المکی رح۔ ابوالطفیل رضی اللہ عنہ کے شاگرد ہین اور ابو داود وغیرہ مین اونکی

روایتین موجود ہین۔
عثمان ابن عاصم کوفی رح ابن عباس اور ابن الزبیر وغیرہما رضی اللہ عنہم کے شاگرد ہین اور کل صحاح ستہ مین اونکی روایتین موجود ہین۔
عثمان بن عبد اللہ ابن موہب رح۔ ابن عمر اور ابو ہریرہ اور ام سلمہ کے شاگرد ہین اور بخاری وغیرہ مین اونکی روایتین موجود ہین۔
عطیہ ابن الحرث ابو روق الکوفی رح۔ انس اور ابراہیم تیمی رضی اللہ عنہما کے شاگرد ہین اور ابو داود وغیرہ مین اونکی روایتین موجود ہین۔
عطیہ ابن سعد جنادۃ الجدلی رح۔ ابو ہریرہ اور ابو سعید اور ابن عباس رضی اللہ عنہم کے شاگرد ہین اور ابوداؤد وغیرہ مین اونکی روایتین موجود ہین۔
عکرمہ مولی ابن عباس رح۔ ابن عباس اور عائشہ اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم وغیرہم کے شاگرد ہین اور کل صحاح ستہ مین اونکی روایتین موجود ہین۔
العلاء ابن زہیر الکوفی رح۔ عبد الرحمن ابن الاسود رضی اللہ عنہ کے شاگرد ہین اور نسائی مین اونکی روایتین ہین۔
علی ابن اقمر الوداعی رح۔ ابو جحیفہ اور اسامہ ابن شریک اور ابن عمر رضی اللہ عنہم کے شاگرد ہین اور کل صحاح ستہ مین اونکی روایتین موجود ہین۔
عمرو ابن دینار رح۔ عبد اللہ بن عمر و عبد اللہ بن مسعود و عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہم کے شاگرد ہین اور کل صحاح ستہ مین اونکی روایتین موجود ہین۔
عمرو بن عبد اللہ الہمدانی السبیعی رح۔ جریر بجلی اور عدی بن حاتم اور جابر ابن سمرہ اور زید ابن ارقم رضی اللہ عنہم کے شاگرد ہین اور کل صحاح ستہ مین اونکی روایتین موجود ہین۔
عمرو بن مرۃ المرادی الجملی رح۔ عبد اللہ بن ابی اوفی اور ابو وائل رضی اللہ عنہما کے شاگرد ہین اور کل صحاح ستہ مین اونکی روایتین موجود ہین۔
عون ابن عبد اللہ بن عتبۃ الہذلی الکوفی رح اپنے والد اور عائشہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہم کے شاگرد ہین اور مسلم وغیرہ مین اونکی روایتین موجود ہین۔
غالب ابن الہذیل ابو الہذیل الکوفی رح۔ انس رضی اللہ عنہ کے شاگرد ہین اور نسائی مین اونکی روایتین موجود ہین۔

قرات ابن عبدالرحمن الفراز رح - عامر ابن واثلہ اور ابو حازم رضی اللہ عنہما کے شاگرد ہین - اور کل صحاح ستہ مین اونکی روایتین موجود ہین -

قتادہ ابن دعامہ رح - انس رضی اللہ عنہ کے شاگرد ہین اور کل صحاح ستہ مین اونکی روایتین موجود ہین -

قیس ابن مسلم ابو عمر الکوفی رح - طارق ابن شہاب رضی اللہ عنہ کے شاگرد ہین اور کل صحاح ستہ مین اونکی روایتین موجود ہین

محارب ابن دثار الکوفی رح - ابن عمر اور جابر اور ایک جماعت صحابہ رضی اللہ عنہم کے شاگرد ہین اور کل صحاح ستہ مین اونکی روایتین موجود ہین -

مرزوق ابو بکر التیمی رح - ام درداء رضی اللہ عنہا کے شاگرد ہین اور ترمذی مین اونکی روایتین موجود ہین -

مسعر ابن کدام رح - عطا اور سعید ابن ابی بردہ و حکم رحمہم اللہ کے شاگرد ہین اور کل صحاح ستہ مین اونکی روایتین موجود ہین شعبہ کہتے ہین کہ صدق کی وجہ سے اونکا نام مصحف رکھا گیا تھا -

مسلم ابن کیسان الملائی الکوفی رح - انس اور عبدالرحمن ابن ابی لیلے رضی اللہ عنہما کے شاگرد ہین اور ترمذی وغیرہ مین اونکی روایتین موجود ہین -

مکحول الشامی رح - واثلہ اور انس رضی اللہ عنہما کے شاگرد ہین اور مسلم وغیرہ مین اونکی روایتین موجود ہین -

معاویہ ابن اسحق رح - عائشہ رضی اللہ عنہا کے شاگرد ہین اور بخاری وغیرہ مین اونکی روایتین موجود ہین -

منصور ابن زاذان الواسطی رح - انس اور ابو العالیہ رضی اللہ عنہما کے شاگرد ہین اور کل صحاح ستہ مین اونکی روایتین موجود ہین

منصور ابن المعتمر ابو عتاب الکوفی رح - ابراہیم اور ابو وائل اور ذر بن عبداللہ رضی اللہ عنہم کے شاگرد ہین اور کل صحاح ستہ مین اونکی روایتین موجود ہین -

موسی بن طلحہ بن عبیداللہ التیمی رح - اپنے والد اور عثمان رضی اللہ عنہ کے شاگرد ہین اور کل صحاح ستہ مین اونکی روایتین موجود ہین -

موسی ابن مسلم الکوفی رح - ابراہیم تیمی رضی اللہ عنہ کے شاگرد ہین اور ابوداؤد وغیرہ مین اونکی روایتین موجود ہین -

میمون بن سیاہ البصری رح - انس رضی اللہ عنہ وغیرہ کے شاگرد ہین اور بخاری وغیرہ مین اونکی روایتین موجود ہین

میمون ابن مہران رح - ابوہریرہ اور ابن عباس اور ایک جماعت صحابہ کے شاگرد ہین اور صحاح ستہ مین اونکی روایتین موجود ہین -

نافع مولی عمر ابن الخطاب رضی اللہ - ابن عمر اور ابو لبابہ اور ابوہریرہ اور عائشہ رضی اللہ عنہم کے شاگرد ہین اور

کل صحاح ستہ مین اونکی روایتین موجود ہین۔

ہشام ابن عروہ رح۔ فاطمہ بنت المنذر اور ابوسلمہ کے شاگرد ہین اور ایوب و ابن جریج و شعبہ و معمر رح وغیرہ کے استاد۔ کل صحاح ستہ مین اونکی روایتین موجود ہین۔

یحیی بن ابی حیہ الکوفی رح۔ عبدالرحمن ابن ابی لیلی رضی اللہ عنہ کے شاگرد ہین اور ابوداؤد وغیرہ مین اونکی روایتین موجود ہین

یحیی ابن عبداللہ ابوالحارث رح۔ سالم ابن ابی الجعد رضی اللہ کے شاگرد ہین اور ابوداؤد وغیرہ مین اونکی روایتین موجود ہین۔

یزید ابن صہیب رح۔ ابن عمر اور جابر رضی اللہ عنہما کے شاگرد ہین اور بخاری مسلم وغیرہ مین اونکی روایتین موجود ہین

یہ ہین امام صاحب کے اساتذہ۔ آپنے دیکھ لیا کہ اکثر اساتذہ امام صاحب کے تابعین اور صحابہ کے شاگرد ہین جنکی روایتین صحاح ستہ مین موجود ہین اور جنکی روایتین بعضے محدثین نے نہین لین اوسکی عام وجہ یہ ہے کہ بُعد زمانہ کی وجہ سے معرفت کے اکثر ذریعے مسدود ہوجاتے ہین اور کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ مخالفون اور حاسدون کی افترا پردازیان مشہور ہوجاتی ہین جس سے متاخرین کو اون مین اشتباہ پیدا ہوتا ہے اور اونکی حدیثون کو ترک کر دیتے ہین بخلاف اسکے معاصرت مین ایسا اتفاق کم ہوتا ہے کیونکہ آدمی اپنی ذات سے تحقیق کر سکتا ہے۔ اسیکو دیکھ لیجئے کہ امام صاحب پر کیسے کیسے طعن ہوے جو ابتک مخالفون کے زبان زد ہین۔ مگر عبداللہ ابن مبارک وغیرہ اکابر محدثین نے جو امام صاحب کے معاصر تھے خود جاکر تحقیق کر لی اور جب دیکھا کہ سب محض کذب و افترا ہین آپکو اپنا استاد بنا لیا۔ اسیوجہ سے ابن سیرین رح فرماتے ہین جیسا کہ ترمذی شریف مین ہے روی عن ابن سیرین انہ قال ان الرجل لیحدثنی فما اتہمہ ولکن اتہم من فوقہ یعنی مین اپنے استاد پر تہمت نہین لگا سکتا البتہ اونکے اوپر کے لوگون کو متہم سمجھ سکتا ہون" اسکی وجہ یہی ہے کہ کسیکو جب اپنا استاد بناتے ہین تو اول اوسکی حالت کی تحقیق کر لیتے ہین اسلئے کہ علی کرم اللہ وجہہ سے مروی ہے انظروا ممن تاخذون ہذا العلم فانما ہو الدین یعنے تحقیق کر کے کسیکو اپنا استاد بنایا کرو کیونکہ علم ہی دین ہے

اور جامع الصغیر مین اسکی موید حدیث مرفوع موجود ہے ان ہذا العلم دین فانظروا عمن تاخذون دینکم ک عن انس السجزی عن ابی ہریرہ اور بعد تحقیق تہمت لگانے کا موقع نہین بخلاف اوپر کے لوگون کے کہ اونکی جرح تعدیل کا مدار تقلید پر ہے۔ یہی وجہ ہے کہ امام بخاری رح کے بعضے اساتذہ ایسے بھی ہین کہ امام مسلم وغیرہ نے اون مین کلام کر کے اونکی روایتون کو داخل صحاح نہین کیا اور چونکہ بخاری رح کے نزدیک اونکا صدق مسلم

ہوگیا تہا اسلیئے اونکو استاد بنالیا ۔ الغرض امام صاحب کے جتنے اساتذہ ہین اون مین کلام کی گنجایش نہین کیونکہ اپنی ذاتی تحقیق سے امام صاحب نے اونکو استاد بنالیا تھا اور متاخرین کی جرح جو تقلید پر مبنی ہے اوس ذاتی تحقیق کے مقابلہ مین مفید نہین ۔ اب رہے استادون کے استاد سو وہ صحابہ تھے جن مین کسیکو کلام کی گنجایش نہین جیسا کہ اصول حدیث مین مسلم ہے کہ صحابہ کل عدول ہین اور جو روایتین امام صاحب کے اساتذہ نے تابعین سے کی ہین اون مین بھی جرح کا احتمال بہت کم ہے جیسا کہ اہل بصیرت پر پوشیدہ نہین ۔

الحاصل امام صاحب کو جتنی روایتین پہونچی ہین اونکی صحت مین کلام نہین اور اگر کسی روایت مین متاخرین کو کلام ہو تو بمقابلہ تقدم زمان وقلت وسائط وجلالت شان امام ودیگر قراین قابل اعتبار نہین ۔

غرضکہ اکابر محدثین کی چشم دید گواہیون سے ثابت ہے کہ نہ کوئی عقل وفہم مین امام صاحب کا نظیر تھا نہ قوت حافظہ مین اور امام صاحب کی نشو ونما ایسے شہر مین ہوی جو قبۃ الاسلام اور مرجع علما ومحدثین تہا اور علاوہ اسکے دوسرے شہرون مین بھی آپنے طالب علمی کی ۔ اور چار ہزار استادون سے سرمایہ حدیث فراہم کیا ۔ اور تدین وخداترسی کا وہ حال کہ سرآمد روزگار تھے جسکا حال انشاء اللہ تعالی معلوم ہوگا ۔ اب ان تمام امور کے لوازم اور متعلقات العادیۃ مین غور کرنے سے اہل انصاف بآسانی معلوم کرسکتے ہین کہ امام صاحب کو فن حدیث مین جو تبحر حاصل تھا وہ فوق تھا ۔ یہ بات ہم اپنے قیاس سے نہین کہتے بلکہ اکابر محدثین نے اوسکی تصریح کی ہے چنانچہ کردری رح نے مناقب مین یزید بن ہراون کا قول نقل کیا ہے کہ مین نے علما سے سنا ہے کہ ابوحنیفہ کے زمانہ مین اونکا نظیر تلاش کیا گیا مگر نہ ملا ۔ اسیوجہ سے یزید بن ہرون قائل تھے کہ امام صاحب اعلم الناس ہین جیسا کہ موفق نے لکہا ہے

م ۔ ابوبکر ابن عیاش کہا کرتے تھے کہ ابوحنیفہ اپنے زمانہ کے لوگون مین افضل تھے ۔

م ۔ ابویحیی حمانی کہتے ہین کہ مین نے ابوحنیفہ رح سے بہتر شخص کو کبھی نہین دیکھا ۔

م ص ۔ عبداللہ بن مبارک رح کہتے ہین ابوحنیفہ افقہ الناس تھے مین نے فقہ مین اونکا مثل نہین دیکھا

ص ک ۔ اعمش کہتے ہین کہ ابوحنیفہ وہ مسائل جانتے ہین کہ نہ حسن بصری جانتے ہین نہ ابن سیرین نہ قتادہ نہ بتی نہ اونکے سوا اور کوئی ۔

م ص ک ۔ خارجہ ابن مصعب کہتے ہین کہ ایک ہزار سے زیادہ علما سے مین نے ملاقات کی ہے مگر علم وعقل مین مین نے کسیکو ابوحنیفہ کا نظیر نہین پایا ۔ اونکے روبرو آتے ہی اونکے علم اور زہد اور ورع اور صیانت نفس کی وجہ سے آدمی کی یہ حالت ہوجاتی تہی کہ اپنے نفس کو حقیر سمجھکر متواضع ہوجاتا تہا ۔

م ص - ایکبار ابن مبارک رہ کی مجلس مین امام صاحب کا ذکر کسی نے بے طوری سے کیا آپنے فرمایا کہ تمام علما مین سے ایک تو ابو حنیفہ کا مثل پیش کرو ورنہ ہمارا پیچھا چھوڑ دو اور ہمکو عذاب مین نہ ڈالو مین اونکی مجلس مین اکابر کو دیکھتا تھا کہ صغیر معلوم ہوتے تھے اونکی مجلس مین مین اپنے آپ کو جسقدر ذلیل پاتا تھا کسی مجلس مین نہین پایا یعنے اونکے مقابلہ مین اپنے علم کی کوئی ہستی نہ تھی"

خ سفیان ثوری رہ کا قول ہے کہ ابو حنیفہ کی مخالفت ایسا شخص کرسکتا ہے جو اون سے قدر او علم مین بڑھا ہو اور ایسا شخص کہان ہے۔

م ص - سفیان ابن عینیہ رہ کہتے ہین کہ عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما اپنے زمانہ کے عالم تھے اونکے بعد شعبی رہ اپنے زمانہ کے عالم ہوئے اونکے بعد ابو حنیفہ رہ اپنے زمانہ کے عالم ہوئے یعنے ان ثلثہ میں ہر ایک اپنے اپنے زمانہ مین بے مثل تھے۔

ح - سفیان بن عینیہ کا قول نقل کیا ہے کہ ابو حنیفہ کا مثل میری آنکھون نے نہین دیکھا"

ک - سیب ابن شریک کہتے ہین کہ اگر تمام شہرون کے لوگ اپنے اپنے علما کو لائین اور ہم ابو حنیفہ کو پیش کرین تو وہ ہمارا مقابلہ نکرسکینگے۔

ک - خلف ابن ایوب کہتے ہین کہ امام صاحب کے زمانہ مین اونسے علم مین بڑھا ہوا کوئی نہ تھا"

م ک - ابو معاذ خالد بن سلیمان بلخی کہتے ہین کہ ابو حنیفہ رہ سے افضل شخص مین نے نہین دیکھا"

ک م ص - حمانی کہتے ہین شریک رہ ایک روز اپنی مسجد مین بیٹھے تھے کہ قریش کی ایک قوم آئی اور ابو حنیفہ رہ کا ذکر کرکے پوچھا کہ آپکا کیا حال تھا کہا وہ ایک اجنبی شخص تھے ہم مین سے نہ تھے مگر ہم سب پر غالب آگئے۔

م ہب ک - عبدالرحمن بن مہدی کہتے ہین کہ ابو حنیفہ رہ علما کے قاضی القضاۃ ہین - یعنے جس مسئلہ مین انہون نے فیصلہ کردیا اوسکو کوئی توڑ نہین سکتا۔

ت ح - مکی ابن ابراہیم کہتے ہین کہ ابو حنیفہ اپنے زمانہ کے علما مین اعلم تھے یعنے علم مین سب سے زیادہ تھے امام صاحب کے زمانہ کے علما امام مالک اوزاعی سفیان ثوری مسعر او عبداللہ ابن مبارک وغیرہ صدہا محدثین تھے جنکے شاگرد وہین اصحاب صحاح ستہ کے معتمد اساتذہ تھے اون سب کے علم پر امام صاحب کے علم کو مکی ابن ابراہیم جیسے شیخ جلیل القدر ترجیح دے رہے ہین یہ وہی مکی ابن ابراہیم رہ ہین جنکا حال امام ذہبی رہ نے

تذکرۃ الحفاظ مین لکھا ہے کہ وہ ابوحنیفہ کے شاگرد اور بخاری وغیرہ کے استاد ہین"

امام بخاری رح انکی شاگردی پر جس قدر ناز کرین بجا ہے اسلئے کہ اکثر ثلاثیات کا افتخار جو اونکو حاصل ہے انہی حضرت کے طفیل سے ہے کیونکہ وہ امام صاحب کے شاگرد ہین اور امام بخاری رح کے زمانہ تک زندہ رہے

ص - مکی ابن ابراہیم حدیث اور فقہ مین ابوحنیفہ رح کے شاگرد تھے اور اون سے نہایت محبت رکھتے تھے اور اون کے مذہب کے باب مین نہایت متعصب تھے۔ اسمعیل ابن بشر کہتے ہین کہ ایکبار مکی ابن ابراہیم کی مجلس مین مین حاضر تہا اونہون نے کہا حدثنا ابوحنیفہ ایک شخص نے کہا حضرت ابن جریج کی کوئی روایت بیان کیجئے ابوحنیفہ کی روایت کی ہمین ضرورت نہین۔ یہ سنتے ہی نہایت غضبناک ہوکر کہا اے شخص میری مجلس سے اٹھ جا اور جب تک وہ اٹھایا نہین گیا کوئی روایت نہین بیان کی۔ اب غور کیا جاے کہ مکی ابن ابراہیم اور اکابر محدثین جب یہ کہہ رہے ہین کہ ابوحنیفہ اعلم الناس تھے جنکا نظیر تلاش کرنے پر بھی نہ ملا تو ان چشم دید گواہیون کے مقابلہ مین اگر کوئی آخری زمانہ والا ہندوستانی کہے کہ ابوحنیفہ ایک بے علم شخص تھے جنکو حدیثین پہونچی ہی نہین تو اوسکو کیا کہنا چاہئے۔

ت - شداد ابن حکیم کہتے ہین کہ ابوحنیفہ سے اعلم مین نے نہین دیکھا۔

خ - امام شافعی رح نے امام مالک رح سے کئی محدثین کا حال دریافت کرکے ابوحنیفہ رح کا حال پوچھا۔ فرمایا سبحان اللہ لم ار مثلہ یعنے وہ عجیب شخص تھے اونکا مثل مین نے نہین دیکھا۔

م ص ک - معروف ابن حسان کہتے ہین کہ مین نے اپنے ملاقاتی علما مین ابوحنیفہ رح کا مثل علم فقہ۔ ورع اور صیانت مین نہین دیکھا۔

م ص ک - یوسف ابن خالد السمتی کہتے ہین کہ ابوحنیفہ دریاے بے پایان تھے اونکی عجیب شان تھی مین نے اونکا مثل دیکھا نہ سنا۔

م ص - خلف ابن ایوب کہا کرتے تھے کہ ابوحنیفہ ایک نادر الوجود شخص ہین۔

م ص - ابو یوسف رح کہتے ہین کہ پہلے مین ابن ابی لیلے کے حلقہ مین جایا کرتا تھا اوسکے بعد ابوحنیفہ کے حلقہ مین جانا شروع کیا۔ ایکبار ابن ابی لیلے سے ملاقات ہوی انہون نے امام صاحب کی خیریت پوچھی پھر کہا اونکو مت چھوڑو حضرا و حلم مین اونکا مثل تمنے نہین دیکھا انتہی

یہ بات متعدد روایتون سے ثابت ہے کہ ابن ابی لیلی اور امام صاحب مین سخت مخالفت تھی مگر طبیعت مین آمد تھی

انصاف تہا اسلئے واقعی بات کہنے مین ذرا بھی تامل نہ کیا۔ الحاصل موافق مخالف سب قائل تھے کہ علم اور فقہ مین امام صاحب کا مثل نہین۔

ص ک۔ سعید ابن ابی عروبہ نے امام صاحب سے کئی مسائل مین گفت وگو کی آخر کہدیا کہ ہمنے جو متفرق اور مختلف مقامون سے حاصل کیا تہا وہ سب آپکے پاس مجتمع ہے۔

سعید ابن ابی عروبہ نے جو مختلف مقامون کا ذکر کیا اوسکی خاص وجہ یہ ہے کہ اونہون نے بہت سے اساتذہ سے علم حاصل کیا ہے جیساکہ امام ذہبی رحمۃ نے تذکرۃ الحفاظ مین لکھاہے کہ حدث عن الحسن وابی نضرۃ العبدی وابی رجاء العطاردی والنضر ابن انس وقتادۃ ومطر الوراق وخلق کثیر۔ دیکھئے جو حدیثین انہون نے ایک خلق کثیر سے حاصل کی تہین سب امام صاحب کے پاس جمع تھے تو کیا اسکا یہی مطلب ہوگا کہ امام صاحب فن حدیث سے ناواقف تھے۔

ت۔ خلف ابن ایوب کہتے ہین کہ علم خدائے تعالی کی طرف سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا پھر صحابہ مین تقسیم ہوا پھر تابعین مین اونکے بعد ابوحنیفہ اور اونکے اصحاب مین آیا۔

م ص ک۔ عبداللہ ابن مبارک کہتے ہین اگر یہ خوف نہوتا کہ افراط کی نسبت میری طرف کی جاویگی تو ابوحنیفہ رحمۃ پرکسیکو مقدم نکرتا۔

م ص ک۔ بحر سقا کہتے ہین کہ مین ابوحنیفہ رحمۃ سے علمی مسائل مین کلام کیا کرتا تھا ایک روز انہون نے کہا تم اپنے نام کی طرح بحر ہو مین نے کہا اگر مین بحر ہون تو آپ بحور ہو۔

م ص۔ حسن بن زیاد لولوی کہتے ہین کہ ابوحنیفہ ایک دریائے بے پایان تھے اونکے علم کی انتہا معلوم نہوسکی۔

ک۔ اسرائیل ابن یونس کی مجلس مین امام صاحب کا ذکر آیا اونہون نے کہا کہ اس زمانہ مین لوگ جن چیزون کی طرف محتاج ہین اونکو وہ سب سے زیادہ جانتے ہین۔

ت۔ اسرائیل بن یونس کہتے ہین کہ جس حدیث مین فقہ کا کوئی مسئلہ ہوا وسکو ابوحنیفہ خوب یاد رکہتے تھے تہذیب التہذیب مین اسرائیل بن یونس کے ترجمہ مین لکھاہے کہ انہون نے ایک خلق کثیر سے روایت کی ہے دیکھئے جنہون نے ایک خلق کثیر سے سرمایہ حدیث حاصل کیا اور حافظہ اونکا اسقدر کہ امام احمد ابن حنبل رحمۃ جیسے قوی الحفظ اونکے حافظہ پر تعجب کرتے تھے جیساکہ تہذیب التہذیب مین لکھاہے جب ایسے شخص کہین کہ لوگ جن چیزون کی طرف محتاج ہین ابوحنیفہ اونکو سب سے زیادہ جانتے ہین اور خود

کیجئے کہ امام صاحب کے پاس محتاج الیہ سرمایہ حدیث کس قدر ہوگا ۔ ہمنے مانا کہ لوگوں کو اوس زمانہ مین تدوین فقہ کی احتیاج تھی مگر اوسکے ساتھہ یہ بھی ماننا پڑیگا کہ فقہ بغیر حدیث کے مدون نہین ہوسکتی تھی اس سے یہ لازم ہے کہ بقول اسمٰعیل رح امام صاحب فقہ اور حدیث دونون مین سب سے بڑے ہوے تھے ۔ چنانچہ یہی بات اعمش رح نے کھلے لفظون مین فرمایا کہ آپ فقہ اور حدیث دونون کو خوب جانتے ہو ۔

ک ۔ حفص ابن غیاث رح فرماتے ہین کہ ابوحنیفہ رح کے جیسا عالم اون احادیث کا مین نے نہین دیکہا جو احکام مین مفید اور صحیح ہون ۔

حفص رح چونکہ خود فقیہ تھے جیسا کہ تہذیب التہذیب مین لکہا ہے اسلئے انہون نے ایک چھوٹے سے جملہ مین امام صاحب کی نہایت وسیع تعریف کی اسلئے کہ امام صاحب کو تدوین فقہ مین انھی احادیث کی ضرورت تھی جو مفید احکام اور صحیح ہون کسی مسئلہ مین ایک صحیح حدیث موجود ہو تو وہ سو غیر صحیح حدیثون سے بہتر سمجھی جائیگی امام صاحب نے چار ہزار شیوخ سے جو حدیثین لی تہین اون مین غور و فکر کرکے اونہی حدیثون کو مستحضر کرلیا تھا جن سے احکام کا استنباط ہوسکتا تہا اور وہ صحیح بہی تہین ۔ اب غور کیجئے کہ جو کہا جاتا ہے کہ فقہ صحیح حدیثون کے مخالف ہے کس قدر زیادتی ہے اکابر محدثین کی شہادتون سے تو یہ ثابت ہے کہ امام صاحب کے زمانہ مین جو حدیثین صحیح سمجھی جاتی تہین فقہ اونکے موافق ہے ۔

م ص ک ۔ محمود ابن شریک کہتے ہین کہ انبانا عبداللہ بن یزید قال حدثنا ابوحنیفۃ شاہ مردان یعنے عبداللہ بن یزید مقری امام صاحب سے حدیث کی روایت کرتے تو اونکا نام شاہ مردان کے لقب کیساتھ لیتے اور لکہا ہے کہ جہد شاہنشاہ بھی کہتے تھے ۔

م ک ص ۔ ابوعصمہ کا قول نقل کیا ہے کہ مین نے بہت سی حدیثین جو اساتذہ سے سنی تہین ابوحنیفہ رح پر پیش کین اونہون نے ہر ایک کا ضروری حال بیان کردیا کہ فلان حدیث لینے کے قابل ہے اور فلان نہین ۔ اب مجھے افسوس آتا ہے کہ کل حدیثین اونکو کیون نہین سنائین ۔ اسی سے امام صاحب کی حدیث دانی کا بہی حال معلوم ہوگیا کہ ہر حدیث کے مالہ وما علیہ کو بھی خوب جانتے تھے یہی وجہ تھی کہ محدثین بھی امام صاحب کو امام کہتے تھے چنانچہ تذکرۃ الحفاظ مین لکہا ہے کہ ابوداؤد سجستانی رح صاحب سنن کا قول ہے ان اباحنیفۃ کان اماما یعنے وہ کہتے ہین کہ یہ بات یقیناً ثابت ہے کہ ابوحنیفہ امام تھے ۔

ک ۔ ابراہیم ابن طہمان کہتے ہین کہ ابوحنیفہ ہر بات کے امام ہین ۔

ک۔ ابو امیہ سے پوچھا گیا کہ عراق سے جو علما آپکے پاس آئے اون مین افقہ کون ہین کہا ابو حنیفہ لعدوی رحمۃ اللہ علیہ

ک۔ ابن مبارک رہ فرماتے ہین کیف تقولون الامام الاعظم لا یعرف الحدیث "یعنے امام اعظم کی نسبت یہ کیونکر کہہ سکتے ہو کہ وہ حدیث نہین جانتے تھے۔ مطلب یہ کہ جو اور اماموں سے بڑا امام ہو کیا ممکن ہے کہ وہ حدیث ہی کو نہ جانے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ امام صاحب کو امام اعظم کا لقب امیر المومنین فی الحدیث دیعنے ابن مبارک نے) دیا ہے جنکا اتباع کل محدثین کو لازم ہے۔ اسیوجہ سے امام ذہبی رہ نے تذکرۃ الحفاظ مین آپکے ترجمہ کی ابتدا یون کی ہے ابو حنیفہ الامام الاعظم فقیہ العراق النعمان ابن ثابت۔

م ص ک۔ امام ابو یحیی زکریا ابن یحیی نیشاپوری نے اپنی کتاب مناقب ابی حنیفہ مین یحیی بن نصر ابن حاجب سے روایت کی ہے وہ کہتے ہین کہ مین نے ابو حنیفہ رہ سے سنا ہے فرماتے تھے کہ کئی صندوق حدیثین میرے پاس ہین اون مین سے بہت تہوڑی حدیثین نکالی ہین جن سے انتفاع ہو۔ انتہی۔

کشف بزدوی مین بھی یہ روایت موجود ہے۔ چونکہ امام صاحب کا حافظہ نہایت قوی تھا اس سے ظاہر ہے کہ وہ کئی صندوق حدیثین آپکو ازبر یاد تھین جنکو آپ اجتہاد کے وقت مستحضر رکھتے تھے مگر چونکہ روایت کا کام آپنے اپنے ذمہ نہین لیا تھا اسلیئے وہ روایتین آپ سے مروی نہین۔ آپکی عادت تھی کہ اجتہاد کے وقت جب کوئی مسئلہ پیش ہوتا تو اہل حلقہ سے فرماتے جنکو جو کچھ احادیث و آثار یاد ہون پیش کردین۔ اوسکے بعد آپ تقریر کرتے اثنائے تقریر مین جس بات پر آپکو بمقتضائے اجتہاد زور دینا منظور ہوتا اور اوسکی موید اہل حلقہ کی پیش کردہ حدیثون مین کوئی حدیث نہوتی تو ایسے موقع مین آپ اپنی ذاتی مرویات کو بیان کردیتے۔ یہ طریقہ آپنے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا اختیار کیا تہا کہ جب کسی واقعہ مین اشد ضرورت ہوتی اور کسی کو اوس واقعہ سے متعلق کوئی حدیث یاد نہوتی تو آپ بیان کردیتے جیسا کہ کتب سیر وغیرہ سے ظاہر ہے۔

اوپر یہ بات معلوم ہو چکی ہے کہ اعمش رہ جو مصحف کہے جاتے تھے اونہون نے بھی امام صاحب کے محدث ہونے کو تسلیم کرلیا ہے۔

امام صاحب صرف کثرت سرمایہ حدیث ہی کی وجہ سے امام نہین سمجھے جاتے تھے بلکہ ایک وجہ یہ بھی تھی کہ آپ احادیث کے معنی اس خوبی سے کرتے تھے کہ کسی قسم کا اشکال باقی نہین رہتا تھا۔

م ک۔ خلف ابن ایوب کہتے ہین کہ مین علما کی مجلسون مین جایا کرتا تھا جو بات سمجھ مین نہ آتی تو مجھے غم ہوتا اور ابو حنیفہ سے جب وہی بات پوچھتا تو اشکال حل ہو جاتا جس سے دل مین نور پیدا ہوتا تہا۔

م ص ح ک - میں لکھا ہے کہ حافظ محمد ابن میمون قسم کھا کر کہتے تھے کہ ابوحنیفہ کے افادات سننے میں جس قدر مجھے خوشی ہوئی لاکھ اشرفی ملنے میں بھی نہیں ہو سکتی۔

یہ نور و سرور جو امام صاحب کے افادات سے حاصل ہوتا تھا اوسکی وجہ یہی تھی کہ احادیث کے مضامین غامض جن تک محدثین کے فہم وادراک کی رسائی تھی امام صاحب اونکو نہایت عمدگی سے بیان کرتے تھے جسکو طالبین کمال اصل علم سمجھتے تھے۔

ک - شداد بن حکیم کہتے ہیں کہ نوح ابن مریم جب کوئی روایت سلف سے کرتے تو اوسکے آخر میں ابوحنیفہ رح کا قول ضرور بیان کر کے کہتے کہ جسطرح انہوں نے علم کی تفسیر کی ہے کسی نے نہیں کی۔

م ص ک - معروف ابن عبداللہ کہتے ہیں کہ ایک روز میں علی بن عاصم کی مجلس میں تھا انہوں نے سب سے کہا کہ تم لوگ علم سیکھو ہمنے کہا کیا آپ سے جو کچھ ہم سنتے ہیں وہ علم نہیں کہا علم وہ ہے جو ابوحنیفہ جانتے ہیں اور کہا کہ اگر ابوحنیفہ کا علم اونکے زمانہ کے تمام علما کے ساتھ وزن کیا جاتا تو انہی کا علم غالب ہوتا۔

م ص ک - ابوسفیان حمیری رح کہا کرتے تھے کہ ابوحنیفہ اس امت کے بہترین اشخاص سے ہیں سخت مسائل کا کشف اور احادیث مبہمہ کی تفسیر جو انہوں نے کی کسی سے نہو سکی۔

م ص ک - مقاتل ابن سلیمان رح کہتے ہیں کہ میں نے ابوحنیفہ رح کو علم کی تفسیر کرتے دیکھا ایسی تفسیر کرتے تھے کہ اوس سے تسکین ہو جاتی تھی۔

م - فضل ابن موسی سینانی کہتے ہیں کہ ہم حجاز اور عراق کے علما کی مجلسوں میں پھرا کرتے تھے مگر جو برکت اور نفع ابوحنیفہ رح کی مجلس میں تھا وہ کہیں نہ تھا۔

ک - ایک روز وکیع رح کی مجلس میں ایک حدیث پیش ہوئی جسکا مضمون مشکل تھا وہ کھڑے ہو گئے اور ٹھنڈی سانس بھر کے کہا اب ندامت سے کیا فائدہ کہاں ہیں وہ شیخ یعنے ابوحنیفہ جن سے ایسی مشکل حل ہوتی۔

خ - ابن مبارک رح نے امام صاحب کی قبر پر کھڑے ہو کر کہا کہ ابراہیم نخعی اور حماد ابن سلیمان نے مرتے وقت اپنا خلیفہ چھوڑا تھا خدا آپ پر رحم کرے کہ اپنا خلف روی زمین پر نہیں چھوڑا یہ کہکر زار زار دیر تک روتے رہے۔

ک - امام ابویوسف رح کہتے تھے کہ مجھے آرزو آتی ہے کہ ابوحنیفہ رح کی ایک مجلس مجھے نصیب ہو اور میں اپنا آدھا مال اوسکے لئے صرف کر دوں ملکہا ہے کہ اوس زمانہ میں بیس لاکھ درہم اونکے ملک میں تھے اصمعی رح نے اس آرزو کی وجہ دریافت کی کہا کہ بعضے مسائل میں خدشے ہیں جنکے حل کی نہایت ضرورت ہے

م ص - خلاد سکونی کہتے ہین کہ ایک روز مین زہیر بن معاویہ کے یہان گیا اونہون نے پوچھا کہان سے آتے ہوئین نے کہا ابو حنیفہ کے پاس سے یہ سنتے ہی اونہون نے کہا خدا کی قسم اونکے پاس ایک روز بیٹھنا میرے پاس ایک مہینہ بیٹھنے سے زیادہ تم کو نفع دیگا" یہ ہین نفوس قدسیہ کے آثار و علامات کہ باوجودیکہ منشا حسد کا قائم ہے مگر واقعی فضیلت بیان کرنے اور خود اپنے آپ پر ترجیح دینے مین ذرا بھی تامل نہین۔ اور قابل قبول بھی ایسی ہی شہادتین ہوتی ہین۔ بخلاف اسکے جو بدگوئیان معاصرین مین باہم ہوتی ہین۔ چنانچہ امام صاحب کی نسبت بھی بہت سارے الزام لگائے گئے جنکا منشا صرف حسد تھا سو وہ اس قابل بھی نہین کہ توجہ سے سنے جائین اسیوجہ سے محدثین اہل تحقیق نے قاعدہ ٹھیرا دیا ہے کہ اس قسم کی جرحین بے اعتبار محض ہین۔

ک - وکیع رح محدثین سے کہا کرتے تھے کہ اے قوم تم حدیثین طلب کرتے ہو اور اونکے معنی نہین طلب کرتے اس مین تمہاری عمر اور دین ضائع ہوجائیگا مجھے آرزو آتی ہے کہ ابو حنیفہ کی فقہ کا عشر عشیر سمجھین ہوتا ایک روز انہون نے حضار مجلس سے فرمایا۔ لوگو۔ حدیث سننا بغیر فقہ کے تمکو کچھ نفع نہ دیگا اور تم مین سمجھ پیدا نہوگی جب تک اصحاب ابو حنیفہ کے ساتھ نہ بیٹھوگے اور وہ اونکے اقوال کی تفسیر بیان کریگے

م ص ک - ابن مبارک کہتے ہین کہ ابو حنیفہ کی رائے مت کہو بلکہ تفسیر حدیث کہو۔
اس سے ظاہر ہے کہ امام صاحب کے اقوال حدیث کی تفسیر ہین۔

م ص - یوسف ابن خالد سمتی رح کہتے ہین کہ مین بصرہ مین عثمان تیمی رح کی خدمت مین جایا کرتا تھا اوس زمانہ مین مجھے یہ خیال پیدا ہوگیا تھا کہ بصرہ کا فی علم سے مجھے حاصل ہوگیا ہے مگر جب ابو حنیفہ رح کی خدمت مین حاضر ہوا تو اوسوقت میری آنکھین کھلین اور یہ معلوم ہوا کہ علم کچھ بھی مجھے نہین آیا پھر جو کچھ حاصل ہوا وہ ابو حنیفہ رح کی خدمت مین حاصل ہوا" ابتدا مین اونہون نے صرف کثرت احادیث ہی کو علم سمجھ رکھا تھا جس طرح عموماً محدثین کا خیال تھا مگر جب اونہون نے امام صاحب کی مجلس کو دیکھا اور نادرنادر مضامین احادیث کی تفسیر مین سنے اوسوقت معلوم ہوا کہ علم الفاظ اور تحت اللفظ ترجمہ کا نام نہین بلکہ علم چیزے دیگر ہے جسکے لئے امام اعظم کی ضرورت ہے۔

م ص ک - شداد ابن حکیم کہتے ہین کہ اگر خدائے تعالی ہم پر احسان نہ فرماتا ابو حنیفہ اور اونکے اصحاب کے وجود سے جنہون نے علم کو ظاہر کیا اور اوسکی شرح کی تو ہم نہ جان سکتے کہ کس چیز کو اختیار کرلین اور کس کو نہین۔

م ص ک ۔ ابن مبارک اپنے شاگردون سے کہا کرتے تھے کہ آثار و احادیث کو لازم سمجھو مگر اونکے سمجھنے کیلئے ابو حنیفہ کی ضرورت ہے کیونکہ وہ حدیث کے معنی جانتے ہین ۔ اور لکھا ہے کہ ابن مبارک رحمہ فرمایا کرتے تھے کہ علما ابو حنیفہ سے مستغنی نہین ہو سکتے کچھ نہین تو تفسیر حدیث مین تو ضرور محتاج ہین ۔ دیکھیے امیر المؤمنین فی الحدیث تو یہ فرما رہے ہین کہ ہر محدث تفسیر حدیث مین ابو حنیفہ کا محتاج ہے اور آخری زمانہ کے مولوی کہتے ہین کہ ابو حنیفہ کے اقوال دیکھنا درست نہین ۔ اگر ابو حنیفہ ہی کی مخالفت ہوتی تو مضائقہ تھا مگر افسوس یہ ہے کہ امیر المؤمنین فی الحدیث کی بھی مخالفت کی جا رہی ہے ۔

م ک ۔ محدثین کہا کرتے تھے کہ عبد اللہ ابن مبارک ۔ ابو حنیفہ سے علم مین بڑے ہوے ہین ابو سعید ابن معاذ نے یہ سنکر کہا کہ ان لوگونکی مثال رافضیون کی سی ہے ۔ کہ علی کرم اللہ وجہہ کو اپنا امام بنالیا اور خود اونہون نے جنکو اپنا امام بنایا تھا یعنے ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہما کو امام نہین سمجھتے اسی طرح یہ لوگ بھی عبد اللہ ابن مبارک کو اپنا امام قرار دیتے ہین اور خود اونہون نے جو ابو حنیفہ کو اپنا امام بنایا تھا اونکو امام نہین سمجھتے ۔ بات یہ ہے کہ بمصداق انما یعرف الفضل من الناس ذووہ اہل فضل کی قدر و منزلت اہل فضل ہی جانتے ہین باوجودیکہ سفیان ثوری اور امام صاحب مین بمقتضاے بشریت کسیقدر رنجش بھی تھی مگر قدر و منزلت امام صاحب کی جسقدر چاہیے سفیان ثوری رح کے دل مین تھی جیسا کہ اس واقعہ سے ظاہر ہے جو تبییض الصحیفہ وغیرہ مین لکھا ہے کہ ابو بکر ابن عیاش کہتے ہین کہ سفیان ثوری رح کے بھائی کا جب انتقال ہوا تو ابو حنیفہ رح اونکی تعزیت کیلئے گئے سفیان رح اونکو دیکھتے ہی کھڑے ہو گئے اور معانقہ کر کے اونکو اپنی جگہ بٹھلایا اور خود روبرو بیٹھ گئے بعد برخاست مین نے کہا کہ آج آپنے یہ کیا حرکت کی جو ہم سب کو برا معلوم ہوئی فرمایا کیا بات مین نے کہا کہ آپ ابو حنیفہ کیلئے اٹھے اور اونکو اپنی جگہ بٹھا کر خود روبرو بیٹھ گئے ۔ فرمایا اعتراض کی کیا بات ہے مین ایسے شخص کیلئے اٹھا جو علم مین اعلی درجہ پر ہے اگر اونکے علم کی وجہ سے نہ اٹھتا تو عمر کے لحاظ سے اٹھتا اور اگر عمر کے لحاظ سے بھی نہ اٹھتا تو اونکی فقہ کے سبب سے اٹھنے کی ضرورت تھی وہ کہتے ہین کہ اسکا جواب مجھسے نہو سکا ۔

خ ۔ ابو حنیفہ اور سفیان ثوری رحمہما اللہ ایکبار بالاتفاق حج کو گئے اونہون نے التزام کر لیا تھا کہ ہر جگہ ابو حنیفہ رح کو آگے بڑھاتے اور خود پیچھے رہتے تھے اور جو کوئی مسئلہ پوچھتا تو آپ کچھ جواب نہ دیتے یہانتک کہ ابو حنیفہ رح کو جواب دینے کی ضرورت ہوتی ۔

تعظیم ثوری امام صاحب

اکابر محدثین امام صاحب کی تعظیم و توقیر اور ثنا و صفت جو استدر کرتے تھے اوسکا سبب یہی تھا کہ علاوہ دونو علم حدیث کے امام صاحب کا تفقہ مسلم اور شہرۂ آفاق تہا جسکی طرف محدثین محتاج تھے جیسا کہ اوپر معلوم ہوا

ک - ابو حمزہ ثمالی کہتے ہین کہ ہم لوگ امام باقر رہ کی خدمت مین بیٹھے تھے کہ امام صاحب آئے اور چند مسائل پوچھے جب وہ چلے گئے تو امام باقر رہ نے کہا کہ یہ شخص کیسے کثیر الفقہ ہین - امام باقر رہ کا غائبانہ امام صاحب کی کثرت فقہ کی تعریف کرنی اونکی جلالت شان پر دلیل قوی ہے -

م ح ک - یزید ابن ہارون سے کسی نے پوچھا کہ امام مالک رہ کی راے کو آپ اچھی سمجھتے ہو یا ابو حنیفہ کی راے کو ؟ کہا کہ امام مالک سے حدیثین لکھہ لو کیونکہ وہ احادیث کی تحقیق خوب کرتے ہین - اور فقہ ابو حنیفہ اور اونکے اصحاب کا کام ہے گویا وہ اسی کے لئے پیدا کئے گئے ہین -

م ص - علی ابن ہاشم کہتے ہین کہ ابو حنیفہ علم کے خزانہ تھے جو مسائل اعلی درجہ کے عالم پر سخت ہون وہ اون پر آسان تھے

م ص ک - رقبہ بن مسقلہ کہتے ہین کہ ابو حنیفہ رہ نے علم مین ایسا خوض کیا کہ کسی نے کیا نہ تہا اسلئے وہ جو چاہتے تھے اونکو حاصل ہو گیا -

م ص ک - یحیی ابن آدم رہ کہتے ہین کہ ابو حنیفہ رہ نے فقہ مین ایسی کوشش کی کہ اونکی پیشتر کسی نے نہین کی اسلئے خداے تعالے نے اونکو راہ بتلادی اور اوسکو آسان کر دیا - اور خاص و عام نے اونکے علم سے نفع اٹھایا

ک - نضر ابن محمد کہتے ہین کہ میرا ظن غالب ہے کہ اللہ تعالی نے ابو حنیفہ کو رحمت پیدا کیا ہے - اگر وہ نہوتے تو بہت سا علم گم ہو جاتا -

م ص ک - سفیان ابن عیینہ کہتے ہین کہ جب مین سعید ابن ابی عروبہ کے پاس گیا تو انہون نے مجھے کہا کہ تمہارے بلاد سے ابو حنیفہ کی جو خبرین پہونچتی ہین اونسے معلوم ہوتا ہے کہ اونسے افقہ کوئی نہین مجھے آرزو آتی ہے کہ اس شخص کو جو خداے تعالی نے علم دیا ہے وہ تمام مسلمانون کے دلون مین ڈالا جائے اس شخص کیلئے خداے تعالی نے فقہ مین فتحیاب کر دیا گویا کہ وہ اسی کے لئے پیدا کیا گیا ہے -

م ص ک - اصمعی کہتے ہین کہ مین نے ابو عمرو بن علا سے سنا ہے وہ کہتے تھے کہ علم اگر پوچھو تو ابو حنیفہ کا ہے اور ہم لوگ جس علم مین معروف ہین وہ بہت آسان ہے -

م ص - یحیی ابن سعید القطان کہا کرتے تھے کہ جو واقعات لوگون مین وقتاً فوقتاً پیش ہوا کرتے ہین

اون مین حکم شرعی بیان کرنے والا سوا ابو حنیفہ کے کوئی نہین یہ بات اونکے اوائل مین تہی مگر تہوڑے دنون مین اونکا کام ترقی کر گیا۔

م ص ک۔ سفیان ابن عیینہ کہتے ہین کہ جسکو مغازی کا شوق ہو وہ مدینہ جائے اور جو مناسک چاہے تو مکہ جائے اور جو فقہ سیکہنے کا ارادہ کرے وہ کوفہ مین جاکر اصحاب ابو حنیفہ کی صحبت کو لازم پکڑے۔

م ص۔ امام شافعی رح فرماتے ہین کہ جسکو فقہ کی معرفت منظور ہو وہ ابو حنیفہ اور اونکے اصحاب کو لازم پکڑے کیونکہ فقہ مین سب عیال ابوحنیفہ ہین اس سے ظاہر ہے کہ فقہ کے لئے کوفہ اور اوسمین خاص امام صاحب کا حلقہ مخصوص ہے۔

خ۔ قاضی شریک کہتے ہین کہ ابو حنیفہ فقہ مین دقیق النظر اور علم و عمل و ربحث مین اونکا استخراج لطیف ہوتا تہا۔ چونکہ دقت نظر ایک خلقی امر ہے جسمین کسب کو دخل نہین جیساکہ اعمش رح نے امام صاحب سے کہا تہا کہ اگر طلب سے فضیلت حاصل ہوتی تو مین تم سے افقہ ہو جاتا مگر وہ خدا ے تعالی کی طرف سے عطا ہے کما ذکرہ الکردری فی المناقب۔ اس سے ظاہر ہے کہ امام صاحب کو فقہ کے ساتہہ منجانب اللہ وہ خصوصیت حاصل تہی جو دوسرون کو نہتی۔ یہی بات امام مالک رح کے ارشاد سے بہی ثابت ہے جو الخیرات الحسان مین نقل کیا ہے وہ فرماتے ہین کہ ابو حنیفہ کو فقہ کی توفیق دی گئی جس سے اونپر اوسکی مشقت نرہی

ک۔ اسمعیل بن ابان کہتے ہین کہ عبد الرحمن ابن عبد اللہ مسعودی رح نے کہا کہ ابو حنیفہ رح فقہ اور فتوی مین موید من اللہ تہے مین نے یہ قول ابو عبید الغفار پر پیش کیا اونہون نے کہا ہان وہ ہمارے زمانہ کے فقیہ مین پہر قیس بن الربیع پر وہ قول پیش کیا انہون نے بہی کہا کہ مسعودی سچ کہتے ہین غرضکہ امام صاحب کا موفق من جانب اللہ ہونا اوس زمانہ مین مسلم تہا۔

م ص ک۔ سوید بن سعید کہتے ہین اگر ابو حنیفہ اور خدا ے تعالے کے درمیان کوئی امر محکم نہوتا تو اونکو اسقدر توفیق نہوتی۔ کردری نے سوید کو ثقہ لکہا ہے۔

م ص۔ ابو جعفر رح کہتے ہین کہ یہ بات مجہے پہونچی ہے کہ جب ابو حنیفہ پر کوئی مسئلہ مشکل ہوتا تو اپنے اصحاب سے کہتے کہ کوئی گناہ مجہسے صادر ہوا ہے جس کی سزا یہ ہو رہی ہے۔ پہر وضو کرکے دو رکعت نماز پڑہتے اور استغفار کرتے جس سے وہ مسئلہ حل ہو جاتا اور نہایت خوشی سے کہتے کہ مجہے امید ہے کہ میری توبہ قبول ہوگی اسلئے کہ یہ مسئلہ

حل ہوگیا۔ یہ خبر جب فضیل ابن عیاض رح کو پہونچی تو وہ رونے لگے اور کہا کہ یہ اس بات پر دلیل ہے کہ ابوحنیفہ کے گناہ بہت کم تھے دوسرون کو تو تنبہ ہی نہین ہوتا اسلئے کہ گناہ مین غرق ہین؛ دیکھئے امام صاحب پر کسقدر فیضان الہی متصل اور متواتر تہا کہ ہر مسئلہ بمجرد سوال کے آپ بیان کردیتے تھے جیسا کہ اوپر معلوم ہوا اور اگر کسی گناہ کی وجہ سے اوسمین رکاوٹ آجاتی تو استغفار کرنے سے وہ بھی فوراً دفع ہوجاتی اسیوجہ سے اکابر محدثین امام صاحب کو بڑے بڑے نامی گرامی فقہا سے افقہ کہا کرتے تھے۔

م ص ک ۔ نضر ابن علی رح نے ابوعاصم نبیل رح سے پوچہا کہ آپ کے نزدیک ابوحنیفہ افقہ ہین یا سفیان انہون نے خدا کی قسم کہا کر کہا کہ ابوحنیفہ میرے نزدیک ابن جریج سے بھی افقہ ہین میری آنکھون نے اونسے زیادہ فقہ پر اقتدار والا شخص نہین دیکھا؛ اور ایک روایت مین ہے کہ انہون نے جھڑک کر کہا اے جاہل ابوحنیفہ کے یہان کا چھوٹا لڑکا سفیان سے افقہ ہے۔ چونکہ ابوعاصم نبیل رح خود بھی فقیہ تھے جیسا کہ تذکرۃ الحفاظ مین لکھا ہے اسلئے ان حضرات کا موازنہ علم کرکے امام کو ترجیح دی

ک ۔ ابوحنیفہ رح جب مکہ معظمہ جاتے تو ابن جریج اور عبدالعزیز ابن رواد انکے ساتھ اکثر بیٹھتے اور ابن جریج حد سے زیادہ اونکی توصیف کیا کرتے ایکبار اونکی مجلس مین امام صاحب کا ذکر آیا فرمایا وہ بے شک فقیہ ہین اور اس جملہ کو مکرر تین بار کہا۔

م ص ک ۔ حرملہ ابن یزید کہتے ہین کہ مین نے مقری رح سے سنا ہے کہتے تھے کہ کسی جوان شخص کو مین نے ابوحنیفہ سے افقہ نہین دیکھا۔

م ص ک ۔ محمد بن منصور کہتے ہین کہ مین نے خلف ابن عیوب سے سنا ہے کہتے تھے کہ جو شخص ابو کے باب مین افراط نکرے ہم اوس سے بدگمان ہوتے ہین کسی نے پوچھا افراط کی کیا صورت فرمایا یہ کہنا چاہئے کہ اونکے زمانہ مین اونسے اعلم اور افقہ کوئی نہ تہا۔

م ص ۔ عثمان المبتی کا قول ہے کہ حماد اور ابراہیم اور علقمہ اور ابن اسود سے افقہ ابوحنیفہ تھے۔ یہ حضرات مشاہیر فقہا مین ہین جیسا کہ تذکرۃ الحفاظ سے ظاہر ہے۔

م ص ک ۔ یحیٰ ابن آدم کہتے ہین کہ شریک اور داؤد ابوحنیفہ کے مقابلہ مین ایسے تھے جیسے چھوٹے لڑکے کاش وہ اونکا قول ہی سمجھ لیتے؛

م ک ۔ جریر بن عبداللہ کہتے ہین کہ مغیرہ نے مجھ سے کہا کہ ابوحنیفہ کے حلقہ مین رہا کروگے تو فقیہ

ہو جاوگے اگر ابراہیم نخعی ہوتے تو وہ بھی اونکے حلقہ مین بیٹھتے۔

م ص - مسعر رح کہتے ہین کو فہ مین ابو حنیفہ سے افقہ مینے نہین دیکھا۔ اونکی فقاہت پر مجھے رشک آتا ہے

م ص ک - یحیی ابن آدم کہتے ہین کہ تمام اہل فقہ اور اہل بحث کا اتفاق ہے کہ ابو حنیفہ سے افقہ کوئی نہین۔ اس امر مین انہون نے ایسی کوشش کی کہ اونسے پہلے کسی نے نہین کی تہی اسلئے خدا تعالے نے اونکو راستہ دکھلا دیا" اس سے تو انہون نے یہ بات ثابت کر دی کہ امام صاحب کے افقہ ہونے پر اوس زمانہ کے کل فقہا و محدثین کا اجماع ہو گیا تہا۔ یہ بات ادہر معلوم ہوی کہ ابو حنیفہ اکابر تابعین کے زمانہ مین ہوتے تو تابعین بہی اونکی طرف محتاج ہوتے۔ اسکی تصدیق مقاتل رح کے قول سے ہوتی ہے جو اوپر لکہا گیا کہ مین نے تابعین اور تبع تابعین کو دیکھا مگر اون مین ابو حنیفہ کے جیسا نکتہ رس اور بصیرت والا شخص نہین دیکھا۔

م - عفان ابن سیار کہتے ہین کہ فقہ مین ابو حنیفہ رح کو کوئی پہونچ نہ سکا۔

م ص ک - وکیع رح کا قول ہے کہ ما لقیت احدا افقہ من ابی حنیفہ اب دیکھئے کہ وکیع رح کو کیسے کیسے اکابر محدثین سے ملاقات ہے تذکرۃ الحفاظ مین امام ذہبی رح نے لکہا ہے کہ انہون نے ہشام ابن عروہ اور اعمش اور اسمعیل ابن ابی خالد اور ابن عون اور ابن جریج اور سفیان اور اوزاعی سے اور خلق کثیر سے حدیثین سنی ہین اور امام احمد رح کا قول نقل کیا ہے کہ مارأت عینی مثل وکیع قط یحفظ الحدیث ویذاکر بالفقہ فیحسن مع ورع و اجتہاد یعنے امام احمد رح فرماتے ہین کہ میری آنکہون نے وکیع کے جیسا عالم نہین دیکہا حدیثین اونکو خوب یاد تہین اور فقہ کا مذاکرہ عمدگی سے کیا کرتے اور نہایت پرہیزگار اور عابد تھے۔ اور یحیی ابن اکثم کا قول نقل کیا ہے کہ مین اونکے ہمراہ سفر و حضر مین رہا ہون ہمیشہ یہی دیکہا کہ دن کو روزہ رکہتے اور رات مین ایک ختم قرآن کا کیا کرتے تھے" اسکے سوا اور بہت سی تعریفین اونکی لکہی ہین ایسے شخص جب یہ کہہ رہے ہین کہ کسی ایسے شخص سے مجھے ملاقات نہوی جو ابو حنیفہ سے افقہ ہو۔ تو غور کیا جائے کہ امام صاحب کی فقاہت کس درجہ کی تہی۔ معلوم رہے کہ امام احمد رح نے جو وکیع رح کے مذاکرہ فقہ کی تعریف کی وہ یہی فقہ حنفیہ تہی اسلئے کہ وہ امام صاحب کے مقلد ہین جیسا کہ اسی تذکرۃ الحفاظ مین لکہا ہے وکان یفتی بقول ابی حنیفہ رح اسیوجہ سے وہ نبیذ پیا کرتے تھے حالانکہ محدثین کو اوس مین بہت کچہ خلاف ہے امام ذہبی نے اوسی مین لکہا ہے کہ اون مین کوئی عیب تہا مگر

نبیذ پیا کرتے تھے جسکا ثبوت کسی طور سے ہوگیا ہے اور یحیی ابن معین رح کا قول نقل کیا ہے کہ ایک شخص نے اون سے پوچھا کہ مین نبیذ پیا تھا سو خواب مین کیا دیکھتا ہون کہ ایک شخص کہہ رہا ہے کہ تم نے شراب پی۔ وکیع رح نے یہ سنتے ہی کہا کہ وہ شیطان تہا۔ یہ وہی وکیع رحمۃ اللہ علیہ ہین جنکو امام صاحب سے اوائل مین مقابلہ تہا جیسا کہ خطیب بغدادی رح نے کتاب النصیحہ لاہل الحدیث مین اونکا قول نقل کیا ہے کہ ایکبار ابو حنیفہ مجھسے ملے اور کہا کہ آپ جو حدیثین لکھا کرتے ہو کیا اوس سے بہتر نہوگا کہ فقہ حاصل کرین مین نے کہا کیا حدیث تمامی فقہ کو جامع نہین ہے اوسپر اونہون نے ایک مسئلہ پوچھا مین نے جواب مین ایک حدیث پڑھدی اوسکے بعد انہون نے میرا پیچھا چھوڑا۔

اوسمین علی ابن حشرم رح کا قول نقل کیا ہے وہ کہتے ہین کہ کئی بار مین نے وکیع رح سے سنا ہے کہ محدثین سے کہا کرتے کہ اگر تم لوگ فقہ حدیث سیکہ لوگے تو اصحاب الرائے تم پر غالب نہ آسکینگے۔ ابو حنیفہ جو کسی مسئلہ مین کچہ کہتے ہین سو ہم اوسمین ایک باب روایت کرسکتے ہین۔

دیکھئے ان تقریرون سے کس قدر مخالفت معلوم ہوتی ہے۔ مگر یہ سب اول کی باتین تہین جب امام صاحب کے حالات سے خوب واقف ہوے اور معلوم ہوگیا کہ اونکو حدیث مین بھی ید طولی ہے اوسوقت ایسے معتقد ہوگئے کہ امام صاحب ہی کے اقوال پر فتوی دینے لگے۔ یہی حال کل اہل حق محدثین کا رہا ہے کہ ابتدا مین فقہ کو مخالف حدیث سمجھکر مخالفت کرتے اور امام صاحب کو برا بھلا کہتے مگر جب واقف ہوتے تو پشیمان ہوکر توبہ کرتے جیسا کہ اعمش اور اوزاعی وغیرہ رحمہم اللہ کے حالات سے ظاہر ہے۔ اگر سفیان ثوری رح کے پاس کوئی آکر کہتا کہ مین ابو حنیفہ کے پاس سے آیا ہون تو کہتے کہ ایسے شخص کے پاس سے آئے ہو جو روے زمین پر اونکا سا فقیہ نہین۔

محمد ابن بشیر کہتے ہین کہ مین ابو حنیفہ اور سفیان ثوری کے پاس جایا کرتا تھا جب سفیان رح کے پاس جاتا اور وہ پوچھتے کہ کہان سے آئے اور مین ابو حنیفہ کا نام لیتا تو وہ کہتے کہ جئت من عند افقہ اہل الارض سفیان ثوری رح وہ شخص تھے کہ امام ذہبی رح نے اونکو تذکرۃ الحفاظ مین الامام شیخ الاسلام سید الحفاظ الفقیہ لکھا ہے اور لکھا ہے کہ شعبہ اور یحیی ابن معین اونکو امیر المومنین فی الحدیث کہتے تھے۔ اور ابن مبارک رح کہتے ہین کہ ایک ہزار ایک سو شیوخ سے مین نے حدیث لکھی ہے اون مین سفیان رح سے کوئی افضل نتہا وکیع رح کہتے ہین کہ سفیان رح ایک دریا تھے۔ ابو اسامہ کہتے ہین کہ اگر کوئی تم سے کہے کہ مین نے ایسے شخص کو

دیکھا ہے کہ سفیان سے افضل تھا تو اوسکی تصدیق مت کرو۔ اوزاعی رہ کہتے ہین کہ سوائے سفیان کے اب کوئی ایسا شخص باقی نہین جسکی رضا اور صحت برامت کا اجماع ہوا ہے۔ ذہبی رہ نے لکھا ہے کان قوالا بالحق یعنے وہ بڑے حق گو شخص تھے۔ اس قسم کے اقوال اونکی جلالت شان اور تقدس کے باب مین بہت سے وارد ہین۔ غور کیا جائے کہ جب ایسے جلیل القدر امام فقیہ امیر المومنین فی الحدیث حق گو فرما رہے ہین کہ ابو حنیفہ رہ کا نظیر روے زمین پر نہین تو امام صاحب کا تفقہ اور فقہ حنفیہ کس درجہ قابل وثوق ہے۔

یہان یہ بات بھی یاد رکھنے کے قابل ہے کہ باوجودیکہ اوزاعی رہ سفیان ثوری رہ کی جلالت شان کے قابل ہین مگر طبیب امت امام صاحب ہی کو قرار دیا اور طبقۂ محدثین کو عطارون ہی مین داخل رکھا۔ اسیطرح وکیع رح نے باوجودیکہ اونکو علم کا دریا کہا مگر امام صاحب ہی کے سرچشمۂ حیات سے اپنی تشنگی بجھاتے رہے۔ اور ابن مبارک رہ نے گو اونکو افضل الشیوخ فرمایا مگر عمر بھر امام صاحب ہی کے ملازم خدمت رہے۔ اس سے ظاہر ہے کہ اکابر محدثین عمل کے لئے فقہ کی ضرورت سمجھتے تھے اور عمل بالحدیث کے قائل نتھے یہان اگر یہ کہا جائے کہ سفیان ثوری رہ امام صاحب کو اگر افقہ سمجھتے تھے تو اونکی تقلید کیون نھین کی سو اوسکا جواب یہ ہے کہ سفیان رہ خود فقیہ اور مجتہد تھے اور مجتہد کو اپنے اجتہاد کے خلاف کسی مجتہد کی تقلید درست نہین۔ باوجود اسکے فتوی دینے کیلئے امام صاحب ہی کے اقوال کی تلاش کیا کرتے تھے چنانچہ امام موفق اور کردری رہ نے ثابت زاہد رہ کا قول نقل کیا ہے کہ جب سفیان ثوری رہ سے کوئی دقیق مسئلہ پوچھا جاتا تو فرماتے کہ اس مسئلہ مین کوئی عمدہ تقریر نہین کر سکتا سوائے اوس شخص کے جس پر ہم لوگ حسد کرتے ہین (یعنے ابو حنیفہ رہ) پھر امام صاحب کے شاگردون سے پوچھتے کہ اس مسئلہ مین تمہارے استاد کا کیا قول ہے اور جو وہ جواب دیتے اوسکو یاد رکھکے اسی کے موافق فتوی دیتے تھے۔

م ص ۔ قیس ابن الربیع کہتے ہین کہ مین بہت سے علما کی مجلس مین گیا مگر ابو حنیفہ رہ سے زیادہ فقہ اور علم مین کسی کو نہین پایا۔

عبید ابن سعید رہ کہتے ہین کہ ابو حنیفہ نے جس سے ملاقات کی وہ اوس سے افقہ تھے۔ یعنے تقریباً کل معاصرین سے آپ افقہ تھے۔

مص - امام جعفر صادق رح فرماتے ہین کہ ابوحنیفہ کل فقہائے کوفہ سے افقہ ہین۔
م - علی ابن عبد اللہ کہتے ہین کہ مین ابوامیہ سے پوچھا کہ عراق یا کوفہ سے جو لوگ آپکے یہان آئے اون مین افقہ کون تھے کہا ابوحنیفہ۔

ت ح - عبد اللہ ابن مبارک کہتے ہین مین نے حسن ابن عمارہ کو دیکھا کہ ابوحنیفہ کی رکاب پکڑے ہوے کہہ رہے ہین کہ خدا کی قسم مین نے کسی کو نہین دیکھا۔ جو فقہ مین آپ سے زیادہ بلیغ اور حاضر جواب ہو آپ اپنے وقت کے تمام فقہا کے سردار ہو اور جو لوگ آپکے باب مین کچھ کلام کرتے ہین وہ صرف حسد سے ہے " دیکھئے حسن ابن عمارہ جیسے شخص کہ سفیان ثوری رح کے استاد ہین۔ امام صاحب کی رکاب پکڑے ہوے فرما رہے ہین کہ آپ سید الفقہا ہو تو اس سے کیسی جلالت شان امام صاحب کی ظاہر ہوتی ہے۔

مص ک - عبید ابن اسحق کہتے ہین کہ ابوحنیفہ سید الفقہا ہین اور جو اونپر تہمت لگاتا ہے وہ جاہل یا شریر شخص ہے۔

م ت ح - ابن مبارک رح کہتے ہین کہ ابوحنیفہ افقہ الناس تھے اونسے افقہ مین نے نہین دیکھا

م ص - اسحق ابن راہویہ کہتے ہین مین نے ایسے شخص کو نہین دیکھا جو احکام اور قضایا کو ابوحنیفہ سے زیادہ جانتا ہو ہر چند قبول قضا پر زبردستی اور سختی کی گئی مگر انہون نے قبول نہین کیا خالصاً لوجہ اللہ تعلیم اور ارشاد کیا کرتے تھے۔

ک - ابوالحسن احمد بن محرز کہتے ہین کہ ایکبار منصور کو کسی مسئلہ کی ضرورت ہوی مدینہ طیبہ اور کوفہ وغیرہ تمام شہرون سے علما بلائے گئے مگر کسی سے اوسکا جواب نہو سکا آخر ابوحنیفہ رح نے تسکین بخش جواب دیا بادشاہ نے سب کو رخصت کرکے امام صاحب کو ٹھیرایا اور خدمت قضا قبول کرنے کی درخواست کی۔

خ - عیسی ابن یونس نے اپنے شاگردون سے کہا کہ اگر ابوحنیفہ کے باب مین کوئی بدگوئی کرے تو ہرگز اوسکی تصدیق مت کرو۔ مین خدا کی قسم کھا کر تم سے کہتا ہون کہ مین نے اونسے افضل اور افقہ نہین دیکھا۔

اکابر دین جو قسمین کھا کھا کر امام صاحب کی جلالت شان اور عظمت پر گواہیان دیتے ہین اوس سے

یہی مقصود تہا کہ حاسدین اور سفہا جو امام صاحب کی نسبت بدگوئیان کرتے ہین وہ طالبین حق کے ذہن نشین نہون اور اس مین صرف خیرخواہی انہی کی ملحوظ تھی کہ کہین بے اصل باتون کو باور کرکے عتاب الٰہی کے مستحق نہو جائین۔ ورنہ اوس سے اونکا کوئی ذاتی نقصان متصور نتہا۔ مگر افسوس ہے بعضے آخری زمانہ والے اوس سے بھی کچہ نفع نہ اوٹھا سکے۔

م ت ح ک ۔ امام شافعی رح فرماتے ہین الناس عیال فی الفقہ علی ابی حنیفہ یعنے لوگ فقہ مین ابوحنیفہ رح کے عیال ہین۔ منتہی الارب مین لکھا ہے کہ عیال الرجل زن و فرزند و ہر کہ نفقہ و موُنت مرو باشد۔ اس سے ظاہر ہے کہ امام صاحب کے معاصر اور بعد والے فقہا اونکے عیال ہین جنکی ترتیب معنوی امام صاحب کے افادات سے متلق ہے اسیوجہ سے امام شافعی رح نے فرمایا ہے من اراد ان یعرف الفقہ فلیلزم ابا حنیفہ واصحابہ کذا فی تبییض الصحیفہ اور الخیرات الحسان وغیرہ مین لکھا ہے من لم ینظر فی کتبہ لم یتبحر فی العلم ولا یتفقہ یعنے جو شخص امام صاحب کی کتابین نہ دیکھے اوسکو نہ علم مین تبحر حاصل ہوسکتا ہے نہ وہ فقیہ بن سکتا ہے۔ اسیوجہ سے امام بخاری رح نے مسند ارشاد پر بیٹہنے سے پہلے اصحاب الراے کی کتابین یعنے فقہ حنفیہ دیکہہ لے جسکا حال انشاء اللہ تعالے آئندہ معلوم ہوگا۔ بڑے افسوس کی بات ہے کہ اکابر سلف رحمہم اللہ تو امام صاحب کی فقہ کی ایسی تعریفین کرین اور آخری زمانہ والے اوسکے برخلاف اوسکو گمرہی قرار دین۔

م ص ک ۔ ہارون ابن سعید کہتے ہین کہ امام شافعی رح فرماتے تھے کہ ابوحنیفہ رح سے افقہ مین نے نہین دیکھا۔ خطیب بغدادی نے لکھا ہے کہ اسکا مطلب یہ ہے کہ اونسے افقہ میرے علم مین نہین ہے

ک م ص ۔ داود طائی کے روبرو امام صاحب کا ذکر آیا انہون نے فرمایا وہ ایک ستارہ ہین جن سے راہ روہدایت پاتے ہین اور ایک بڑی نشانی ہین جسکے طرف مسلمانون کے دل متوجہ ہوتے ہین جو عالم اونکا نہین جانتا وہ اوسپر بلا ہے۔ یہ اسوجہ سے فرمایا کہ فقہ مین حدیث کے اشکال حل ہونے مین بغیر فقہ کے حدیث مفید نہین ہوتی

م ص ک نضر ابن علی کہتے ہین کہ ہم شعبہ رح کے پاس بیٹہے تھے کسی نے امام ابوحنیفہ رح کے انتقال کی خبر سنائی انہون نے انا للہ پڑہکر کہا کہ اب اہل کوفہ کی روشنی علم جاتی رہی۔ یاد رکہو کہ اونکے جیسا شخص وہ کبھی نہ دیکھینگے اب دیکھئے امام صاحب کا تبحر علم کس قدر ما فوق العادت ہوگا کہ باوجودیکہ امام صاحب کا مثل تو کیا بہت شخص کا پیدا ہونا بھی حیز امکان مین ہے مگر اونکا علم و فضل ما فوق العادت دیکھکر بلحاظ امکان عادی شعبہ رح

صاف کہدیا کہ اونکے جیسا عالم کبھی پیدا نہو گا۔

ک۔ شعبہ ابو حنیفہ رح کا ذکر کرتے تو بہت دیر تک اونکی مدح کرتے اور ابوالولید کہتے ہین کہ جب امام صاحب کا ذکر شعبہ رح کی مجلس مین ہوتا وہ اونکے حق مین دعا کرتے۔

شعبہ وہ شخص ہین کہ اونکا حال تذکرۃ الحفاظ مین لکھا ہے کہ چار سو تابعین سے انہون نے حدیثین لی ہین اور اعمش اور سفیان ثوری وغیرہ کے استاد ہین۔ مزاج مین اونکے تحقیق اس درجہ تھی کہ اگر بیس بار مختلف استادون سے روایت سنتے تو اوسپر بھی کفایت نکرتے۔ امام احمد کہا کرتے تھے کہ کان شعبۃ امۃ وحدہ فی ہذا الشان یعنے شعبہ اکیلے ایک امت کے قائم مقام تھے اونسے بڑھکر عابد و زاہد دیکھا نہین گیا صائم الدہر اور کثیر الصلوۃ تھے ریاضت سے اونکا پوست ہڈیون پر خشک ہو کر سیاہ ہو گیا تھا اونکے کپڑے مٹی کے ہم رنگ تھے" ایسے شخص امام صاحب کی مدح مین فرما رہے ہین کہ اونکا نظیر پیدا ہونا مشکل ہے۔ مردم شناسی انہی حضرات کا کام تہا۔ شعبہ جیسا کوئی فاضل محتاط یا خدا شخص ہو تو امام صاحب کی قدر جانے ہرکس و ناکس کو اونکی کیا قدر۔

م ص ک۔ عبدالرزاق کہتے ہین کہ مین ایک روز معمر رح کے پاس بیٹھا تھا کہ ابن مبارک رح آئے اونکو دیکھتے ہی معمر رح نے کہا کہ سوائے ابو حنیفہ کے ایسا کوئی شخص میرے خیال مین نہین ہے جو فقہ مین عمدگی سے کلام کرے۔ اور حدیث کی شرح کرنے کی لیاقت رکھتا ہو۔ اور اوسکو خوف بھی ہو کہ دین مین کوئی شک کی بات داخل نہونے پاوے" معمر رح اکابر محدثین سے ہین چنانچہ تذکرۃ الحفاظ مین لکھا ہے کہ وہ سفیان ثوری اور ابن مبارک وغیرہ کے استاد ہین۔ امام احمد رح کہتے ہین کہ معمر کو جس کے ساتھ ملاؤگے اونہین کو فوقیت ہوگی ابن جریج رح کہتے ہین کہ اونکے زمانہ مین اون سے زیادہ علم مین کوئی شخص نتھا۔

دیکھئے ایسے بے نظیر جلیل القدر محدث مذہب حنفیہ کی تعریف چند مختصر لیکن نہایت گران بہا معنی خیز الفاظ مین کر رہے ہین جن سے بہتر نہین مل سکتے۔ اسلئے کہ بانی مذہب کو چاہیے کہ ملکہ تفقہ کا اور احادیث کی شرح کرنے مین لیاقت تامہ رکھتا ہو اور اوس کے ساتھ خوف خدا بھی ہو کہ کوئی شک کی بات مذہب مین شریک نہونے پائے سو اونہون نے بتصریح بیان کر دیا کہ ان تینون امور مین امام صاحب بے نظیر شخص تھے۔ جس سے ظاہر ہے کہ معرکۃ الآرا مسائل مین امام صاحب نے

وہ طریقہ اختیار کیا تھا کہ اوس مین شک کا گذر نہو۔ اب غور کیجئے کہ فقۂ حنفیہ کس قدر موافق حدیث اور مذہب حنفیہ کس درجہ قابل وثوق ہے۔

ان اقوال اکابر دین سے ثابت ہے کہ تفقہ مین امام صاحب کا کوئی نظیر نہا۔ اوراس کے پیشتر یہ بات معلوم ہوئی کہ یزید ابن ہرون۔ خارجہ۔ ابن مبارک۔ سفیان ثوری۔ سفیان ابن عیینہ۔ مسیب بن شریک۔ خلف ابن ایوب۔ مکی ابن ابراہیم۔ امام مالک۔ سعید ابن ابی عروبہ۔ اسرائیل ابن یونس۔ اور حفص ابن غیاث وغیرہم رحمہم اللہ نے تصریح کی ہے کہ ابوحنیفہ علما مین بے مثل وبے نظیر تھے۔ اب اسکے بعد کوئی محدث تو امام صاحب کی توہین نہین کرسکتا ہے جہال سو وہ معذور رہین اور اونکی کوئی بات قابل توجہ بہی نہین ہوسکتی یہ تو امام صاحب کے علم وتفقہ کا حال تھا اب اونکے خوف وخشیت اور ورع وتقوی کا حال سنئے مجملاً یہ ہے کہ آیۂ شریفہ واما من خاف مقام ربہ ونہی النفس عن الہوی کا مضمون پورا پورا آپ پر صادق تھا۔

چونکہ ہمارے نفوس مین نہ اوس قسم کا خوف ہے نہ خشیت نہ کوئی شخص ایسا نظر آتا ہے جسکو بطور نظیر پیش کرین۔ اسلئے بعضے لوگون کو امام صاحب کے حالات دور از قیاس معلوم ہونگے۔ اسوجہ سے قبل از بیان مقصود خوف الہی سے متعلق تہوڑی بحث کی جاتی ہے۔

یہ بات ظاہر ہے کہ کامل الایمان وہی شخص سمجہا جاتا ہے جسکو قرآن وحدیث پر پورا پورا ایمان ہو اور جانتا ہو کہ قیامت کا روز جزا وسزا کے لئے مقرر ہے اور گناہون سے آدمی مستوجب غضب الہی ہوتا ہے۔ ہر چند ہر مسلمان کو اسکا یقین ہے مگر غفلت بھی مقتضائے بشری ہے اور غفلت ایک ایسا پردہ ہے کہ ایمان کے آثار کو ظاہر ہونے نہین دیتا۔ اسیوجہ سے عموماً عوام الناس مین وہ حالات نہین پائے جاتے جو اعلی درجہ کے اہل ایمان سے ظہور مین آتے ہین۔ کیونکہ وہ حضرات جنکی عقل معاد کامل ہوتی ہے اکثر اپنے گناہون اور لغزشون کو پیش نظر رکہتے ہین جولازمۂ نفس غیر معصوم ہین اور اوسکے ساتھ ہی اون وعیدون اور سزاؤنکا خیال بھی لگا رہتا ہے جو قرآن وحدیث سے ثابت ہین اور یہی خیال باعث خوف الہی ہوتا ہے جسطرح مشاہد ہے کہ جو شخص کسی جرم کا مرتکب ہو اور قانون سے واقف ہو کہ اوس جرم پر یہ سزا مقرر ہے اور اوسکو یقین ہوجائے کہ بادشاہ کو اپنے جرم کی خبر ہوگئی ہے تو ضرور اوسکے دل مین ایک ایسی کیفیت اور حالت پیدا ہوگی جسکو خوف کہتے ہین۔ پھر بعضون کی طبیعت مین خوف زیادہ ہوتا ہے اور بعضون کی طبیعت مین بے باکی ہوتی ہے۔ چنانچہ یہ بھی مشاہد ہے کہ کسی معزز نیکنام شخص سے

کوئی خفیف جرم بھی صادر ہوتا ہے تو اوسکو اتنی فکر ہوتی ہے کہ خواب وخور ناگوار ہوجاتا ہے۔ اور بعض اس طبیعت کے بھی لوگ ہین کہ بڑے بڑے جرمون کی بھی اونکو کچھہ پروا نہین ہوتی۔ بلکہ بعضون کا تو یہ حال بھی سناگیا کہ سزا بھگت کر قید خانہ سے جب نکلتے ہین تو یہ کہکر نکلتے ہین کہ پھر چند روز مین ہم یہان آجائینگے۔ ایسی طبیعت والون کو خوف سے کیا تعلق۔ بہرحال بعضے غیرت دار طبیعتین ایسی ضرور ہوتی ہین کہ جرایم کا خیال اونکو دلون پر اپنا پورا اثر کرکے اونکو خائف وترسان رکھتا ہے۔

ان حضرات پر جو خوف الٰہی غالب رہتا ہے اوس کا سبب فقط یہی نہین کہ جرائم کو باعث سزا سمجھتے ہین بلکہ خداے تعالیٰ کے حکم کی تعمیل بھی منظور رہے جسکی تاکید قرآن شریف مین مکرات ومرات ہوی چنانچہ ارشاد ہے فاتقون یا اولی الالباب یعنے اے عقل والو مجھسے ڈرتے رہو اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ خوف الٰہی کی صلاحیت عقلمندون ہی کے دلون مین ہے۔ اسیوجہ سے قابل خطاب وہی لوگ سمجھے گئے غرضکہ جب خالق عزوجل اپنے نام قہار۔ شدید العقاب۔ شدید البطش اور رقیب وغیرہ بتاکر یہ فرمادے کہ مجھسے ڈرتے رہو تو عقلمند اہل ایمان کا کیا حال ہونا چاہئیے۔ پھر اہل ایمان کا حال حق تعالیٰ خود بیان فرماتا ہے۔ ان الذین ہم من خشیۃ ربہم مشفقون والذین ہم بآیات ربہم یومنون۔ والذین ہم بربہم لایشرکون۔ والذین یوتون ما اتوا وقلوبہم وجلۃ انہم الی ربہم راجعون۔ اولئک یسارعون فی الخیرات وہم لہا سابقون۔ یعنے البتہ جو لوگ اپنے رب کے خوف سے مضطر رہتے ہین اور جو لوگ اپنے رب کی باتون پر یقین رکھتے ہین اور جو لوگ اپنے رب کے ساتھہ شریک نہین ٹھیراتے اور جو لوگ دیتے ہین جو دیتے ہین اور اونکے دل مین ڈر ہے کہ اونکو اپنے رب کی طرف پھر جانا ہے وہی لوگ نیکیون مین کوشش اور جلدی کرتے ہین اور نیکیون کی طرف سبقت کرتے ہین" اور ارشاد ہے قولہ تعالیٰ انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء یعنے اللہ سے ڈرتے وہی ہین جو علما ہین" اس سے تو ظاہر ہے کہ جسکو خوف خدا نہین وہ عالم ہی نہین اسلئے کہ جس ایماندار کو خداے تعالیٰ کی عظمت اور سطوت اور تمام صفات قہاریہ کا علم ہو اور اوسکے ساتھہ اون وعیدون کا بھی علم ہو جو قرآن وحدیث مین ہین تو ممکن نہین کہ ان تمام امور کو جاننے کے بعد بھی خوف خدا دل مین پیدا نہو۔ البتہ آج کل کی اصطلاح مین جس کا نام علم رکھاگیا ہے کہ چند کتابین ادبیات وغیرہ کی پڑہلین اور مولوی عالم اور مولوی فاضل ہوگئے خواہ مسلمان ہون یا ہندو وغیرہ سو ایسے علم پر آثار مرتب نہین ہوسکتے اور نہ وہ درحقیقت علم ہے بلکہ اوسکو تخییل یا ظن کہنا چاہیے

علم وہ ہے جسکی مثال ابھی بیان کی گئی کہ کوئی شخص کسی جرم کا مرتکب ہوا اور وہ جانتا ہے کہ جو جرم اوس سے صادر ہوا وہ سنگین ہے اور اسکا بھی اوسکو علم ہو کہ بادشاہ نے اس قسم کے جرم کی سزا سخت مقرر کی ہے اور اوسکا بھی علم ہو کہ بادشاہ کو اوسکے جرم کی اطلاع ہو گئی ہے تو اوس پر یہ آثار ضرور مرتب ہونگے کہ اوسکو فکر ہو جائے گی اور خوف شاہی کے مارے آب و خورنا گوار ہو جائیگا اور کسی کام سے اوسکو دلچسپی نرہے گی۔ اب غور کیجیے کہ جن پر لفظ علما کا اطلاق صحیح طور پر ہو سکتا ہو کیا ممکن ہے کہ اونکو خشیت اور خوف الہی نہو۔ پھر جس دل مین واقعی خوف ہوگا اوسکے آثار بھی نمایان ہونگے چنانچہ کسی بزرگ نے کہا ہے

دوستان من کی ہوس وارم بنالیدن ولے درد چون درسینہ باشد نالہ زار آورد

اب ہم چند نظیرین پیش کرتے ہین کہ جن حضرات پر خوف خدا غالب تھا اونکی کیا حالت تھی۔ امام غزالی رح نے احیاء العلوم مین لکھا ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوی وان جہنم لموعدہم اجمعین یعنے دوزخ اون سب کی وعدہ گاہ ہے تو سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے بے اختیار چیخ ماری اور ایسی بیخودی اون پر طاری ہوی کہ ایک جگہ نہ بیٹھ سکے اور تین دن تک حیران و پریشان جنگلون مین پھرتے رہے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے ایک روز سورہ اذا الشمس کورت پڑھی جب واذا الصحف نشرت پر پہونچے تو بیہوش ہو کر گر پڑے۔ ایک روز عمر رضی اللہ عنہ کسی صاحب کی ملاقات کو گئے وہ نماز پڑہ رہے تھے۔ آپ وہان ٹھہر گئے جب انھون نے یہ آیت پڑھی ان عذاب ربک لواقع ما لہ من اللہ من دافع جس کا مطلب یہ ہے کہ یقیناً تمہارے رب کا عذاب ہونے والا ہے اوسکو کوئی دفع کرنے والا نہین۔ تو آپ سواری سے اتر کر دیوار کے سہارے سے کھڑے ہو گئے اور بہت دیر کے بعد اپنے مکان کو واپس آئے اور اوسکا صدمہ آپکے دل پر اسقدر ہوا کہ ایک مہینہ بیمار رہے۔ آپ اسقدر روتے تھے کہ آپکے رخسارون پر آنسوون کے بہنے سے دو سیاہ خط محسوس ہوتے تھے۔ اکثر ایسا ہوتا تھا کہ قرآن کی کوئی آیت سنکر بیہوش ہو جاتے اور کئی روز تک ایسے بیمار رہتے کہ لوگ عیادت کو آتے۔ لکھا ہے کہ ایک روز یحیی بکا کی مجلس مین کسی نے یہ آیت پڑھی ولو تری اذ وقفوا علی ربہم تو وہ چیخ مار کر گر گئے اور چار مہینے تک بیمار رہے ایک روز علی کرم اللہ وجہہ نے کمال افسوس سے فرمایا کہ صحابہ کی یہ حالت تھی کہ رات بھر وہ قیام اور سجود اور تلاوت قرآن مین مشغول رہتے اور اتنا روتے کہ آنسوؤن سے اونکے کپڑے تر ہو جاتے اور اب ایسے لوگ دیکھے جاتے ہین کہ رات غفلت مین گزار دیتے ہین

اسکے بعد آپ کو کسی نے ہنستے نہین دیکھا اوسوقت تک کہ شہید ہوے۔ انتہے احیاء العلوم مین اسکے
سوا اور بہت سے خائفین کے واقعات مذکور ہین۔
ذہبی رح نے تذکرۃ الحفاظ مین منصور بن المعتمر کے ترجمہ مین لکھا ہے کہ چالیس سال تک وہ دنکو
روزہ رکھتے اور رات بھر نماز پڑہتے اور روتے رہتے۔ اوسی مین امام اوزاعی رح کے ترجمہ مین
لکھا ہے کہ وہ ہمیشہ راتین نماز اور تلاوت قرآن اور گریہ وزاری مین بسر کرتے۔ اور یحی ابن سعید قطان
کے حال مین لکھا ہے کہ ایک روز کسی نے سورۂ دخان اونکے روبرو پڑہی وہ چیخ مار کر بیہوش ہو گئے
عبداللہ ابن وہب کے حال مین لکھا ہے کہ اونہون نے جو کتاب اہوال قیامت مین لکھی تھی
ایک روز اونکے روبرو پڑہی گئی وہ بیہوش ہو گئے اور وہی حالت ممتد ہوی یہانتک کہ چند روز
مین انتقال ہو گیا اور اوسوقت تک کوئی بات نہ کر سکے۔ امام ترمذی رح کے حال مین لکھا ہے
کہ کثرت گریہ وزاری سے اونکی بصارت جاتی رہی تھی۔
تہذیب التہذیب مین شیخ الاسلام ابن حجر رح نے لکھا ہے کہ زراہ ابن ابی اوفی رض نے ایکبار
نماز صبح پڑہائی جب اس آیت پر پہونچے فاذا نقر فی الناقور تو ایک چیخ ماری اور جان بحق ہو گئے
امام نووی رح نے التبیان فی اداب حملۃ القرآن مین لکھا ہے کہ سلف کی کئی جماعتون کا قرات
قرآن سنکر سے بیہوش ہونا اور مرجانا ثابت ہے۔ اب امام صاحب کے خوف وخشیت کا حال
ک۔ یحی ابن معین کہتے ہین کہ ہم ابو حنیفہ کے ساتھہ بیٹھے اور اون سے سنے اور لکھے
جب ہم اونکے چہرہ کی طرف دیکھتے تو صاف معلوم ہوتا کہ اونکو خوف خدا ہے۔
خ۔ وکیع رح کہتے ہین کہ ابو حنیفہ بڑے امانتدار شخص تھے اونکے دل مین خدائے تعالی
کی بڑی عظمت تھی۔
ح۔ یحی قطان کہتے ہین کہ اگر کوئی ابو حنیفہ رح کا چہرہ دیکھہ لیتا تو اوسکو صاف معلوم ہوتا کہ خدای تعالی
کا اونکو خوف ہے یعنے آثار خوف الہی آپکے چہرہ سے نمایان تھے۔
ص۔ عبد الرزاق کہتے ہین کہ جب مین ابو حنیفہ رح کو دیکھا تو یہی دیکھا کہ آثار گریہ اونکی آنکھون
اور رخسارون سے ظاہر تھے۔
ح۔ فضل ابن دکین رح کہتے ہین کہ مین نے تابعین کی ایک جماعت کو اور اونکے سوا بہتون کو

دیکھا مگر ابو حنیفہ سے بہتر نماز پڑھتے ہوئے کسکو نہین دیکھا نماز سے پہلے اون پر ایک ایسی حالت طاری ہوتی کہ بے اختیار روتے اور دعا کرتے جس سے دیکھنے والون کو اونکے خوف الٰہی کا اسقدر یقین ہوتا تھا کہ اوسپر قسم کھا سکین۔

ص ح - امام صاحب کے رونے کی یہ کیفیت تھی کہ جب آنسو بوریے پر ٹپکتے تو بارش کے قطرون کی سی آواز سنائی دیتی تھی۔

ص ت ح - مفضل ابن صدقہ کہتے ہین کہ تہجد مین امام صاحب کے رونے کی آواز اکثر اتنی بلند ہوجاتی کہ محلہ والے سنکر ترحم کرتے اور لکھا ہے کہ ایک رات آپ نے نماز مین یہہ آیہ شریفہ پڑھی بل الساعۃ موعدہم والساعۃ ادہی وامر جس مین قیامت کی سختیون کا ذکر ہے اوسکو رات بھر دہرا دہرا کر پڑھتے رہے یہان تک کہ صبح ہوگئی۔ ہرچند امام صاحب کا معمول تھا کہ ہر رات ایک قرآن نماز مین ختم کیا کرتے تھے مگر اصحاب قلوب اور ارباب احوال جانتے ہین کہ جب کوئی خاص حالت دل پر طاری ہوتی ہے تو ممکن نہین کہ ایسے وقت کسی دوسرے مضمون کی طرف توجہ ہوسکے۔ چنانچہ نسائی اور ابن ماجہ مین ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک رات نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑہی ان تعذبہم فانہم عبادک اور صبح تک اوسکو مکرر فرماتے رہے۔ ذکرہ النووی رح فی التبیان۔ اسیطرح امام صاحب بھی کبھی کبھی بمقتضائے غلبہ حال صبح تک ایک ہی آیت کی تکرار کرتے رہتے۔ کیونکہ یہ تو مقصود تھا ہی نہین کہ کسیطرح شبینہ مین قرآن پڑھ لیا اور بیفکر ہوگئے وہان تو تدبر معنی اور عبادت مقصود تھی جسکا منشا خوف الٰہی تھا۔

ص ح ت - یزید ابن لیث رح کہتے ہین کہ ایک روز امام نے عشا مین سورۂ اذا زلزلت پڑھی اور ابو حنیفہ رح بھی جماعت مین شریک تھے نماز کے بعد دیکھا کہ اون پر فکر کے آثار نمایان ہین اور حالت متغیر ہے مین چلا گیا جب صبح کے قریب آکر دیکھا تو کھڑے ہین اور داڑھی ہاتھ رکھے ہوئے کہہ رہے ہین یا من یجزی بمثقال ذرۃ خیر خیرا و یا من یجزی بمثقال ذرۃ شر شرا آجر النعمان عبدک من النار وما یقرب منہا وادخلہ فی سعۃ رحمتک۔ اس سے تو معلوم ہوتا ہے کہ اوس رات آپ تہجد بھی نہ پڑھ سکے اور تضرع اور زاری ہی مین رات بسر ہوگئی غرضکہ خوف الٰہی کے آثار ہر وقت نئے رنگ مین ظہور کرتے ہین۔

اونکی اتنا مل سے یہ بات معلوم ہوسکتی ہے کہ خوف الٰہی ایک نعمت عظمیٰ ہے جو ہر کس و ناکس کو نصیب نہین ہوسکتی۔ احیاء العلوم مین رسالہ قشیریہ سے نقل کیا ہے کہ امام احمد ابن حنبل رح فرماتے ہین کہ مین نے خداے عزوجل سے سوال کیا کہ میرے دل پر خوف کا دروازہ کھولا جاے چنانچہ وہ دعا قبول ہوی اور ایسا خوف الٰہی میرے دل پر مسلط ہوا کہ قریب تہا کہ عقل جاتی رہے مین نے فوراً دعا کی کہ الٰہی اوسیقدر دیجیو کہ مین متحمل ہوسکون اوسکے بعد وہ حالت نرہی اور دل کو تسکین ہوی۔ دیکھیے اکابر دین دعائین کرکے خوف الٰہی حاصل کرتے اور اپنے مین صلاحیت نہ پاکر اوسکے کم ہونے کی دعا کرتے تھے۔ حق تعالیٰ نے یہ ظرف امام صاحب کو عنایت فرمایا تہا کہ ہر وقت خوف الٰہی مسلط ہے رات بھر گریہ وزاری اور تضرع و ابتہال اور دن بھر اشاعت علم اور خدمت دین جس مین محض امتثال الٰہی مقصود ہے۔

ص ت ح مسعر رح کہتے ہین کہ مین نے ابو حنیفہ رح کو دیکھا کہ نماز صبح پڑھکر بیٹھ گئے اور ظہر کے قریب تک تدریس و تعلیم مین مشغول رہے پھر ظہر پڑھکر عصر تک پھر عصر کے بعد مغرب کے قریب تک پھر مغرب کے بعد عشا تک تدریس و تعلیم مین مشغول رہے مین نے دل مین کہا کہ اتنی خدمت علم کے بعد عبادت اونسے کیونکر ہوسکے گی۔ دیکھین رات مین اونکی کیا حالت رہتی ہے دیکھا کہ جب لوگون کی آمد و رفت موقوف ہوگئی تو طہارت کرکے لباس فاخرہ پہنے ایسے معطر نکلے جیسے دولھا اور نماز کے لئے کھڑے ہوگئے اور صبح تک نماز پڑھتے رہے۔ پھر مکان مین جاکر معمولی لباس پہنکر صبح کی نماز کے لئے نکلے اور اوسیطرح دن بھر تدریس و تعلیم مین مشغول رہے۔ مین نے خیال کیا کہ شاید اتفاقی طور پر حالت نشاط مین یہ سب کیا ہوگا دیکھین آج کی رات کیا حالت رہتی ہے وہ رات بھی اونھون نے نماز ہی مین گذاری مین نے خیال کیا کہ شاید وہ بھی اتفاقی ہو تیسری رات بھی وہین گزاری۔ غرضکہ تین دن اور تین راتین متصل اونکو دیکھا کیا کہ نہ دن کو افطار ہے نہ رات کو نیند صرف ظہر کے پیشتر کسیقدر قیلولہ کرلیتے تھے اوسوقت مین نے اپنے دل مین جزم کرلیا کہ جب تک اپنی یا اونکی زندگی ہے اونکی صحبت سے جدا نہونگا چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ مسعر رح کا انتقال امام صاحب ہی کی مسجد مین عین سجدہ کی حالت مین ہوا۔ انتھی اور اسی قسم کی روایت شریک رح سے بھی نقل کی ہے۔ دیکھیے یہ

خوف الہی کے آثار کہ دن رات مین سواے طاعت وعبادت کے ہوا وہوس کا دل مین گذر ہی نہین

الخیرات الحسان وغیرہ مین لکھا ہے کہ ایک روز امام صاحب کا پانون کسی لڑکے کے پانون پر پڑ گیا اوس نے کہا اے شیخ کیا تمکو خوف نہین کہ قیامت کے روز قصاص ہوگا یہ سنتے ہی آپ بیہوش ہوگئے۔ افاقہ کے بعد کسی نے پوچھا کہ اس لڑکے کی بات کا آپ پر بڑا ہی اثر ہوا فرمایا کہ مجھے خوف ہوا کہ اس لڑکے کو غیب سے تلقین ہوئی ہے کیونکہ وہ بات اوسکے حوصلہ سے بڑہی ہوئی تھی۔ حاصل یہہ کہ جس دل مین اقسم کا خوف الٰہی ہوتا ہے اوسکے آثار ہی نرالے ہوتے ہین بات بات مین نیا معاملہ پیش آتا ہے اسوجہ سے ممکن نہین کہ وہ تمام وقائع قید قلم مین آسکین اسلئے ہمنے یہ چند واقعات بطور مشتے نمونہ از خروارے لکھے اہل انصاف اسپر قیاس کرسکتے ہین کہ جسکو اسقدر خوف خدا ہو دینی مسائل مین وہ کسقدر احتیاط کرتے ہونگے

امام صاحب کے شدت خوف الٰہی پر دلیل قوی اونکی کثرت طاعت وعبادت ہے اسلئے کہ اوسکا منشا یا خوف الٰہی ہوگا یا محبت وشوق اور جس مین دونون باتین نہون وہ اوسکو فضول سمجھیگا۔ یہ بات کہ امام صاحب کی عبادت ما فوق العادت تھی۔ ابھی معلوم ہوئی کہ اون کے رات دن ہی عبادت مین گذرتے تھے۔ اور الخیرات الحسان مین امام ذہبی رح کا قول نقل کیا ہے۔

قد تواتر قیامه اللیل وتهجده وتعبده ومن ثمه کان یسمی الوتد من کثرة قیامه اللیل بل احیاه بقراءة القرآن فی رکعة ثلثین سنة وحفظ عنه انه صلی صلوة الفجر بوضوء العشاء اربعین سنة فکان عامة اللیل یقرأ جمیع القرآن فی رکعة واحدة یسمع بکاؤه باللیل حتی یرحمه جیرانه وحفظ عنه انه ختم القرآن فی الموضع الذی توفی فیه سبعة الاف مرة الخ یعنے امام ذہبی رح جو فن رجال مین محقق اور صاحب تصانیف کثیرہ ہین لکھتے ہین کہ یہ بات بتواتر ثابت ہوئی ہے کہ ابوحنیفہ رح کو کثرت عبادت اور تہجد و قیام لیل کی وجہ سے لوگ وتد یعنے میخ کہتے تھے اسلئے کہ اونکو جنبش ہی نہ تھی تیس برس تک وہ تہجد کی ایک رکعت مین قرآن ختم کرتے رہے اور یہ بات محفوظ چلی آرہی ہے کہ چالیس سال تک انہون نے عشا کے وضو سے صبح کی نماز پڑھی۔ اکثر ایسا ہوتا تھا کہ ایک رکعت مین سالم قرآن پڑھتے اور رات کو وہ اسقدر روتے کہ اونکے ہمسایہ والے اون پر

ترحم کرتے۔ انتہی۔ اور الانتصار مین لکھا ہے کہ اس روایت کو خطیب بغدادی رحمہ نے بھی تاریخ
مین ذکر کیا ہے۔

ت۔ احمد ابن عمر کہتے ہین کہ ابو حنیفہ نے چالیس برس عشا کے وضو سے صبح کی نماز پڑہی
خ ص۔ ابو الاحوص فرماتے ہین کہ اگر ابو حنیفہ سے کہا جاتا کہ تم تین دن مین مرجاوگے تو اون
سے یہ نہو سکتا کہ عمل مین کچہہ زیادتی کرین اسلیئے کہ جتنے اوقات تھے سب عبادت سے معمور تھے۔

ص ت۔ ابو الجویریہ اور شریک کا قول مختلف ذرائع سے نقل کیا ہے جس مین ایک روایت
خطیب بغدادی سے بھی ہے وہ کہتے ہین کہ ہم حماد بن ابی سلیمان اور علقمہ اور مرثد اور محارب
ابن دثار اور عون ابن عبد اللہ اور سلمہ ابن کہیل اور عطا اور طاؤس اور سعید ابن جبیر رحمہم اللہ کی بھی
صحبت مین رہے۔ اور ابو حنیفہ رحمہ کی بھی صحبت مین رہے مگر جورات ابو حنیفہ رحمہ کی تھی یعنی شب بیداری
اور گریہ وزاری وغیرہ وہ کسیکو حاصل نتھی۔ یہ حضرات اکابر تابعین مین عباد و زہاد تھے۔ اب اس سے زیادہ
عبادت کیا ہوگی۔

ص۔ علی ابن یزید صدائی کہتے ہین کہ مین نے رمضان مین ابو حنیفہ رحمہ کو دیکھا کہ ساٹھ قرآن انہون
نے ختم کیئے ہر روز دو قرآن ختم کرتے ایک دن مین اور ایک رات مین اور سفیان ابن عیینہ سے بھی
یہی مروی ہے۔

ص۔ احمد ابن بشر اور حفص ابن غیاث کہتے ہین کہ ہم نے جس عابد کو دیکھا حلال وحرام کے باب مین
اوسکو ناقص پایا اور جس فقیہ کو دیکھا عبادت مین اوسکو کم رغبت پایا بخلاف ابو حنیفہ رحمہ کے کہ حق تعالی نے
نے دونون صفتین اون مین کامل دی تہین۔

م ص۔ اسحق بن بہلول کہتے ہین کہ ابو عمرو ابو حنیفہ رحمہ کا ذکر نہایت عمدگی سے کرکے کہا کرتے
تھے کہ باوجود اشتغال علم کے اون سے عبادت اسقدر کیونکر ہو سکتی ہے۔

شمس العلما مولوی شبلی صاحب نے سیرۃ النعمان مین لکھا ہے کہ چالیس برس تک عشا کے وضو سے
صبح کی نماز پڑہنی وغیرہ امور جو امام صاحب کی ریاضات اور تقوی سے متعلق لکھے گئے ہین صرف
مبالغے اور افسانے ہین یہ واقعات نہ تاریخی اصول سے ثابت ہین نہ ان سے کسی غرض کا استدلال
ہو سکتا ہے اسکے لئے ایسی سند درکار ہے کہ جس مین ذرا بھی شبہ کی گنجایش نہو۔

معلوم نہین مولوی صاحب نے اس باب مین اسقدر تشدد کیون فرمایا شاید یہ خیال ہوا ہے کہ اگر یہ امور ثابت ہوجائین تو ہمین بھی یہ سب کام کرنے پڑینگے۔ اور محال ہے کہ ایسا ایک کام بھی ہم سے ہو سکے اس خیال پر یہ قرینہ ہے کہ مولوی صاحب نے صد ہا روایتین اوس کتاب مین نقل کردین اور کسی کی سند کا نام تک نہین لیا۔ مگر یہ خیال صحیح نہین کہ کثرت عبادت اور تقوی کا مدار خوف الہی پر ہے اور ہر شخص جانتا ہے کہ خوف ایک کیفیت قلبیہ کا نام ہے جسکی وجہ سے ایسے افعال صادر ہوتے ہین جو عموماً ہر کسی سے نہین ہوتے اور جس قدر خوف زیادہ ہوگا اوسکے آثار بھی زیادہ ہونگے۔ کون نہین جانتا کہ زردی رنگ اور برخاستگی خاطر اور بے خوابی وغیرہ خوف کے لوازم ہین۔ بعضے وقت خائف شخص سے ایسے حرکات صادر ہوتے ہین جو دیکھنے والے اوسکو احمق بلکہ دیوانہ سمجھتے ہین۔ مثلاً قوی دشمن کسی کا تعقب کرے تو کیسا ہی عقلمند ہو اوس سے بھاگے گا اور بلا تامل کسی کے گھر بلکہ زنانہ مین گھس جائیگا۔ اس خلاف وضع عادت حرکت کو دیکھنے والے جو اصل سبب سے ناواقف ہون خیال کرینگے کہ اوسکے دماغ مین فتور آگیا ہے۔ اب غور کیجئے کہ جب مخلوق کے خوف سے اس قسم کی حالتین طاری ہون تو جسکے دل مین خوف خدا کامل طور پر ہو اوسکا کیا حال ہوگا۔ رہی یہ بات کہ ہم مین اسقدر خوف نہین اور نہ کوئی ایسا آدمی دیکھا جاتا ہے سو یہ دوسری بات ہے۔ اصل یہ ہے کہ خوف الہی کا مدار ایمان پر ہے اور ایمان و یقین ایک ایسی وسیع کیفیت ہے کہ اوسکے مدارج بے انتہا مین پہلا درجہ اوسکا یہ ہے کہ سال مین ایک مہینہ ایک وقت کا کھانا اور ہر روز پانچ وقت تمام کاروبار کو چھوڑا دیتا ہے۔ اوسکے بعد بحسب مدارج ایک ایک چیز چھوٹتی جاتی ہے۔ مثلاً گناہون کی برائیون اور اونکی سزاؤن کا یقین کامل ہو اور دار وگیر محکمۂ آخرت اور قیدخانہ جہنم پیش نظر ہو تو تقریباً کل گناہ چھوٹ جائینگے اور خود بخود طبیعت مین یہ احتیاط پیدا ہو جائے گی کہ ادنی ادنی شبہ سے بہت سارے مباحون کا ترک کردینا آسان ہو جائیگا اور حدیث شریف دع ما یریبک الی ما لا یریبک وغیرہ پر عمل ہونے لگے گا۔ غرضکہ کامل الایمان اور بے ایمان شخص کے اعمال افعال حرکات وسکنات مین جو تفاوت ہوگا محتاج بیان نہین۔ سعدی علیہ الرحمہ فرماتے ہین۔

ملحد گرسنہ در خانۂ خالی بر خوان عقل باور نکند کز رمضان اندیشد

ملحد سے ہزار کہئے کہ بھائی رمضان مین دن کو کھالینے سے آدمی گنہگار ہوتا ہے خدا کا غضب

اترتا ہے وہ کبھی نہ مانے گا بخلاف اسکے اوسی سفرہ پر جاہل سے جاہل مسلمان کو بٹھا دیجیے اور ترغیبین بھی دیجیے کہ ہر نوالہ پر ہم کچہ انعام بھی دینگے تو بھی وہ اوسکی طرف توجہ نہ کریگا بشرطیکہ نئی روشنی کی جھلک اوسپر نہ پڑی ہو۔ جب ہم جاہل مسلمانون مین اسقدر خوف خدا پاتے ہین تو جنکو سچے مسلمانون کے اکابر نے صرف اون صفات کی وجہ سے جو دین مین محمود ہین اپنا مقتدا بنا لیا تہا اونکے خوف و خشیت کا کیا حال ہوگا۔ اسکو ہر قوم و ملت والا تسلیم کریگا کہ ہر ملت و دین مین وہی لوگ مقتدا مانے جاتے ہین جو اوس ملت کے ضروریات اور مستحبات کو ادا کرنے مین اورون سے ممتاز ہین اب جب ہم دیکھتے ہین کہ اسلام مین وہی لوگ بزرگ اور مقتدا تسلیم کیے گئے ہین جنمین خوف خدا و تقوی وغیرہ صفات حمیدیہ تھے جیسا کہ کتب سیر و تراجم اور تذکرون وغیرہ سے ظاہر ہے اور تواتر اور خود مولویصاحب کے بیان سے بھی ثابت ہے کہ امام صاحب کو اکابر دین نے امام و مقتدا تسلیم کر لیا تہا تو اب بمقتضاے درایت اجمالی طور پر یہ ماننا پڑیگا کہ امام صاحب مین خوف خدا اور تقوی وغیرہ صفات حمیدیہ کا وجود کامل طور پر تہا جسکی وجہ سے وہ اپنے اقران و امثال مین ممتاز اور امام تھے اور اس اجمال کی تفصیل مین وہی واقعات پیش ہونگے جو تواریخ وغیرہ مین مذکور ہین۔ یہ بات بالکل مطابق عقل ہے کہ جب تک کسی کے تقدس کا اثر دل پر مسلط نہو آدمی اوسکو اپنا امام نہین بناتا یہ واقعہ مشہور ہے کہ ہارون رشید جب حج کو گیا تو حجر اسود کو بوسہ دینے مین بڑی زحمت اوسکو اٹھانی پڑی اور اوسی عرصہ مین حضرت موسی کاظم رضی اللہ عنہ جب تشریف لائے تو بلا زحمت حجر اسود تک پہونچ گئے۔ ہارون رشید نے آپ سے اسکی وجہ دریافت کی تو فرمایا تم ائمہ الاجسام ہو اور ہم ائمۃ القلوب ہین۔ دیکھیے یہ صرف آپکے تقدس کا اثر تھا کہ خلیفۂ وقت کے مقابلہ مین مسلمانون نے آپ کو اپنا امام تسلیم کر لیا۔

اب غور کیجیے کہ محدثین اور اولیاء اللہ کے اکابر مرشدین مثل داؤد طائی اور شفیق بلخی اور فضیل ابن عیاض رضی اللہ عنہم نے جب آپکو مقتدا اور امام تسلیم کر لیا تھا تو آپ مین تقوی وغیرہ کا کسقدر رسوخ و وثوق ہوگا۔

ان قرائن پر غور کرنے کے بعد درایت سے کام لیا جائے تو وہ اسی بات پر گواہی دیگی کہ جتنے واقعات امام صاحب کی عبادت اور تقوی وغیرہ سے متعلق مورخین نے لکھے ہین سب واقعی

اور بلا مبالغہ ہین اور اون مین خوش اعتقادی کو اگر دخل ہے تو اسیقدر ہے کہ اُن واقعات کے اظہار پر اوس نے مورخین کو مجبور کیا تہا اگر یہ خوش اعتقاد حضرات بہی اورون کی طرح قلم انداز ہو جاتے تو ہمین اپنے امام کی اون حالتون پر اطلاع ہی نہوتی جنہون نے اونکو اسلام کے عین شباب کے زمانہ مین امام بنا دیا۔ در اصل یہی امور مورخین کی تصانیف کے باعث رونق ہوے ورنہ اگر ان خصوصیات کو ترک کر کے معمولی باتین لکھدیتے کہ امام صاحب ایک مولوی اور مجتہد تھے لوگونکو پڑہایا کرتے اور فتوی دیا کرتے تھے تو اونکی کتابون کو کون دیکہتا بلکہ خود اونکو لکہنے کی کیا ضرورت تھی

مولوی صاحب نے ان واقعات کو مبالغے اور افسانے قرار دیکر مصنفین پر جو حملہ کیا ہے کہ (لطف یہ ہے کہ ہمارے مورخین انہین دور از کار قصون کو امام صاحب کے کمالات کا جوہر سمجھتے ہین) یہ انقلاب زمانہ کی تاثیر ہے کہ بارا سو برس سے جو امور مسلمانون مین کمالات کے جوہر سمجھے جاتے تھے اس زمانہ مین باعث توہین ہو رہے ہین کیون نہو یہ وہ زمانہ ہے کہ باوجودیکہ مسلمانون کو اپنے فرائض دینی ادا کرنے مین گورنمنٹ کی طرف سے آزادی ہے مگر اس زمانہ کے مسلمانون سے اونکو آزادی نہین مل سکتی اسکو دیکھ لیجیے کہ ان مسلمانون کی مجالس مین کوئی پرانی وضع والا مسلمان نماز روزہ وغیرہ ادا کرے تو اوسکی کیسی گت بنائی جاتی ہے۔ اور کیسی کیسی پہبتیان اوس پر اڑتی ہین کہ مارے شرم کے بیچارہ سر نہ اوٹھا سکے۔

حنفیون کو مولوی شبلی صاحب کا شکریہ ادا کرنا چاہیے کہ امام صاحب کے علم و ذکاوت کو اصول درایت اور اصول تاریخ کے شکنجہ مین نہین کہینچا ورنہ اوسکا بہی خاتمہ ہو گیا ہوتا کیونکہ آج کل درایت زورون پر ہے کسی بات کا خیال آنے کی دیر ہے اودہر خیال آیا اور ادہر ذہن نے کارسازیان شروع کردین اور کسی بات کا سر اور کسی بات کا پانون چسپان کر کے ایک ایسی تصویر پیش کردی کہ کسی کے حاشیہ خیال مین نہو جس طرح فوٹو مین دستکاریان کی جاتی ہین اور مصنوعی ایسا فوٹو تیار کیا جاتا ہے کہ جسکا فوٹو ہو وہ بہی حیران رہجائے۔ محکی عنہ سے حکایت کو کوئی تعلق نہین صرف چہرہ تو اوسی شخص کا ہوتا ہے اور باقی حصہ اور لباس وضع ترکیب جسکی چاہین اوسکی چسپان کر کے کسی شہادت مین پیش کردین۔

اب امام صاحب کے ورع کا حال سنیئے۔

یہ بات ظاہر ہے کہ جسکو خوف الہی ہوگا وہ متورع اور پرہیزگار ضرور ہوگا اور امام صاحب کے خوف

خشیت کا حال اکابر محدثین کی گواہیون سے ابھی ثابت ہوا اسلیئے جداگانہ اونکے ورع کا حال بیان کرنے کی ضرورت نتہی مگر چونکہ محدثین نے اوسکو خاص طور پر بیان کیا ہے اسلیئے ان حضرات کی تقلید کرکے ہم بھی چند روایات اور واقعات لکھتے ہین۔

م ص ک ۔ یحی ابن معین سے کسی نے پوچھا کیا ابو حنیفہ ثقہ تھے کہا ان ثقہ تھے ثقہ تھے مکرر توثیق کرکے کہا خدا کی قسم اونکا رتبہ اس سے بلند تہا کہ وہ جھوٹ کہتے ورع مین وہ سب سے زیادہ تھے۔ اور کہا کہ جسکو ابن مبارک اور وکیع نے عدل کہا اوسکو تم کیا گمان کرتے ہو۔

م ص ک ت ۔ عبداللہ بن مبارک کہتے ہین کہ جب مین کوفہ مین گیا اور لوگون سے پوچھا کہ یہان کے علما مین افقہ کون ہین کہا ابو حنیفہ پہر پوچھا زہد مین سب سے زیادہ کون ہین کہا ابو حنیفہ پہر پوچھا ورع اور پارسائی مین سب سے زیادہ کون ہین کہا ابو حنیفہ۔

م ص ک ت ۔ مکی ابن ابراہیم کہتے ہین کہ مین کوفہ کے تمام علما کے ساتھ بیٹھا مگر ابو حنیفہ سے اورع کسی کو نہین دیکھا۔ تہذیب الکمال مین بھی اس روایت کو ذکر کیا ہے۔

م ص ک ۔ ابن عیینہ کہتے ہین کہ ابو حنیفہ کے زمانہ مین کوئی اونسے افقہ اور اورع اور افضل کوفہ مین نتہا۔

م ۔ عشیر رح کہتے ہین کہ ابو حنیفہ صوام قوام ورع زاہد اور فقیہ تھے اور کردری رح نے بھی الفاظ عامر رح سے نقل کیئے ہین۔

م ص ک ۔ ابو شیخ کہتے ہین کہ نو سال اور کئی مہینون مین ابو حنیفہ کے ساتھ بیٹھا اس مدت مین کوئی بات اونسے ایسی نہین دیکھی جو قابل انکار ہو وہ صاحب ورع وصلوۃ وصدقہ ومواساۃ تھے۔

م ص ک ۔ بکیر ابن معروف کہتے ہین کہ جس نے ابو حنیفہ رح کو دیکھا اوسکو یہ بات معلوم ہوئی کہ اعلی درجہ کے فقیہ اور صاحب معرفت اور پرہیزگار کیسے ہوا کرتے ہین اور اونکو دیکھنے والے پر یہ ثابت ہو جاتا تہا کہ وہ خیر ہی کے لیئے مخلوق ہین۔

م ص ک ۔ امام صاحب کا ذکر امام احمد ابن حنبل کی مجلس مین آیا انہون نے کہا یقیناً وہ صاحب ورع تھے ایسے کوڑے خدمت قضا قبول کرنے کے لیئے اونکو مارے گئے

مگر وہ انکار ہی کرتے رہے ۔

م ص ک ۔ ابن عیینہ رح سے مروی ہے کہ ابن جریج رح کہتے تھے کہ مجھے نعمان فقیہ اہل کوفہ کے حالات معلوم ہوئے ہین کہ وہ شدید الورع تھے اپنے دین اور علم کی صیانت کرتے تھے اہل آخرت کے مقابلہ مین اہل دنیا کو اختیار نہین کرتے تھے مین گمان کرتا ہون کہ قریب مین اونکے علم کی عجیب شان ہوگی ۔

م ص ۔ عبد الوہاب بن ہمام کہتے ہین کہ جتنے مشائخ عدن طلب حدیث کے لئے کوفہ گئے تھے وہ بالاتفاق کہتے تھے کہ ابو حنیفہ کے زمانہ مین اونسے افقہ اور اورع کوفہ مین ہمنے نہین دیکھا ۔

ک ۔ عبد الرزاق ابن ہمام کہتے ہین کہ جتنے ہمارے شیوخ طلب علم کے لئے کوفہ گئے تھے سب کا یہی قول تہا کہ ابو حنیفہ رح کے زمانہ مین اونسے افقہ اور اورع ہمنے کوفہ مین نہین دیکھا ۔

م ص ک ۔ یزید بن ہارون کہتے ہین کہ مجھے بہت سارے علما سے ملاقات ہے مگر ابو حنیفہ رح سے افضل اور اورع مین نے نہین دیکھا ۔

م ص ک ۔ ابراہیم ابن عکرمہ مخزومی کہتے ہین کہ مین نے ابو حنیفہ سے افقہ اور اورع نہین دیکھا

م ص ک ۔ عمر ابن ذر رح کہتے ہین کہ جس موقع مین ہم ابو حنیفہ رح کے ساتھ گئے دیکھا کہ وہان کے علما پر فقہ اور علم اور ورع مین ابو حنیفہ ہی غالب تھے ۔

م ص ک ۔ ابو بردہ کندی رح کہتے ہین کہ مین حماد ابن ابی سلیمان اور علقمہ اور عبد الرحمن اودی اور طلق ابن معاویہ اور نخعی اور عبد الرحمن ابن عباس کی صحبت مین رہا مگر اون مین کسی کو ابو حنیفہ رح سے اورع نہین پایا ۔

م ص ک ۔ وکیع رح کہتے ہین کہ حدیث کے باب مین ابو حنیفہ رح کو جسقدر ورع تھا کسی مین نہین پایا گیا ۔

الانتصار مین سبط ابن جوزی رح نے حافظ ابو بکر محمد ابن عمر ابن محمد بن سیرۃ الجعابی کی کتاب الانتصاب لمذہب ابی حنیفہ سے نقل کیا ہے قال اخبرنی علی ابن الحسین عن ابیہ قال سئل یحیی ابن معین عن الرجل یحدث الحدیث لا یحفظ یحدث بہ فقال کان ابو حنیفہ یقول لا یحدث الا بما یعرف و یحفظ یعنے یحیی ابن معین رح سے کسی نے پوچھا کہ اگر کوئی شخص حدیث روایت کرے وہ

اوسکو وہ حفظ نہو تو جائز ہے یا نہین کہا ابو حنیفہ رح کہتے تھے کہ وہی حدیث روایت کرنی جا ہیے جسکو اچھی طرح جانتا اور یاد رکھتا ہو۔ یہان دو باتین معلوم ہوئین ایک یہ کہ امام صاحب کے مذہب کی تائید مین قدما مین بھی حافظ جعابی رح نے ایک کتاب تصنیف کی ہے جسکا نام الانتصار لمذہب ابیحنیفہ رکھا ہے۔ اور دوسری یہ کہ یحیی ابن معین جیسے جلیل القدر محدث نے جن پر جرح و تعدیل کا گویا مدار ہے امام صاحب کے قول سے استدلال کیا اور اوسپر فتوی دیا۔

م ص ک ابو غسان مالک ابن اسمعیل کہتے ہین کہ ہم لوگون کے نزدیک یہ بات ثابت ہوگئی ہے کہ جن جن حضرات کی طرف ورع کی نسبت کی گئی اور وہ متورع مشہور تھے اون مین ابو حنیفہ رح سے اورع کوئی نتھا۔

م ص۔ حفص ابن عبد الرحمن کہتے ہین کہ مین اقسام کے علما یعنے فقہا زہاد نساک عباد اور اہل ورع کے ساتھ بیٹھا مگر سوا ے ابو حنیفہ کے کسیکو ان صفات کا جامع نہین پایا۔

م ص۔ عطا ابن جبلہ کہتے ہین کہ مین نے ابو حنیفہ رح کے افقہ اور اورع اور اعبد الناس ہونے مین کسی عالم کو اختلاف کرتے نہین دیکھا۔

م ص۔ ابو حمزہ سکری رح کہتے ہین کہ ابو حنیفہ رح کے زمانہ مین کوئی شخص اون سے اورع نہین سمجھا گیا۔

م ص ک ح۔ ابن مبارک رح کہتے ہین کہ مین نے ورع مین ابو حنیفہ رح سے بڑا ہوا شخص نہین دیکھا۔ اونکے ورع کی آزمایش کوڑون اور اموال سے ہوگئی۔ یعنے باوجودیکہ خدمت قضا قبول کرنے کے لئے کوڑے لگائے گئے مگر اونکو لغزش نہوی اور مالی امور مین تجربہ ہوگیا کہ اونے اونے شبہ سے احتیاط کرتے اور مال لٹا دیتے تھے۔

م ص ک۔ شداد بن حکیم کہتے ہین کہ ابو حنیفہ رح سے اورع کوئی نتھا۔

ک۔ عمرو بن صالح کا قول ہے کہ علم اور ورع مین ابو حنیفہ رح کا مثل نہین دیکھا گیا۔

ص ک ح ت۔ یزید ابن ہارون کہتے ہین کہ مین نے ہزار شیوخ سے علم حاصل کیا مگر خدا کی قسم ابو حنیفہ سے اورع نہین دیکھا۔

م ک عیسی ابن یونس رح قسم کھا کر کہا کرتے تھے کہ مین نے ابو حنیفہ سے افقہ

اور اورع نہین دیکھا۔

م ص ح ۔ حسن ابن صالح کہا کرتے تھے کہ ابوحنیفہ شدید الورع اور نہایت پرہیزگار شخص تھے حرام کی اون پر اتنی ہیبت تھی کہ بہت سارے حلال چیزون کو انہون نے شبہ سے چھوڑ دیا تہا کسی فقیہ کو اون سے زیادہ صیانت نفس اور علم کرتے مین نے نہین دیکھا۔

م ک ح ۔ ایک بار کوفہ مین ایک مغصوبہ بکری بکریون مین مل گئی آپ نے دریافت کیا کہ بکری کی عمر کتنی ہوتی ہے۔ کہا گیا سات سال آپ نے سات سال تک بکری کا گوشت ترک کر دیا۔

م ص ک ۔ ابوداؤد حفری کا قول ہے کہ ابوحنیفہ ایسی چیزون سے ورع اور پرہیزگاری کرتے تھے جن کے حلال ہونے مین شک نہین تو خیال کیا جائے کہ حرام سے اون کو کس قدر احتراز ہوگا۔

م ص ک ح ت ۔ تاریخ بغداد مین خطیب رہ نے لکھا ہے کہ حفص بن عبدالرحمن جو تجارت مین امام صاحب کے شریک تھے اونکے پاس آپ نے پارچہ بھیجا اور یہ اطلاع دی کہ فلان تہان مین عیب ہے بیچتے وقت مشتری کو اوس پر مطلع کر دینا۔ مگر اتفاقاً حفص بھول گئے جب حساب پیش ہوا امام صاحب نے اوس تہان کا حال دریافت کیا انہون نے کہا کہ مین بھول کر سب تہانون کے ساتھ اوسکو بھی بیچ ڈالا یہ سنتے ہی امام صاحب نے اپنے حصے کے پورے روپیے فقیرون کو دیدیے لکہا ہے کہ تیس ہزار درہم تھے جو اوس تہان کی قیمت اون مین مخلوط ہوگئی تھی۔ تہذیب الکمال مین بھی یہ واقعہ بیان کیا ہے۔

م ص ۔ جب منصور نے امام صاحب کو خدمت قضا کے لئے کہا تو آپنے جواب دیا کہ مجھ مین اس خدمت کی صلاحیت نہین یہ تو مین جانتا ہون کہ بینہ پیش کرنا مدعی کے ذمہ ہے اور منکر پر قسم ہے لیکن اس خدمت کے لئے ایسا نفس چاہیے کہ آپ پر اور آپ کی اولاد پر اور عہدہ دارون پر برابر حکم کر سکے اور میرے نفس کی یہ حالت ہے کہ جب آپ مجھکو بلاتے ہین تو وہ میرے اختیار مین نہین رہتا جب تک آپ سے جدا نہون۔ منصور نے کہا ہم جو صلے اور عطیات دیتے ہین وہ کیون نہین قبول کرتے۔ کہا کبھی ایسا نہین ہوا کہ آپ نے اپنے مال سے مجھکو کچھ دیا ہو اور

مین سے نے قبول نہین کیا۔ اگر ایسا ہوتا تو مین ضرور قبول کرتا۔ آپ نے تو بیت المال کا روپیہ مجھے دیا جس مین میرا کوئی حق نہین۔ نہ مین سپاہی ہون کہ جنگ پر جاؤن نہ اونکی اولاد مین ہون کہ گھر بیٹھے کھاؤن اور نہ فقیرون مین ہون۔ غرضکہ آپ نے نہ خدمت قبول کی نہ خزانہ شاہی کا روپیہ لیا۔

ص ک۔ تاریخ خطیب بغدادی مین یوسف ابن خالد السمتی سے مروی ہے کہ ایک بار ابوجعفر منصور نے تیس ہزار درہم ابوحنیفہ رح کو بطور ہدیہ بھیجے آپ نے کہا اے امیرالمومنین مین بغداد مین مسافر ہون کوئی جگہ ایسی نہین جہان انکی حفاظت کرون اسلئے بیت المال ہی مین رکھنے کا حکم دیا جائے چنانچہ امام صاحب کے انتقال تک وہ بیت المال کے امانت مین رکھے رہے اوسکے بعد جب منصور کو اطلاع ہوی تو کہا ابوحنیفہ نے ہمین دہوکا دیا غور کیجیے کہ اس زمانہ مین جس طرح ناجائز طور پر روپیہ حاصل کرنے کی غرض سے حیلے اور تدبیرین کی جاتی ہین امام صاحب جائز طور پر اشتباہی روپیہ نہ لینے کی تدبیرین کرتے تھے آخری زمانہ کے نفوس کو اوس نفس قدسی کے ساتھ کیا مناسبت مگر افسوس ہے کہ ان لوگون کو شرم نہین آتی کہ باوجود ایسی ناگفتہ بہ حالت کے اپنے نفوس پر قیاس کرکے امام صاحب کی توہین کرتے ہین۔ کیا عقل سلیم یہ بات قبول کرسکتی ہے کہ ایسا محتاط خائف شخص جسکو دنیا سے کوئی تعلق نہو دین مین فساد ڈالے اور خلاف مرضی خدا و رسول اپنے دل سے مسئلے گھڑ کر اپنی آخرت تباہ کرے۔

اگر فقہ کے ایجاد سے اونکو دنیا طلبی مقصود ہوتی تو مناسب تھا کہ سلاطین کی طرف سے خدمت قبول کرنے کی درخواست اور اصرار ہوتا خود درخواست کرتے۔ اور سفارشین پہونچاتے اور کسی نہ کسی حیلے سے خدمت حاصل کرکے امیرانہ گذران کرتے۔ برخلاف اسکے وہان تو ان چیزون کا ذکر ہی نہ تھا

م ص ح سہل ابن مزاحم کہتے کہ ہم ابوحنیفہ رح کے گھر مین جایا کرتے تھے۔ سوائے بوریے کے کوئی چیز وہان نظر نہ آتی۔

م۔ ابوالنجیب مروزی کہتے ہین کہ امام صاحب کا قوت مہینے مین دو درم تھا۔

م ح ص ک۔ جب قضا کے بارہ مین آپ بغداد مین قید کئے گئے تو آپنے فرزند کو کہلا بہیجا کہ تم جانتے ہو کہ مہینے مین میرا قوت دو درہم ہے اوسکو بھی تم نے روک دیا جلد بھیجو۔

یہ تو آپ کی ذاتی حالت تھی جس سے کمال زہد ظاہر ہے۔ اب آپکے تمول کا حال بھی سن لیجیے۔

مک - عبد الحکیم بن میسرہ کہتے ہین کہ ابو حنیفہ رح کے کئی غلام تجارت پر مامور تھے ایکبار وہ ستر ہزار درہم لے آئے جن مین تیس ہزار درہم نفع کے تھے امام صاحب نے اونسے تجارت کے طریقے دریافت کئے بعضون نے اپنا طریقہ ایسا بھی بیان کیا کہ جس مین غلطی تھی امام صاحب نے پوچھا کیا وہ نفع علحدہ رکھا گیا یا خلط کر دیا گیا کہا خلط کر دیا گیا آپنے فرمایا تم نے کل مال کو فاسد کر دیا پھر علماے کوفہ سے سات شخصون کو بلا کر ہر ایک کو دس دس ہزار درہم دیے کہ مساکین پر تقسیم کر دین۔ غور کرنے کا مقام ہے کہ ستر ہزار درہم جو راس المال اور نفع کا مجموعہ تھے کل سرمایہ تھا سب کو ایک ادنیٰ شبہ سے لٹا دینا کوئی آسان کام نہین۔ اس زمانہ مین حالانکہ یہ نیا رستہ جو خود رو کل پیمانہ کا مصداق ہین پورے طور پر صادق ہے مگر تقوے کا وہ دعوے کہ ابو حنیفہ رح نے عمر بھر مین کبھی نہ کیا ہوگا کیونکہ اونکو اگر تقوے کا دعوی ہوتا تو رات دن خوف خدا سے رونے کی کیا ضرورت تھی۔

قرائن سے بخوبی ظاہر ہے کہ آپکا تجارت کرنا بھی دینی مصلحتون کے لحاظ سے تھا۔ پہلے تو تقوے کا امتحان دینا آپکو مقصود تھا کیونکہ تقوے کی آزمائش انہین معاملات سے ہوتی ہے جو مال سے متعلق ہین سو بفضلہ تعالی آپکا اس امتحان مین کامیاب ہونا اون حیرت انگیز وقائع سے ظاہر ہے جو کتابون مین کثرت سے مروی ہین مگر چونکہ اس رسالہ کی غرض اونسے چندان متعلق نہین اسلئے اونکا ذکر ضروری نہین سمجھا گیا۔ پھر مال حاصل ہونے کے بعد بخل اور اسراف سے بچنا بھی ایک مشکل کام ہے سو امام صاحب اس مین بھی قابل تحسین رہے چنانچہ آپکی سخاوت اس درجہ تک پہونچ گئی تھی کہ اپنے زمانہ مین آپ سخی مشہور تھے۔ چنانچہ کردری رح اور امام سیوطی رح نے فضیل ابن عیاض کا قول نقل کیا ہے۔ کان ابو حنیفة معروفا بکثرت الافضال واکرام العلم واہلہ۔

مک - مسعر رح کہتے ہین کہ جب ابو حنیفہ رح کوئی چیز اپنے عیال کے واسطے خرید کرتے یا لباس بناتے یا میوا کے خرید کرتے تو پیشتر اون اشیا کی قیمت سے زیادہ قیمتی اشیا شیوخ علما کیلئے خرید کرتے اور یہ اونکی عادت تھی کہ جب کوئی چیز صدقہ یا ہدیہ کے لئے خرید کرتے تو عمدہ اور بیش قیمت خرید کرتے اور اپنے عیال کے لئے خرید کرتے تو اوسمین یہ اہتمام نکرتے۔

مک - شقیق بلخی رح کہتے ہین کہ ایکبار مین ابو حنیفہ رح کے ساتھ کسیکی عیادت کو جا رہا تھا راستہ مین ایک شخص آپکو دیکھکر چھپ گیا اور دوسرے راستے سے نکل جانا چاہا آپنے اوسکو پکار کر کہا کہ دوسرے

راستہ سے کیون جاتے ہوا دیکھنے دیکھا کہ امام صاحب پہچان گئے شرمندہ ہو کر کھڑا ہو گیا آپنے
جب اوسکا سبب دریافت کیا تو اوس نے کہا کہ مجھپر آپکے دس ہزار درہم ہین اور باوجود مدت گذر جانے
کے تنگدستی کی وجہ سے ادا نکر سکا اسلئے روبرو آنے سے مجھے شرم آئی فرمایا سبحان اللہ اون درہمون
سے چھپنے کی نوبت پہونچ گئی وہ کل مین نے تمہین معاف کر دیا اور تم سے یہ درخواست ہے کہ میری طرف
سے تمہارے دل پر جو گرانی گذری وہ تم معاف کردو۔

م ک۔ امام صاحب کے فرزند حماد رحمہ نے جب سورہ فاتحہ ختم کی تو آپنے معلم کے پاس پانچ ہزار
درہم بھیجکر معذرت کہلائی کہ اسوقت میرے پاس اتنے ہی ہین اگر زیادہ ہوتے تو تعظیم قرآن کے
لحاظ سے وہ سب بھیجدیتا۔

غرضکہ تجارت اور تمول سے آپنے نہ حظوظ نفسانی حاصل کئے نہ دنیوی کوئی فائدہ اٹھایا بلکہ اوسکے
کل مصارف فی سبیل اللہ تھے اور اپنی ذاتی گذران فقیرانہ رکھی اس سے زیادہ کیا ہوسکتا ہے کہ مہینے بھر
مین صرف دو درہم آپکا قوت تھا جیسا کہ ابھی معلوم ہوا۔ انھی اسباب سے اکابر محدثین کے دل مین
آپکی وہ وقعت تھی کہ کسی دوسرے کی نہ تھی۔

م ص ک۔ اسمعیل بغدادی کہتے ہین کہ مینے یزید ابن ہارون سے پوچھا کہ آدمی کو فتوی دینا کب
حلال ہوتا ہے فرمایا کہ جب ابو حنیفہ کے جیسا ہو اوسنے کہا حضرت آپ ایسی بات کہتے ہو کہان اون سے
زیادہ کہو نگا مین نے اونسے افقہ اور اورع نہین دیکھا۔ ایک روز وہ کسی شخص کے دروازہ کے روبرو
دھوپ مین بیٹھے ہوئے تھے مین نے کہا سایہ مین اگر آپ بیٹھ جاتے تو اچھا تھا کہا اس مکان والے
پر میرا کچھ قرض ہے مین مناسب نہین سمجھتا کہ اوسکے گھر کے سایہ مین بیٹھون اب کہو کہ اس سے
زیادہ کیا ورع ہوگا اور یحیی ابن زائدہ کہتے ہین کہ مین نے جب ابو حنیفہ کو دیکھا کہ دھوپ مین بیٹھے ہین تو
اونکو قسم دیکر پوچھا کہ سایہ چھوڑکر دھوپ مین بیٹھنے کا کیا سبب ہے کہا اس مکان والے پر میرا کچھ قرض
ہے مین اوسکے گھر کے سایہ کو اس وجہ سے مکروہ سمجھتا ہون کہ کہین وہ نفع نہو جائے دکیونکہ
حدیث شریف مین وارد ہے جس قرض سے کوئی نفع حاصل کیا جائے وہ ربو ہے) پھر فرمایا اس
قسم کی احتیاط اور لوگون پر واجب نہین عالم کو ضرور ہے کہ جن امور کی طرف لوگون کو بلاتا ہے
اون مین خود زیادہ احتیاط او عمل کرے۔ الخیرات الحسان مین بھی یہ واقعہ بالاختصار قشیریہ سے نقل کیا

یزید بن ہارون نے جو فتوے کے لئے ورع اور تقوے کی ضرورت سمجھی اوسکی وجہ یہ ہے کہ جسکو خوف خدا ہوگا وہی سچے مسئلے دین کے بتائے گا ورنہ اپنی خواہش نفسانی کے مطابق فتوے دیگا جیساکہ دیکھا جاتا ہے۔

م ص ک۔ مالک ابن سلیمان سے روایت ہے کہ حسن بن عمارہ ابوحنیفہ رح کی شان مین بدگوئی کیا کرتے تھے ایکبار کسی مسئلہ کی تحقیق کیلئے امیر کوفہ نے کل علماے کوفہ کو جمع کیا مناظرہ کے بعد سب کا اتفاق ابوحنیفہ رح کے جواب پر ہوا جب امیر نے لکہنے کو کہا تو ابوحنیفہ رح نے تامل کرکے کہا کہ اس مسئلہ مین ہم سب خطا پر تھے اور صواب وہی ہے جو حسن ابن عمارہ کہتے ہین چنانچہ وہی لکھا گیا اوسکے بعد حسن بن عمارہ امام صاحب کی نہایت مدح کرتے اور کہا کرتے تھے کہ اگر ابوحنیفہ چاہتے تو میرا قول رد کر دیتے اور باوجودیکہ وہ مجلس مفاخرت کی تھی مگر انہون نے خطا کا الزام اپنے ذمہ لینے مین ذرا بھی تامل نہین کیا اوس روز سے مجھے یقین ہوا کہ وہ ورع مین سب سے زیادہ ہین۔

م ص۔ نضر بن محمد رح کہتے ہین کہ چند روز بادشاہ نے ابوحنیفہ رح کو فتوی دینے سے منع کر دیا تھا اوس زمانہ مین اگر اونکے فرزند حماد بھی کوئی بات پوچھتے تو آپ حکم شاہی کا عذر کرکے جواب نہ دیتے ایکبار حماد نے کہا حضرت یہان تو آپ ہین اور مین ہون تیسرا کوئی شخص نہین آپنے فرمایا اسے لڑکے اللہ کہان ہے یعنے اللہ تعالی تو موجود ہے۔

م ص۔ ابوعاصم کہتے ہین کہ ابوحنیفہ رح ایسے شخص تھے کہ جب فتوی دینے کو بیٹھے ایک مسئلہ پیش ہوا جسکا جواب وہ نہ دیسکے اوسکے بعد دس سال تک فتوی اور مجلس کو ترک کر دیا۔ پھر جب تکمیل کی اور معلوم ہوا کہ لوگون کو اونکے فتوی کی طرف احتیاج ہے اوسوقت فتوی دینا شروع کیا۔

م ک۔ جب امام صاحب کے اوستاد حماد رح کا انتقال ہوا اور اونکی خدمت کو جس طرح چاہئے کوئی انجام نہ دیسکا تو اصحاب حماد رح نے بالاتفاق امام صاحب سے درخواست کی کہ مسند افتا کو اپنے افادات سے آپ زینت دین ورنہ علم ضائع ہونیکا خوف ہے امام صاحب نے کہا اس شرط پر مین یہ کام قبول کرتا ہون کہ آپ حضرات مین سے دس صاحب ضامن ہو جائین کہ ایک سال تک میرے ساتھ رہین چنانچہ انہون نے قبول کیا۔ ہرچند یہ مسلم تھا کہ اصحاب حماد رح مین امام صاحب ہی اس خدمت کے مستحق ہین لیکن امام صاحب کے تقوی نے یہ اجازت نہ دی کہ خود اپنے لئے

آپ مسند نشین ہو جائین اسلئے آپنے دس صاحبونکو منتخب کیا کہ ہر مسئلہ اونکو شوری سے قابل نفاذ سمجھا جائے۔ باوجو اسقدر احتیاط کے بمقتضائے خوف آلہی پھر بھی کھٹکا لگا رھتا تھا چنانچہ اس روایت سے ظاہر ہے۔

م ص ک۔ یزید طحان کہتے ہین کہ جب ابو حنیفہ کسی مسئلہ مین فتوی دیتے تو دیر تک سکوت کرتے پھر ایک لمبی سانس کھینچکر کہتے اللہم لا تواخذنا۔

م ص ک۔ ابو یوسف رح کہتے ہین ایک بار مین امام صاحب کے مکان کو گیا دیکھا کہ اسقدر مغموم ہین کہ اوسکا سبب دریافت کرنے کی بھی مجھے جرات نہوی تہوڑی دیر کے بعد سر اٹھا کر فرمایا اے ابو یوسف ہم جو کام کر رہے ہین کیا خداے تعالی اسکا سوال ہم سے کریگا مین نے عرض کی حضرت خدائے تعالی آپ پر رحم کرے مجتہد کے ذمہ اسیقدر ہے کہ اجتہاد اور کوشش مین کمی نکرے پھر کہا اللہم غفرا پھر تہوڑی دیر کے بعد سر اٹھا کر کہا اللہم لا تواخذنا۔

م ص۔ مالک ابن مغول رح کہتے ہین کہ ایک روز مین ابو حنیفہ رح کے پاس گیا اوسوقت ایک مسئلہ اونسے پوچھا گیا انہون نے اپنے اصحاب مین اوسکو پیش کیا جب سب نے خوض و فکر کرکے اوسکا حکم بیان کیا تو انہون نے سب کے آخر مین ایک تقریر کی اوسکے بعد بہت دیر تک سر جھکائے بیٹھے رہے پھر سر اٹھا کر کہا اللہم انک تعلم انی ما اردیہ وجھک یعنے یا اللہ تو جانتا ہے کہ مجھے اس سے مقصود صرف تیری ذات ہے یہ کہہ رہے تھے اور اونکی آنکھون سے اشک جاری تھے۔ ان حالات کے معلوم ہونیکے بعد ہر شخص کی طبیعت اس بات پر گواہی دیگی کہ امام صاحب نے جو فقہ کا کام اپنے ذمہ لیا تھا اوس مین اونکی کوئی نفسانی غرض نتھی اور بفضلہ تعالی خالصہ لوجہ اللہ نہایت دیانت داری سے اوسکو انجام دیا۔ بات یہ ہے کہ جس دل مین خوف خدا ہوتا ہے اوس سے جو کچھ صادر ہوگا خدا و رسول کی مرضی کے مطابق ہوگا۔ کیونکہ بات بات مین اوسکو ڈر لگا رھتا ہے کہ کہین کوئی ایسا فعل یا حرکت نفسانی ایسی صادر نہو جو باعث عتاب الہی ہو اسیوجہ سے فاصان خدا محدثین کو ورع حاصل کرنے کی ہدایت کیا کرتے تھے چنانچہ تذکرۃ الحفاظ مین امام ذہبی رحہ نے بکر ابن مضر کے ترجمہ مین لکھا ہے الامام المحدث الصادق العابد ابو عبد الملک المصری کان طویل الحزن خازنا للسانہ یعنے اکثر اوقات اونپر حزن طاری رہتا اور خاموش رہا کرتے تھے۔ اونکے فضائل ذاتی بیان کرکے لکھا ہے کہ جب محدثین اونکے پاس آتے تو اکثر اوقات کہا کرتے تعلموا الورع یعنے

احادیث کے ساتھ ورع بھی سیکھو۔

اب غور کیجئے کہ اسقدر خوف الٰہی کے بعد کیا ممکن ہے کہ کوئی بات دین مین انہون نے اپنی ایجاد کی ہوگی یا کوئی مسئلہ ایسا دل سے گھڑ لیا ہوگا جو خلاف منشاء خدا و رسول ہو عقل سلیم تو اسکو ہرگز قبول نہین کرتی اونکے کمال تدین ہی کی وجہ سے اکابر محدثین نے اونکے اتباع کی ترغیبین دین اور بعضے نے کہدیا کہ جس نے ابو حنیفہ کو اپنا پیشوا بنا لیا اوس نے احتیاط مین کمی نہ کی۔ وغیر ذلک۔

تقریر امام صاحب

اب امام صاحب کی تقریر کا بھی تھوڑا سا حال سن لیجئے

چونکہ قوت تقریر کا مدار کثرت معلومات اور استحضار مضامین اور طبیعت کی رسائی پر ہے اور یہ سب اونکو حاصل امام صاحب اوسوقت کے علما مین سب سے علم مین فائق اور قوت حافظہ مین ممتاز اور طبیعت کی رسائی کے لحاظ سے بے نظیر تھے ان وجوہ سے آپکی تقریر ایسی ہوتی تھی کہ موافق تو موافق مخالف بھی دم نہین مار سکتے تھے اور سب کی گردنین جھک جاتی تھین۔

مرک۔ یزید بن ہارون کہتے ہین کہ جب ابو حنیفہ رح کلام کرتے تو کل حاضرین کی گردنین جھک جاتی تھین۔

مرصک۔ سکنانہ کہتے ہین کہ ابو حنیفہ کا کل علم مفہوم اور مستعمل ہے اور دوسرون کے علم مین حشو و زوائد بہت ہین۔ مین اونکی صحبت مین ایک مدت تک رہا مگر ایک بات بھی اونسے ایسی نہین سنی جو قابل مواخذہ ہو یا اوسپر عیب لگایا جائے۔

م۔ ابو معاویہ کہتے ہین کہ شریک رح جہل اور حسد کی وجہ سے ابو حنیفہ رح کے ساتھ دشمنی تو رکھتے تھے مگر جب اونکا قول سنتے تو بیچارے سر نہ اٹھا سکتے۔

ک۔ عبد الصمد بن حسان کہتے ہین کہ مین ایکبار سفیان رح کے پاس بیٹھا تھا ایک شخص نے کہا ابو حنیفہ کو جدل اور جھگڑے کا علم دیا گیا ہے۔ انہون نے کہا اگر تم اونکے پاس بیٹھو تو معلوم ہوگا کہ اونکا مثل تم نے دیکھا نہین۔ جب وہ شخص امام صاحب کی مجلس مین حاضر ہوا تو اس بات کا قائل ہو گیا کہ جو شخص اونکے پاس بیٹھے اونکی فقہ اور فہم اور ورع کی وجہ سے خاضع ہو کر اونکے روبرو سر نہ اٹھا سکیگا پھر وہ شخص ہمیشہ امام صاحب کے فضائل بیان کرکے بدگویونکو جواب دیا کرتا تھا۔

الحاصل امام صاحب کی تقریر ایسی ہوتی تھی کہ کوئی سر نہ اٹھا سکتا۔ اب غور کیجئے کہ اوس زمانہ مین امام صاحب کے مخالف محدثین کثرت سے تھے جنکی مخالفت کا اثر ابتک جاری ہے اور محدثین کی عادت تھی

جوبات مخالف حدیث پاتے اوس مین مناظرے کرتے یہان تک کہ جان دینے کو مستعد ہوجاتے تھے
جیساکہ خلق قرآن کے مسئلہ مین آپنے دیکھ لیا اور امام صاحب حاکم یا صاحب احتشام شخص نہین تھے
کہ اونکے دروازہ پر روک ٹوک ہو وہ تو ہمیشہ مسجد مین بیٹھے رہتے تھے جسکا جی چاہتا مسئلہ پوچھ لیتا
یا مناظرہ کرلیتا۔ غرضکہ محدثین کی تصریحات اور عقل کی رو سے ثابت ہے کہ اوس زمانہ کے محدثین امام صاحب سے
بکثرت مناظرہ کیا کرتے تھے مگر امام صاحب کی تقریر سنکر بجز انقیاد اور گردن جھکانے گریز نہ تھا۔ اس سے یہ بات بآسانی
معلوم ہوسکتی ہے کہ جتنے مسائل مین محدثین کو امام صاحب سے خلاف ہے اون مین اکثر مباحثے ہوے اور بکرات و مرات
اکابر محدثین کو امام صاحب نے منوا کر چھوڑا پھر جو حضرات متدین اور منصف مزاج تھے وہ تو امام صاحب
کی تعریفین کیا کرتے اور جو خود سرا اور حاسد تھے روبرو کچھ نہ کہہ سکتے البتہ غائبانہ بدگوئیان کیا کرتے
تھے جیسا کہ دنیاداروں کی عادت ہے مگر دینداروں کے نزدیک ایسے لوگون کی کوئی بات
قابل اعتبار نہین ہوسکتی۔

م ص ک۔ یحیی ابن آدم کہتے ہین کہ ابوحنیفہ رح کا کلام خالصۃً للہ تھا اگر اوس مین دنیوی امور
کی آمیزش ہوتی تو اونکا کلام آفاق مین ہرگز نافذ نہوسکتا کیونکہ اوسکے حاسد اور کسر شان کرنے
والے لوگ بہت سارے تھے۔

اب غور کیجئے کہ امام صاحب کے کلام کو آفاق مین پہونچانے والے کیسے متدین اور باوجاہت حضرات ہونگے
کہ حاسدون اور مخالفون کو ساکت کرکے اوسکو آفاق مین نافذ کردیا اور کس زمانہ مین کہ جدہر دیکھئے حدیث
ہی حدیث تھا ہے فقہ کی ایک کتاب بھی دنیا مین نظر نہین آتی تھی یہ امام صاحب کی للہیت اور قوت کلام تھا

م ص ک۔ ایکبار کسی نے مسعر رح سے کہا کہ ابوحنیفہ کے دشمن کس قدر کثرت سے ہین یہ سنکر مسعر رح
سیدھے ہو بیٹھے اور کہا دور ہو مین نے جب کسیکو اونکے ساتھ مباحثہ کرتے دیکھا تو انھی کو غالب دیکھا

م۔ مطلب ابن زیاد کہتے ہین کہ جب کبھی ابوحنیفہ رح نے کسی مسئلہ مین کسی کے ساتھ گفتگو کی تو وہ
شخص ذلیل اور اونکا منقاد ہوگیا۔

م ک۔ ابومعاویہ ضریر رح کہتے ہین کہ مین نے ابوحنیفہ رح سے اعلم نہین دیکھا کبھی یہ خیال نہین ہوتا
تھا کہ کوئی شخص تقریر مین اون پر غالب ہوگا۔ مباحثہ مین نہ اونکا سا حلیم دیکھا نہ کبھی انکو مغلوب ہوتے دیکھا

ک۔ ابوسعد الصغانی کہتے ہین کہ مین نے کسیکو نہین دیکھا کہ کسی مسئلہ مین ابوحنیفہ رح پر غالب آیا ہو

خ۔ سفیان ثوری کہا کرتے تھے کہ ابو حنیفہ رح کی مخالفت ایسا شخص کرسکتا ہے جو اون سے قدر اور علم مین بڑہا ہوا ہو اور ایسا شخص کہان ہے۔

انصاف اسے کہتے ہین باوجود اس تبحر کے کہ امیر المومنین فی الحدیث سمجھے جاتے تھے انصاف سے کہدیا کہ ابو حنیفہ سے مخالفت کوئی نہین کرسکتا۔

م۔ واقدی رح کہتے ہین کہ مین نے امام مالک رح سے پوچھا کہ اہل عراق جو آپکے یہان آئے ہین اون مین افقہ کون ہین فرمایا اہل عراق سے ہمارے یہان کون آئے مین نے کہا ابن ابی لیلی ابن شبرمہ سفیان ثوری اور ابو حنیفہ فرمایا تم نے ابو حنیفہ کا نام آخر مین لیا مین نے اونکو دیکھا کہ ہمارے یہان کے کسی فقیہ کے ساتھ انھون نے مناظرہ کیا اور تین بار اوسکو اپنی رائے کی طرف رجوع کرا کے آخر مین کہدیا کہ یہ بھی خطا ہے۔ مطلب یہ کہ جس مسئلہ مین مناظرہ ہوا تھا اوس مین امام صاحب کے تین قول یکے بعد دیگرے ہوئے اور جس قول کے اثبات مین امام صاحب نے تقریر کی اوس فقیہ کو تسلیم کرنا پڑا اور آخری قول کو بھی قابل فتوے نہین سمجھا اور فرمایا کہ اس مین بھی خطا ہے۔ اس سے ظاہر ہے کہ امام صاحب کے استدلال مین وہ قوت ہوتی تھی کہ کسیکو کلام کرنے کی گنجایش نہین ملتی تھی اس سے بڑھکر کیا ہو کہ امام مالک رح اس مناظرہ کو دیکھ رہے تھے اور ہر قول کی تقریر اور استدلال کو سن رہے تھے مگر یہ نہو سکا کہ کسی استدلال مین جرح کرین حالانکہ مناظرہ صرف احقاق حق کی غرض سے ہوا کرتا ہے اور ہر عالم کو حق ہے کہ اوس مین دخل دیکر احقاق حق کرے۔ اس سے ظاہر ہے کہ امام صاحب جس قول پر دلیل پیش کرتے وہ ایسی قوی ہوتی تھی کہ امام مالک رح جیسے افراد بھی اوس مین جرح و قدح نہ کرسکتے تھے تا بہ دیگرے چہ رسد آخر امام صاحب ہی کو معلوم ہوتا کہ وہ دلیل مخدوش ہے اسواسطے رجوع کرکے دوسرا قول اختیار کرلیتے اب غور کیجیے کہ جب امام صاحب کے مقابلہ مین امام مالک رح کا یہ حال ہو جو اوس زمانہ مین امام مسلم ہوچکے تھے تو دوسرے کس قطار و شمار مین۔

ک ت ح۔ امام شافعی رح فرماتے ہین کہ امام مالک رح سے کسی نے پوچھا کیا آپنے ابو حنیفہ کو دیکھا ہے کہا ہاں رأیت رجلا لو کلمک فی ہذہ الساریۃ ان یجعلہا ذہبا لقام بحجتہ یعنے ان دیکھا ہے وہ ایسے شخص تھے کہ اگر تم سے کہدیتے کہ اس ستون کو سونے کا ثابت کرینگے تو اپنی حجت قائم کر دیتے

ہم کس طرح تیس - عبداللہ ابن مبارک رہ کہتے ہین کہ ایکبار مین امام مالک رہ کے پاس بیٹھا تھا کہ ایک صاحب آئے امام مالک رہ نے اونکی بڑی تعظیم وتکریم کی جب وہ چلے گئے تو کہا تم جانتے ہو یہ کون ہین یہ ابو حنیفہ ہین اگر کہدین کہ یہ ستون سونے کا ہے تو اوسپر دلیل قائم کردین گے حق تعالی نے اونکو فقہ کی توفیق دی ہے جس سے اوسکا بار اونپر نہین رہا اوسکے بعد سفیان ثوری آئے اونکو امام صاحب سے کم درجہ مین جگہہ دی اور اونکے جانے کے بعد کہا کہ یہ سفیان ہین اور اونکی فقہ اور ورع کا بھی ذکر کیا

کردری رح نے لکھا ہے کہ امام مالک رہ نے امام صاحب کی نسبت جو کہا ہے لو کلمک فی ہذہ الساریۃ اس سے جملہ محدثین کے زعم مین امام مالک رح کی عدالت ساقط ہوگئی" عجیب بات ہے یہ سب جانتے ہین کہ لو کا مدخول محال ہوا کرتا ہے جیسا کہ حق تعالی کا ارشاد ہے۔ لوکان فیہما الہۃ الا اللہ لفسدتا دیکھئے آلہہ کا وجود محال ہے اور اگر بفرض محال ہو جائے تو فسا د لازم ہے اسیطرح امام مالک رح نے فرمایا لو کلمک فی ہذہ الساریۃ ان یجعلہا ذہبا اس سے ظاہر ہے کہ امام مالک کو یقین تھا کہ امام صاحب کا ایسا دعوی کرنا کہ (یہ ستون سونے کا ہے) محال ہے۔ اسیوجہ سے کلمۂ لو کو استعمال کیا اور فرمایا کہ اگر بفرض محال یہ دعوی کرتے تو اوسپر بھی دلیل قائم کردیتے۔ چونکہ اس قسم کے کلام مین صرف مبالغہ مقصود ہوتا ہے اسلئے یہ نہین کہسکتے کہ امام مالک رح یہ خبر دے رہے ہین کہ امام صاحب لکڑی کے ستون کو سچ مچ سونے کا ستون ثابت کرسکتے ہین بلکہ اونکو امام صاحب کا کمال تدین بیان کرکے مبالغہ کے ساتھہ یہ تبلانا منظور تہا کہ استدلال مین اونکو اعلی درجہ کی قوت اور اقتدار حاصل تھا۔ اسیوجہ سے امام صاحب کے حاسدون کو جوش آگیا۔ اور اس کلام سے امام مالک جیسے جلیل القدر امام المحدثین کی عدالت ہی ساقط کردی انا للہ وانا الیہ راجعون۔ حالانکہ اسی قسم کی بات محدثین نے امام شافعی رح کی نسبت بھی کہی ہے چنانچہ توالی التاسیس مین ابن حجر عسقلانی رح نے لکھا ہے

قال زکریا الساجی حدثنی ابوبکر ابن سعدان قال سمعت ہارون بن سعید یقول لو ان الشافعی ناظر علی ہذا العمود الذی من حجارۃ انہ من خشب لغلب لاقتدارہ علی المناظرۃ یعنے امام شافعی رح اگر اس ستون کے باب مین جو پتھر کا ہے مناظرہ کرتے اور اوسکو لکڑی کا ثابت کرنا چاہتے تو اس وجہ سے کہ اونکو مناظرہ پر اقتدار حاصل تھا غالب آجاتے الغرضکہ اس قسم کی بات سے نہ امام شافعی رح اور امام صاحب کی توہین مقصود تھی نہ اوسکے قائل پر کوئی الزام عائد ہوسکتا ہے۔

م ص ک - محمد ابن اسمعیل ابن ابی فدیک کہتے ہین کہ مین نے مالک ابن انس رح کو دیکھا کہ ابو حنیفہ رح کا ہاتھ پکڑے ہوے چلے جا رہے ہین جب مسجد نبوی کے دروازہ پر پہونچے تو ابو حنیفہ کو آگے بڑہا کر آپ اونکے پیچھے چلنے لگے۔

اس سے ظاہر ہے کہ امام مالک رح کا خیال امام صاحب کی نسبت یہ تھا کہ جھوٹے مسئلے تراشتے ہین بلکہ اونکو معظم و محترم سمجھتے تھے۔

ت م ک - جعفر ابن الربیع کہتے ہین کہ مین پانچ سال ابو حنیفہ رح کی خدمت مین رہا اونسے زیادہ خاموش شخص نہین دیکھا مگر جب فقہ کی کوئی بات پوچھی جاتی تو سیل کی طرح اونکا کلام پر زور ہوتا۔

خ ک - یحیی ابن آدم کہتے ہین کہ جس مجلس مین ابو حنیفہ رح ہوتے تو کلام کا مدار انھی پر ہوتا اور جب تک وہ وہان رہتے کوئی دوسرا بات نہ کر سکتا۔

م - عمرو بن حماد بن طلحہ کہتے ہین کہ جس مجلس مین ابو حنیفہ رح ہوتے کلام کا مدار انھی پر ہوتا اور جب تک وہ وہان رہتے کوئی دوسرا بات نہ کر سکتا۔

مطلب یہ کہ امام صاحب کے روبرو مسائل شرعیہ مین بات کہنے کی ہمت کسی مین نتھی - اسوجہ سے مجبوراً امام صاحب ہی کو کلام کرنیکی ضرورت ہوتی۔

م ک - عبد اللہ بن نمیر کہتے ہین کہ فقہا امام صاحب کے حلقہ مین بیٹھتے تو اونکے شاگرد سمجھے جاتے اور جب امام صاحب کلام کرتے تو اونکے کلام کی تہ تک بڑی قوت والے یعنے اعلے درجہ کی ذکی علما پہونچتے تھے۔

جب فقہا (جو اعلی درجہ کے محدث ہوا کرتے تھے) اونکا یہ حال ہو تو غور کیجئے معمولی محدثین کا کیا حال ہوگا - آدمی شاگردی کی ذلت گوارا کر سکتا ہے مگر باوجود اسکے اگر کچھ سمجھ مین نہ آئے تو مفت کی ذلت اوٹھانے سے کیا فائدہ اسلئے اکثر محدثین امام صاحب کے تلمذ اور صحبت سے محروم رہ گئے۔

خ م ک - یحیی ابن آدم رح کہتے ہین کہ شریک اور اونکے رفقا ابو حنیفہ کے مقابل مین ایسے تھے جیسے کم عمر لڑکے کاش وہ ابو حنیفہ کے اقوال سمجھ ہی لیتے۔

ابھی معلوم ہوا کہ شریک جب امام صاحب کا قول سنتے تو سر نہ اوٹھا سکتے اور یحیی ابن آدم رح کے قول سے ثابت ہے کہ اونکی لیاقت اتنی بھی نتھی کہ امام صاحب کی تقریر ہی سمجھ سکتے گو ظاہراً

حسد کے مارے دشمنی پر مجبور تھے۔ یہی حال اون تمام محدثین کا تھا جو امام صاحب کی شان مین بدگوئیان کیا کرتے تھے جنکے کاسہ لیس آج تک موجود ہین۔

خ۔ ابو سلیمان کہتے ہین کہ ابو حنیفہ عجیب شخص تھے اونکے کلام سے وہی منہ پھیرتا ہے جو اوسکے سمجھنے پر قادر نہین۔

اسکا مطلب یہ نہین ہے کہ فقہ سے اون لوگون نے منہ پھیرا کہ جنکی سمجھ مین اوسکے مضامین نہین آئے۔ کیونکہ ایسا آدمی تو عامی اور جاہل ہے اوسکا ذکر ہی کیا۔ یہان کلام محدثین مین ہے یہ کیونکر ہوسکتا ہے کہ احادیث تو وہ سمجھتے تھے مگر فقہ کو نہین سمجھ سکتے تھے۔ بلکہ اسکا مطلب یہ ہے کہ بعض محدثین یہ نہ سمجھ سکنے کہ امام صاحب کے اقوال احادیث کے خلاصہ ہین اور کوئی بات خلاف حدیث نہین اور نا سمجھی سے یہ خیال کرلیا کہ وہ امام صاحب کی صرف رائین ہین اسلئے اوس سے منہ پھیرا۔ غرضکہ مقصود ابو سلیمان رح کا یہ ہے کہ امام صاحب کا کوئی قول مخالف حدیث نہین مگر یہ بات ہر شخص سمجھ نہین سکتا اسکے لئے طبیعت نکتہ رس اور استحضار احادیث کی ضرورت ہے۔

ح۔ شعبہ رح قسم کھا کر کہتے تھے کہ ابو حنیفہ کا فہم درست اور حافظہ جید تھا۔ لوگون نے اونکی تشنیع ایسے مسائل مین کی جو اونکے سمجھ مین نہ آئے اور ابو حنیفہ اونسے زیادہ اون مسائل کو جانتے تھے۔

اب دیکھئے کہ قصور تو اپنی سمجھ کا اور طعن و تشنیع امام صاحب پر کس قدر دلیلا لی ہے۔ حق تعالے اہل انصاف محدثین کو جزائے خیر دیوے کہ انھون نے فقہ کی توثیق کرکے نا فہمون کا قصور ثابت کردیا۔

ح۔ اعمش رح سے پوچھا گیا کہ آپ اون لوگون کے باب مین کیا فرماتے ہو جو ابو حنیفہ کی برائیان بیان کرتے ہین فرمایا بات یہ ہے کہ جو مسائل انہون نے بیان کئے کچھہ تو لوگون نے سمجھے اور کچھہ نہ سمجھے اسلئے اونکے دشمن ہوگئے اور حسد کرنے لگے۔

یہ بات اوپر معلوم ہوئی کہ اعمش رح سے چند مسئلے کسی مجلس مین پوچھے گئے جس مین امام صاحب بھی موجود تھے انہون نے امام صاحب سے پوچھا کہ انمین تمہارے کیا اقوال ہین۔ امام صاحب نے بیان کیا مگر اعمش رح کو تسکین نہوئی اور دلیل طلب فرمائی۔ امام صاحب نے استدلال مین وہی حدیثین پیش کین جو اعمش رح سے اونکو پہونچی تہین اور ہر ایک سے استخراج کس طرح کیا گیا اوسکا طریقہ بھی بتایا اعمش رح نے امام صاحب کی تحسین کرکے فرمایا کہ تم طبیب ہو اور ہم عطار ہین۔ اور جب حج کو گئے

تو مناسک حج امام صاحب ہی سے لکھواے اور اون پر عمل کیا اور شاگردون سے بھی لکھ لینے کو کہا
دیکھئے اعمش رح نے جو گون کیے سمجھنے کا حال بیان کیا وہ اونکا ذاتی تجربہ تھا اسلئے کہ جن
روایتون سے امام صاحب نے استدلال کیا وہ اعمش رح ہی سے آپکو پہونچی تھین اور وہ باتون وہ
اونکے خزانہ حافظہ مین محفوظ اور ہمیشہ اونکے پڑھنے پڑھانے مین پیش نظر رہین۔ مگر کبھی یہ معلوم ہوا
اون سے کچھ مسائل بھی نکلتے ہین۔ پھر اعمش رح آخر امام صاحب کے استاد ہی تھے اونکے نازک استدلال
کو فوراً سمجھ گئے اور اوسکی داد بھی۔ بھلا ہر کس وناکس مین وہ صلاحیت کہان۔ اور قاعدہ کی بات
ہے کہ جب کوئی نازک بات آدمی کی سمجھ مین نہین آتی تو جھنجلا کر کج بحثی شروع کرتا ہے چنانچہ اکثر
غبی طلبہ کی حالت دیکھی جاتی ہے کہ جب کوئی نازک مضمون استاد بیان کرتا ہے جسکا اونکے ہم درس
اذکیا سمجھ جاتے ہین تو وہ لوگ ناسمجھی کے عار کو دفع کرنے کی غرض سے کج بحثی شروع کرتے ہین
جسکی انتہا دشمنی اور حسد پر ہوتی ہے۔ یہی بات ہے کہ اعمش رح نے کہی کہ امام صاحب کی باتون کو
نہ سمجھکر بعضے دشمن ہو گئے اور حسد کرنے لگے۔

م ص خ۔ حافظ ابو حمزہ محمد ابن میمون قسم کھا کر کہتے ہین کہ ابو حنیفہ رح کی تقریر سننے سے مجھے
جسقدر خوشی ہوی وہ لاکھ اشرفی کے ملنے سے بھی نہین ہو سکتی۔

علما خصوصاً اون مین وہ اذکیا جنکی طبیعتون مین اعلی درجہ کا مذاق علمی ہے۔ اس خوشی کا سبب
سمجھ سکتے ہین اونکو معلوم ہے کہ جب کوئی نازک اور غامض بات سمجھ مین آجاتی ہے تو کس قدر
خوشی ہوتی ہے کبھی تو وجد کی سی حالت طاری ہوتی ہے اور بعضے تو شادی مرگ سے ہلاک
ہو جاتے ہین جیسا کہ تاریخ حکماے یونان مین لکھا ہے کہ فیثاغورس فیلسوف کی طبیعت نکتہ رس
نے جب شکل عروس کی ایجاد مین کام دیا اور اوسکی سمجھ مین بات آگئی تو اوسے اسقدر خوشی ہوی کہ
بقول بعض وہ اوسی سے ہلاک ہو گیا غرض اغبیا پر جسقدر نہ سمجھنے کا برا اثر پڑتا ہے اوسیقدر
اذکیا کو سمجھنے سے خوشی پیدا ہوتی ہے یہی بات تھی کہ حافظ محمد ابن میمون رح کو امام صاحب کی
تقریر سمجھنے کی اسقدر خوشی ہوی کہ لاکھ اشرفیون پر اوسکو ترجیح دی۔ کردری رح وغیرہ نے
نضر بن شمیل رح کا قول نقل کیا ہے کہ ابو حنیفہ رح کے اقوال کو وہی لوگ دوست رکھتے ہین
جو اعلی درجہ کے علما مین اذکیا ہین اور وہی لوگ اونکو ضبط کرتے ہین جو دقیق اہل فہم ہین۔

ک ۔ یوسف بن خالد سمتی کہتے ہین کہ جب مین علم حاصل کرکے ابو حنیفہ رہ کے حلقہ مین گیا اور انکی تقریرین سنین تو معلوم ہوا کہ علم کے چہرہ پر نقاب تھا جو انکی تقریرون سے اٹھ گیا۔

اب یہ دیکھنا چاہیے کہ وہ کونسا نقاب تھا جسکو محدثین نہ اوٹھا سکے ادنی تامل سے بھی ثابت ہوگا کہ ظاہری تعارض احادیث اور مضامین کا اشکال تھا جس سے طالب علم کو یقینی طور پر نہین معلوم ہوسکتا تھا کہ جو وقائع پیش ہوتے ہین اون مین عمل کسطرح کیا جائے۔ امام صاحب نے تمام آیات واحادیث واقوال صحابہ وغیرہم کو پیش نظر رکھکر اپنی طبیعت خداداد سے مدلل اور تعارض احادیث کو اٹھا کر اشکالون کو ایسا حل کردیا کہ شارع کی مراد منکشف ہوگئی۔

خ ۔ عبداللہ بن مبارک رہ فرماتے ہین کہ ابو حنیفہ رہ نے علم کو ایسا منکشف کیا کہ کسی نے کیا ہی نتہا"

جب امیر المومنین فی الحدیث یہ گواہی دے رہے ہین تو غور کیجیے کہ امام صاحب کا کسقدر شکریہ کرنا چاہیے۔ بات یہ ہے کہ ابہام اور اشکال کا معلوم کرنا بھی ہرکسی کا کام نہین۔ چنانچہ یہ حکایت مشہور ہے کہ کسی معمولی طالب علم نے کسی فاضل کے روبرو کہا کہ مین شرح جامی پڑھ چکا ہون انہون نے کہا اوسمین تو بڑے بڑے شیر لیٹے ہین اوس نے کہا کہ حضرت بندہ بھی پاؤن دبا کر ایسا نکل گیا کہ کسی شیر کو خبر ہی نہوی۔ غرضکہ امیر المومنین فی الحدیث کی سی طبیعت کسی کی ہو تو وہ امام صاحب کی قدر جانے اور جسکی طبیعت مین اشکال وغیرہ کا احساس ہی نہو وہ کیا جانے اسیوجہ سے عبداللہ بن یزید مقری رہ نے کہا ہے کہ جو لوگ ابو حنیفہ رہ کے فضل و تقدم کو نہین جانتے وہ زندے نہین مردے ہین۔ ذکرہ فی الاستصار وغیرہ۔ اور عبداللہ بن مبارک رہ نے ایسے لوگونکو سفہا کہا ہے۔ بہرحال جو عالم عاقل ہو امام صاحب کے فضل کا ضرور اعتراف کرے گا۔

م ک ۔ ابو سفیان حمیری کہتے ہین کہ سخت مسائل کا کشف اور احادیث مبہمہ کی تفسیر جو ابو حنیفہ رح نے کی وہ کسی سے نہوسکی۔

م ص ۔ سعدان ابن سعید ختلی کہتے ہین کہ ابو حنیفہ رح اس امت کے طبیب ہین۔ اس لئے کہ جہل ایسی بیماری ہے کہ اوسکی حد نہین اور علم ایسی دوا ہے کہ اوسکی نظیر نہین اور ابو حنیفہ رہ نے علم کی ایسی شافی تفسیر کی کہ جہل جاتا رہا۔

یہان یہ امر غور طلب ہے کہ اس تفسیر سے پہلے کس قسم کا جہل تھا اور وہ جہل کس تفسیر سے رفع ہوا۔ ادنی تامل سے یہی ثابت ہوگا کہ مختلف احادیث و آثار سے یہ نہین معلوم ہو سکتا تھا کہ ہر مسئلہ مین کس طرح عمل کیا جائے اور امام صاحب نے علم کی تفسیر جو کی وہ یہی فقہ حنفیہ ہے جس سے وہ جہل جاتا رہا۔

م ص ت۔ عبد الرزاق کہتے ہین کہ مین ایکبار معمر رح کے پاس بیٹھا تھا کہ عبد اللہ بن مبارک آئے معمر رح نے کہا کہ سوائے ابو حنیفہ رح کے مین کسی شخص کو نہین جانتا جو فقہ مین عمدگی سے کلام کرے۔

ک۔ عبد اللہ بن مبارک رح کہتے ہین کہ مین نے کسی کو نہین دیکھا کہ فقہ مین ابو حنیفہ سے بہتر کلام کرتا ہو۔

م ک ص۔ حماد بن ایوب کہا کرتے تھے کہ مین علما کے حلقون مین جایا کرتا تھا مگر جو بات اونکی تقریرون سے سمجھ مین نہ آتی تو مجھے بہت غم ہوتا اور ابو حنیفہ رح سے پوچھتا اونکی تقریر سے وہ ایسی حل ہو جاتی کہ دل مین نور پیدا ہوتا تھا۔

م ص ک۔ ابو سعد صغانی رح کہتے ہین کہ جو مسئلہ مین ابو حنیفہ رح سے پوچھتا تھا اوسکی شرح اعتقادًا شافیًا وضاحةً کی کرتے تھے۔

ک۔ عامر فرات کہتے ہین کہ میرے خیال مین یہ بات تھی کہ مین علم مین خوب کلام کر چکا ہون یعنے اپنی تقریر اور علم پر ناز تھا مگر جب ابو حنیفہ رح کی تقریر سنی تو مجھے اپنا نفس صغیر اور حقیر معلوم ہونے لگا۔

م ص۔ عبد اللہ ابن مبارک رح فرماتے ہین کہ مین ابو حنیفہ رح کی مجلس مین ہر صبح و شام جایا کرتا تھا ایکبار حیض کے مسئلہ مین گفتگو شروع ہوی اور تین روز تک صبح و شام ہوا کی مگر میری سمجھ مین کچھ نہ آیا آخر تیسرے روز قریب شام اللہ اکبر کا نعرہ بلند ہوا جس سے مین نے سمجھا کہ وہ مسئلہ حل ہوگیا اور یہ خوشی کا نعرہ ہے جو بے اختیار سب کی زبان سے اللہ اکبر نکل آیا۔

یہ حالت عبد اللہ ابن مبارک رح کی تھی جو امیر المومنین فی الحدیث ہو چکے تھے کیونکہ حدیث کی تکمیل کے بعد امام صاحب کے حلقہ مین وہ شریک ہوئے دیکھئے وہ فرماتے وکنت لا افہم

من مسائلهم قليلا ولا كثيرا یعنے تین دن تک جو تقریر اوس مسئلہ مین ہوتی رہی وہ میری سمجھ مین کچھ نہ آئی نہ تھوڑی
نہ بہت - چونکہ وہ مستقل مزاج تھے یہ خیال کرلیا کہ ابتدائی حالت ہر فن مین ایسی ہی ہوا کرتی ہے
رفتہ رفتہ اوس مین بھی تجربہ ہوجائیگا مگر اونکی حق پسندی اور حق طلبی دیکھنے کے قابل ہے کہ تین دن تک
تضییع اوقات کرکے تبرکاً سنتے ہی رہے اور یہ نہ کہا کہ اس جھگڑے سے کیا فائدہ اور جسطرح دوسرے
طالب علم فقہ سے محروم رہ جاتے تھے آپ نہ رہے بلکہ جزم کرلیا کہ عمر بھر امام صاحب ہی کی صحبت مین
رہینگے چنانچہ ایسا ہی کیا کہ امام صاحب کے انتقال تک ملازم حلقہ رہے اور کمال حاصل کیا - بات
یہ ہے کہ جو مردانہ ہمت امیر المومنین کو حاصل تھی وہ ہر کسیکو کہان نصیب اون لوگون نے جب
دیکھا کہ طبیعت مین صلاحیت نہین کہ یہ وادی طے کرسکے تو جاتے جاتے امام پر کچھ الزام دھر دیا
جیسے نقل مشہور ہے کہ انگور کھٹے ہین

واضح رہے کہ یہ تقریر جسکی خبر ابن مبارک رح نے دی ہے عام فہم تھی جو مجمع مین کی گئی تھی ورنہ خاص
خاص تقریرین جن مین باریک اور نازک استدلال ہوتے وہ تو تنہائی مین ہوا کرتی تھین جیسا کہ اس
روایت سے ظاہر ہے -

م ک ص - ابو یوسف رح کہتے ہین کہ جب امام صاحب کو کوئی نازک تقریر کرنی منظور ہوتی
تو خلوت مین بیٹھتے اور مسعر اور عمر ابن ذر اور زفر رحمہم اللہ کو بلاتے پھر ذر رحمۃ اللہ چند آیات قرآنی
پڑھتے اور مناظرہ ہوتا -

الغرض امام صاحب کی تقریر کی قوت اور متانت اور برجستگی اور اوس مین دقائق وحقائق کا اظہار
اور استدلال کی عمدگی اور نزاکت اور مبہمات کا کشف اور مشکلات کا حل وغیرہ امور نے آپ کو
شہرۂ آفاق بنا دیا تھا اسی وجہ سے امام صاحب کا حلقہ درس اسلامی دنیا کے اہل فضل وکمال کا
مجمع اور طالبین حق کا مرجع بنا ہوا تھا - اب اوس مرکز فیض اور بابرکت حلقہ کا بھی تھوڑا سا حال سن لیجیے

م ص ک - حماد ابن سلمہ کہتے ہین کہ مفتی کوفہ ابراہیم نخعی رح تھے اونکے بعد حماد بن ابی سلیمان
ہوئے جنکی وجہ سے لوگ مستغنی تھے جب اونکا بھی انتقال ہوا تو لوگون کو ایسے شخص کی احتیاج
ہوئی کہ اونکا جانشین ہوسکے ہرچند اونکے فرزند ذی علم تھے اور ابو بکر نہشلی وغیرہ شاگردان
حماد بھی تھے اونسے درخواست کی مگر اونکو نحو اور کلام عرب کا مذاق زیادہ تھا اسلئے وہ فقہ کی خدمت

نہ کرسکے۔ پھر ابوبکر نہشلی سے کہا گیا انہون نے بھی انکار کیا۔ آخر ابوحنیفہ رح سے کہا گیا آپنے کہا
علم کا تلف ہونا مین گوارا نہین کرتا اسلیئے قبول تو کرتا ہون مگر اس شرط پر کہ آپ حضرات مین
سے دس علما میری رفاقت دین چنانچہ آپنے وہ کام شروع کر دیا ابتدا مین حماد رح کے شاگرد آپکے
یہان آتے رہے اوس کے بعد ابو یوسف اور زفر رح وغیرہ علمائے کوفہ شریک حلقہ ہوئے
اور شدہ شدہ یہانتک شہرت ہوئی کہ دور دور سے علما آکر شریک حلقہ ہونے لگے اور
امرا اور حکام کو آپکی طرف احتیاج ہوئی انتہی ملخصاً۔
چونکہ امام صاحب کو فن حدیث مین کمال تھا اور رائے ایسی صائب تھی کہ باوقت آپکے استاد
حماد رح اپنی رائے سے رجوع کر کے آپکی رائے اختیار کرتے تھے حالانکہ وہ زمانہ آپکی طالب علمی
کا تھا۔ اور استخراج مسائل مین آپکو خاص ملکہ حاصل تھا جسکو اکابر محدثین نے تسلیم کر لیا ہے
اور استدلال آپکا ایسا قوی ہوتا تھا کہ کوئی اوس مین کلام نہین کر سکتا تھا اور دقیق اور مشکل مضامین
کے حل کرنے مین آپ کی طبیعت وہ کام کرتی تھی جو کسی سے نہو سکے۔ غرضکہ جو اسباب
یگانہ روزگار بنانے والے ہین بفضلہ تعالے آپ مین جمع تھے اس وجہ سے چند ہی روز مین
آپ ایسے مشہور آفاق ہوگئے کہ بڑے بڑے محدثین آپکے حلقہ مین آنے لگے۔
مرک ص ث ـ عبد اللہ بن داؤد کہتے ہین کہ اگر تم لوگ آثار اور درع چاہتے ہو تو سفیان
کے پاس جاؤ اور اگر دقائق چاہتے ہو تو اس کام کے لئے ابوحنیفہ ہین۔
چونکہ فن حدیث کے جاننے اور روایت کرنے والے اوس زمانہ مین بکثرت تھے اور دقائق
علمیہ بیان کرنا ہر کسی کا کام نہین اسکے لئے اعلی درجہ کی طبیعت درکار ہے اور امام صاحب کو
طالب علمی ہی کے زمانہ سے اپنی طبیعت خداداد پر وثوق ہو گیا تھا اسلئے روایت حدیث کا
کام محدثین پر محول کر کے آپ دقائق علمیہ کی طرف متوجہ ہوگئے اور اوس مین وہ کمال حاصل کیا کہ
شہرہ آفاق ہوئے چنانچہ محدثین سے جب دقائق احادیث پوچھے جاتے تو آپ پر محول کرتے جیسا
عبد اللہ ابن داؤد نے کیا۔
مرک ـ مقاتل بن حیان جو فن تفسیر کے امام ہین کہتے ہین کہ مین ابوحنیفہ رح کے پاس بیٹھا ایسا شخص
جسکو غوامض کے ادراک مین بصیرت تامہ ہو اونسے بہتر نہین دیکھا۔

ک ابومعاویہ ضریر رہ کہتے ہین کہ ابوحنیفہ رہ نے علم کے طریقہ کی بنیاد ڈالی اور اوسکے معانی بیان کئے۔ اور مشکلات حل کئے۔ ایسا کون شخص ہے جو اونکے مبلغ علم تک پہونچا ہو اور کس کو وہ راہ ملی جو اونکو ملی تھی۔ اون پر خدای تعالی کی بڑی منت تھی اونکی سعی مشکور ہوئی۔

ابومعاویہ نابینا کوفہ مین معزز عالم مانے جاتے تھے ایک بار ہارون رشید نے اونکی دعوت کی اور اپنے ہاتھ سے اون کے ہاتھ دہلائے اور پوچھا کہ آپ جانتے ہو کہ آپکے ہاتھ پر پانی کون ڈال رہا ہے کہا نہین کہا امیر المومنین یہہ سنکر انہون نے دعا دی کہ جسطرح آپنے علم کا اکرام کیا حق تعالی آپکا اکرام کرے اور آپ کے درجہ آخرت مین بلند فرماو ہارون نے کہا میری غرض یہی تھی کہ آپ کی زبان سے یہ دعا سنون۔ ابومعاویہ رہ نے جو امام صاحب کے خصوصیات بیان کئے کہ علم کی بنیاد ڈالی اور مشکلات حل کئے اور جو راہ اونکو ملی وہ کسیکو نہ ملی۔ اہل علم پر بلکہ ہر شخص جانتا ہے کہ اوس سے یہی فقہ مراد ہے جسکو اوس زمانہ کے علما خدائے تعالی کی منت سمجھتے اور امام صاحب کے ممنون ہوتے تھے اور یہی امر امام صاحب کے حلقہ مین شریک ہونے کا باعث تھا۔

مک ص۔ یوسف ابن خالد السمتی رہ کہتے ہین کہ مین بصرہ مین عثمان بتی کے پاس ہمیشہ جایا کرتا تھا ایک روز میرے خیال مین یہ بات آئی کہ میرا مبلغ علم اعلی درجہ تک پہونچ گیا اور اوس سے بہرہ کافی مجھے حاصل ہو گیا ہے مگر چونکہ اون دنون ابوحنیفہ رہ کے علم اور فقہ کی شہرت سنی جاتی تھی مین نے کوفہ کا قصد کیا جب اونکے حلقہ مین پہونچا اور اونکے اصحاب کی تقریرین سنین تو اوسوقت مجھے اپنے علم کی حقیقت معلوم ہوئی جسکی وجہ سے مین اپنے نفس کو حقیر سمجھنے لگا اور یہہ معلوم ہوا کہ ابتک علم کا کوئی مسئلہ مین نے سنا ہی نتھا اور جو پردہ مجھپر پڑا تھا وہ اُٹھ گیا۔

دیکھئے اہل انصاف کا یہہ حال تھا کہ گویا یہی ذلت کی بات تھی مگر انہون نے صاف کہدیا کہ مین پہلے جسکو آپ علم سمجھتا تھا مگر امام صاحب کی حلقہ مین جب حدیث کی ثمرات اور نتائج اور نازک مضامین معلوم ہوے جسکا حاصل فقہ ہے تو اوسوقت ثابت ہوا کہ بغیر فقہ علم سے بہرہ کافی حاصل نہین ہو سکتا کیونکہ تمامی ارشادات سے شارع علیہ السلام کا مقصود

عمل ہے اور جب تک فقیہ اپنی رائے اور اجتہاد سے کام لیکر ایک بات قابل عمل نہ بتلائے
آدمی حیران رہتا ہے کہ کس حدیث پر عمل کیا جائے اور کونسی حدیث ترک کی جائے۔ یہی بات
زہیر رح کے قول سے اوپر معلوم ہوی ہے کہ انہون نے قسم کھاکر اپنے شاگردون سے کہا
کہ میرے پاس ایک مہینہ بیٹھنے سے ابوحنیفہ رح کے پاس ایک روز بیٹھنا بہتر ہے حالانکہ زہیر
کے حلقہ مین حدیث ہوتی تھی اور امام صاحب کے حلقہ مین فقہ۔

م ابن مبارک کہتے ہین کہ ابوحنیفہ رح کے حلقہ مین اکابر کو دیکھا کہ صغار اور کم وقعت معلوم ہوتے تھے

م ک ص فضل ابن موسی رازی رح کہتے ہین کہ ہم مشائخ حجاز وعراق کی خدمت مین جایا
کرتے تھے مگر جو برکت اور نفع ابوحنیفہ رح کے مجلس مین تھا وہ کسی مجلس مین نہ تھا۔

امام صاحب کے حلقہ مین برکت اور نفع ہونے کے کئی سبب تھے ایک تو خود امام صاحب کا وجود باجود
جنکی ذات سے وہ تمام برکتین وابستہ تھین۔ دوسرا یہ کہ اہل حلقہ تقریباً کل علما اور محدثین ہوتے تھے
کیونکہ معمولی علما اونکی باہمی تقریرین جو تحقیق مسائل مین ہوتی تھین سمجھ نہین سکتے تھے جیسا کہ ابھی
معلوم ہوا اور ظاہر ہے کہ متبحر محدثین کا مجمع کس قدر بابرکت ہو سکتا ہے۔ تیسرا حل مشکلات وکشف
شبہات اور معلوم نہین انکے سوا اور کیا کیا معنوی برکات وفیوض اونکے قلوب پر فایض ہوتے تھے

م ک خلف ابن ایوب رح کہتے ہین کہ مین محدثین کی مجلسون مین جایا کرتا تھا اگر
جب کوئی بات سمجھ مین نہ آتی تو مجھے غم ہوتا۔ پھر جب ابوحنیفہ رح کے حلقہ مین آکر
اون سے دریافت کرتا تو وہ اس خوبی سے اشکال کو حل کرتے کہ میرے دل مین ایک
نورانی کیفیت پیدا ہوتی تھی۔

اس سے ظاہر ہے کہ اوس متبرک حلقہ کے ضروری مقاصد مین ایک مقصد یہ بھی تھا
کہ طالبین حق کے شبہات حل کئے جائین

ت ک۔ قاسم بن معین رح سے کسی محدث نے کہا کیا آپ پسند کرتے ہو کہ ابوحنیفہ
کے لڑکون یعنے کم درجہ کے شاگردون مین شامل ہو۔ کہا ابوحنیفہ کی مجلس سے
زیادہ کسی مجلس مین نفع نہین ہو سکتا اگر تم خود چلکر دیکھو گے تو یہ معلوم ہو جائیگا
چنانچہ وہ اون کے ساتھ گئے اور قائل ہوگئے کہ فی الحقیقت اونکا مثل نہین اور

پھر انہون نے امام صاحب کے حلقہ کو کبھی نہ چھوڑا۔ یہ واقعہ تہذیب الکمال مین بھی لکھا ہے
قاسم ابن معن عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پوتے ہین اور امام صاحب کا انتساب
فقہ مین ابن مسعود رہ ہی کی طرف ہے اس وجہ سے اون محدث صاحب نے اونکو
عار دلایا کہ آپ ایسے نامی و گرامی خاندان کے شخص ہو پھر اس ذلت کو کیون
پسند کرتے ہو مگر طالبین حق پر ایسے افسون کب اثر کر سکتے ہین۔ انہون نے قائل کرنیکی
یہ تدبیر نکالی کہ انھی کو منصف قرار دیدیا اور فی الحقیقت وہ تھے بھی منصف قائل ہو گئے
دراصل یہ قاسم رہ کے صدق کا اثر تھا کہ مخالف کو گرویدہ بنا دیا۔

مک ص۔ ابو معاذ بلخی رہ کہتے ہین جو شخص ابو حنیفہ کے حلقہ مین نہین بیٹھتا
مفلس رہگیا جس مین کوئی خیر نہین۔
لکھا ہے ابو معاذ وہ شخص ہین کہ امام مالک رہ اون کی نسبت اپنی آرزو ظاہر کرتے ہین
اور فرماتے ہین کہ تمھارے یہان تین شخص جو خراسان مین ہین ایسے ہین کہ خالصاً
لوجہ اللہ مقام کریم مین قایم ہین اللہ تعالی کے معاملہ مین اونکو کسی کا خوف نہین کاش
وہ ہمارے یہان ہوتے وہ تین شخص یہ ہین۔ توبہ ابن سعد اور متوکل اور ابو معاذ۔
اونکے خلوص اور بے خوفی ہی کا اثر تھا کہ امام صاحب کے مخالفون کی نسبت صاف صاف
کہدیا کہ وہ مفلس ہین جن مین کوئی خیر نہین اور ذرا بھی خیال نہ کیا کہ محدثین زمرۂ
اہل حدیث سے اونکو خارج کر دینگے لا خیر فیہم کہنے کی یہی وجہ ہوگی کہ حدیثون کے الفاظ
یاد کر لینے سے مسلمانون کو کیا نفع نہ کسی معاملہ مین فتوی دے سکتے ہین نہ خود اون پر
عمل کر سکتے ہین۔

ک۔ عبد اللہ بن مبارک رہ فرماتے ہین کہ حق تعالی نے ابو حنیفہ رہ کو اس امت کیلئے رحمت پیدا کیا
جو شخص اونکے حلقہ مین نہین بیٹھا یا اون کے علم مین نظر نہین کیا وہ محروم اور ناقص رہا۔
چونکہ ابن مبارک رہ امیر المومنین فی الحدیث مسلم ہو چکے تھے اس لئے اونکو حق تھا
کہ محدثین کو اون کے نقص اور محرومی پر مطلع کر دین مگر افسوس ہے کہ بعض خود سرون
نے اونکی بھی نہ مانی۔

م ک ص - جریر بن عبد الحمید کہتے ہین مغیرہ رہ نے مجھسے کہا کہ ابو حنیفہ رہ کے حلقہ کو
اگر لازم پکڑو گے تو فقیہ ہو جاؤ گے۔ اور اگر احیاناً مین جانے مین قصور کرتا تو خفا ہوکر
فرماتے کہ بلاناغہ جایا کرو۔ ہم اور ابو حنیفہ حماد رہ کے یہان جایا کرتے تھے مگر جو علم کا فتح
باب ابو حنیفہ رہ کے لئے ہوا وہ ہمارے لئے نہین ہوا۔

خفگی کی یہی وجہ معلوم ہوتی ہے کہ جریر رہ طالب علمی کے زمانہ مین امام صاحب کی قدر کیا
جان سکتے تھے اور ظاہر ہے کہ ابتدائی نظر مین طلب حدیث سے بہتر کوئی چیز نہین معلوم ہوتی
پھر اوس پر علاوہ امام صاحب کے حاسدون کا روکنا مگر چونکہ استاد بالغ النظر تھے کمال شفقت
سے اونکو ایسی بات پر مجبور کرتے تھے جو اونکے حق مین نافع تھی۔

م خلاد سکونی کہتے ہین کہ ایک روز مین زہیر ابن معاویہ کے یہان گیا اونہون نے
پوچھا کہان سے آتے ہو مین نے کہا ابو حنیفہ کے یہان سے فرمایا خدا کی قسم اونکے پاس
ایک روز بیٹھنا میرے یہان ایک مہینہ بیٹھنے سے تمہارے لئے انفع ہے کما مر سابقاً۔

م ک ص - جریر ابن عبد الحمید کہتے ہین کہ مغیرہ بن قاسم کہا کرتے تھے کہ اگر ابراہیم نخعی رح
زندہ ہوتے تو وہ بھی ابو حنیفہ کے حلقہ کے محتاج ہوتے خدا کی قسم ابو حنیفہ حلال وحرام
مین نہایت عمدگی سے کلام کرتے ہین۔

ابراہیم نخعی رہ امام صاحب کے استاد اور بڑے فقیہ تھے۔ شاہ ولی اللہ صاحب نے
حجۃ اللہ البالغہ مین لکھا ہے کہ ابو حنیفہ رہ اونکے مقلد تھے۔ وجہ اسکی یہ معلوم ہوتی ہے کہ اکثر
امام صاحب کے اجتہاد امام نخعی رہ کے اجتہادون کے مطابق تھے اس قرینہ سے شاہ صاحب
نے یہ لکھدیا دراصل یہ توارد ہی تقلید پر قرینہ نہین ہو سکتا کیونکہ بہتیرے امام صاحب کے اجتہاد اکثر
امام مالک رہ کے اجتہادون کے بھی مطابق ہوا کرتے ہین جیسا کہ کتب فقہ مین مذکور ہے
پھر جب اوسی زمانہ کے علما اپنے ذاتی مشاہدہ سے یہ تصریح کر رہے ہین کہ ابراہیم رہ بھی
زندہ ہوتے تو ابو حنیفہ رہ کے محتاج ہوتے تو اس گمان ہی کے مقابلہ مین اجمالی
قرینہ [illegible] نہین ہو سکتا اور یہی [illegible] کے مؤید وہ روایت ہے جو [illegible] کہ خطیب
[illegible] کہتے ہین کہ ابو حنیفہ [illegible] ابراہیم و علقمہ اور ابن مسعود رض سے افقہ

تھے اور نیز ابن مبارک رح کا وہ قول ہے جو اوپر مذکور ہوا کہ ابو حنیفہ رح اگر تابعین کے زمانہ مین ہوتے تو وہ بھی اونکی طرف محتاج ہوتے۔

م ک ص وہب ابن جریر ابن حازم رح کہتے ہین کہ میرے والد ابو حنیفہ رح کے حلقہ مین بہت بیٹھے ہین وہ ہمیشہ ابو حنیفہ رح کی کتابین دیکھنے کی مجھے ترغیب دیا کرتے تھے۔

ک۔ جریر رح کہتے ہین کہ جب اعمش رح سے کوئی شخص مسئلہ پوچھتا تو اکثر فرماتے کہ ابو حنیفہ کے حلقہ مین جاؤ اونکے یہان جو مسئلہ پیش ہوتا ہے وہ لوگ مباحثہ کرکے اوسکو نہایت روشن کردیتے ہین غور کیجیے کیسا مستند حلقہ تھا کہ اعمش رح جیسے جلیل القدر استاد المحدثین اوسکی توثیق کرکے طالبین حق کو وہان جانے کی ترغیب دیا کرتے تھے۔ ایسے اکابر محدثین کی گواہیون کے مقابلہ مین یہہ کہنا کہ ابو حنیفہ نے حدیثون کی مخالفت کی اون محدثین پر یہہ الزام لگانا ہے کہ اونہون نے بھی اس مخالفت سے حصہ لیا اور اوسکی تائید کی۔

م ص ک ت۔ عبد اللہ ابن مبارک رح فرماتے ہین کہ مسعر رح جب ابو حنیفہ رح کو دیکھتے تو کھڑے ہوجاتے اور جب بیٹھتے تو روبرو بیٹھتے اور مثل شاگردونکے سوال و استفادہ کرتے امام موفق اور سبط ابن جوزی رح نے لکھا ہے کہ مسعر وہ شخص تھے کہ حفظ اور زہد مین اہل کوفہ کو اونپر فخر تھا اور اکابر محدثین اور خود امام صاحب کے بھی استاد تھے۔

غور کیجیے کہ جب ایسے جلیل القدر استاد المحدثین امام صاحب کے حلقہ مین شاگردون کی طرح بیٹھتے ہونگے تو اوس حلقہ کی کس قدر وقعت طالبین حق کے دل مین متمکن ہوتی ہوگی۔

م ص ک۔ ابن سماک رح کہتے ہین کہ کوفہ کے اوتاد چار ہین سفیان ثوری اور مالک ابن مغول اور داؤد طائی اور ابوبکر نہشلی اور یہہ سب ابو حنیفہ رح کے حلقہ مین بیٹھے ہین۔

م۔ کسی نے یحیی ابن معین سے پوچھا کیا سفیان ثوری نے ابو حنیفہ سے روایت کی ہے کہا ہان ابو حنیفہ حدیث اور فقہ مین ثقہ اور صدوق تھے اور دین الہی پر امین تھے۔

اگرچہ سفیان ثوری رح سے مختلف روایتین وارد ہین لیکن کئی روایتون سے صفائی

ثابت ہوتی ہے اس لئے ممکن ہے کہ اوائل یا اواخر میں حلقہ میں بھی بیٹھنے کا اتفاق ہوا ہو اور یہ کوئی مستبعد اور قابل تعجب بات نہیں اس لئے کہ ابن مبارک رح وغیرہ کی شہادتوں سے خود مسعر رح کا امام صاحب کے حلقہ میں بیٹھنا ثابت ہے جو سفیان ثوری کے استاد ہیں۔

ک۔ یحییٰ بن معین رح کہتے ہیں کہ میں ابو حنیفہ رح کے حلقہ میں بیٹھے اور اون سے سنے اور لکھے ہیں جب میں اونکی طرف دیکھتا تو اون کے چہرہ سے صاف معلوم ہوتا تھا کہ خدا کا اونکو بہت خوف ہے۔

ک ص۔ حارث ابن عمیر کہتے ہیں کہ جب ابو حنیفہ رح مکہ معظمہ کو جاتے تو ابن جریج اور عبد العزیز ابن رواد اونکے ساتھ بیٹھتے اور ابن جریج اونکی نہایت مدح کرتے اور عبد المجید بن عبد العزیز ابن رواد سے روایت ہے کہ جب ابو حنیفہ رح مکہ معظمہ کو آتے تو میرے والد ہمیشہ اونکے ساتھ رہتے اور تمام کاموں میں اونکی اقتدا کرتے اور جب کوئی مسئلہ اون پر مشتبہ ہوتا تو اونسے لکھکر پوچھتے۔

م ص ک۔ ابو سعد صاغانی کہتے ہیں کہ حسن بن عمارہ امام صاحب کے حلقہ میں اکثر بیٹھتے اور اثنائے تحقیق مسائل میں احادیث پیش کرتے تھے چنانچہ اکثر روایتیں جو ہم اونکی کرتے ہیں وہی ہیں جنکو امام صاحب کے حلقہ میں بیٹھ کر اونسے سنا ہے اور امام صاحب کے کہنے سے لکھ لیا ہے

ک۔ توبہ ابن سعد امام صاحب کے حلقہ میں بیٹھا کرتے اور اونکے علم سے استفادہ کرتے اور قضا میں اونکے قول کے خلاف نکرتے اور کہا کرتے تھے کہ وہ میرے اور میرے رب کے درمیان ہیں یعنے میں اونکی پیروی کرتا ہوں اس وجہ سے کہ وہ اون خصال کے جامع ہیں جنکے باعث اقتدا صحیح ہے یعنے فقاہت ورع تقوی اور اصول کی معرفت ان تمام امور میں وہ ضرب المثل تھے۔

کردری رح نے لکھا ہے کہ توبہ رح اہل مرو کے امام اور دین کے معاملہ میں سخت تھے چنانچہ ابن مبارک رح نے اونکی نسبت کہا ہے کہ وہ مومن قوی القلب تھے اور نضر ابن زیادہ کہتے ہیں کہ ایکبار امام مالک رح کے پاس میں بیٹھا تھا توبہ ابن سعد کا ذکر آیا انہوں نے

نے فرمایا مجھے آرزو آتی ہے کہ اونکے جیسا ایک شخص ہمارے یہان ہوتا۔ دیکھئے ایسے اشخاص کا ملازم حلقہ رہنا اور یہ کہنا کہ ابوحنیفہ میرے اور خدا کے درمیان ہین کوئی معمولی بات نہین ہے۔

ک۔ نوح ابن مریم کہتے ہین کہ مین ابوحنیفہ رح کی صحبت اور حلقہ مین رہا ہون اونکے بعد اونکا مثل نہین دیکھا۔

م ص ک۔ وزیر ابن عبداللہ کہتے ہین کہ مکہ معظمہ مین ایک کثیر جماعت یاسین بن معاذ زیات رح کے پاس تھی انھون نے نہایت بلند آواز سے جس طرح اذان کہی جاتی ہے پکار کے کہا اے لوگو ابوحنیفہ کو غنیمت سمجھو اور اونکے حلقہ کو غنیمت جانو اونسے علم حاصل کرو اونکے جیسے عالم کے ساتھ بیٹھنا تمھین نصیب نہین ہوا اور نہ تم اونسے زیادہ حلال وحرام جاننے والے کو پاؤگے یاد رہے کہ اگر تم اونکو کھو دوگے تو علم کثیر تم سے فوت ہو جائےگا۔

یاسین زیات بڑے نامی فقیہ تھے جیسا کہ ذہبی رح نے میزان مین لکھا ہے کہ وہ کبار فقہائے کوفہ سے تھے اور مفتی کوفہ بھی تھے۔ جب ایسے شخص مکہ معظمہ جیسے شہر مین جہان روئے زمین کے مسلمانون کا مجمع ہر سال ہوا کرتا ہے امام صاحب کے فضائل اور اونکے حلقہ کے فوائد کی منادی کرتے ہون تو خیال کیا جائے کہ کس قدر علمائے دور دراز سے اوس متبرک حلقہ مین شریک ہوتے ہونگے۔

ک م ص۔ ابراہیم ابن فیروز اپنے والد سے روایت کرتے ہین کہ مین نے ابوحنیفہ رح کو دیکھا کہ مسجد مین بیٹھے ہین اور اہل مشرق ومغرب کا ہجوم ہے وہ مسائل پوچھتے جاتے ہین اور آپ جواب دئے جاتے ہین اور پوچھنے والے معمولی لوگ نہین بلکہ فقہاء اور خیار الناس تھے۔

اگرچہ فتوی طلب کرنے والے عوام الناس بھی ہونگے مگر اس مین شبہ نہین کہ محدثین کو بھی اوسکی سخت ضرورت تھی کیونکہ اختلاف احادیث وآثار جس مسئلہ مین ہوتا ہے مفتی کو بہ قول معلوم نہو تو اہل علم کو سخت پریشانی ہوتی ہے اور امام صاحب کی تحقیق شہرہ آفاق ہوگئی تھی۔ اس لئے ہر ملک کے اہل حدیث کا مجمع امام صاحب کے یہان رہا کرتا تھا۔

ک - ابونعیم کہتے ہین کہ لوگ طوعاً و کرہاً امام صاحب کے منقاد ہوئے جاتے تھے آپکے یہان جو ہجوم رہتا تھا وہ دن بھر اور رات کے کچھ حصہ مین منقطع نہین ہوتا تھا خواہ آپ مسجد مین ہون یا مکان مین-

م ص ک - خالد بن صبح کہتے ہین کہ ایک رات امام صاحب عشا کی نماز پڑھکر جارہے تھے کہ زفر رہ نے کوئی مسئلہ پوچھا امام صاحب نے جواب دیا مگر اونکو تسکین نہوی اور صبح تک مناظرہ ہوتا رہا پھر نماز صبح کے بعد بھی گفتگو رہی یہانتک کہ زفر رہ کو تسکین ہوئی-

چونکہ دینی مسئلہ کی تحقیق کی فضیلت اور ثواب بھی نوافل کے ثواب سے کم نہین اسلیے امام صاحب نے اوس رات خدمت علمی کو تہجد پر ترجیح دی- شاید یہان یہ نکتہ چینی کی جائیگی کہ دوسری روایتون مین بیان کیا گیا ہے کہ چالیس سال تک امام صاحب نے عشا کے وضو سے صبح کی نماز پڑھی یعنے رات بھر تہجد پڑھا کرتے تھے اور اس روایت مین ہے کہ اوس رات نماز تہجد بھی نہین پڑھی- اسکا جواب یہ ہے کہ اس قسم کے ناغے اوس روایت کے منافی نہین ممکن ہے کہ بیماری وغیرہ مین اور بھی ناغے ہوے ہون- مقصود اوس روایت سے یہ ہے کہ اوس مدت مین بلاوجہ کبھی آپنے ناغہ نہین کیا-

م ص - مسعر رہ کہتے ہین کہ امام صاحب کے حلقہ مین لوگون کا ایک ہجوم اور ہنگامہ رہتا تھا کہ کوئی سوال کر رہا ہے اور کوئی مناظرہ کر رہا ہے مگر اوس گڑبڑ مین امام صاحب جب تقریر کرتے تو سب ساکت ہوجاتے لکھا ہے کہ اوسوقت مسعر رہ کہا کرتے کہ اتنے بلند آوازون کو جس شخص کی تقریر سے اللہ تعالیٰ ساکت کردیتا ہے وہ اسلام مین ایک عظیم الشان شخص ہے-

ک - شقیق بلخی رہ کہتے ہین کہ ایک روز ہم ابو حنیفہ رہ کے پاس بیٹھے تھے اور مسجد لوگون سے بھری ہوی تھی کہ یکایک مسجد کے سقف سے ایک سانپ امام صاحب کے سر کے محاذی نظر آیا یہ دیکھتے ہی لوگ بھاگے اور مین بھی اونکے ساتھ بھاگا مگر امام صاحب کو جنبش نہوی یہان تک کہ وہ سانپ امام صاحب کے گود مین گرا آپنے اوسکو ہاتھ سے جھٹک دیا اور اپنی جگہ سے حرکت بھی نہ کی- اور یہی روایت مالک ابن دینار رہ سے بھی مروی ہے-

اس روایت سے بھی ظاہر ہے کہ مسجد امام صاحب کے حلقہ سے بھری رہا کرتی تھی ان شہادتون سے یہ بات ثابت ہے کہ امام صاحب کا حلقہ طالبین کمال سے مالا مال رہتا تھا۔ اور تقریر بالا سے یہ بھی مستفاد ہے کہ اکثر محدثین ہی کا مجمع اوس مین رہا کرتا تھا اس کا ثبوت کئی دلائل وقراین سے ہوسکتا ہے جن مین سے چند یہان لکھے جاتے ہین۔

متعدد روایتون سے ثابت ہے کہ اکابر دین جیسے مسعر۔ عبداللہ بن مبارک یحیی ابن معین مکی ابن ابراہیم۔ مقاتل ابن حیان۔ فضل ابن موسی۔ جریر ابن حازم۔ جریر ابن عبدالحمید قاسم بن معن۔ ابویوسف۔ محمد ابن حسن۔ زفر۔ داؤد طائی۔ شقیق بلخی۔ مالک ابن دینار وغیرہم رحمہم اللہ بغرض استفادہ امام صاحب کے حلقہ مین بیٹھا کرتے تھے۔ اور جہان یہ حلقہ ہوتا تھا کوئی تنہائی کا مقام نہ تھا بلکہ اکثر مسجد مین نشست تھی جہان اہل شہر اور مسافرین اور راہرون مین بھی خاصکر ذی علم لوگ بے روک ٹوک چلے جاتے ہین۔ پھر مسجد بھی کس شہر کی جس مین محدثین کا آنا ضروریات سے تھا چنانچہ امام بخاری رح فرماتے ہین کہ دوسرے شہرون مین مین ایک ایک دو دو بار گیا اور کوفہ کو محدثین کے ساتھ اتنے بار گیا کہ اوس کا شمار نہین۔ اگر اورون کو امام بخاری رح کا سا شوق نہ بھی ہو تو کم از کم ایک دو بار تو جانا ضروری سمجھا جاتا تھا۔ پھر حلقہ نشین حضرات ایسے تھے کہ طالبین فن حدیث پر مخفی نہین خزانہ حدیث کا ایک بڑا حصہ انہی حضرات کے یہان تھا جسکی طلب مین محدثین کو دیجاتی تھے اب غور کیجئے کہ جوق جوق بلاد اسلامیہ کے محدثین جب کوفہ مین آتے اور اوس حلقہ متبرکہ کی کیفیت بچشم خود دیکھ لیتے ہونگے کہ اکابر دین زانوئے ادب تہ کئے سر جھکائے امام صاحب کے روبرو بیٹھے ہین اور امام صاحب کی پرزور تقریر دریا کی طرح اُمنڈ رہی ہے اور موافق و مخالف کو مجال نہین کہ دم مار سکے تو کیا یہہ کوئی معمولی بات ہے۔ ہان جہلا تو اسقدر سمجھتے ہونگے کہ ایک استاد صاحب شاگردون کو پڑھا رہے ہین۔ مگر اہل علم کے نزدیک یہ ایسی حیرت انگیز اور تعجب خیز بات تھی کہ دنیا مین اوس کی نظیر نہین۔ پھر کیا ممکن ہے کہ ایسی حیرت انگیز بات کو وہ بھول جائین ہرگز نہین جہان جہان کے محدثین آکر یہ واقعہ دیکھتے تھے اپنے احباب اور ملاقاتیون کے روبرو منجملہ اور

اور عجائبات کے اوسکو زیادہ تر ضروری الذکر سمجھکر بیان کرتے تھے اسوجہ سے چند ہی روز مین
یہ خبر تمامی اسلامی ممالک مین حد درجہ کو پہونچ گئی تھی۔

اب غور کیجئے کہ اس متواتر خبر کو سن کر اوس زمانہ مین جو اہل اسلام کی ہمتین تکمیل علوم کی طرف
عموماً متوجہ تھین کیا طالبین کمال محدثین کو اس متبرک حلقہ کے دیکھنے اور اوس سے
مستفید ہونے کا شوق نہوتا ہوگا عقل سلیم گواہی دیتی ہے کہ یہ خبر متواتر اونکو کشان کشان
اس حلقہ کی طرف ضرور لاتی تھی۔ پھر علاوہ اس خبر متواتر کے ہر ملک و دیار کے محدثین نے
جو امام صاحب کی تعریفین کین وہ حد سے زیادہ ہین۔ اسوقت امام صاحب کے مناقب
کی جو کتابین ہمارے پیش نظر ہین حالانکہ بہت تہوڑی ہین۔ باوجود اس کے جن محدثین
نے آپ کی تعریفین کین اور اپنے چشمدید واقعے بیان کئے اس کثرت سے اونمین مذکور
ہین کہ ہم بالاستیعاب اونکو نہ لکھ سکے اگرچہ جس قدر لکھے گئے ہین وہ بھی اتنے ہین کہ
بے تعصب منصف مزاج کے اطمینان کے لئے کافی ووافی ہوسکین مگر قابل غور یہ بات
ہے کہ جو کتابین ہم تک نہین پہونچین وہ کتنی ہونگی اور اون مین کتنے محدثین سے امام صاحب
کے فضائل مروی ہونگے۔

الحاصل اکابر محدثین نے امام صاحب کی نسبت جو فرمایا ہے جسکو آپ نے ابھی دیکھ لیا کہ
ہم لوگ عطار ہین اور آپ طبیب حاذق۔ آپکا سا دقیقہ شناس عالم عاقل ذکی ذہین فہیم صاحب حافظہ دنیا
مین نہین۔ آپکا مثل اور تو کیا طبقۂ تابعین مین بھی نہین دیکھا گیا۔ آپکا مثل بہت تلاش کیا گیا
نہ ملا۔ آپ اعلم الناس اور افقہ الناس اور اورع الناس ہین۔ کوئی عالم آپکا مقابلہ نہین کرسکتا۔
جس نے آپسے مباحثہ کیا وہ مغلوب اور ذلیل ہوا۔ متفرق علما کے پاس جس قدر علم ہے وہ سب
آپکے پاس جمع ہے صحابہ مین جو علم تقسیم ہوا تھا وہ سب آپکے یہان ہے۔ زمانہ کے لوگ
جس علم کی طرف محتاج ہین وہ آپ خوب جانتے ہین۔ اور جو علم آپ نہین جانتے وہ وبال جان ہے
آپنے علم کی جو تفسیر کی ہے وہ کسی سے نہوسکی مشکل مشکل چیزون کو جسطرح آپنے حل کیا
کوئی نہ کرسکا۔ تمام علما تفسیر احادیث مین آپکے محتاج ہین۔ آپ فقہ و فتوے
مین موید من اللہ ہین۔ سید الفقہا ہین۔ جو شخص آپ کے حلقہ مین نہ

بیٹھا وہ مفلس اور محروم رہگیا وغیرہ وغیرہ - ان امور کی شہرت سے مستند اور مستندین محدثین
کے نزدیک آپ ایسے نیکنام تھے کہ احادیث موضوعہ کو رواج دینے والے کہا کرتے تھے کہ
یہہ روایت ابو حنیفہ سے ہمین پہونچی ہے تاکہ کوئی چون و چرا نکر سکے - چنانچہ میزان الاعتدال
مین ابان ابن جعفر کے ترجمہ مین ابن حبان کا قول نقل کیا ہے وہ کہتے ہین کہ اوسکی عادت تھی
کہ مسجد جامع مین ساجی رہ کے مقابل بیٹھکر حدیثین بیان کرتا ایک روز مین اوسکا سرمایہ حدیث
معلوم کرنے کی غرض سے اوسکے گھر گیا - اوس نے حدیثون کا ایک ذخیرہ پیش کیا اوسمین دیکھا
کہ تین سو سے زیادہ حدیثین ابو حنیفہ رہ سے مروی ہین حالانکہ ابو حنیفہ نے وہ روایتین کبھی نہین بیا
کین مین نے کہا اے شیخ خدا سے ڈر اور جھوٹ مت کہہ اسپر وہ بہت برہم ہوا آخر مین اٹھکر چلا آیا -
اور اوسی مین احمد بن یعقوب کے ترجمہ مین حاکم کا قول نقل کیا ہے کہ وہ حدیثین بناکر لوگون مین
روایت کرتا کہ یہہ روایتین مجھے ابو حنیفہ سے پہونچی ہین غرضکہ امام صاحب محدثین مین مشہور
معروف اور مستند تھے - ایسے شخص کی نسبت اساتذہ اہل حدیث کی جنکی تعلیم و مذکورہ بالا شہادتین
جب شہرۂ آفاق ہوئی ہونگی تو عقل سلیم ہرگز قبول نہین کرتی کہ انکا اثر کچھہ نہوا ہو - یہہ بات دوسری ہے
کہ بعض طالب علم دقیق مضامین سمجھہ مین نہ آنے کی وجہ سے اوس حلقہ مین ٹھہر نہین سکتے تھے اونکی
ہمین بحث نہین - کلام ہمارا اون محدثین مین ہے جو مستقل مزاج ذکی حق پسند و حق طلب تھے جنکو واقعی
حدیث سمجھنے اور احادیث کے اشکال حل کرنے کی ضرورت کا احساس تھا - وہ تو امام صاحب کے
حلقہ مین ضرور شریک ہوتے اور حاسدین کے اقوال کو لغو سمجھ لیتے تھے - دیکھ لیجئے عبداللہ
ابن مبارک رہ کو ان لوگون نے کس طرح بہکانا چاہا تھا مگر انھون نے ایک کی نہ سنی
اور اوس متبرک حلقہ مین پہونچ ہی گئے اور امام صاحب کے فیضان صحبت کو دیکھکر
صاف کہدیا کہ اگر اون سفہا کی باتون کا مین یقین کر لیتا تو مفلس اور محروم رہجاتا اور
بازاری جاہل و بدعتی ہوجاتا اور طلب حدیث مین جس قدر محنت کی تھی اور
مال صرف کیا تھا سب ضائع ہو جاتا " اس مین شک نہین کہ حسّاد اور غبی
طلبہ امام صاحب کے حلقہ کے دشمن تھے اور اقسام کے افترا پردازیان کر کے وہان
جانے سے لوگون کو روکتے تھے مگر مستقل مزاج اور طالب مین کمال

اکابر محدثین کی شہادتون کے مقابلہ مین اونکے قول کو لغو سمجھکر نفس الامر کی تحقیق کرتے۔ غرض حلقہ مین
جاتے ہی پہلے جب اونکی نظر امام صاحب کے چہرہ پر پڑتی تو آپکے تقویٰ اور خوف و خشیت الٰہی
خود اونکے دل گواہی دیتے جس سے طالبین حق اور نیز انصافاً لوجہ اللہ تحصیل علم کرنے والون کو یقین
ہو جاتا کہ ممکن نہین کہ ایسے متقی با خدا شخص دین مین کوئی بات خلاف مرضی خدا و رسول
احداث کرین۔ پھر جب تقریر سنتے تو نور علم کا مضمون صادق آجاتا
اور اگر ابتدا مین بعض غوامض تقریر سمجھ مین نہ آتی تو خیال کر لیتے کہ رفتہ رفتہ
اونکے سمجھنے کی بھی استعداد ہو جائیگی جیسا کہ عبد اللہ ابن مبارک رح نے کیا
اور جن کی طبیعتون مین چندان خوف خدا یا استقلال یا دقیق و لطیف مضامین
سمجھنے کی صلاحیت نہ تھی وہ عدم مناسبت طبعی کی وجہ سے حلقہ سے خارج ہوکر
حاسدون اور غبی طلبہ کی جماعت کو قوت دیتے جس سے بجائے محدثین
اوس متبرک حلقہ مین جانے کو بھی برا سمجھتے۔ اور صرف سنی سنائی باتون پر امام صاحب سے
مخالفت رکھتے تھے۔ الحاصل تمام ممالک اسلامیہ کے منتخب حق پسند محدثین جنکی طبیعتون
مین استقلال اور مزاجون مین تدین اور اذہان مین صفائی اور افہام مین رسائی تھی
وہ امام صاحب کے حلقہ مین ضرور شریک ہوکر تحقیق مسائل کے وقت اپنا علمی سرمایہ
جو شہر بشہر اور قریہ بقریہ پھرکر جمع کیا تھا پیش کیا کرتے جس کا حال انشاء اللہ تعالیٰ
آئندہ معلوم ہوگا۔

یون تو امام صاحب کی مجلس مین مسئلے پوچھنے کیلئے جہلا اور شبہات رفع کرنے کیلئے طلبہ بھی آتے تھے مگر وہ
ارکان حلقہ اور شاگرد نہین سمجھے جاتے تھے۔ ارکان حلقہ وہ حضرات تھے جو تحصیل حدیث سے فراغت پاکر
تفقہ حاصل کرنے کیلئے آتے تھے۔ دیکھئے امام ابو یوسف اور امام محمد رح حالانکہ امام صاحب کے اعلیٰ درجہ کے
شاگرد ہین مگر اونہون نے بھی حدیث امام صاحب سے نہین پڑھی جیسا کہ کردری رح نے مناقب
مین لکھا ہے کہ امام ابو یوسف رح نے تحصیل حدیث ابو اسحٰق۔ و سلیمان اعمش۔ و ہشام ابن عروہ
و عبید اللہ بن عمر العمری۔ و حنظلہ ابن ابی سفیان۔ و عطاء ابن السائب اور لیث ابن سعد وغیرہم رحمہم اللہ
سے کی ہے اور لکھا ہے کہ امام محمد رح نے مسعر بن کدام اور ثوری اور عمرو ابن دینار اور امام مالک

اور ابی عمر اوزاعی اور زمعہ بن صالح اور بکر وغیرہ رحمہم اللہ سے تحصیل حدیث کی ہے اور وکیع رح کا قول نقل کیا ہے کہ تحصیل حدیث کے زمانہ مین ہم اونکے ساتھ چلنے کو پسند نہین کرتے تھے اس وجہ سے کہ وہ نہایت خوبصورت لڑکے تھے۔ غرضکہ حدیث کی تحصیل انہون نے امام صاحب سے نہین کی۔

م۔ ابن مبارک رح کہتے ہین کہ ہم جھوٹ کبھی نہ کہینگے فقہ مین ہمارے امام ابو حنیفہ ہین اور حدیث مین سفیان "۔ اس سے ظاہر ہے کہ حدیث انہون نے باہر پڑھی۔

م حس۔ فضل ابن جعفر کہتے ہین کہ روح بن عبادہ کہتے ہین کہ مین نے ابو حنیفہ رح سے بہت کم سنا ہے اور جس قدر سنا ہے وہ میرے نزدیک بہت سارے مسموعات و مرویات سے زیادہ تر محبوب ہے کسی نے پوچھا پھر آپ اونکے حلقہ مین زیادہ کیون نہین بیٹھتے کہا مین نے پہلے شعبہ رح کے حلقہ مین التزام کیا اوسکے بعد ابن جریج کے یہان گیا اور میری رائے یہہ تھی کہ آخر مین کوفہ کا طریقہ اختیار کرون اور ابو حنیفہ کے حلقہ مین بیٹھون مگر ابن جریج رح ہی کے یہان اونکے انتقال کی خبر آئی "۔

دیکھئے اونکا ارادہ یہ تھا کہ ان اکابر محدثین کے یہان تحصیل حدیث کر کے امام صاحب کے حلقہ مین بیٹھنے کی صلاحیت پیدا کرین۔ اس سے ظاہر ہے کہ بعد تحصیل حدیث امام صاحب کے حلقہ مین جایا کرتے تھے۔

الحاصل تقریر بالا سے واضح ہے کہ اوس زمانہ کے تقریباً تمام منصف مزاج محدثین امام صاحب کے حلقہ مین منسلک تھے۔ مگر چونکہ تمام بلاد اسلامیہ کے محدثین کی فہرست لکھنا کوئی آسان کام نہین۔ اور نہ امام صاحب کی طبیعت مین تعلی تھی کہ افتخار کی غرض سے ایک جسٹر بناتے جس مین وقتاً فوقتاً جو لوگ شریک حلقہ ہوتے اونکے نام لکھدئے جاتے۔ اسلئے کل تلامذہ کی فہرست نہ مل سکی چنانچہ خیرات الحسان مین لکھا ہے کہ امام صاحب سے جن لوگون نے حدیث و فقہ لی ہے اونکا استیعاب متعذر ہے اور ضبط ممکن نہین اسوجہ سے بعض ائمہ حدیث نے کہدیا ہے کہ جس قدر امام صاحب کے اصحاب اور تلامذہ تھے کسی امام کو اوتنے نصیب نہوئے مگر سیرۃ النعمان مین لکھا ہے کہ حافظ ابو المحاسن شافعی نے کو سو اٹھارہ

شخصون کے نام بقید سونسب لکھے ہین جو امام صاحب کے حلقہ درس مین مستفید ہوئے
غالباً یہ تعداد مشہور محدثین کی ہوگی۔ یا اون محدثین کی ہوگی جو اکثر ملازم حلقہ رہا کرتے تھے۔ اور اسکا
ثبوت ردالمختار سے بھی ملتا ہے چنانچہ اوس مین بحوالہ طحطاوی رح لکھا ہے کہ فقہ کے جمع کرتے
وقت ایک ہزار عالم امام صاحب کے ساتھ تھے جس مین چالیس شخص درجہ اجتہاد کو پہونچے
ہوئے تھے اتنے علما مین ہر مسئلہ کی تحقیق ہوتی اور سب کے اتفاق سے جب طے ہوتا
تو اوسوقت کتاب مین لکھا جاتا تھا؛

اب ہم چند اکابر محدثین کے نام تبرکاً لکھتے ہین جو تحصیل فقہ کی غرض سے امام صاحب کے
حلقہ مین بیٹھتے اور اپنا اندوختہ سرمایۂ حدیث بحسب ضرورت پیش کرتے تھے۔ اور امام صاحب
کی تقریر اور طریقۂ اجتہاد مین غور کرتے جاتے تھے کہ جن احادیث مین تعارض معلوم ہوتا
ہے کس طرح اوٹھایا جاتا ہے۔ اور بعض احادیث کے ظاہری معنی سے عدول کن ضرورتون
سے کیا جاتا ہے۔

عبداللہ بن مبارک رح تہذیب التہذیب مین ابن حجر عسقلانی رح نے لکھا ہے کہ عبداللہ ابن مبارک
ان حضرات کے شاگرد ہین سلیمان تیمی بصری۔ حمید الطویل بصری۔ اسمعیل ابن ابی خالد کوفی یحییٰ ابن سعید الانصاری
بخاری مدنی۔ سعد ابن سعید الانصاری مدنی۔ ابراہیم ابن ابی عبلہ مقدسی۔ ابی خلدہ خالد ابن دینار بصری
عاصم الاحول بصری۔ ابن عون بصری۔ عبداللہ ابن عمر مدنی۔ عکرمہ ابن عمار یمامی۔ عیسیٰ ابن طہمان البصری ثم
الکوفی۔ فطر ابن خلیفہ کوفی۔ محمد ابن عجلان مدنی۔ موسیٰ ابن عقبہ مدنی۔ ابراہیم بن عقبہ مدنی۔ اعمش کوفی
ہشام ابن عروہ مدنی۔ ثوری کوفی۔ شعبہ واسطی۔ اوزاعی دمشقی۔ ابن جریج مکی۔ مالک مدنی۔ لیث مصری
ابی ابن ذئب مدنی۔ ابراہیم بن طہمان نیسابوری۔ ابراہیم بن نشیط مروزی۔ ابی بردہ یزید بن عبداللہ
بن ابی بردہ کوفی۔ حسین المعلم بصری۔ حیوۃ بن شریح مصری۔ خالد بن سعید الاموی۔ خالد عبدالرحمن
بن بکر السلمی بصری۔ زکریا ابن اسحاق مکی۔ زکریا بن ابی زائدہ کوفی۔ سعید بن ابی عروبہ بصری۔ سعید
بن ابی ایوب مصری۔ ابی شجاع سعید بن یزید القتبانی اسکندرانی۔ سعید بن ایاس الجریری۔
سلام بن ابی مطیع بصری۔ صالح بن صالح بن حی کوفی۔ طلحہ بن ابی سعید مصری۔ عبدالملک بن
ابی سلیمان کوفی۔ عمر بن ذر کوفی۔ عمر بن سعید بن ابی حسین مکی۔ محمد بن عمر بن

فروخ۔ عمرو بن میمون بن مہران کوفی۔ عوف الاعرابی۔ محمد بن ابی حفصہ بصری۔ معمر بن راشد بصری۔ ہشام بن حسان بصری۔ وہیب بن الورد مکی۔ یونس بن یزید الایلی۔ ابی بکر بن عثمان بن سہل بن حنیف مدنی وخلق کثیر۔ انکے بعد اونکے شاگردون کی یہ فہرست لکھی ثوری۔ معمر بن راشد۔ ابو اسحق الفزاری۔ جعفر بن سلیمان الضبعی۔ بقیہ بن الولید۔ داؤد بن عبد الرحمن العطار۔ ابن عیینہ۔ ابو الاحوص فضیل بن عیاض۔ معمر بن سلیمان۔ ولید بن مسلم۔ ابو بکر بن عیاش وغیرہم یہ وہ حضرات ہین جو اونکے شیوخ اور اقران ہین اور مسلم بن ابراہیم۔ ابو اسامہ۔ ابو سلمہ التبوذکی۔ نعیم بن حماد۔ ابن مہدی قطان اسحق بن راہویہ۔ یحیی بن معین۔ ابراہیم بن اسحق الطالقانی۔ احمد بن محمد مردویہ۔ اسمعیل بن ابان الوراق۔ بشر بن محمد السختیانی۔ حیان بن موسی۔ حکم بن موسی۔ زکریا بن عدی۔ سعید بن سلیمان عمرو الاشعثی۔ سفیان بن عبد الملک المروزی۔ سلمۃ بن سلیمان المروزی۔ سلیمان بن صالح سلمویہ۔ عبد اللہ بن عثمان عبدان۔ ابو بکر وعثمان بیٹے ابی شیبہ کے۔ عبد اللہ بن عمر بن ابان الجعفی۔ علی بن الحسن بن شقیق۔ عمرو بن عون۔ علی بن حجر۔ محمد بن الصلت الاسدی۔ محمد بن عبد الرحمن بن سہم الانطاکی ابو کریب۔ ابو بکر بن احرم۔ منصور بن ابی مزاحم۔ محمد بن مقاتل المروزی۔ یحیی بن ایوب المقابری۔ سعید بن نصر اور خلق کثیر۔ اور راوی ہین ابن مہدی کا قول نقل کیا ہے کہ آئمہ چار ہین۔ ثوری۔ مالک۔ حماد۔ ابن زید۔ اور ابن مبارک۔ اور شعیب کا قول ہے کہ جس سے ابن مبارک نے ملاقات کی وہ اوس سے افضل تھے یعنے کل ملاقاتی محدثین سے۔ امام احمدؒ کا قول ہے کہ اونکے زمانہ مین اونسے زیادہ علم طلب کرنے والا کوئی شخص نہ تھا اور ابو اسامہ نے بھی یہی کہا ہے۔ فضیل بن عیاض رحہ نے اونکے انتقال کے بعد کہا کہ اونھون نے اپنا مثل نہین چھوڑا۔ ابو اسحق فزاری کا قول ہے کہ ابن مبارک امام المسلمین ہین۔ ایک جگہ اکابر محدثین کا مجمع تھا سب نے کہا کہ ابن مبارک رحہ مین کیا کیا فضائل اور ابواب خیر جمع تھے۔ گننا چاہیے چنانچہ یہ امور بالاتفاق بیان کئے گئے۔ علم حدیث فقہ۔ ادب۔ نحو۔ لغت۔ شعر۔ فصاحت۔ زہد۔ ورع۔ خاموشی قیام لیل۔ عبادت۔ حج۔ جہاد۔ گھوڑے کی سواری۔ قوت جسمانی۔ لایعنی باتون کا ترک۔ قلت مخالفت۔ ابن معین کا

قول ہے کہ جن کتابون سے انھون نے حدیث بیان کیا بیس یا اکیس ہزار تھین - اسمعیل بن
عیاش کا قول ہے کہ روئے زمین پر ابن مبارک رح جیسا کوئی شخص نہین اور کوئی خصلت خیر ایسی
نہین جو اون مین نہ تھی - ابن سعد کہتے ہین کہ بہت سی کتابین ابواب علم مین انہون نے تصنیف
کین، حسن بن عیسیٰ کہتے ہین کہ وہ مجاب الدعوۃ تھے - ابو وہب کہتے ہین کہ ابن مبارک رح
کا کسی نابینا پر گذر ہوا اوس نے درخواست کی کہ میرے لئے دعا کرین مین دیکھ رہا تھا کہ ادہر
انہون نے دعا کی اور ادہر اوسکی آنکھون مین بصارت آگئی یحییٰ بن یحییٰ اندلسی کہتے ہین کہ ایکبار
ہم امام مالک رح کی مجلس مین بیٹھے ہوئے تھے کہ ابن مبارک آئے امام نے ہٹ کر اونکو اپنے
نزدیک جگہ دی ایک شخص حدیث کی قرارت کر رہا تھا بعض بعض مقامات مین امام نے پوچھتے
تھے کہ اس باب مین تمھارے پاس کیا ہے وہ دبی آواز سے جواب دیتے تھے بعد برخواست
امام مالک رح نے اونکے ادب پر تعجب کیا اور فرمایا کہ یہ ابن مبارک فقیہ خراسان ہین خلیلی رح نے
ارشاد مین کہا ہے کہ ابن مبارک متفق علیہ امام ہین اور اونکی کرامتین بے شمار ہین کہا جاتا ہے
کہ وہ ابدال سے تھے - حسن بن عرفہ کہتے ہین کہ شام مین اونھون نے کسی سے ایک قلم مستعار لیا تھا
خراسان پہنچنے کے بعد معلوم ہوا کہ وہ بھولے سے ساتھ آگیا ہے تو صرف اوسکو واپس کرنے
کے لئے خراسان سے شام کو تشریف لے گئے اور اوس بار امانت سے سبکدوش ہوئے
امام نسائی کہتے ہین کہ ہم نہین جانتے کہ ابن مبارک رح کے زمانہ مین کوئی شخص اون سے زیادہ بزرگ
اور اعلیٰ درجہ والا اور جمیع خصائل حمیدہ کا جامع موجود تھا -

سیرۃ النعمان مین لکھا ہے کہ محدث نووی نے تہذیب الاسماء واللغات مین اونکا ذکر ان لفظون سے
کیا ہے "وہ امام جس کی امامت و جلالت پر ہر باب مین عموماً اجماع کیا گیا ہے - جس کے
ذکر سے خدا کی رحمت نازل ہوتی ہے - جس کی محبت سے مغفرت کی امید کی جاسکتی ہے -
اور تاریخ ابن خلکان سے اوسی مین نقل کیا ہے کہ ایک دفعہ خلیفہ ہرون الرشید رقہ
گیا اسی زمانہ مین عبداللہ بن مبارک بھی رقہ پہنچے - اونکے آنیکی خبر مشہور ہوئی تو ہر طرف سے
لوگ دوڑے اور اسقدر کشمکش ہوئی کہ لوگون کی جوتیان ٹوٹ گئین ہزارہا آدمی ساتھ ہوئے
اور ہر طرف گرد چھاگئی ہرون الرشید کی ایک حرم نے جو برج کے غرفے سے تماشا دیکھ رہی

تھی حیرت زدہ ہوکر پوچھا کہ یہ کیا حال ہے لوگون نے کہا۔ خراسان کا عالم آیا ہے جسکا نام عبد اللہ
بن المبارک ہے "بولی کہ حقیقت مین سلطنت اسکا نام ہے ہارون الرشید کی حکومت بھی
کوئی حکومت ہے کہ پولیس اور سپاہون کے بغیر ایک آدمی بھی حاضر نہین ہوسکتا تھی
امام احمد رح وغیرہ کی تصریحات کے قرائن سے ظاہر ہے کہ عبد اللہ بن مبارک امام وقت
اور افضل المحدثین اور تقریبا کل حدیثین اونکو ازبر تھین۔ دیکھیے تجربہ پر اس بات کے قائل تھے کہ
ہر محدث امام صاحب کے غلام کی طرف محتاج ہے بلکہ تابعین بھی ہوتے تو اونکی طرف محتاج
ہوتے۔ اور عملی طور پر اس مضمون کو محدثین کے ذہن نشین کر دیا کہ بعد تکمیل حدیث عمر بھر امام صاحب
ہی کی خدمت مین رہے جیسا کہ بستان المحدثین وغیرہ سے ظاہر ہے اور امام صاحب کے
انتقال کا بڑا ہی صدمہ اون پر ہوا۔ چنانچہ قبر پر جاکر زار زار روتے اور کہتے کہ خدا آپ پر رحمت
نازل کرے۔ ابراہیم نخعی اور حماد ابن سلیمان نے مرتے وقت اپنا خلف چھوڑا تھا اور آپنے
خلف نہین چھوڑا یعنے دنیا مین کوئی ایسا شخص نہین جو آپکا قائم مقام ہوسکے۔

مسعر ابن کدام رح۔ تذکرۃ الحفاظ مین اونکا ذکر ان لفظون سے کیا۔ الامام الحافظ احد الاعلام
اور لکھا ہے کہ انہون نے علی ابن ثابت وحکم ابن عینیہ وقتادہ وعمرو بن مرہ اور اونکے طبقہ سے روایت کی
ہے اور اونسے سفیان وابن عینیہ یحیی قطان ومحمد ابن بشر ویحیی ابن آدم وابو نعیم وخلاد ابن یحیی نے اور
خلق کثیر نے روایت کی ہے یحیی ابن قطان کہتے ہین کہ اونسے اثبت مین نے نہین دیکھا۔ امام احمد رح
نے ثقہ کی مثال دی ہے کہ جیسے شعبہ اور مسعر۔ وکیع رح کہتے ہین کہ مسعر کا شک اور ون کے یقین
کے برابر ہے۔ ابن عینیہ کہتے ہین کہ اعمش رح سے لوگون نے کہا کہ مسعر نے حدیث مین شک کیا ہے انہون نے
کہا اونکا شک بھی دوسرونکے یقین کے برابر ہے شعبہ کہتے ہین کہ مسعر کا نام اونکے اتقان کی وجہ سے ہم لوگون نے مصحف رکھا تھا۔ ابو جعفر منصور نے
والی بنانا چاہا مگر اونہون نے لطائف الحیل سے ٹال دیا اونکا قول ہے کہ جو شخص سرکہ اور
بقول پر صبر کرے وہ کسی کا غلام نہ بنے گا۔ حکومت وغیرہ تعلقات دنیوی کو وہ غلامی
سمجھتے تھے اسی وجہ سے آزاد رہے ایسے جلیل القدر محدث امام کا یہ حال تھا کہ امام صاحب
کو جب دیکھتے تو کھڑے ہو جاتے۔ اور حلقہ مین آپکے روبرو بیٹھتے اور مثل شاگردون کے
سوالات کرتے۔ حالانکہ آپ امام صاحب کے اوستاد بھی تھے جیسا کہ امام موفق الدین ابن جوزی رح

سے لکھا ہے۔ کما مر۔

وکیع ابن الجراح۔ تذکرۃ الحفاظ مین اونکا ذکر ان الفاظ سے شروع کیا "الامام الحافظ الثبت محدث العراق" اور لکھا ہے کہ اونہون سے ہشام ابن عروہ اور اعمش اور اسمعیل ابن ابی خالد اور ابن عون اور ابن جریج اور سفیان اور اوزاعی اور خلائق سے روایت حدیث کی ہے۔ اور امام احمد وغیرہ کے اوستاد ہین۔ امام احمد کہتے ہین کہ جامعیت علم اور حافظہ مین اونسے بڑا ہوا شخص مین نے نہین دیکھا۔ یحیٰی کہتے ہین اون سے افضل مین سے نہین دیکھا۔ ابراہیم ابن شماس کا قول ہے کہ اگر مین کچہ تمنا کرتا تو ان امور کی کرتا ابن مبارک کی عقل۔ وکیع کا حفظ۔ عیسے ابن یونس کا خشوع۔" مروان ابن محمد کہا کرتے تھے کہ جس کی مین نے تعریف و صفت سنی جب دیکھا تو ویسا نہ پایا۔ البتہ وکیع کے جتنے اوصاف سنے اوس سے زیادہ پائے۔ ابن عمار کہتے ہین کہ وکیع کے زمانہ مین اونسے افقہ اور حدیث کو زیادہ جاننے والا کوفہ مین کوئی نہ تھا۔ امام احمد کہتے ہین کہ میری آنکھون نے وکیع کا مثل کبھی نہین دیکھا۔ "حافظہ حدیث ہو اور ورع اور اجتہاد کے ساتھہ فقہ مین کلام کرے" حماد بن سعد کہتے ہین کہ مین نے سفیان ثوری کو بھی دیکھا ہے مگر وہ وکیع کے مثل نہ تھے سیرۃ النعمان مین تہذیب الاسماء واللغات مولفہ علامہ نووی سے لکھا ہے کہ امام محمد وکیع کی روایت سے کوئی حدیث بیان کرتے تھے تو ان لفظون سے شروع کرتے تھے یہ "حدیث مجھے اوس شخص نے روایت کی ہے کہ تیری آنکھون نے اوسکا مثل نہین دیکھا" یحیی ابن معین جو فن رجال کے ایک رکن خیال کئے جاتے ہین اونکا قول ہے کہ مین نے کسی ایسے شخص کو نہین دیکھا جسکو وکیع پر ترجیح دون۔ خطیب بغدادی نے تاریخ مین لکھا ہے۔ کان یفتی بقول ابی حنیفۃ وکان قد سمع منہ شیئاً کثیرا۔ انتہی۔

تہذیب الکمال اور تبییض الصحیفہ اور الخیرات الحسان مین لکھا ہے کہ وہ امام صاحب کے شاگرد ہین۔

مقری۔ تذکرۃ الحفاظ مین ان القاب سے اونکے ترجمہ کی ابتدا کی ہے " الامام المحدث شیخ الاسلام ابو عبد الرحمن اور لکھا ہے کہ اونھون نے ابن عون

اور ابو حنیفہ اور کہمس اور شعبہ اور عبد الرحمن افریقی اور سعید بن ابی ایوب وحرملہ ابن عمران و یحیی ابن ایوب
اور اون کے طبقہ سے روایت کی ہے اور اون سے بخاری وغیرہ نے۔ تہذیب التہذیب
مین لکھا ہے کہ ابو حاتم اور نسائی وغیرہ نے اونکی توثیق کی ہے۔ اور ابن مبارک رہ سے
جب اونکا حال پوچھا جاتا تو فرماتے "زر زدہ" یعنی زر خالص اور ابن سعد نے لکھا ہی
کہ اونکو حدیثین بہت یاد تھین۔ تذکرۃ الحفاظ اور تبییض الصحیفہ مین لکھا ہے کہ وہ امام صاحب
کے شاگرد ہین۔ دیکھئے محدثین مین وہ امام اور شیخ الاسلام سمجھے جاتے تھے اور امام صاحب
کے شاگرد تھے اور کمال جوش مین امام صاحب کو شاہ مردان کہا کرتے تھے کما مر۔

ابراہیم ابن طہمان رہ۔ تذکرۃ الحفاظ مین اونکو ان لفظون سے ذکر کیا "الامام الحافظ
ابو سعید عالم خراسان" تہذیب التہذیب مین لکھا ہے کہ وہ ابو اسحق سبیعی اور ابو اسحق
شیبانی اور عبد العزیز ابن صہیب اور ابو حمزہ اور نصر ابن عمران ضبعی اور محمد ابن زیاد جمحی
اور ابو الزبیر اور اعمش اور شعبہ اور سفیان اور حجاج ابن حجاج باہلی سے اور اون کے
سوا ایک جماعت سے روایت کرتے ہین اور ابن مبارک اور خود اون کے استاد
صفوان بن سلیم اون سے روایت کرتے ہین۔ عثمان ابن دارمی کہتے ہین کہ ہمیشہ ائمہ
فن اونکی روایت کی خواہش اور رغبت کیا کرتے تھے۔ یحیی ابن اکثم کہتے ہین کہ جن
جن لوگون نے خراسان اور عراق اور حجاز مین حدیث بیان کی ہے اون سب مین وہ
اوثق اور علم مین اوسع تھے۔ ابو زرعہ کہتے ہین کہ امام احمد رہ ایک بار تکیہ لگائے ہوے
بیٹھے تھے کسی نے ابراہیم ابن طہمان کا ذکر کیا امام سیدھے ہو بیٹھے اور فرمایا کہ مناسب
نہین کہ صالحین کا ذکر ہو اور ہم تکیہ لگائے بیٹھین۔ تذکرۃ الحفاظ اور تبییض الصحیفہ مین
لکھا ہے کہ وہ امام صاحب کے شاگرد ہین۔

غور کیجئے کہ جن کا نام سنکر ائمہ حدیث اس قسم کا ادب کیا کرتے تھے تو جن کے روبرو
خود وہ زانوے ادب تہ کئے بیٹھتے تھے اونکا کسقدر ادب چاہیئے مگر افسوس ہے
کہ اس زمانہ مین اونکی توہین وتذلیل ضروری سمجھی جاتی ہے۔

یزید بن ہرون۔ تذکرۃ الحفاظ مین اونکا ترجمہ ان الفاظ سے شروع کیا "الحافظ القدوۃ

شیخ الاسلام" اور لکھا ہے کہ انھون نے عاصم احول ویحیی بن سعید ۔ وسلیمان التیمی و جریری ۔ و داؤد ابن ابی ہند ۔ وابن عون اور خلق کثیر سے روایت کی ہے ۔ اور اونکے شاگرد امام احمد وغیرہ بکثرت ہین ۔ ابن مدینی کہتے ہین کہ حفظ مین کسی کو اون سے زیادہ مین نے نہین دیکھا یحیی ابن یحیی کہتے ہین کہ وہ حافظ ہین وکیع سے بھی زیادہ تھے عاصم ابن علی کہتے ہین کہ وہ رات بھر نماز پڑہتے رہتے تھے چالیس سال سے زیادہ اونھون نے عشا کے وضو سے صبح کی نماز پڑہی ہشیم کہتے ہین کہ اہل مصر مین اونکا مثل نہین ۔ ابن اکثم کا بیان ہے کہ ایک بار مامون نے ہم لوگون سے کہا کہ اگر یزید ابن ہرون کا خیال نہوتا تو مین اپنے اس خیال کو ظاہر کرتا کہ قرآن مخلوق ہے تو کسی نے کہا کہ یزید ابن ہرون ایسے کون شخص ہین جو اون سے خوف کیا جاتا ہے ۔ کہا خوف یہ ہے کہ اگر مین وہ ظاہر کرون اور وہ رد کردین تو لوگ انھی کی پیروی کرین گے جس سے فتنہ پیدا ہوگا اس سے ظاہر ہے کہ بادشاہ ایک مدت تک اس امر مین اون کے خوف سے ظاہر نکرسکا ۔ یزید کی عظمت معلوم کرنا چاہئے وقت اونسے خائف و ترسان تھا ۔

سیرۃ النعمان مین ہے کہ علامہ نووی نے تہذیب الاسماء واللغات مین اونکے تلامذہ کی نسبت لکھا ہے کہ اونکا شمار نہین ہوسکتا یحیی ابن ابی طالب کا بیان ہے کہ انکی مجلس مین اونکے حلقہ درس مین شریک ہوتے تھے لوگ تخمینہ کرتے تھے کہ حاضرین کی تعداد کم و بیش ستر ہزار تھی ۔ کثرت حدیث مین لوگ اونکی مثال دیا کرتے تھے ۔

دیکھئے ایسے جلیل القدر مقتدر محدثین شیخ الاسلام امام صاحب کے شاگرد تھے جیسا کہ تذکرۃ الحفاظ و تبییض الصحیفہ وغیرہ مین لکھا ہے ۔ اور امام صاحب کو اپنے کل اساتذہ پر ترجیح دیتے اور ہمیشہ کہا کرتے تھے کہ اونکا مثل بہت تلاش کیا گیا مگر نہ ملا کاملا ۔

حفص ابن غیاث ۔ تذکرۃ الحفاظ مین اونکو الامام الحافظ لکھا ہے ۔ تہذیب التہذیب مین لکھا ہے کہ اونہون نے اپنے دادا طلق ابن معاویہ اور اسمعیل ابن ابی خالد و اشعث الہمدانی و ابو مالک الاشجعی ۔ وسلیمان التیمی ۔ وعاصم الاحول ۔ وعبید اللہ ابن عمر و مصعب ابن سلیم ۔ ویحیی ابن سعید الانصاری ۔ وہشام ابن عروہ ۔ واعمش ۔ والثوری ۔ وجعفر صادق

ویزید ابن عبد اللہ وابن جریج۔ ولیث ابن ابی سلیم۔ اور خلق کثیر سے روایت کی ہے اور اون سے امام احمد وغیرہم سنے۔ اور اونکے علم کا حال لکھا ہے کہ وکیع سے کوئی مسئلہ پوچھا جاتا تو وہ اون پر حوالہ دیتے۔ ابن نمیر کہتے ہین کہ وہ ابن ادریس سے بھی زیادہ حدیث جانتے ہین۔

کردری رح نے اونکا قول نقل کیا ہے کہ مین نے امام صاحب سے اونکی کتابین اور آثار سنے ہین۔

سیرۃ النعمان مین لکھا ہے کہ خطیب بغدادی نے اونکو کثیر الحدیث لکھا ہے۔ اور مختصر تاریخ بغداد مین اونکی نسبت لکھا ہے کہ امام ابو حنیفہ کے وہ مشہور شاگردون مین ہین۔

ابو عاصم الضحاک النبیل۔ تذکرۃ الحفاظ مین اونکا ذکر ان الفاظ سے شروع کیا "الحافظ شیخ الاسلام" تہذیب التہذیب مین لکھا ہے کہ انھون نے یزید ابن ابی عبید وایمن ابن نابل وشبیب ابن بشر وسلیمان التیمی وعثمان ابن سعد ومعروف ابن خربوذ وابن عون وابن عجلان وابن ابی ذئب وابن جریج واوزاعی وسعید ابن عبد العزیز و ثور ابن یزید الرحبی وجعفر ابن یحیی۔ وحنظلہ ابن ابی سفیان وشریح ابن شریح۔ وزکریا ابن اسحق۔ وثوری۔ وشعبہ وسعید ابن ابی عروبہ وعبد الحمید ابن جعفر وعزرہ ابن ثابت وعمر بن محمد العمری وعثمان ابن الاسود۔ وعمر بن سعید۔ ومالک ابن انس وہشام بن حسان وابن اسلم وقرہ ابن خالد اور ایک جماعت سے روایت کی ہے اور اونسے جریر ابن حازم وامام احمد وغیرہ نے۔

تہذیب الکمال اور تبییض الصحیفہ مین لکھا ہے کہ وہ امام صاحب کے شاگرد ہین۔

یحی ابن زکریا ابن ابی زائدہ۔ تذکرۃ الحفاظ مین ان الفاظ سے اونکے حالات کی ابتدا کی ہے "الحافظ الثبت المتقن الفقیہ صاحب ابی حنیفہ" اور لکھا ہے کہ وہ اپنے والد زکریا اور عاصم احول وداؤد بن ابی ہند۔ وہشام ابن عروہ۔ وعبید اللہ ابن عمر ولیث ابن ابی سلیم۔ وابو مالک الاشجعی سے روایت کی ہے اور اون سے امام احمد وغیرہ نے۔ وہ امام صاحب تصانیف تھے۔ علی ابن مدینی نے کہا ہے کہ کوفہ مین سفیان ثوری کے

کے بعد اونسے اثبت کوئی نہ تھا۔ اونکے زمانہ مین اون پر علم کا خاتمہ ہوگیا یعنے اوسوقت اونسے علم مین بڑہا ہوا کوئی نہ تھا۔ سفیان ابن عینیہ کہتے ہین کہ ابن مبارک اور یحی ابن ابی زائدہ کے جیسا کوئی شخص ہمارے یہان نہین آیا۔

سیرۃ النعمان مین لکہا ہے کہ یہ امام ابو حنیفہ کے ارشد تلامذہ مین سے تھے اور مدت تک اونکے ساتھ رہے یہانتک کہ علامہ ذہبی نے تذکرۃ الحفاظ مین انکو صاحب ابی حنیفہ کا لقب دیا ہے۔ یہ تدوین فقہ مین امام صاحب کے شریک اعظم تھے۔ امام طحاوی نے لکہا ہے کہ تیس برس تک وہ شریک تھے اگرچہ یہ مدت صحیح نہین لیکن کچہ شبہ نہین کہ وہ بہت دنون تک امام صاحب کے ساتھ تدوین فقہ کا کام کرتے رہے اور خاصکر تصنیف وتحریر کی خدمت انہی سے متعلق تھی۔ انتہی۔

یحی ابن سعید القطان رح۔ تذکرۃ الحفاظ مین اونکے ترجمہ کی ابتدا ان القاب سے کی ہے "الامام العلم سید الحفاظ" اور لکہا ہے کہ انہون نے ہشام بن عروہ۔ وعطاء ابن السائب وحسین المعلم وخیثم ابن عراک۔ وحمید الطویل۔ وسلیمان التیمی ویحی ابن سعید انصاری۔ واعمش اور اون کے طبقہ سے روایت کی ہے۔ اور اون سے امام احمد وغیرہ نے۔ امام احمد رح کہتے ہین کہ مین نے یحی کا مثل اپنی آنکہون سے نہین دیکہا۔ ابن معین کہتے ہین کہ مجہسے عبد الرحمن نے کہا کہ یحی ابن قطان کا مثل تم اپنی آنکہون سے نہ دیکہوگے۔ ابن مدینی کہتے ہین کہ اون سے زیادہ رجال کا حال جاننے والا مین نے نہین دیکہا۔ بندار کہتے ہین کہ وہ اپنے زمانہ والون کے امام تھے۔ ابن معین کہتے ہین کہ بیس سال تک وہ ہر شب قرآن کا ایک ختم کیا کرتے تھے اور چالیس سال تک کبہی ایسا نہوا کہ زوال کے وقت وہ مسجد مین نہون اور جب قرآن سنتے زمین پر گر جاتے۔ ایک بار شعبہ کے ساتھ لوگون نے کسی بات مین فیصلہ اسپر قرار پایا کہ کوئی حکم مقرر کیا جائے شعبہ نے یحی بن سعید کو حکم قرار دیا اور انہون نے شعبہ کے خلاف مین فیصلہ کیا۔ نسائی رح کا قول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثون پر اللہ تعالی کی طرف سے امین یہ حضرات ہین۔ مالک۔ شعبہ۔ اور یحی قطان۔ امام احمد رح کہتے ہین کہ ہمارے استادون مین اونکا مثل کوئی نہین تھا۔

سیرۃ النعمان مین فتح المغیث اور جواہر مضیہ سے نقل کیا ہے کہ حدیث مین اونکا یہ پایہ تھا کہ جب وہ حلقہ درس مین بیٹھتے تو امام احمد و علی بن مدینی وغیرہ مودب کھڑے ہوکر ان سے حدیث کی تحقیق کرتے اور نماز عصر سے جو انکے درس کا وقت تھا مغرب تک برابر کھڑے رہتے اور تہذیب التہذیب سے لکھا ہے کہ راویون کی تحقیق و تنقید مین یہ کمال پیدا کیا تھا کہ ائمہ حدیث عموماً کہا کرتے تھے کہ یحیی جسکو چھوڑ دین گے ہم بھی چھوڑ دین گے۔

باوجود اس جلالت شان کے وہ قسم کھا کر فرماتے ہین کہ ہم نے جو ابو حنیفہ کی رائے سنی اون مین سے اکثر اقوال کو لیا جیسا کہ امام موفق رح نے مناقب مین لکھا ہے۔

تذکرۃ الحفاظ مین ترجمہ وکیع رح مین لکھا ہے کہ وہ اور یحیی بن سعید قطان ابو حنیفہ کے قول پر فتوی دیا کرتے تھے۔

سیرۃ النعمان مین ہے کہ (یحیی بن سعید) اس فضل و کمال کے ساتھ امام ابو حنیفہ کے حلقہ درس مین اکثر شریک ہوتے اور انکی شاگردی پر فخر کرتے تھے۔

عبد الرزاق بن ہمام - تذکرۃ الحفاظ مین اونکو الحافظ الکبیر لکھا ہے۔ تہذیب التہذیب مین لکھا ہے کہ اونہون نے اپنے والد اور وہب - معمر - عبید اللہ ابن عمر العمری عبد اللہ ابن عمر العمری - ایمن بن نابل - عکرمہ بن عمار - ابن جریج - اوزاعی - مالک - دونون سفیان ذکریا ابن اسحق مکی - جعفر بن سلیمان - یونس بن سلیم الصنعانی - ابن ابی رواد - اسرائیل - اسمعیل ابن عیاش اور خلق کثیر سے روایت کی ہے - اور اون سے ابن عیینہ اور وکیع وغیرہ نے احمد بن صالح مصری کہتے ہین کہ مین نے امام احمد سے پوچھا کیا آپ نے عبد الرزاق سے بہتر بھی روایت حدیث مین کسی کو دیکھا ہے ؟ فرمایا نہین - معمر کہتے ہین کہ ،، وہ اس لائق ہین کہ تحصیل حدیث کے لئے دور و دراز مسافت سے اونکی طرف سفر کیا جائے ،، - ہشام بن یوسف کہتے ہین کہ عبد الرزاق علم اور حفظ مین ہم سب سے بڑھے ہوئے ہین - ابو الازہر کہتے ہین مین نے اون سے سنا ہے کہ شیخین کو حضرت علی رضی اللہ عنہم پر اس وجہ سے فضیلت دیتا ہون کہ خود علی رضی اللہ عنہ نے اونکو اپنے آپ پر فضیلت دی ہے - اگر وہ فضیلت نہ دیتے تو مین ہرگز فضیلت نہ دیتا - میری تحقیر کے لئے یہ کافی ہوگا کہ علی رح

کے ساتھہ محبت رکہون اور اونکے قول کی مخالفت کرون۔ صحاح ستہ مین اونکی روایتین موجود ہین۔

اس تقریر سے معلوم ہوا کہ شیعیت کی نسبت اونکی طرف جو کی گئی اوسکا منشا یہی ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے ساتھہ اونکو زیادہ محبت تھی۔ غرضکہ شیعی بھی تھے تو شیخین رضی اللہ عنہما کو افضل سمجھتے تھے۔

سیرۃ النعمان مین انساب سمعانی اور تاریخ یافعی سے نقل کیا ہے کہ طالبان حدیث بہت دور سے قطع منازل کرکے اون کی خدمت مین حدیث سیکھنے جاتے تھے۔ یہان تک کہ بعضون کا قول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی شخص کے پاس اسقدر دور و دراز مسافتین طے کرکے لوگ نہین گئے۔ حدیث مین اونکی ایک ضخیم تصنیف موجود ہے امام بخاری نے اعتراف کیا ہے کہ مین اوس کتاب سے مستفید ہوا ہون۔ علامہ ذہبی نے اس کتاب کی نسبت میزان الاعتدال مین لکھا ہے کہ "علم کا خزانہ ہے" عقود الجمان کے مختلف مقامات سے ثابت ہوتا ہے کہ امام صاحب کی صحبت مین وہ زیادہ رہے ہین انتہی

تہذیب الکمال اور تبییض الصحیفہ مین لکھا ہے کہ وہ امام صاحب کے شاگرد ہین۔

اب غور کیا جائے کہ کسقدر سرمایہ حدیث اون کے پاس ہوگا کہ تمام بلاد اسلامیہ کے طالبان حدیث اوس کی تحصیل کے لئے اونکی خدمت مین آتے تھے۔ پھر جب اونھون نے امام صاحب کے حلقہ مین شریک ہوکر وہ تمام سرمایہ پیش کردیا تو کیا ممکن ہے کہ امام صاحب کے اجتہادی مسائل مخالف حدیث ہون۔ اگر تہوڑی بھی عقل ہو تو یہ سمجھنے کے لئے کافی ہے کہ امام صاحب کا اجتہاد مخالف حدیث ہوتا تو امام صاحب کی شاگردی تو کیا صحبت اور ملاقات بھی باعث جرح ہو جاتی جیسا کہ مسئلہ خلق قرآن مین آپ نے دیکھہ لیا کہ اوس مین توقف کرنے والے مستند محدثین اور اونکے ملاقاتی مطعون اور متروک ہو جاتے تھے۔ برخلاف اسکے اکابر محدثین امام صاحب کی شاگردی کا اعتراف علی رؤس الاشہاد کیا کرتے اور ائمہ جرح وتعدیل بطور فخر اونکو امام صاحب کے شاگرد وون مین لکھا کرتے تھے اور کسی کی مجال نہ تھی کہ اس وجہ سے اون مین کوئی کلام کرسکے۔ حلانکہ امام صاحب کے مخالفین ادہر کو اون کے پیچھے قائم ہوگئے

تھے - اگر محدثین کے ساتھ تھوڑا بھی حسن ظن ہو تو بآسانی یہ معلوم ہو سکتا ہے کہ امام صاحب کے حلقہ تلامذہ مین اون حضرات کا بیٹھنا اور مستفید ہونا اس بات پر دلیل قطعی ہے کہ امام صاحب کا اجتہاد ہرگز مخالف حدیث نتھا بلکہ وہ حضرات اوسکو احادیث کی تفسیر سمجھتے تھے چنانچہ خود ان حضرات نے اوسکی تصریح کی ہے -

اسحق بن یوسف ازرق رح - تذکرۃ الحفاظ مین اونکو الحافظ الثقۃ لکھا ہے - تہذیب التہذیب مین لکھا ہے کہ انہون نے ابن عون - اعمش - شریک - ثوری - مسعر - عمر بن ذر - عوف وغیرہم سے روایت کی ہے - اور اونسے امام احمد وغیرہ نے - امام احمد سے اونکا حال دریافت کیا گیا تو اونہون نے قسم کھا کر کہا وہ ثقہ ہین - اسیطرح اور ائمہ فن نے جو اونکی توثیق کی ہے اوسمین منقول ہے اور صحاح ستہ مین اونکی روایتین موجود ہین -

تہذیب الکمال اور تبیض الصحیفہ مین لکھا ہے کہ وہ امام صاحب کے شاگرد ہین -

جعفر بن عون رح - تہذیب التہذیب مین لکھا ہے کہ انہون نے اسمعیل ابن خالد - ابراہیم بن مسلم الہجری - اعمش - ہشام ابن عروہ - یحیی بن سعید مسعودی - ابو العمیس - عبد الرحمن ابن زیاد اور ایک جماعت سے روایت کی ہے - اور اونسے امام احمد وغیرہ نے اور اونکی روایتین صحاح ستہ مین موجود ہین -

تہذیب الکمال اور تبیض الصحیفہ اور الخیرات الحسان مین لکھا ہے کہ وہ امام صاحب کے شاگرد ہین -

حارث بن نبہان رح - تہذیب التہذیب مین لکھا ہے کہ انہون نے ابو اسحق - عاصم بن ابی النجود - اعمش عتبہ بن یقظان - ایوب - معمر وغیرہم سے روایت کی ہے - ابن حبان نے لکھا ہے کہ وہ صالح شخص تھے مگر وہم اون پر غالب تھا - اگرچہ اکثر محدثین نے اون مین کلام کیا ہے مگر ترمذی اور ابن ماجہ مین اونکی روایتین موجود ہین -

تہذیب الکمال اور تہذیب التہذیب اور تبیض الصحیفہ مین لکھا ہے کہ وہ امام صاحب کے شاگرد ہین -

حبان بن علی العنزی رح - تہذیب التہذیب مین لکھا ہے کہ انہون نے اعمش - سہیل ابن ابی صالح - ابن عجلان - لیث ابن ابی سلیم - عقیل بن خالد الایلی

عبدالملک بن عمیر۔ جعفر بن ابی المغیرہ یزید بن ابی زیاد۔ یونس بن یزید وغیرہم سے روایت کی ہے۔ اور اونسے ابن مبارک وغیرہ نے۔ اگرچہ محدثین نے اون مین کلام کیا ہے مگر یحیی بن معین نے کہا ہے کہ وہ صدوق ہین۔ ابوبکر خطیب کا قول ہے کہ وہ صالح اور دیندار تھے۔ حجر ابن عبدالجبار کہتے ہین کہ مین نے کوفہ مین کوئی فقیہ اون سے افضل نہین دیکھا۔ ابن ماجہ مین اونکی روایتین موجود ہین۔
تھذیب الکمال اور تبییض الصحیفہ مین لکھا ہے کہ وہ امام صاحب کے شاگرد ہین

حماد بن دلیل رح۔ خلاصہ مین لکھا ہے کہ انہون نے ثوری سے روایت کی ہے ابن معین نے اونکی توثیق کی اور اونکی روایت ابوداؤد مین موجود ہے۔ اور وہ امام صاحب کے شاگرد ہین۔

حفص بن عبدالرحمن البلخی رح۔ تھذیب التھذیب مین لکھا ہے کہ اونھون نے خارجہ ابن مصعب۔ حجاج بن ارطاہ۔ اسرائیل۔ سعید بن ابی عروبہ۔ عاصم الاحول۔ محمد بن مسلم الطائفی۔ ابن ابی ذئب۔ ابی اسحق وغیرہم سے روایت کی ہے اور اونسے ابوداؤد طائی۔ اور ابن مبارک وغیرہ نے۔ ابن حسان وغیرہ نے اونکی توثیق کی ہے۔ ابن مبارک رح کہتے ہین کہ تین خصلتین اون مین جمع ہین قیام فقہ۔ اور ورع۔ نسائی مین اونکی روایتین موجود ہین۔ حاکم نے لکھا ہے کہ اصحاب ابوحنیفہ جو اہل خراسان ہین اون مین وہ افقہ تھے۔
تھذیب الکمال اور تھذیب التھذیب اور تبییض الصحیفہ مین لکھا ہے کہ وہ امام صاحب کے شاگرد ہین۔

حکام بن سلم الرازی۔ تھذیب التھذیب مین لکھا ہے کہ اُنھون نے عنبسہ ابن سعید عمرو بن ابی قیس۔ سعید ابن سابق وغیرہ اہل رائے سے اور حمید طویل۔ علی ابن عبدالاعلی عثمان ابن زائدہ۔ ثوری اور ایک جماعت سے روایت کی ہے اور اون سے یحیی بن معین وغیرہ نے۔ مسلم وغیرہ مین اونکی روایتین موجود ہین۔
تھذیب الکمال اور تبییض الصحیفہ مین لکھا ہے کہ وہ امام صاحب کے شاگرد ہین۔

حمزہ بن حبیب زیات قاری رح - تھذیب التھذیب مین لکھا ہے کہ انہون نے ابو اسحق السبیعی - ابو اسحق الشیبانی - اعمش عدی بن ثابت - حکم بن عتیبہ - حبیب بن ابی ثابت - منصور بن المعتمر - ابو المختار الطائی اور اونکے سوا ایک جماعت سے روایت کی ہے - اور اونسے ابن مبارک وغیرہ نے - ابن سعد کہتے ہین کہ وہ صالح صدوق اور صاحب سنت تھے - ابن فضیل کہتے ہین کہ مین خیال کرتا ہون کہ حق تعالی صرف حمزہ کے طفیل سے کوفی کی بلائین دفع فرماتا ہے - اگرچہ اونکی قرارت پر محدثین کا کلام اوس مین نقل کیا ہے مگر اوس کے ساتھہ ہی یہ بھی لکھا ہے کہ بالآخر اوسکی مقبولیت بالاجماع ثابت ہو گئی ہے - مسلم وغیرہ مین حمزہ کی روایتین موجود ہین -
تھذیب الکمال اور تبئیض الصحیفہ مین لکھا ہے کہ وہ امام صاحب کے شاگرد ہین -

خارجہ بن مصعب الضبعی رح - تھذیب التھذیب مین لکھا ہے کہ اونھون نے زید بن اسلم سہل بن ابی صالح - ابو حازم - سلمہ ابن دینار - بکیر بن الاشج - خالد الحذا شریک بن ابی نمیر - عاصم الاحول - عمرو بن دینار - امام مالک - یونس بن یزید - یونس ابن عبید سے اور اونکے سوا ایک خلق کثیر سے روایت کی ہے - اور اونسے ثوری وغیرہ نے - اگرچہ بعض محدثین نے اون مین کلام کیا ہے مگر اونکی روایتین ترمذی اور ابن ماجہ مین موجود ہین انتھی ملخصاً -
تھذیب الکمال اور تبئیض الصحیفہ مین لکھا ہے کہ وہ امام صاحب کے شاگرد ہین -

داؤد بن نصیر الطائی رح - تھذیب التھذیب مین لکھا ہے کہ اونھون نے عبد الملک بن عمیر - اسمعیل بن خالد - حمید الطویل - سعد بن سعید الانصاری - ابن ابی لیلی اور اعمش وغیرہم سے روایت کی ہے - اور اونسے وکیع وغیرہ نے - ابن عیینہ رح کہتے ہین کہ داؤد نے علم پڑہا اور فقیہ ہوے - پھر عبادت کی طرف توجہ کی - ابو داؤد کہتے ہین کہ داؤد طائی نے اپنی کتابون کو دفن کر دیا - ابن معین کہتے ہین کہ وہ ثقہ تھے ابن حبان نے اونکو ثقات مین ذکر کیا ہے محارب بن دثار کا قول ہے کہ اگر داؤد طائی امم سابقہ مین ہوتے تو خدای تعالی اونکے حالات کی خبر ہم لوگونکو دیتا نسائی مین اونکی روایتین موجود ہین تھذیب الکمال اور تبئیض الصحیفہ اور خزانۃ الاکمل مین ملا علی قاری نے لکھا ہے کہ وہ امام صاحب کے شاگرد ہین

زید بن حباب عکلی رح۔ تہذیب التہذیب مین لکہا ہے کہ انہون سنے ایمن بن نابل عکرمہ بن عمار الیامی۔ ابراہیم ابن نافع المکی ابن ابی عباس۔ حسین بن الواقد المروزی۔ یونس بن ابی اسحق۔ سیف بن سلیمان المکی۔ عبدالملک بن الربیع۔ اسامہ بن زید بن اسلم۔ اسامہ بن زید اللیثی۔ مالک ابن انس۔ ثوری۔ ابن ابی ذئب۔ قرہ ابن خالد۔ افلح ابن سعید ضحاک ابن عثمان الحزامی۔ عبدالعزیز ابن عبداللہ۔ معاویہ ابن صالح۔ یحییٰ ابن ایوب اور خلق کثیر سے روایت کی ہے۔ اور اوسنے امام احمد وغیرہ سنے۔ وہ تحصیل حدیث کے لئے خراسان مصر واندلس وغیرہ گئے۔ ابوالحسین عکلی کہتے ہین کہ وہ ذکی حافظ اور عالم تھے ابن یونس سنے کہاکہ انہون سنے طلب حدیث مین بہت شہرون کی سیاحت کی ہے مسلم وغیرہ مین اونکی روایتین موجود ہین۔

تہذیب الکمال اور تبییض الصحیفہ مین لکہا ہے کہ وہ امام صاحب کے شاگرد تھے۔ یہ امر پوشیدہ نہین کہ جس قدر سرمایۂ حدیث اونہون سنے شہر بشہر پھر کر حاصل کیا تھا اسکے دوسرے محدثین سنے وہ گویا امام صاحب ہی کے لئے تھا۔ چنانچہ اونھون سنے حلقۂ تلامذہ مین شریک ہوکر وہ سب پیش کر دیا۔

شعیب بن اسحق بن عبدالرحمن الدمشقی رح۔ تہذیب التہذیب مین لکہا ہے کہ اونھون سنے اپنے والد اور ابن جریج۔ اوزاعی۔ سعید بن عروبہ۔ عبیداللہ بن عمر۔ ہشام بن عروہ۔ وغیرہم سے روایت کی ہے اور اوسنے اسحق بن راہویہ اور ابوکریب وغیرہ سنے۔ اور باوجودیکہ لیث ابن سعد اونکے استاد ہین مگر اونھون سنے بھی اون سے روایت کی ہے۔ ولید ابن مسلم کہتے ہین کہ اوزاعی اونکو اپنے نزدیک جگہ دیتے تھے بخاری اور مسلم وغیرہ مین اونکی روایتین موجود ہین۔

تہذیب الکمال اور تبییض الصحیفہ مین لکہا ہے کہ وہ امام صاحب کے شاگرد ہین اور تہذیب التہذیب مین علاوہ شاگردی کے یہ بھی تصریح کی ہے کہ اونھون سنے امام صاحب کا مذہب اختیار کیا۔

صباح ابن محارب رح۔ تہذیب التہذیب مین لکہا ہے کہ انہون سنے

زیاد بن علاقہ۔ حجاج ابن ارطاہ۔ اسمعیل ابن ابی خالد۔ محمد ابن سوقہ۔ ہشام ابن عروہ وغیرہم سے روایت کی ہے۔ اور اون سے عبد السلام ابن عاصم وغیرہ نے۔ ابوزرعہ وغیرہ نے اونکی توثیق کی ہے اور اونکی روایتین ابن ماجہ مین موجود ہین۔

تہذیب الکمال اور تہذیب التہذیب اور تبیض الصحیفہ مین لکھا ہے کہ وہ امام صاحب کے شاگرد ہین۔

صلت ابن الحجاج الکوفی رح۔ تہذیب التہذیب مین لکھا ہے کہ اونھون نے عطاء ابن ابی رباح۔ یحیی کندی۔ ابن عیینہ۔ مجالدین ابن سعید وغیرہم سے روایت کی ہے۔ اور اونسے اہل کوفہ نے امام بخاری نے بھی اونکی روایت لی ہے اور کوئی جرح اونپر نہین کی۔

تہذیب الکمال اور تبیض الصحیفہ مین لکھا ہے کہ وہ امام صاحب کے شاگرد ہین۔

عائذ ابن حبیب العبسی رح۔ تہذیب التہذیب مین لکھا ہے کہ انہون نے حمید الطویل۔ زرارہ ابن اعین۔ حجاج ابن ارطاہ۔ صالح ابن حسان۔ عامر ابن السمط۔ اسمعیل ابن ابی خالد وغیرہم سے روایت کی ہے اور اونسے امام احمد وغیرہ نے۔ امام احمد رح اونکی ثنا وصفت بہت کیا کرتے اور کہتے کہ وہ شیخ جلیل عاقل تھے۔ اونکی روایتین نسائی اور ابن ماجہ مین موجود ہین۔

تہذیب الکمال اور تہذیب التہذیب اور تبیض الصحیفہ مین لکھا ہے کہ وہ امام صاحب کے شاگرد ہین۔

عباد ابن العوام رح۔ تذکرۃ الحفاظ مین اونکو امام المحدث لکھا ہے۔ اور تہذیب التہذیب مین لکھا ہے کہ انہون نے حمید الطویل۔ اسمعیل ابن ابی خالد۔ سعید الجریری۔ ابوسلمہ سعید ابن یزید۔ ابن عون۔ عوف الاعرابی۔ حجاج ابن ارطاہ۔ حصین بن عبد الرحمن۔ سعید ابن ابی عروبہ۔ سفیان بن حسین۔ ہلال بن خباب۔ یحیی ابن ابی اسحق الحضرمی۔ ابومالک الاشجعی۔ ابواسحاق الشیبانی وغیرہم سے روایت کی ہے اور اونسے امام احمد وغیرہ نے۔ ابن عرفہ کہتے ہین کہ مجھسے وکیع نے اونکا حال پوچھا مین نے کہا کہ

یہان اونکا سا ایک بھی نہین کل صحاح ستہ مین اونکی روایتین موجود ہین۔
تھذیب الکمال اور تبئیض الصحیفہ اور الخیرات الحسان مین لکھا ہے کہ وہ امام صاحب کے شاگرد ہین۔

عبد الحمید ابن عبد الرحمن الحمانی رح ۔ تھذیب التھذیب مین لکھا ہے کہ اونھون نے یزید ابن ابی بردہ۔ اعمش۔ دونون سفیان اور ایک جماعت سے روایت کی ہے۔ اور اونسے ابو کریب وغیرہ نے۔ اونکی روایتین بخاری مسلم وغیرہ مین موجود ہین۔
تھذیب الکمال اور تھذیب التھذیب اور تبئیض الصحیفہ مین لکھا ہے کہ وہ امام صاحب کے شاگرد ہین۔

عبد العزیز ابن خالد ابن زیاد ترمذی ۔ تھذیب التھذیب مین لکھا ہے کہ اونھون نے اپنے والد اور ابو سعد بقال۔ سعید ابن ابی عروبہ ابن جریج۔ ثوری۔ ہشام ابن حسان۔ حجاج ابن ارطاہ سے روایت کی ہے۔ اور اونسے احمد ابن حجاج وغیرہ نے۔ اونکی روایتین نسائی مین موجود ہین۔
تھذیب الکمال اور تھذیب التھذیب اور تبئیض الصحیفہ مین لکھا ہے کہ وہ امام صاحب کے شاگرد ہین۔

عبد الکریم بن محمد الجرجانی رح ۔ تھذیب التھذیب مین لکھا ہے کہ اونھون نے قیس ابن الربیع۔ عبد الرحمن بن سلیمان زہیر ابن معاویہ مسعودی۔ ابن جریج وغیرہم سے روایت کی ہے۔ اور اونسے امام شافعی رح وغیرہم نے۔ ابن حبان نے اونکو ثقات مین ذکر کیا ہے اور اونکی روایتین ترمذی مین مذکور ہین۔ تھذیب الکمال و تھذیب التھذیب اور تبئیض الصحیفہ مین لکھا ہے کہ وہ امام صاحب کے شاگرد ہین۔

عبد العزیز ابن ابی رواد رح ۔ تھذیب التھذیب مین لکھا ہے کہ اونھون نے عکرمہ۔ سالم بن عبد اللہ۔ نافع۔ محمد ابن زیاد الجہنی۔ ابو سلمہ الحمصی۔ اسمٰعیل ابن امیہ۔ ضحاک ابن

مزاحم وغیرہ سے روایت کی ہے۔ اور اونسے وکیع وغیرہ نے۔ ابن مبارک کہتے ہین
کہ اکثر اونکی یہ حالت رہتی تھی کہ باتین کرتے اور اشک اونکے رخسارون پر جاری رہتے
تھے۔ شعیب ابن حرب کہتے ہین کہ اونکو دیکھنے سے یہ معلوم ہوتا تھا کہ قیامت
اونکے پیش نظر ہے۔ بخاری وغیرہ مین اونکی روایتین موجود ہین۔
تہذیب الکمال اور تبئیض الصحیفہ مین لکھا ہے کہ وہ امام صاحب کے شاگرد ہین۔

عبید اللہ ابن عمرو الرقی ۔ تذکرۃ الحفاظ مین اونکو الامام الحافظ مفتی الجزیرہ
لکھا ہے۔ تہذیب التہذیب مین لکھا ہے کہ انہون نے عبد الملک ابن عمیر۔
عبید اللہ بن محمد۔ یحیی ابن سعید الانصاری۔ اعمش۔ ایوب۔ لیث ابن ابی سلیم
معمر۔ ثوری ابن ابی انیسہ۔ اسحق بن راشد وغیرہم سے روایت کی ہے۔ اور اونسے
علی ابن حجر وغیرہ نے۔ ابن سعد کہتے ہین وہ کثیر الحدیث تھے یعنے حدیثین اونکو بہت
یاد تھین۔ اور فتوی مین اونسے کوئی منازعت نہین کرسکتا تھا۔ خلاصہ مین لکھا
ہے کہ اونکی روایتین کل صحاح ستہ مین موجود ہین تہذیب الکمال و تبئیض الصحیفہ مین
لکھا ہے کہ وہ امام صاحب کے شاگرد ہین۔

عبید اللہ ابن موسی ۔ تہذیب التہذیب مین لکھا ہے کہ انہون نے اسمعیل ابن
ابی خالد۔ ہشام ابن عروہ۔ ایمن ابن نابل۔ معروف ابن خربوذ۔ اعمش۔ ہارون ابن سلیمان الفزار
محمد ابن عبد الرحمن۔ ثوری۔ حسن ابن صالح۔ یونس ابن ابی اسحق۔ اوزاعی۔ ابن
جریج۔ عثمان بن الاسود۔ اسرائیل۔ حنظلہ ابن ابی سفیان۔ زکریا ابن ابی زائدہ شیبان
عبد العزیز بن سیاہ موسی بن عبدۃ اور ایک جماعت سے روایت کی ہے
اور اونسے بخاری وغیرہ نے ابو سعد کہتے ہین کہ وہ کثیر الحدیث تھے۔ خلاصہ مین لکھا ہے
کہ اونکی روایتین کل صحاح ستہ مین موجود ہین تہذیب الکمال او تبئیض الصحیفہ مین لکھا ہے کہ وہ امام صاحب کے
شاگرد ہین۔

علی ابن ظبیان الکوفی ۔ میزان الاعتدال مین لکھا ہے کہ اونھون نے اسمعیل ابن ابی خالد سے
اور ایک جماعت سے روایت کی ہے اور خلاصہ مین لکھا ہے کہ وہ امام شافعی رح

استاد ہین اور اونکی روایتین ابن ماجہ مین موجود ہین۔
تھذیب الکمال اور تبئیض الصحیفہ اور خلاصہ مین لکہاہے کہ وہ امام صاحب کے شاگرد ہین۔
علی ابن عاصم الواسطی۔ تذکرۃ الحفاظ مین اونکو مسند العراق الامام الحافظ کے لقب سے ملقب کرکے لکہاہے کہ انہون نے سہیل ابن ابی صالح۔ عطار ابن السائب۔ یزید بن ابی زیاد۔ یحیی بکا۔ بیان بن بشر۔ حصین بن عبدالرحمن۔ عبداللہ بن عثمان۔ لیث ابن سلیم اور حمید الطویل سے روایت کی ہے اور اونسے امام احمد وغیرہ نے۔ خلاصہ مین لکہاہے کہ اون کی روایتین ابوداؤد و ترمذی اور ابن ماجہ مین موجود ہین۔ تھذیب الکمال اور تبئیض الصحیفہ مین لکہاہے کہ وہ امام صاحب کے شاگرد ہین۔
علی بن مسہر۔ تذکرۃ الحفاظ مین اونکو ور الامام الحافظ کے ساتھ ملقب کرکے لکہاہے کہ اونھون نے داؤد۔ اسمعیل ابن ابی خالد۔ ابی مالک الاشجعی۔ زکریا ابن ابی زائدہ۔ عاصم الاحول اور اس طبقہ کے محدثین سے روایت کی ہے اور اونسے بشر ابن آدم وغیرہ نے۔ احمد عجلی کہتے ہین کہ وہ جامع حدیث و فقہ تھے اور ثقہ تھے۔ تھذیب التھذیب مین لکہاہے کہ وہ کثیر الحدیث تھے۔ خلاصہ مین لکھاہے کہ اونکی روایتین کل صحاح ستہ مین موجود ہین۔ تھذیب الکمال اور تبئیض الصحیفہ مین لکھاہے کہ وہ امام صاحب کے شاگرد ہین۔
ابونعیم الفضل ابن دکین رح۔ تذکرۃ الحفاظ مین اونکو ور الحافظ الثبت لکہاہے۔ اور خلاصہ مین لکہاہے کہ انہون نے اعمش۔ زکریا ابن ابی زائدہ اور ایک خلق کثیر سے روایت کی ہے اور اونسے بخاری وغیرہ نے۔ منوہی کہتے ہین کہ محدثین کا اتفاق ہے کہ ابونعیم اتقان مین اعلی درجہ پر تھے۔ تھذیب التھذیب مین اور بہت سارے اساتذہ کے نام لکھکر لکہاہے کہ خلق کثیر سے انہون نے روایت کی ہے۔ خلاصہ مین لکہاہے کہ اونکی روایتین صحاح ستہ مین موجود ہین۔ تھذیب الکمال اور تبئیض الصحیفہ مین لکہاہے کہ وہ امام صاحب کے شاگرد ہین۔

الفضل ابن موسی السینانی رح تہذیب التہذیب مین لکھا ہے کہ انہون نے اسمعیل ابن ابی خالد۔ اعمش۔ ہشام ابن عروہ۔ عبید اللہ بن عمر۔ عبد اللہ ابن عمر طلحہ۔ عبد اللہ بن سعید۔ عبد الحمید بن جعفر۔ حنظلہ ابن ابی سفیان۔ داؤد بن ابی ہند۔ حسن ابن ذکوان۔ عبد المومن ابن خالد حنفی حسین ابن واقد۔ ابن عراک۔ سعید ابن عبد الطائی۔ فضل بن غزوان۔ ابی حمزہ السکری۔ معمر ابن راشد۔ یونس ابن ابی اسحق ثوری۔ اور شریک وغیرہ سے روایت کی ہے اور اونسے اسحق ابن راہویہ وغیرہ نے۔ ابونعیم نے لکھا ہے کہ وہ ابن مبارک سے بھی اثبت ہین۔ وکیع کہتے ہین کہ وہ صاحب السنہ تھے۔ اسحق ابن راہویہ کا قول ہے کہ میرے اساتذہ مین کوئی اونسے اوثق میرے خیال مین نہین۔ خلاصہ مین لکھا ہے کہ کل صحاح ستہ مین اونکی روایتین موجود ہین۔ تہذیب الکمال اور تبیض الصحیفہ مین لکھا ہے کہ وہ امام صاحب کے شاگرد ہین۔

عبد الوارث ابن سعید۔ رح تہذیب التہذیب مین لکھا ہے کہ انہون نے عبد العزیز بن صہیب۔ شعیب ابن الحجاب۔ ابو التیاح۔ یحی بن اسحق الحضرمی۔ سعید ابن جمہان۔ ایوب سختیانی۔ ایوب بن موسی۔ جعد بن عثمان۔ داؤد بن ابی ہند۔ خالد بن الحذاء۔ حسین المعلم۔ سعید الجریری سعید بن ابی عروہ۔ سلیمان التیمی۔ عبد اللہ بن سوادہ۔ عزرہ بن ثابت۔ عبد اللہ بن نجیح۔ علی بن الحکم البنانی۔ قاسم بن مہران۔ قطن بن کعب الخزاعی۔ محمد ابن جحادہ۔ کثیر بن شنظیر۔ یزید الرشک۔ یونس بن عبید ابو عصام البصری اور خلق کثیر سے روایت کی ہے۔ اور اونسے سفیان ثوری وغیرہ نے۔ ابو عمر الجرمی کہتے ہین کہ مین نے کسی فقیہ کو اونسے افصح نہین دیکھا شعبہ اونکی ثنا وصفت بہت کیا کرتے تھے۔ اونکی روایتین کل صحاح ستہ مین موجود ہین۔ تہذیب الکمال اور تبیض الصحیفہ مین لکھا ہے کہ وہ امام صاحب کے شاگرد ہین۔

القاسم بن الحکم العرنی رح تہذیب التہذیب مین لکھا ہے کہ انہون نے سعید بن عبید الطائی۔ عبد اللہ بن الولید۔ سلمہ بن نبیط۔ اور یونس بن ابی اسحق وغیرہ سے روایت کی ہے۔ اور ترمذی مین اونکی روایتین موجود ہین۔ تہذیب الکمال اور تہذیب التہذیب اور تبییض الصحیفہ مین لکھا ہے کہ امام صاحب کے شاگرد ہین۔

القاسم بن معن المسعودی رح تہذیب التہذیب مین لکھا ہے کہ انہون نے

اعمش۔ عاصم الاحوال۔ عبد الملک بن عمیر۔ منصور بن معتمر۔ طلحہ بن یحیی۔ داؤد بن ابی ہند۔ محمد بن عمر۔ ہشام بن عروہ۔ یحیی بن سعید۔ عبد الرحمن مسعودی وغیرہم سے روایت کی ہے۔ اور اون سے ابن مہدی وغیرہ نے اور اونکی روایتین ابوداود اور نسائی مین موجود ہین۔ تہذیب الکمال اور تبییض الصحیفہ مین لکہا ہے کہ امام صاحب کے شاگرد ہین۔

قیس بن ربیع رح تہذیب التہذیب مین لکہا ہے کہ انہون نے ابو اسحق سبیعی۔ مقدام بن شریح۔ عمرو بن مرہ۔ ابوحفص عمران بن ابی جحیفہ۔ عثمان بن عبد اللہ۔ محمد بن حکم الکاہلی۔ ابن ابی لیلی۔ ابوہاشم الرمانی۔ اغر بن صباح۔ سماک بن حرب۔ اعمش سدی۔ اسود بن قیس۔ محارب بن دثار۔ ہشام بن عروہ اور ایک جماعت سے روایت کی ہے۔ ابونعیم کہتے ہین کہ سفیان جب اونکا ذکر کرتے بہت ثنا وصفت کرتے۔ اونکی روایتین ابوداود و ترمذی اور ابن ماجہ مین موجود ہین تہذیب الکمال اور تبییض الصحیفہ مین لکہا ہے کہ وہ امام صاحب کے شاگرد ہین۔

محمد بن بشر العبدی رح تہذیب التہذیب مین لکہا ہے کہ اونہون نے اسمعیل بن ابی خالد۔ ہشام بن عروہ۔ عبید بن عمر العمری۔ یزید بن زیاد۔ اعمش۔ زکریا ابن زائدہ۔ ثوری۔ شعبہ۔ سعید بن ابی عروبہ۔ مسعر۔ نافع بن عمر الجمحی۔ عبد العزیز بن عمر۔ حجاج بن ابی عثمان الصواف۔ ابی حیان التیمی۔ فطر ابن خلیفہ۔ محمد بن عمرو۔ اور عمرو بن میمون وغیرہم سے روایت کی ہے۔ ابوداود کہتے ہین جو لوگ اوسوقت کوفہ مین تہے سب سے وہ احفظ تہے اور لکہا ہے کہ حدیثین اونکو بکثرت یاد تہین۔ اور کل صحاح ستہ مین اونکی روایتین موجود ہین تہذیب الکمال اور تبییض الصحیفہ مین لکہا ہے کہ وہ امام صاحب کے شاگرد ہین۔

محمد ابن الحسن بن آتش الصنعانی رح تہذیب التہذیب مین لکہا ہے کہ انہون نے ہمام بن منبہ۔ ابراہیم بن عمر الصنعانی۔ رباح صنعانی۔ سلیمان بن وہب الجندی۔ عمر بن عبد الرحمن ابوبکر بن ابی شیبہ اور بہت سے محدثین سے روایت کی ہے اور اون سے امام احمد وغیرہ نے۔ ابوحاتم نے اونکی توثیق کی اور ابن حبان نے اونکو ثقات مین لکہا ہے تہذیب الکمال اور تبییض الصحیفہ مین لکہا ہے کہ وہ امام صاحب کے شاگرد ہین۔

محمد بن خالد الوہبی رح تہذیب التہذیب مین لکہا ہے کہ انہون نے اسمعیل بن

ابی خالد - عبد اللہ بن الوصافی - عبد العزیز بن عمر - ابن جریج - معروف بن واصل - عبد الرحمن بن سلیمان وغیرہم سے روایت کی ہے اور اونسے ابن روح وغیرہ نے اونکی روایتین ابوداود وابن ماجہ وغیرہ مین موجود ہین - تہذیب الکمال اور تہذیب التہذیب اور تبییض الصحیفہ مین لکھا ہے کہ وہ امام صاحب کے شاگرد ہین -

محمد بن عبد الوہاب العبدی رح تہذیب التہذیب مین لکھا ہے کہ اونہون نے اپنے والد - اور بشر بن الحکم - ابو النضر ہاشم - یعلی بن عبید - شبابہ - ہودہ بن خلیفہ - واقدی - یعقوب بن محمد الزہری - سلیمان بن داؤد الہاشمی - اصمعی - علی ابن الحسن ابن شقیق محاضر بن المورع یحیی بن بکیر الکرمانی محمد بن ابی یحیی الکنانی ابی علی بن عثام العامری محمد بن زیاد وخلق کثیر سے روایتکی ہے ابوداؤد وترمذی لعہ نسائی مین اونکی روایتین موجود ہین تہذیب الکمال اور تبییض الصحیفہ مین لکھا ہے کہ وہ امام صاحب کے شاگرد ہین

محمد بن یزید الواسطی رح تہذیب التہذیب مین لکھا ہے کہ اونہون نے اسمعیل بن ابی خالد - ابو الاشہب جعفر بن حیان - سفیان بن حسین - ہاشم بن رجا - مجالد بن سعید - محمد ابن اسحق ابن یسار - مسلم بن سعید - ابو ایوب ابو العلاء القصاب - اسمعیل بن مسلم المکی - اور عبد الرحمن بن زیاد بن انعم وغیرہم سے روایت کی ہے - اور اونسے امام احمد وغیرہ نے وکیع کہتے ہین کہ وہ ابدال سے تھے ابو داؤد وترمذی اور نسای مین اونکی روایتین موجود ہین تہذیب الکمال اور تبییض الصحیفہ مین لکھا ہے کہ وہ امام صاحب کے شاگرد ہین -

مروان بن سالم رح تہذیب التہذیب مین لکھا ہے کہ انہون نے صفوان بن عمرو - اعمش - عبید اللہ بن عمرو - ابن جریج - اوزاعی - عبد العزیز بن رواد - اور ابوبکر بن ابی مریم وغیرہم سے روایت کی ہے اور اونسے عبد المجید بن رواد وغیرہ نے - ابوداؤد اور نسای مین اونکی روایتین موجود ہین - تہذیب الکمال اور تبییض الصحیفہ مین لکھا ہے کہ وہ امام صاحب کے شاگرد ہین -

مصعب ابن مقدام رح تہذیب التہذیب مین لکھا ہے کہ اونہون نے فطر بن خلیفہ - زائدہ عکرمہ بن عمار - مبارک ابن فضالہ - مسعر ثوری - داؤد بن نصیر - اسرائیل حسن بن صالح - فضیل بن غزوان وغیرہم سے روایت کی ہے اور اون سے اسحق بن راہویہ

وغیرہ نے - انکی روایتین مسلم ترمذی نسائی اور ابن ماجہ مین موجود ہین - اور تہذیب
الکمال اور تہذیب التہذیب اور تبییض الصحیفہ مین لکھا ہے کہ وہ امام صاحب کے شاگرد ہین

المعافی بن عمران الموصلی رح تہذیب التہذیب مین لکھا ہے کہ انہون نے حریز
بن عثمان - ابن جریج - مالک بن مغول - ثوری - اوزاعی - مسعودی - عبد اللہ بن عمر العمری -
سلیمان بن بلال - صخر ابن جویریہ - ابراہیم بن طہمان - اسرائیل - ثور بن یزید - حماد بن سلمہ حنظلہ
بن ابی سفیان - عبد الحمید بن جعفر - عثمان بن الاسود - سیف بن سلیمان المکی - سعید بن ابی
عروبہ - زکریا بن ابی اسحق ہشام بن سعد اور ایک خلق کثیر سے روایت کی ہے - اور اونسے
ابن مبارک وغیرہ نے - ابو زکریا نے تاریخ موصل مین لکھا ہے کہ انہون طلب علم کے لئے
آفاق مین سفر کیا ہے - بشر بن حارث کہتے ہین کہ معافی علم فہم اور خیر سے بھرے ہوئے
تھے - انکا قول ہے کہ مجھے اٹھہ سو شیوخ سے ملاقات ہے - بخاری ابوداؤد اور
نسائی مین انکی روایتین موجود ہین تہذیب الکمال اور تبییض الصحیفہ مین لکھا ہے کہ وہ
امام صاحب کے شاگرد ہین -

مکی ابن ابراہیم البلخی رح تہذیب التہذیب مین لکھا ہے کہ انہون نے جعید بن
عبد الرحمن - عبد اللہ بن سعید - ابن ابی ہند - ایمن ابن نابل - یزید بن ابی عبید - بہز بن حکیم - ابن
جریج - ہشام بن حسان - ہشام الدستوائی - جعفر صادق - یعقوب بن عطا - ابن رباح -
ہاشم بن ہاشم - یحیی بن سہیل - فطر بن خلیفہ - حنظلہ بن ابی سفیان - اور عبد العزیز بن ابی رواد
وغیرہم سے روایت کی ہے اور اونسے بخاری وغیرہ نے - کل صحاح ستہ مین انکی
روایتین موجود ہین - تہذیب التہذیب - تہذیب الکمال اور تبییض الصحیفہ مین
لکھا ہے کہ وہ امام صاحب کے شاگرد ہین

النعمان بن عبد السلام الاصبہانی رح تہذیب التہذیب مین لکھا ہے کہ
انہون نے سلمہ بن وردان - ابی خلدہ خالد بن دینار - ابن جریج ثوری - ابن ابی
ذئب - مسعر - حماد بن سلمہ - ابن ابی زناد - شعبہ - ورقاء اور خلق کثیر سے روایت کی
اور اونسے عبد الرحمن بن مہدی وغیرہ نے - انکی روایتین ابوداؤد اور نسائی

مین موجود ہین۔ تہذیب الکمال تہذیب التہذیب اور تبیض الصحیفہ مین لکھا ہے کہ وہ امام صاحب کے شاگرد ہین۔

نوح بن دراج القاضی رح تہذیب التہذیب مین لکھا ہے کہ اونہون نے اسمعیل بن ابی خالد۔ ہشام بن عروہ۔ فطر بن خلیفہ۔ ابن اسحق۔ اور اعمش وغیرہم سے روایت کی ہے اور اونسے علی بن حجر وغیرہ نے۔ تہذیب الکمال تہذیب التہذیب اور تبیض الصحیفہ مین لکھا ہے کہ وہ امام صاحب کے شاگرد ہین۔

نوح ابن ابی مریم رح تہذیب التہذیب مین لکھا ہے کہ وہ اپنے والد۔ اور زہری ثابت البنانی۔ یحیی ابن سعید الانصاری۔ عبداللہ بن عمرو۔ ابن ابی لیلی۔ بہز بن حکیم۔ ابن اسحق۔ اعمش۔ مقاتل بن حیان۔ اور یزید النحوی۔ وغیرہم سے روایت کی ہے اور اونسے علی بن موسی غنجار وغیرہ نے تہذیب الکمال اور تہذیب التہذیب اور تبیض الصحیفہ مین لکھا ہے کہ وہ امام صاحب کے شاگرد ہین۔

ہریم بن سفیان رح تہذیب التہذیب مین لکھا ہے کہ انہون نے اسمعیل بن ابی خالد۔ بیان بن بشر۔ اعمش۔ منصور۔ ابی اسحق شیبانی۔ عبداللہ العمری۔ لیث بن ابی سلیم۔ سہیل بن ابی صالح۔ عبدربہ ابن سعید الانصاری۔ مجالد بن سعید وغیرہم سے روایت کی ہے اور اونسے ابونعیم وغیرہ نے۔ کل صحاح ستہ مین اونکی روایتین موجود ہین۔ تہذیب الکمال اور تبیض الصحیفہ مین لکھا ہے کہ وہ امام صاحب کے شاگرد ہین

ہوذہ بن خلیفہ رح تہذیب التہذیب مین لکھا ہے کہ اونہون نے سلیمان تیمی عبداللہ بن عون۔ ابن جریج۔ ہشام بن حسان۔ عوف الاعرابی۔ یونس بن عبید وغیرہم سے روایت کی ہے۔ اور اونسے امام احمد وغیرہ نے۔ ابن حبان وغیرہ نے اونکی توثیق کی ہے۔ اور ابوداود مین اونکی روایتین موجود۔ تہذیب الکمال تہذیب التہذیب اور تبیض الصحیفہ مین لکھا ہے کہ وہ امام صاحب کے شاگرد ہین۔

ہیاج ابن بسطام الرجمی رح تہذیب التہذیب مین لکھا ہے کہ انہون نے ... اسمعیل ابن ابی خالد۔ عنبہ بن عبدالرحمن القرشی عوف الاعرابی۔ محمد بن

اسحق - داؤد بن ابی ہند - خالد الحذا - محمد بن عمرو ابن علقمہ یزید بن کیسان - اور ایک جماعت سے روایت کی ہے اور اونسے یحیی بن بکار وغیرہ - نے - سعید بن ناد کہتے ہین کہ مین نے اونسے زیادہ فصیح نہین دیکھا - ایک بار انہون نے بغداد مین حدیث بیان کی جسمین لاکھ آدمی جمع ہو گئے - اور وہ اعلم و اثقہ تھے - اونکی روایتین ابن ماجہ مین موجود ہین - تھذیب الکمال اور تبیض الصحیفہ مین لکھا ہے کہ وہ امام صاحب کے شاگرد ہین -

یحیی ابن یمان رح تھذیب التھذیب مین لکھا ہے کہ انہون نے ہشام بن عروہ - اعمش - اسمعیل بن ابی خالد - معمر - المنہال بن خلیفہ - ثوری - حمزہ الزیات وغیرہم سے روایت کی ہے اور اونسے یحیی ابن معین وغیرہ نے - بخاری مسلم وغیرہ مین اونکی روایتین موجود ہین - تھذیب الکمال اور تبیض الصحیفہ مین لکھا ہے کہ وہ امام صاحب کے شاگرد ہین

یزید بن زریع رح تھذیب التھذیب مین لکھا ہے کہ اونہون نے سلیمان التیمی - حمید الطویل - ابی سلمہ سعید بن یزید - عمر بن میمون - ایوب - حبیب المعلم - حبیب بن الشہید - خالد الحذاء - حجاج ابن ابی عثمان الصواف - داؤد بن ابی ہند - سعید بن ایاس الجریری - سعید بن ابی عروبہ - ہشام بن حسان - یونس بن عبید - ابن عون - شعبہ - ثوری - عمر بن محمد العمری - معمر بن راشد - ہشام الدستوائی - عوف الاعرابی - حسین المعلم - روح بن القاسم - وغیرہم سے روایت کی ہے اور اونسے ابن مبارک وغیرہ نے - بہز بن الحکیم - کہتے ہین کہ وہ متقن اور حافظ تھے اونکا قول ہے - ما رایت مثلہ و مثل صحۃ حدیثہ - ابو حاتم نے اونکی نسبت ثقہ امام لکھا ہے - اور ابن سعد کا قول ہے کہ کان ثقۃ حجۃ کثیر الحدیث - کل صحاح ستہ مین اونکی روایتین موجود ہین - تھذیب الکمال اور تبیض الصحیفہ مین لکھا ہے کہ وہ امام صاحب کے شاگرد ہین -

یونس بن بکیر رح تھذیب التھذیب مین لکھا ہے کہ اونہون نے ابی خلدہ خالد بن دینار السعدی - خالد بن دینار النیلی طلحہ بن یحیی - اسباط بن نصر - ہشام بن عروہ محمد بن اسحق - عمرو بن دینار - عثمان بن عبد الرحمن - نضر بن ابی عمر الخزاز وغیرہم سے روایت کی ہے اور اونسے یحیی بن معین وغیرہ نے - اونکی روایتین مسلم ابو داؤد وغیرہ مین

موجود ہین۔ تہذیب الکمال اور تبیض الصحیفہ مین لکھا ہے کہ وہ امام صاحب کے شاگرد ہین

ابو اسحق فزاری رح خلاصہ مین لکھا ہے کہ اونہون نے خالد الحذاء۔ حمید الطویل۔ ابی طوالہ۔ مالک۔ موسی بن عقبہ۔ اعمش اور خلق کثیر سے روایت لی ہے۔ اور اونسے ثوری وغیرہ نے۔ اونکو حدیثین بکثرت یاد تھین۔ ابو حاتم نے اونکو امام کہا ہے۔ فضیل بن عیاض رح کہتے ہین کہ مین نے خواب مین نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ تشریف رکھے ہین اور حضرت کے بازو مین تھوڑی جگہ خالی ہے مین نے وہان بیٹھنا چاہا فرمایا یہ ابو اسحق فزاری کی جگہ ہے۔ کل صحاح ستہ مین اونکی روایتین موجود ہین۔ تہذیب الکمال اور تبیض الصحیفہ مین لکھا ہے کہ وہ امام صاحب کے شاگرد ہین۔

موسی بن نافع ابو شہاب الاکبر الحناط رح خلاصہ مین لکھا ہے کہ اونہون نے سعید بن جبیر۔ عطاء۔ اور ایک جماعت سے روایت کی ہے اور اونسے ابو نعیم وغیرہ نے۔ اونکی روایتین بخاری مسلم وغیرہ مین موجود ہین تہذیب الکمال اور تبیض الصحیفہ مین لکھا ہے کہ وہ امام صاحب کے شاگرد ہین۔

حماد بن زید رح تہذیب التہذیب مین لکھا ہے کہ وہ ثابت بنانی۔ انس ابن سیرین عبد العزیز بن صہیب۔ عاصم الاحول۔ محمد بن زیاد۔ ابو حمزہ ضبعی۔ جعد۔ ابو حازم سلمہ بن دینار۔ شعیب بن حجاب۔ صالح بن کیسان۔ عبد الحمید صاحب الزیادی۔ ابی عمران الجونی۔ عمرو بن دینار۔ ہشام بن عروہ۔ عبید اللہ بن عمر وغیرہ تابعین اور تبع تابعین سے روایت کی ہے اور اونسے ابن مبارک وغیرہ نے۔ عبد الرحمن بن مہدی کہتے ہین کہ اپنے زمانہ مین امام چار شخص تھے۔ کوفہ مین سفیان ثوری۔ حجاز مین امام مالک شام مین اوزاعی اور بصرہ مین حماد بن زید اور کہا کہ اونسے زیادہ حدیث جاننے والیکو مین نے نہین دیکھا یحیی بن یحیی کہتے ہین۔ اونسے زیادہ حافظ الامین نے نہین دیکھا۔ امام احمد کہتے ہین کہ حماد بن زید ائمہ مسلمین مین ہین جس روز اونکا انتقال ہوا یزید بن زریع نے کہا آج سید المسلمین کا انتقال ہوا۔ ابن عیینہ کہتے ہین کہ مین نے

سفیان ثوری کی ... جیسے دیکھا کل صحاح ستہ مین اونکی روایتین موجود ہین۔ الخیرات الحسان مین علی ابن المدینی کا قول نقل کیا ہے کہ وہ امام صاحب کے شاگرد ہین۔

ہشام بن عروہ ابن حجر تہذیب التہذیب مین لکھا ہے کہ انہون نے اپنے والد اور عبداللہ بن زبیر۔ عبداللہ بن عثمان۔ عباد بن عبداللہ۔ یحیی بن عباد۔ عباد بن حمزہ۔ فاطمہ بنت المنذر۔ عمرو بن خزیمہ۔ عوف ابن الحارث۔ ابی سلمہ بن عبدالرحمن۔ ابن المنکدر۔ وہب ابن کیسان۔ صالح ابن ابی صالح السمان۔ عبداللہ بن ابی بکر۔ عبدالرحمن بن سعد۔ محمد بن ابراہیم التیمی۔ محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس رض وغیرہم سے روایت کی ہے اور اونسے ایوب سختیانی وغیرہ نے۔ ابن سعد کہتے ہین وہ ثبت اور حجت تھے اور حدیثین اونکو بہت یاد تھین ابو حاتم کہتے ہین کہ فن حدیث مین وہ امام تھے کل صحاح ستہ مین اونکی روایتین موجود ہین۔ الخیرات الحسان مین علی ابن المدینی کا قول نقل کیا ہے کہ وہ امام صاحب کے شاگرد ہین۔

یحیی ابن معین ابن حجر تذکرۃ الحفاظ مین ان الفاظ سے اونکو ملقب کیا ہے ''الامام الفرد سید الحفاظ'' تہذیب التہذیب مین لکھا ہے کہ انہون نے عبدالسلام بن حرب۔ عبداللہ بن مبارک۔ حفص بن غیاث۔ جریر۔ ہشام بن یوسف۔ عبدالرزاق۔ ابن عیینہ۔ وکیع ابن عدی۔ غندر۔ عمر بن عبدالرحمن۔ حجاج بن یوسف۔ حاتم بن اسمعیل۔ اسمعیل بن مجالد۔ حسین بن محمد۔ عبدالصمد۔ عباد بن عباد۔ سکن بن اسمعیل۔ مروان بن معاویہ۔ قطان ابو عبیدہ بن المخداد۔ ابی اسامہ۔ حماد بن خالد۔ عبدالرحمن بن مہدی اور خلق کثیر سے روایت کی ہے اور اونسے بخاری و مسلم وغیرہ نے۔ ابن مدینی کہتے ہین کہ علم یحیی بن آدم پر منتہی ہوا۔ اور اوسکے بعد یحیی بن معین پر اور اونسے ایک روایت یہہ بھی ہے کہ علم ابن مبارک پر منتہی ہوا اوسکے بعد یحیی بن معین پر۔ ہارون بن معروف کہتے ہین کہ شام سے ایک محدث ہمارے یہان آئے سب سے پہلے مین اونکے یہان گیا اور [illegible] روایتین لکھوانی کی درخواست کی شیخ نے اپنی کتاب

لکھوانا شروع کیا۔ پس ناگہان دروازہ پر کھٹکھٹانے کی آواز آئی پوچھا کون ہے کہا
احمد بن حنبل ادنکو آنے کی اجازت دی اور اوسی طرح لکھوائے جاتے تھے۔
اسکے بعد احمد دورقی اور عبداللہ رومی اور زہیر بن حرب آئے اور شیخ
برابر لکھواتے رہے کہ اتنے مین دروازہ کھٹکھٹانے کی آواز آئی شیخ نے کہا
کون ہے کہا یحیی بن معین یہہ سنتے ہی شیخ کے ہاتھون مین لرزہ پڑگیا اور کتاب
ہاتھہ سے گر گئی۔

مولانا مولوی حافظ محمد عبدالحی رح نے الرفع والتکمیل مین فتح المغیث سے نقل کیا ہے
کہ راویون مین کلام کرنے والے تین قسم کے لوگ ہین ایک وہ کہ تمام راویون مین
کچھ نہ کچھ کلام کرتے ہین جیسے یحیی بن معین اور ابی حاتم۔ پھر باقی اقسام بیان کرکے
لکھا ہے کہ جرح مین تشدد کرنے والے کسی کی توثیق کرین تو اوسکا قول دانتون سے
پکڑ دیعنے پوری حفاظت کرو اور اونکی توثیق کو دستاویز بناؤ۔

تاریخ ابن خلکان مین لکھا ہے علی بن مدینی کہتے ہین کہ یہہ حضرات علم ختم تھے یحیی
بن ابی کثیر اور قتادہ بصرہ مین۔ اور ابو اسحق اور اعمش کوفہ مین۔ اور ابن شہاب
اور عمرو بن دینار حجاز مین۔ اور ان سب کا علم سعید بن عروبہ۔ اور شعبہ اور معمر
اور حماد بن سلمہ اور ابو عوانہ اور سفیان ثوری اور سفیان بن عیینہ اور مالک بن
انس اور ابی زائدہ اور وکیع اور ابن مبارک کو پہونچا مگر ابن مبارک کا علم ان سب
سے وسیع تر تھا۔ اور نیز ابن مہدی اور یحیی ابن آدم انھی حضرات مین شامل ہین۔
پھر ان سب کا علم یحیی بن معین کو پہونچا۔ امام احمد رح فرماتے ہین کہ جس حدیث کو یحیی
نہین جانتے وہ حدیث ہی نہین ہے تذکرۃ الحفاظ مین ابن المدینی کا یہہ قول بھی نقل
کیا ہے کہ ہم نہین جانتے کہ آدم علیہ السلام سے لیکر اتبک کسی نے یحیی بن معین
کے برابر حدیثین روایت کی ہون اور انھی کا قول ہے کہ تمام آدمیون کا علم اونکو
پہونچا ہے۔

کرد... ہے ذکر ابو المعالی الاسفرائنی عن یحیی بن معین قال جالسناہ۔

(رأیت ابا حنیفۃ) وجالسناہ ولکتبنا منہ واذا نظرت الی وجہہ عرفت انی وجہہ انہ یتقی اللہ یعنی

یحیی بن معین کہتے ہین کہ ہم ابوحنیفہ کے ساتھ بیٹھے اور اونکے افادات سنے اور لکھے۔ اونکی یہہ حالت تھی کہ جب ہم اونکے چہرہ کی طرف دیکھتے تو صاف معلوم ہوتا کہ اونکو خدائے تعالی کا بہت خوف ہے انتہی۔ اس روایت مین شاید یہہ کلام کیا جائیگا کہ یحیی بن معین کا انتقال سنہ ۲۳۲ دو سو بتیس ہجری مین ہے اور ابن خلکان رح نے اونکی عمر پچہتر یا ستہتر سال کی علی اختلاف الراویہ لکھی ہے اس سے ثابت ہوتا ہے کہ اونکی ولادت امام صاحب کے انتقال کے بعد ہے کیونکہ امام صاحب کا انتقال سنہ ۱۵۰ ایکسو پچاس مین ہے۔ مگر اسکا جواب یہہ ہے کہ حساب مین کچھ غلطی ہوئی ہوگی چنانچہ ابن خلکان نے رح خود اعتراف کیا ہے کہ خطیب بغدادی نے جو تاریخ لکھی ہے وہ یقیناً غلط ہے۔ یہہ بات مشاہدہ سے ثابت ہے کہ بعض لوگون کے قوی قوی ہوتے ہین کہ باوجود کبیر السن ہونیکے اپنے کم عمرون سے ہر بات مین قوی ہوتے ہین اور دیکھنے مین بھی کم عمر نظر آتے ہین۔ اسلئے ممکن ہے کہ تقریباً ۹۰ سال کی اونکی عمر ہو بہرحال اس روایت کی وجہ سے احتمال ملاقات قطعی طور پر غلط ثابت نہین ہوسکتا۔ اور اگر ملاقات نہ بھی ہو تو اس مین شبہ نہین کہ امام صاحب کو وہ اپنے مقتدا ضرور سمجھتے تھے جس پر کئی قرینے دلالت کرتے ہین۔ ایک بار اون سے سوال کیا کہ غیر محفوظ روایت بیان کرنا درست ہے یا نہین اونہون نے جواب مین امام صاحب کا قول پیش کیا کہ وہ جائز نہین سمجھتے تھے جس سے ظاہر ہے کہ امام صاحب کے ساتھہ اونکو ایک خاص نسبت تھی۔ یہہ بھی اوپر معلوم ہوا کہ کسی نے امام صاحب کا حال اون سے پوچھا تو ثقہ ثقہ تکرار کرکر قسم کھائی کہ اونکا رتبہ اس سے بلند ہے کہ کسی بات مین وہ جھوٹ کہتے۔ مکرر توثیق کرکے قسم کھانا صاف بتلا رہا ہے کہ امام صاحب کے ساتھہ اونکو کمال عقیدت تھی۔ امام موفق رح نے لکھا ہے کہ کسی نے یحیی بن معین سے پوچھا کیا سفیان رح نے ابوحنیفہ رح سے روایت کی ہے کہا ہان ابوحنیفہ ثقہ اور حدیث فقہ مین صدوق

اور دین مین اماموں تھے - اور نیز موفق رح نے مناقب مین یحیٰی بن معین رح کا قول نقل کیا ہے کہ الفقہ فقہ ابی حنیفہ علیہ اور کت الناس یعنے قابل اجتہاد اور مستند فقہ پوچھو تو ابو حنیفہ کی فقہ ہے اوسی پر مین نے لوگون کو پایا ہے - جب اونکے نزدیک فقہ حنفیہ اس درجہ کی موثق اور متفق علیہ مسلم تھی تو ہم کہہ سکتے ہین کہ اونکا عمل اسی فقہ پر تہا - اگر اوسکو قابل عمل اور مطابق قران حدیث نہ سمجھتے تو صاف کھدیتے کہ وہ مخالف ہے بلکہ اوسکی وجہ سے خود امام صاحب پر جرح کر دیتے کہ انہون نے مخالف فقہ بنا کر لوگون کو گمراہ کیا جیسے آخری زمانہ کے بعضے مولوی کہا کرتے ہین ایک لحاظ سے ان مولویون کا کہنا ٹہیک بھی معلوم ہوتا ہے کیونکہ الانسان عدو لما جھل البتہ بعضے مسائل بخاری اور مسلم کی حدیثون کے مخالف معلوم ہوتے ہین - اگر یحیٰی بن معین رح کا سا تبحر فن حدیث مین ہوتا تو وہ بھی یہی کہتے "الفقہ فقہ ابی حنیفۃ" مگر وہ تبحر کسکو نصیب ہو سکتا ہے وہ تو یحیٰی ابن معین ہی کا حصہ ہو گیا - اس امت مرحومہ مین وہ ایک ہی شخص تھے جنہون نے تمام احادیث نبویہ کو ازبر کر لیا تہا جسکی گواہی امام احمد حنبل رح وغیرہ اکابر دے رہے ہین - الغرض جب انہون نے تمام مسائل فقہیہ کو جانچ کیا تو بالکل مطابق احادیث نبویہ ہے اوسوقت فرمایا الفقہ فقہ ابی حنیفہ تاکہ محدثین معلوم کرلین بعض مسائل چند حدیثون کے مخالف ہین تو دوسرے حدیثون کے موافق ہین جنکی اونکو خبر نہین -

کیون نہو جتنے حدیثین یحیٰی بن معین رح کو یاد تہین وہ سب تدوین فقہ کے وقت امام صاحب کے پیش نظر تہین اسلئے کہ پہلے تو خود انہون نے چار ہزار استادون سے حدیثون کو حاصل کیا تہا - پہر جتنے طلبہ درس مین آتے اون مین اکثر اس سرمایہ کے ساتہہ آتے جو اجتہاد کے لئے کافی ہو سکے کیونکہ امام صاحب نے روایت حدیث کا طریقہ تو اختیار کیا ہی نہ تہا جس کے طالب ہر قسم کے لوگ ہوا کرتے ہین وہ تو اجتہاد کا طریقہ سکہاتے تھے جسکے لئے حدیث کا کافی سرمایہ

دیکھا ہے۔ اس لئے ہر طالب علم کو اون حلقون مین شریک ہونے کی جرأت
ہی نہین ہوتی تھی۔ اس فہرست مین دیکھ سکتے ہین کہ وہ حضرات محدثین کے نزدیک
کس درجے کے ہین اور نیز انکے لحاظ سے کیسے کیسے القاب اونکے مذکور ہین۔
شیخ الامام۔ الحافظ۔ امام الاعلام۔ الثبت۔ شیخ الاسلام۔ القدوہ۔ المتقن۔ سید الحفاظ
الحافظ الکبیر۔ الفرد۔ کثیر الحدیث۔ وغیرہ۔ کیا ممکن ہے کہ جنکے یہہ القاب ہون وہ
سیدھے سادے مولوی ہون۔ یہہ تو اونکے ذاتی فضائل تھے جو علمی حیثیت سے اونکو
تمام محدثین مین ممتاز کررہے ہین جس سے اونکا ذاتی تجربہ اور کثرت سرمایہ حدیث
صاف معلوم ہوتا ہے۔ پھر ہر ایک نے جن محدثین سے وہ سرمایہ حاصل کیا ہے
اونکا تو شمار ہی نہین۔ اسلئے کہ دس بیس نام لکھکر وغیرہم یا عن خلق یا عن جماعۃ وغیرہ
لکھدیتے ہین۔ اب غور کیجئے کہ ان تمام حضرات کے اساتذہ کی جماعتین اور ہر جماعت
کے افراد کتنے ہونگے۔ فن رجال کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اوس زمانہ
مین تحصیل حدیث کا شوق حد سے زیادہ تھا۔ ایسے شایقین ایسے بھی تھے کہ اونکے
اساتذہ کی تعداد ہزارون تک پہونچ گئی تھی اور صدہا کی تعداد تو ایک معمولی بات
تھی۔ اب دیکھئے کہ امام صاحب کے تلامذہ خود بے شمار تھے جیسا کہ سابقا معلوم
ہوا تو اونکے اساتذہ کا کیا حال ہو۔ اونکو بھی جانے دیجئے تقریبا ایک ہزار جنکی فہرست
بعض محدثین نے قلم بند کی ہے) انھی کے اساتذہ کا خیال کرلیجئے کہ کتنے ہونگے
اس سے بھی تنزل کرکے اگر انھی حضرات کے اساتذہ کا خیال کرلیا جائے۔
جنکی فہرست یہان لکھی گئی تو بھی ہزارہا کی نوبت پہونچ جاتی ہے۔ پھر فن رجال کی
کتابون سے واضح ہے کہ یہہ حضرات کسی ایک خاص شہر کے رہنے والے نتھے
بلکہ کوئی حجازی ہے تو کوئی عراقی و مصری وغیرہ۔ غرض کہ فن رجال کی گواہی سے
یہہ ماننا پڑیگا کہ اسلامی مقامات مین کوئی مقام و موضع ایسا نہ نکلے گا جس مین کوئی
محدث ہو اور امام صاحب کے شاگردون نے وہان کا سرمایہ حاصل نہ کرلیا ہو۔
ان قراین و اسباب سے ثابت ہے کہ امام صاحب کے اجتہاد کے وقت

کل روئے زمین کے احادیث کا سرمایہ امام صاحب کے حلقہ مین پہونچ چکا تہا۔ جسکو بحسب ضرورت اہل حلقہ پیش کیا کرتے تہے محدثین جو امام صاحب کے حلقہ مین شریک ہوا کرتے تہے وہ مخالفانہ شرکت نتہی بلکہ استفادہ مقصود تہا چنانچہ اونکی خوش اعتقادی ونکے ان دعاؤن اور بیانون سے ظاہر ہے۔

ص مسعر رح سجدہ مین امام صاحب کیلئے دعا کرتے اور اوسکو ذریعہ تقرب الٰہی سمجہتے تہے چنانچہ اونکی دعا کے الفاظ یہ ہین اللهم انی اتقرب الیک بدعائی لابی حنیفة۔

ابو عاصم نبیل کہتے ہین مجہے امید ہے کہ ہر روز ابو حنیفہ رح کے اعمال ایک صدیق کے اعمال کے برابر آسمان کی طرف چڑہتے ہین کیونکہ اوسکی وجہ دریافت کی فرمایا اسلئے کہ اونسے اور اونکے اقوال سے لوگون کو نفع پہونچا۔

م ص ت عبد اللہ بن داؤد الخریبی کہتے ہین کہ اسلام اور اہل اسلام پر واجب ہے کہ نماز مین ابو حنیفہ کیلئے دعا کیا کرین کیونکہ اونہون نے احادیث اور فقہ کو محفوظ کر دیا۔

فقہ کو محفوظ کرنا تو ظاہر ہے۔ احادیث کو اس طرح محفوظ کیا کہ مختلف احادیث سے جو مضمون مستفاد ہوتا ہے اجتہاد کر کے ماحصل جو لب لباب احادیث اور مقصود شارع ہے اوسکو محفوظ کر لیا۔

ک ص ابن سماک محمد عجلی جب وعظ کہتے تو خاتمہ پر امام صاحب کے حق مین دعاء خیر کیا کرتے اور کل حضار کو آمین کہنے کی ہدایت کرتے "میزان الاعتدال" مین لکہا ہے کہ ابن سماک وعظ مین سرآمد روزگار تہے اونکی پر اثر تقریر کی یہہ تاثیر تہی کہ جو اوسکو سنتا اوسپر خوف الٰہی طاری ہو جاتا۔ ہارون رشید نے ایک بار اونکا وعظ سنا وہ روتے روتے اونکی یہہ حالت ہوئی کہ بیہوش ہو گئے۔ کردری رحمہ اللہ نے ابن سماک کا حال لکہا ہے کہ وہ اسقدر روتے تہے کہ اونکی آنکہو مین خلل آ گیا تہا۔

م ص ابو الولید کہتے ہین کہ شعبہ رح کی مجلس مین جب ابو حنیفہ کا ذکر آتا تو وہ آپکے حق مین دعائے خیر کرتے احمد بن سعید کہتے ہین کہ اونکی تقریر سننے سے

اس قدر خوشی ہوئی کہ لا کلمہ اثمہ فی کے ملنے سے بھی نہیں ہو سکتی تھی۔ اس قسم کی اور
بہت ساری روایتیں ہیں جن سے ظاہر ہے کہ محدثین جو حلقہ درس میں شریک
ہوا کرتے وہ امام صاحب کے معتقد تھے اور اس بات کے مجاز تھے کہ مناظرہ
کر کے اپنے اپنے شکوک صاف کر لیا کریں جسکا حال آئندہ معلوم ہوگا اب غور کیجئے
کہ جب ہر مسئلہ میں کیفیت انجلائیہ پیدا ہوتی ہوگی تو اوسکو بطیب خاطر مان لینے اور
اوسکے مطابق عمل کرنے میں کیا تامل کیونکہ مقصود فقہ سے یہی معلوم کرنا ہے کہ
ہر ایک واقعہ میں عمل کس طرح کیا جائے۔ پھر جب وہ حضرات مطابق فقہ حنفیہ عمل
کرتے تو اونکے تلامذہ اور معتقدین و احباب بھی انھی کی اتباع کیا کرتے۔ یہاں
تک کہ تھوڑے عرصہ میں دور دور تک فقہ حنفیہ کی شہرت ہو گئی جسکا حال انشاء اللہ تعالیٰ
آئندہ معلوم ہوگا یہی بات تھی جو یحییٰ بن معین فرماتے ہیں الفقہ فقہ
ابی حنیفۃ علیہ ادرکت الناس اور یہ بات معلوم ہوئی کہ امام احمد جب امام
شافعی رح کی خدمت میں حاضر ہوئے تو یحییٰ بن معین سے بھی شریک حلقہ درس
ہونے کو کہا مگر انہوں نے قبول نہیں کیا۔ طبقات شافعیہ سے معلوم ہوتا ہے
کہ یحییٰ بن معین نے امام شافعی رح کی سخت مخالفت کی اور جرح کئے چنانچہ طبقات
میں لکھا ہے ثم انہ تبع ابن عبد البر فی ذکر کلام جماعۃ من النظراء بعضہم فی بعض وعدم
الالتفات الیہ لذلک الی ان انتہی الی کلام ابن معین فی الشافعی وقال انہ مما نقم
علی ابن معین وعیب بہ وذکر قول احمد بن حنبل من این یعرف یحییٰ بن معین
الشافعی وھو لا یعرف الشافعی ولا یعرف ما یقول الشافعی اھ اس مخالفت کی وجہ یہی
معلوم ہوتی ہے کہ باوجود فقہ حنفیہ عالمگیر ہونے اور اوسپر عمل جاری ہونے
کے امام شافعی رح نے دوسرے فقہ کی بنیاد ڈالی جو ضرورت سے زیادہ تھی
یہی بات امام احمد رح کے قول سے مستفاد ہے جو فرماتے ہیں کہ یحییٰ بن معین
شافعی رح کو پہچانتے ہی نہیں ورنہ بغیر معرفت کے کسی پر جرح کرنا عقلاً درست
ہو سکتا ہے نہ شرعاً۔ غرض کہ بغیر معرفت کے اسی وجہ سے انہوں نے جرح کیا

کہ خلاف اجماع کوئی نئی بات نکالنا خود ایک قابل جرح بات ہے۔ یہہ بحث دوسری ہے کہ امام شافعی رح چونکہ مجتہد تھے اونکو ضرور تہا کہ اپنے اجتہاد کے مطابق فتویٰ دین اور فقہ مدون کرین یہان کلام صرف یحیی بن معین رح کے جرح مین ہے۔
بہر حال یحیی بن معین رح امام صاحب کے اگر شاگرد نہین تو معتقد تو ضرور تہے اور تعجب نہین کہ مقلد بھی ہون جیسا کہ اونکے فتوی دینے اور فقہ حنفیہ پر اجماع بیان کرنے سے معلوم ہوتا ہے اب اہل انصاف غور فرماوین کہ جب ایسے ایسے اکابر محدثین امام صاحب کے شاگرد ہین جن مین امیر المومنین فی الحدیث بھی شامل ہین تو کیا محدثین کے طرفدار عقلاً یا شرعاً اس بات کے مجاز ہونگے کہ امام صاحب کی توہین کرین اگرچہ اسکا جواب یہہ ہو سکتا ہے۔

چون بہر اسد مگس از فر باز   نیست ز مرغان اولی اجنحہ

مگر مقتدایان قوم کو ضرور ہے کہ اپنے بزرگونکے بزرگ کی تعظیم کی ہدایت کیا کرین۔
مرک ابو عصمہ سعد بن معاذ کے روبرو ذکر آیا کہ ایک قوم ایسی بھی ہے کہ وہ ابن مبارک کو ابو حنیفہ سے اعلم کہتی ہے اونہون نے کہا کہ وہ مثل رافضیون کے ہین کہ علی رضی اللہ عنہ کو اپنا امام قرار دیتے ہین اور انہون نے جنکو امام قرار دیا اونکو امام نہین سمجہتے۔ فی الحقیقت عبد اللہ بن مبارک کا سا علم کسیکو ہو تو وہ امام صاحب کی قدر جانے۔ باوجودیکہ انہون نے اکابر محدثین سے سرمایہ حدیث وافی وکافی حاصل کیا تہا مگر جب امام صاحب کی خدمت مین پہونچے تو عمر بھر وہین کے ہو رہے اور امام صاحب کی زندگی تک کہین جانے کا قصد نہ کیا۔ اسکی وجہ یہی تھی کہ قرآن وحدیث کا لب لباب سوا اسکے امام صاحب کے اور کہین حاصل نہین ہو سکتا تہا۔ اسی لب لباب یعنی فقہ کو حاصل کرنے کی غرض اور استخراج مسائل کا طریقہ معلوم کرنے کی غرض سے دور دور دراز مسافتین طے کرکے محدثین امام صاحب کے ملازمین آتے تھے۔
اب ہم امام صاحب کے اجتہاد کا تہوڑا سا حال بیان کرتے ہین امید ہے کہ

اہل انصاف اوسکو قدر کی نگاہون سے دیکھینگے۔

خ عبد اللہ بن مبارک رح کہتے ہین کہ امام ابوحنیفہ رح اوس حدیث کو قبول کرتے تھے جسکی صحت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہوا ور ناسخ ومنسوخ کی معرفت اونکو بخوبی حاصل تھی احادیث ثقات کے ہمیشہ طالب رہا کرتے تھے جن امور مین علماے کوفہ کا عمل در آمد مطابق حق پاتے اوسکی پیروی کرتے باوجود اسکے لوگ اونکو برا بھلا کہتے ہین توہم سکوت کرکے اوس سے استغفار کرتے ہین ؎

یہہ امیر المومنین فی الحدیث کا حال ہے کہ امام صاحب کے مخالفون کی ظلم وزیادتی سے کیسی مظلومی ظاہر کررہے ہین اور فرماتے ہین کہ ہم سب سنکر سکوت کرتے ہین۔ اگرچہ اس موقع مین سکوت بھی ایک اعلی درجہ کا جواب ہے بمصداق جواب جاہلان باشد خموشی ؎ مگر چونکہ اوسمین اظہار حق نہین ہوتا اسلیے اسکو برا بلکہ گناہ سمجھے اور اوس سے استغفار کیا کرتے۔

م ت خ عبد اللہ بن مبارک کہتے ہین کہ ابوحنیفہ رح فرمایا کرتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث بسر وچشم ہمین قبول ہے اور صحابہ کے اقوال کسی مسئلہ مین مختلف وارد ہون توہم کسی ایک کو اختیار کرتے ہین لیکن اون سے خارج نہین ہوتے البتہ تابعین کے اقوال کی مزاحمت کرتے ہین یعنے جس طرح اونہون نے اجتہاد کیا ہم بھی کرتے ہین۔

م ص ک امام ابو یوسف رح کہتے ہین کہ جب کوئی واقعہ پیش ہوتا توامام صاحب ہم لوگون سے پوچھتے کہ کوئی اثر تمہارے نزدیک ہے پھر اگر کوئی اثر یعنے قول صحابی ہمارے یا اونکے پاس ہوتا تو اوسکو قبول کرتے اور اگر آثار مختلف ہوتے تو اکثر کو لیتے اور جو کوئی اثر نہ ملتا تو قیاس کرتے اور قیاس بھی معتبر ہوتا تو استحسان پر حکم کرتے۔

یہان یہہ خیال نہ کیا جاے کہ امام صاحب کو اس پوچھنے سے استفادہ مقصود تھا

اور خود وہ آثار و احادیث کو نہین جانتے تھے جیسا کہ اس زمانہ کے بعضے مولوی خیال کرتے ہین
اگر یہہ بات ہوتی تو جوق جوق محدثین دور دور سے کیون آتے خیال کر لیتے کہ ایسے
شخص کے پاس جانے سے کیا فائدہ جو ہر ایک مسئلہ مین اپنے شاگردون کا محتاج ہے
بلکہ شاگرد لوگ خود کہدیتے کہ حضرت آپ تو ہر واقعہ مین اُلٹے ہم ہی سے پوچھتے ہو پہر آپکی
استادی کس مصرف کی۔ غرضکہ اس سوال سے مقصود دوسرا تھا جس مین کئی امور اس مین
ملحوظ تھے۔ ایک یہہ کہ ہر شخص کا حال معلوم ہو کہ احادیث کتنے اوسکو یاد ہین اور کن آثار
سے اوس واقعہ کا حکم وہ ثابت کرتے ہین۔ دوسرے طلبہ کی حوصلہ افزائی کہ ہر شخص کو اپنے
ذخیرہ معلومات مین غور کرکے واقعہ سے متعلق احادیث و آثار پیش کرنے کی طرف توجہ ہو
اور مواقع استدلال کو عمدگی سے بیان کرسکین جس سے ملکہ اجتہاد پیدا ہو۔ تیسرے تلاحق
افکار سے ایسا سرمایہ پیش ہوجائے کہ حضار حلقہ کو اوس مسئلہ مین بصیرت تامہ حاصل ہوجائے
یہی وجہہ تھی کہ اعمش رح سے جب کوئی شخص فتوی پوچہتا تو فرماتے کہ ابوحنیفہ کے حلقہ مین
جاؤ وہان جو مسئلہ پیش ہوتا ہے وہ اونکے باہمی مباحثون سے نہایت روشن ہوجاتا ہے
جیسا کہ اوپر معلوم ہوا۔ چوتھے یہہ پوچہنا بعینہ ایسا تہا جیسے انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچہا
تہا کہ رطب سوکہہ کر کیا کم ہوجاتی ہے۔ حالانکہ حضرت اوسکو جانتے تھے مگر مقصود یہہ تھا کہ صحابہ
ہی کی زبان سے حکم کہلا دیا جائے جیسا کہ اوپر معلوم ہوا۔

کہ شیخ حسن بن زیاد کہتے ہین کہ امام صاحب فرمایا کرتے تہے جب نص قرانی یا حدیث یا
اجماع کسی مسئلہ مین موجود ہو تو کسی کو حق نہین کہ اپنی رائے سے کوئی بات کہے ہان جب
صحابہ کا اختلاف کسی بات مین ہوتا ہے تو ہم وہ قول اختیار کرتے ہین جو کتاب یا سنت
کے قریب ہو اور جو اوس سے متجاوز ہو ہم اوس مین اجتہاد کرتے ہین۔ کیونکہ فقہا کے
لئے توسیع کیگئی کہ اجتہاد کرین بشرطیکہ اختلاف کو جان لین اور عمدگی سے قیاس کرین
سلف صالح کا یہی طریقہ رہا ہے۔

ھم ابوحمزہ سکری کہتے ہین کہ مین نے ابوحنیفہ رح سے سنا ہے کہ کسی مسئلہ مین کوئی حدیث
وارد ہو تو ہم اوسکے مقابلہ مین کسی دوسرے کی بات نہین مانتے اور اوسکو قبول کرتے

ہین اور صحابہ سے مختلف اقوال وارد ہون تو کسی ایک کو اختیار کرتے ہین ۔

ک عبد اللہ بن ہلال کہتے ہین کہ مین نے ابو حنیفہ سے سنا ہے کہ جو حکم خدا و رسول کا ہمین پہونچتا ہے ہم اوس سے تجاوز نہین کرتے ۔ اور جہان ہمین صحابہ کا اختلاف ہو تو ہم کسی ایک قول کو اختیار کرتے ہین اور انکے سوا کسی کا قول مناسب ہو تو لے لیتے ہین ورنہ ترک کر دیتے ہین ۔

م ک امام ابو یوسف کہتے ہین کہ ایک بار اعمش رح سے مجھے ملاقات ہوئی انہون نے فرمایا تمہارے استاد نے ابن مسعود رض کی مخالفت کی اس لئے کہ لونڈی کی بیع کو طلاق نہین قرار دیا حالانکہ ابن مسعود رض اوس بیع کو طلاق قرار دیتے ہین مین نے کہا حضرت آپ ہی سے ہمین روایت پہونچی ہے کہ بیع طلاق نہین ہو سکتی ہے فرمایا کس طرح ؟ مین نے کہا آپ کی روایت ہے ۔ عن ابراہیم عن الاسود عن عائشہ رضی اللہ عنہا انہ علیہ السلام خیر بریرۃ رض بعد ما اشترتہا عائشہ یعنے عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہین ۔ جب مین نے بریرہ کو خریدا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اوسکو اختیار دیا کہ چاہے اپنے شوہر کے نکاح مین رہے چاہے چھوڑ دے تو فرمایئے اگر لونڈی کی بیع طلاق ہوتی تو اختیار دینے سے کیا فائدہ ۔ فرمایا کیا یہ حدیث اسی باب مین ہے ؟ مین نے کہا جی ہان ۔ فرمایا ابو حنیفہ کو مواقع علم کا خوب احساس ہے ۔ اور خوب سمجھتے ہین ۔ پھر فرمایا تم لوگ جادو کرتے ہو اور اس جملہ کو مکرر فرمایا ابن مسعود رض ہر چند صحابی اور امام صاحب کے اساتذہ کے سلسلہ مین ہین مگر حدیث مرفوع کی وجہ سے اونکے قول پر عمل نہین کیا دیکھئے اس حدیث مین صرف خیار مذکور ہے طلاق کا نام بھی نہین مگر مسئلہ طلاق جو اوس وقت مختلف فیہ تھا اوسمین امام صاحب نے اس حدیث سے استدلال کیا اور باوجود اس حدیث کی شہرت کے محدثین کا ذہن ادہر منتقل نہوا اسی وجہ سے اعمش رح نے سوال فرمایا "کہ کیا وہ اسی باب مین ہے" محدثین اسی بات مین امام صاحب کے محتاج تھے کہ مواقع استدلال خوب جانتے ہین کہ کس موقع سے کونسی بات پیدا کیجاتی ہے ۔

مص ابن مبارک رح کہتے ہین کہ محمد بن واسع جب خراسان گئے تو قتیبہ بن ذہیب نے کہا کہ تمہارے یہان صاحب دعوت آئے ہین یہ سنکر بہت سے لوگ اونکے یہان گئے اور

مسائل فقہیہ اونسے پوچھنے لگے۔ کہا فقہ ایک جوان کی صناعت ہے جو کوفہ میں ہے جسکی کنیت ابو حنیفہ ہے لوگون نے کہا وہ حدیث نہیں جانتے ابن مبارک نے کہا تم یہہ کس طرح کہتے ہو ایکبار کا اتفاق ہے کہ بیع الرطب بالتمر کا مسئلہ کسی نے اونسے پوچھا انہون نے کہا مضائقہ نہین محدثین نے انکا حدیث سعید کو کیا کروگے کہا وہ حدیث شاذ ہے کیونکہ زید بن عیاش کی روایت نہین لیجاتی ابن مبارک کہتے ہین جو شخص ایسی بات کہے کیا ہو سکتا ہے کہ وہ حدیث نہ جانتا ہو۔

کشف بزدویہ مین لکہا ہے کہ احمد بن یونس کہتے ہین کہ ابو حنیفہ صحیح حدیثون کی اتباع مین نہایت اہتمام کیا کرتے تھے۔

مک فضیل بن عیاض رح کہتے ہین کہ ابو حنیفہ کی عادت تھی کہ جو صحیح حدیث کسی مسئلہ مین ہوتی اوسکی اتباع کرتے۔

وہب رح کہتے ہین کہ عبد العزیز بن رزمہ امام صاحب کی حدیث دانی کا حال بیان کرتے تھے ایک بار اثنائے بیان مین کہا کہ ایکبار کوفہ مین ایک محدث آئے جنکی شہرت ہوئی امام صاحب نے اہل حلقہ سے فرمایا کہ خبر لو کوئی حدیث اونکے یہان ایسی بھی ہے جو ہمارے یہان نہین ہے پہر ایکبار اور دوسرے ایک محدث آئے اوسوقت بھی ایسا ہی فرمایا۔ دیکھئے باوجودیکہ امام صاحب کو اتنی حدیثین یاد تہین کہ اوس زمانہ مین اونکا مثل نہ تہا جیسا متعدد شہادتون سے ثابت ہے اور اہل حلقہ تمام محدث تھے مگر اس خیال سے کہ شاید کوئی حدیث نئی مل جائے ہمیشہ حدیثون کی تلاش جاری تھی کشف بزدویہ مین لکہا ہے کہ کسی نے عبد اللہ بن مبارک سے کہا کہ حدیث مین جو وارد ہے اصحاب الرائی اعداء السنۃ اس سے مراد ابو حنیفہ ہین کہا سبحان اللہ ابو حنیفہ کی تو نہایت درجہ کی یہہ کوشش تھی کہ عمل مطابق سنت ہو چنانچہ کسی مسئلہ مین وہ سنت سے علیحدہ نہین ہوتے تھے وہ اعدائے سنت مین کیونکر ہو سکتے۔ اوس حدیث سے مراد اہل ہوا اور جہگڑالو لوگ ہین جو کتاب اور سنت کو چہوڑ کر اپنی خواہشون کی پیروی کیا کرتے ہین۔ دیکہئے کیسے جلیل القدر امام المحدثین کی گواہی سے ثابت ہے کہ امام صاحب کسی مسئلہ مین سنت سے علیحدہ نہین ہوتے تھے۔

اصول بزدویمین لکہاہے کہ ابوحنیفہ رح کے نزدیک سنت کو بھی قوت حاصل ہے
کہ اوس سے کتاب یعنے قران کے نسخ کو جایز رکہتے ہین۔ اور حدیث اگرچہ مرسل ہو اوسپر
بھی عمل کرتے ہین۔ اور روایت مجہول کو بھی قیاس پر مقدم رکہتے ہین اور قیاس کو
صحابہ کے قول پر مقدم نہین کرتے اس خیال سے کہ شاید اونہون نے نبی صلی اللہ
علیہ وسلم سے وہ بات سنی ہو۔

خ ابن حزم کا قول ہے کہ اصحاب ابوحنیفہ اس بات پر متفق ہین کہ ابوحنیفہ کے نزدیک
ضعیف حدیث بھی قیاس پر مقدم ہے۔

ک زفر رح کہتے ہین کہ مخالفون کے کلام پر ہرگز التفات نکرو امام صاحب نے جو کچہ کہا
کتاب اور سنت یا اقوال صحابہ سے کہا اسکے بعد انہی پر قیاس کیا۔

ک م ص اور کشف بزدوی مین لکہا ہے کہ یحییٰ بن آدم کہتے ہین کہ احادیث بھی
مثل آیات قرانیہ کے ناسخ ومنسوخ ہین اور نعمان رح یعنے امام صاحب نے تمام احادیث
مین غور کرکے اون احادیث کو جمع کرلیا جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آخر عمر مین صادر ہوے
ہین۔ اور انہی کے مطابق فتویٰ دیا۔ اس روایت مین اختلاف ہے یعنے کتابون مین ہے
کہ کوفہ مین جو ناسخ ومنسوخ پہونچین اونکو امام صاحب نے محفوظ کرلیا تہا۔ اگرچہ تسلیم بھی کرلیا
جاے تو کوفہ خود مرکز علم بنا ہوا تہا جسکا حال اوپر معلوم ہوا اگرچونکہ امام صاحب نے چار ہزار
شیوخ سے حدیث لی ہے اس لحاظ سے وہی روایت مقدم ہوگی جس مین عموم ہے

م ص حسن بن صالح کہتے ہین کہ امام صاحب احادیث مین ناسخ ومنسوخ کی تفحص کیا
کرتے اور اوس حدیث پر عمل کرتے جو اونکے نزدیک ثابت ہوتی خواہ وہ حدیث مرفوع
ہو یا صحابہ کا قول ہو۔ اور فرمایا کرتے کہ قران کی طرح احادیث مین بھی ناسخ ومنسوخ ہین اور
انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اواخر افعال اونکو خوب یاد تھے جو اونکے شہر مین پہونچے تھے
مختصر کتاب النصیحہ لاہل الحدیث مولفہ خطیب بغدادی مین لکہا ہے کہ ابونعیم کہتے ہین کہ
جب کبھی زفر رح کے پاس اگر رہتا تو وہ کہتے کہ آؤ تمہارے حدیثون کو چہانٹ دین چنانچہ اپنی مرویات
کو پیش کیا کرتا اور وہ فرماتے کہ یہ حدیث لینے کے قابل ہے اور یہ نہین اور یہ ناسخ

ہے اور یہہ منسوخ۔ اس سے ظاہر ہے کہ امام صاحب کے حلقہ مین تمام حدیثین جچی ہوئی تہین کہ فلان ناسخ ہے اور فلان منسوخ وغیرہ۔

ک ابراہیم بن سلیمان زیات کہتے ہین کہ اسرائیل کے روبرو امام صاحب کا ذکر آیا انہون نے کہا کہ اس زمانہ کے لوگ جن امور کی طرف محتاج ہین اونکو وہ سب سے زیادہ جانتے ہین یہہ بات ظاہر ہے کہ لوگ اوس زمانہ مین انہی احکام کی طرف محتاج تھے جو صحیح صحیح احادیث و آثار سے ثابت ہون۔ اسرائیل رح کی شہادت سے ثابت ہے کہ امام صاحب اون احکام کی سب سے زیادہ جاننے تھے۔ کردری رح نے لکہا ہے کہ یہہ اسرائیل ابن یونس کوفی مین جو حفظ اور ضبط اور اتقان مین باعث فخر اہل کوفہ تھے۔

ک حفص بن غیاث کہتے ہین کہ مین نے امام صاحب سے انکی کتابین اور آثار سنے ا... نسے زیادہ ذکی اور ان آثار کو زیادہ جاننے والا نہین دیکہا جو مفید اور احکام مین صحیح ہون

م ص ک زرنجری رح کہتے ہین کہ امام صاحب کی زیادہ کوشش یہہ تھی کہ صدیق اکبر رض کے اقوال پر عمل ہو چنانچہ تمام افعال و خصال مین عموماً آپکی اتباع کیا کرتے تھے جس طرح صدیق اکبر رض علم فقہ تقویٰ ورع عبادت زہد سخاوت اور جود مین سب صحابہ سے بڑے ہوے تھے اسیطرح امام صاحب ان تمام صفات مین اپنے اقران مین ممتاز تھے یہان تک کہ صدیق اکبر رض کی دوکان مکہ معظمہ مین بزازی کی تھی امام صاحب نے بھی بزازی ہی کی دوکان لگائی تھی ان امور کے علاوہ اور بہت سی باتون مین اتباع تتبع کتب سے ثابت ہے۔ مثلاً صدیق اکبر رض باوجود کثرت معلومات کے حدیث کی روایت بہت کم کرتے تھے امام صاحب کا بھی یہی حال ہا یہان تک کہ مخالفون کو یہہ کہنے کا موقع مل گیا کہ وہ حدیث جانتے ہی نتھے۔ جس طرح صدیق اکبر رض بات بہت کم کیا کرتے تھے یہانتک کہ منہ مین کنکریان رکہہ لیا کرتے تھے اسیطرح امام صاحب کا بھی بالکل کم کرنا ثابت جیسا کہ اوپر معلوم ہوا۔ اور جب کوئی واقعہ پیش ہوتا تو صدیق اکبر رض صحابہ سے اوس باب مین استفسار فرماتے اسیطرح امام صاحب بھی ہر واقعہ مین اپنے اصحاب سے استفسار فرماتے جسکا حال ابھی معلوم ہوا۔ اور جسطرح صدیق اکبر رض نے قرآن کو جمع کرکے محفوظ کر دیا جیسا کہ کتب احادیث مین مصرح ہے۔

اسیطرح امام صاحب نے فقہ مین احادیث کو محفوظ کر دیا جسکا اعتراف خود محدثین کو ہے اور جس طرح صدیق اکبر رض نے اپنی رائے اور قیاس سے مانعین زکوۃ سے جہاد کا فتوی دیا اور باوجود صحیح حدیث پیش ہونے کے اپنی رائے اور قیاس پر اڑے رہے اور کسی کی ایک نہ مانی ۔ اسیطرح امام صاحب نے بھی باوجود مخالفت اہل حدیث کے کسی کی نہ مانی اور بحسب ضرورت اپنی رائے سے قیاس کرتے رہے پھر جس طرح اہل انصاف نے صدیق اکبر رض کی رائے کو مان لیا اسیطرح امام صاحب کی رائے کو بھی مان لیا ۔ غرضکہ امام صاحب کو صدیق اکبر رض کے ساتھہ ایک خاص طور کی مناسبت معنوی تھی اسی مناسبت نے یہہ اثر دکھلایا کہ جسطرح وہ صدیقون مین صدیق اکبر کہلائے ۔ امام صاحب امامون مین امام اعظم کہلائے جس لقب کو خود محدثین نے تسلیم کر لیا ہے ذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم ۔

م ص ۲ خ ابو غسان کہتے ہین کہ مین نے اسرائیل سے سنا ہے کہ نعمان بہت اچھے شخص تھے اونکو وہ حدیثین جن سے فقہی مسائل نکلتے ہین کس قدر یاد تھین اور کس قدر اونکی تفحص و تلاش مین رہا کرتے تھے ۔ انتہی یہی روایت رد المحتار مین بھی ہے ۔ امام صاحب کو احادیث فقہیہ اسقدر یاد تھین کہ اسرائیل رح جیسے شخص کو کمال درجہ کا تعجب تھا چنانچہ اونکی اس عبارت سے ظاہر ہے ۔ کان نعم الرجل نعمان ما کان احفظہ لکل حدیث فیہ فقہ واشد فحصہ اسرائیل رح وہ شخص ہین کہ امام احمد رح جیسے سید الحفاظ اونکے حافظہ پر تعجب کرتے ہین حالانکہ امام ممدوح رح کو ساتھہ لاکھہ سے زیادہ صحیح حدیثین یاد تھین دیکھئے تہذیب التہذیب مین ہے عن ابن حنبل کان (اسرائیل بن یونس) شیخا ثقۃ وجعل یتعجب من حفظہ ۔ اب غور کیجئے کہ جن کے حافظہ پر امام احمد رح جیسے حافظہ والے شخص تعجب کرتے ہین جب وہ امام صاحب کے حفظ احادیث فقہیہ پر تعجب کرتے ہون تو کس قدر احادیث فقہیہ امام صاحب کو یاد ہونگے ۔ اس کے بعد آخری زمانہ کے مولویون کا بھی قول سن لیجئے وہ کہتے ہین کہ امام صاحب کو کل سترہ حدیثین یاد تھین ہمین اوسکی شکایت نہین کیونکہ مخالفت مین ایسی باتین ہوا ہی کرتی ہین مگر حیرت اس پر ہے کہ امام صاحب کی شاگردی کا جن اکابر محدثین کو اعتراف ہے اور خود محدثین

انکو شاگرد لکھتے آئے ان مین کوئی امیر المومنین فی الحدیث ہین اور کوئی شیخ الاسلام اور حافظ وغیرہ وغیرہ جنکا
حال بجز علوم سوا ایسے جلیل القدر محدثین کو ان صاحبون نے کیا سمجھ لیا ہی۔ ہمارے مشاہدہ سے تو ثابت ہو کہ کیسا ہی اجلی
کا پاگل طالب علم ہو ایسے شخص کی شاگردی کو ہرگز گوارا نہین کر سکتا جسکا کل سرمایہ علم منزا حدیثین ہو۔ کوئی
عقلمندان حضرات پر یہہ الزام ہرگز نہین لگا سکتا خصوصاً وہ جو انکو مقتدا بھی سمجھتا ہو۔

م یحیی بن عبد اﷲ کہتے ہین کہ ایک محدث نے ہسے کہا کہ مین نے ابو حنیفہ سے پانسو
مسئلے پوچھے سب مین انہون نے فتوی دیا اوسکے بعد سفیان ثوری سے پوچھا انہون نے
ہر مسئلہ پر ایک حدیث پڑھ دی مطلب یہہ کہ کوئی جواب امام صاحب کا خلاف حدیث
نتہا۔ صرف حدیث پڑھکر نہین سناتے تھے مگر جو حکم بیان کرتے مطابق حدیث ہوتا۔
کیون نہو وہ تو قران و حدیث ہی کا خلاصہ ہوتا تہا پہر مخالف کیونکر ہو سکے۔ سفیان ثوری رح
جیسے متبحر ہون تو ہر مسئلہ پر ایک حدیث پڑھ دین۔ لاکہون حدیثون مین سے چند حدیثین کوئی
شخص پڑھ لے وہ بہی ناظرہ تو کل مسائل فقہیہ کا ماخذ اوسکو کیونکر معلوم ہو سکے۔ اسی وجہ سے
ہمارے عنایت فرما حضرات غیر مقلدین فقہ پر بہت خفا ہین اور مقتضائی طبیعت بہی بمصداق
الانسان عدو ما جہل یہی ہے مگر حسن ظن سے اگر کام لین تو یہہ عداوت جاتی رہے۔ ہم
یہہ بہی نہین کہتے کہ امام صاحب پر حسن ظن کرین بلکہ ہماری درخواست یہہ ہے کہ اپنے
ہی مقتدا محدثین پر حسن ظن کرین تو رفع خصومت کے لئے کافی ہے۔

م ص ک اسد بن عمرو کہتے ہین کہ امام صاحب کہا کرتے تھے کہ جب مین کوئی بات تم سے
ایسی کہون کہ صحابہ سے اوس مین کوئی روایت نہو تو تلاش کرتے رہو یہان تک
کہ کوئی اثر اور روایت مل جائے۔ ایک روز فرمایا کہ اگر مرد اپنی عورت سے کہے کہ مین
تین مہینے تجہسے قربت نہ کرونگا تو اوس سے ایلا ثابت نہوگا اور کوئی اثر اسمین بیان نہین کیا
بلکہ فرمایا کہ اس مسئلہ مین اثر تلاش کرو۔ ایک مدت کے بعد سعید بن عروبہ جو اوس زمانہ مین علم
اختلافات مین سب سے بڑے ہوے تھے اسکے ہم نے اون سے دریافت کیا انہون
نے کہا کہ ابن عباس رض کا قول ہے کہ اگر کوئی شخص قسم کہالے کہ مین تین مہینے اپنی عورت
سے قربت نہ کرونگا تو اوس سے ایلا نہین ہوتا۔ ہم نے یہہ سنکر امام صاحب کو خوشخبری

وہی کہ جو آپنے کہا تھا اثر ابن عباس رضہ سے بھی وہی ثابت مگر یہہ فرماوے کہ کس دلیل سے
وہ آپنے کہا تھا۔ فرمایا اس آیت شریفہ سے للذین یولون من نسائھم تربص اربعۃ اشھر الخ اس سے
معلوم ہوتا ہے کہ کبھی ایسا بھی ہوتا تھا کہ کسی مسئلہ مین امام صاحب اپنا استدلال بیان نہین
کرتے تھے مگر کوئی آیت یا حدیث ضرور آپ کے پیش نظر رہا کرتی تھی۔

م ص ک عمر بن ہارون کہتے ہین کہ مین نے ابن جریج رحمہ سے سنا ہے کہ ابو حنیفہ نے کوئی
فتوی بغیر اصل محکم کے نہین دیا اگر ہم چاہین تو کہہ سکتے ہین کہ ہر مسئلہ مین انہون نے یہی لحاظ
رکھا ہے انتہی دیکھئے ابن جریج رحمہ کس اطمینان سے فرما رہے ہین کہ تمام فتوی یعنے مسائل
فقہہ کسی نہ کسی اصل محکم سے متعلق ہین۔ ابن جریج کوئی معمولی آدمی نہ تھے۔ تہذیب التہذیب
سے ظاہر ہے کہ وہ مصنفین مین پہلے شخص ہین اونکے سے تدوین علم کسی نے نہین کی
وہ محدث اور فقیہ اعلی درجہ کے تھے اکابر محدثین بکثرت اونکے شاگرد ہین کیا ایسے شیخ الشیوخ
کا اس بات پر اطمینان کہ فقہ ایک مستند چیز ہے ہمارے لئے کافی نہین۔

م۔ عبد اللہ بن مبارک رحمہ کہتے ہین کہ مین بہت سارے شہرون مین بڑے بڑے علماے
نامی وگرامی کے یہان گیا مگر جب تک ابو حنیفہ سے ملاقات نہوی اصول حلال و
حرام مجھے معلوم نہوے انتہی دیکھئے ابن مبارک رحمہ نے کیسے کیسے نامی وگرامی کی
شاگردی کی مگر کسی نے حلال و حرام کے اصول نہ بتلائے۔ اور خود اونکو کتنی
حدیثین یاد تھین کہ امیر المومنین فی الحدیث کہلاتے تھے باوجود اس کے نہ اون کو اساتذہ سے ہوسکا نہ اونسے
کہ اصول حلال و حرام کو مشخص کرین اس سے ظاہر ہوگیا کہ اصول حلال و حرام سے آئمہ محدثین ناواقف تھے
اور یہہ کام ایسا مشکل تھا کہ باوجود ضرورت کے کسی کی ہمت اوس طرف مبذول نہوی
اور امام صاحب نے اوسکو اپنے ذمہ لیا اور نہایت عمدگی سے انجام دیا۔ شاید یہان
یہہ کہا جائیگا کہ اس سے معلوم ہوا کہ امام صاحب نے یہ بدعت ایجاد کی۔ اس کا جواب
یہہ ہے کہ اگر بدعت بھی ہے تو بدعت حسنہ ہے جس کی فضیلت حدیث شریف من سن سنۃ
حسنۃ فلہ اجر من عمل بہ سے ثابت ہے اور ایسی قابل قدر ہے کہ امیر المومنین فی الحدیث
اوسکی شکر گذاری مین رطب اللسان ہین اور اکابر محدثین نے امام صاحب کی احسان

منت کا اعتراف کیا ہے۔

غرضکہ اکابر محدثین کی شہادتون سے ثابت ہے کہ امام صاحب نے جب فقہ کی بنیاد ڈالی اوسوقت آپکا ذاتی سرمایہ حدیث اسقدر تھا کہ کوئی محدث آپکی ہمسری کا دعویٰ نہین کر سکتا تھا اور علم ناسخ و منسوخ وغیرہ لوازم اجتہاد مین بے نظیر سمجھے جاتے تھے پھر صدہا محدثین جو ہر ملک و دیار سے سرمایۂ حدیث فراہم کرکے لاتے اور وقتاً فوقتاً بحسب ضرورت پیش کرتے وہ علاوہ اوس کے تھا۔

الحمد للہ حقیقۃ الفقہ کا حصہ اول آج تاریخ ۱۱ شوال ۱۳۲۷ھ روز شنبہ کو ختم ہوا

بقلم مرزا گوہر علی وباہتمام محمد اکرام علی (مولوی فاضل) ساکن حیدرآباد عفا عنہ رب العباد۔

قطعہ تاریخ از خواجہ غلام غوث صاحب بغدادی خلف خواجہ محمد مخدوم صاحب

عشق تصنیف کرد او ستادم	چون پئے اہل دین کتاب نکو
چشم بد دور سال تاریخش	بیخزان بوستان علم بگو

۱۳۲۷

ولہ

حقیقت فقہ کی روشن ہوئی جب اس سے	بڑی انوار سے اوسکی جو بزم فقہ کی رونق
کہی تاریخ اوسکی عشق نے برجستہ و موزون	حقیقت فقہ کی لکھی کلام حق پسند صحق

۱۳۲۷ھ

تصحیح الاغلاط

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱	۹	اورشمتو	اورشمتو
۰	۱۷	+	ودعامة
۷	۴	سہ سے	سے
״	۱۷	غلت	علت
۸	۷	سےنے	سے ہے
״	״	ہرایک	اورہرایک
۱	۱۹	جا	حا
۲	۵	ہوی	ہوتی
״	۲۳	او	اور
۲	۹	قریس	قبرس
۲	۷	ڈالی	•
״	۱۳	بادشاہ ذی اوسنے	بادشاہ زادوں سے
״	۱۵	کہاتا	کہا تھا
۳	۱۲	ہے اپنے بر	سے اپنے
״	۱۹	معیدجہبی	معبدجہنی
۳	۵	اختزاع	اختراع
۳	۱۰	روی	روئی
״	۱۴	بنخلوق	بمخلوق
۳	۲۰	فیہہ	فہمہ
״	״	غزارة	غرازة
״	۲۱	غیرمخلوق	مخلوق
۳	۱۲	شرتی	شرقی

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳۷	۴	جس	جن
۴۱	۱۸	اون	اوس مین
۴۳	۱۳	بنیہم	نبیتہم
״	۱۴	بینا	بینتا
۴۴	۹	آیت	امت
״	۱۷	غلظ	غلط
״	۱۹	تیمہ	تیمیہ رح
״	۲۰	سمجھ	کچھ
۴۵	۵۰	شمل	تحمل
״	۶	الانانة	الامانة
״	۸	رح	رض
۴۷	۶	مالسنة	بالسنة
״	۲۲	ہونے	ہونے سے
۴۸	۱۶	تو	+
۴۹	۱۴	نفسانیہ	نفسانیة
۵۲	۱۶	کیونکہ	کیونکر
۵۴	۱	الاسلام	للاسلام
۵۵	۱۳	نیابت کے	•
۶۱	۶	مس	متن
״	۱۰	ین	بن
״	۱۵	تخمین	شیخین
۶۲	۴	ہرتابعین	سیہر تابعین

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۶۲	۱۷	بصوصا	خصوصاً
۶۶	۷	شکزیہ	شکریہ
״	۲۰	ہیچ	•
۶۹	۳	سنالوا	سالوا
״	۲۰	شیدین	شدید
۷۱	۱۱	طوفات	طوفان
״	۱۵	چاتی	جاتی
״	۱۶	زیاوہ ویہ	زیادہ یہ
۷۳	۱۴	شرپراوردہ	سربرآوردہ
״	۲۲	عبدالرزاتی	عبدالرزاق
۷۶	۲۳	پڑے	بڑے
۷۷	۲	پیلے ہے	پیاسے
״	۱۰	و	سو
״	۱۳	زنا وقہ	زنا دقہ
۷۸	۹	نانا	مانا
۷۹	۱	بےجتیا طونا	بےجتیا طیٔ
۸۰	۱۰	التخنث	التحنث
״	۱۱	التعید	التعبد
״	۱۸	جن سے یعنی حدیث بیان	+
۸۱	۱۴	جتنی	جتھی
۸۴	۲۲	حاما	حراما
״	״	یاس کہ	باسس

سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۶	سکہا	کیا	۱۰۳	۱۵	رحمہا	رحمہا	۱۱۴	۲۳	یاہپر	یاہیر
۱۷	حبارہ	جبارہ	۱۰۴	۶	نقیہہ	فقیہہ	۱۱۶	۸	بہی	یہی
۵	عمالفہ	عمالقہ	״	۲۲	تقفہ	تفقہ	۱۱۷	۱۳	واقع	واقعہ
۱۳	اور اولہ	اور	۱۰۵	۱۵	ا ے	مارہ	״	۲۳	المتضاب	المتشابہات
۱۹	اختصار	اختار	۱۰۷	۲	یمنا	امین	۱۱۹	۱۰	الآبہ	الآیہ
۲۱	عطیت	ما اعطیت	״	۱۴	مناظرہ	مناظرہ	۱۱۵	۲۲	بہی	یہی
۱	سبعیہم	سیعہم	״	۱۵	الہا	۲	۱۲۷	۹	بابکر	یذکر
۲۱	صیتہ	عینیہ	۱۰۸	۸	وحیم	وحیم	״	۱۵	سورت	صورۃ
۲۳	״	״	״	۲۰	تقلی	تعلی	۱۲۸	۲	کیاسکہے	کیا کہ
۵	اوزاعی	اوزاعی	۱۰۹	۱۵	نگرہی	گمرہی	۱۲۸	۱۱	یان	مان
۱۴	کابر	اکابر	״	۲۱	انباط	استنباط	۱۲۹	۱	یاخذدتھا	یاخذ دنہا
۲۱	المدنی	المدینی	۱۱۰	۸	تین	متن	״	۹	قالتہا	خالتہا
۱	امام رح	امام احمد رح	״	۱۳	یکو	یکون	״	۱۰	ابتہا	ابیہا
۲۱	ہے	تھے	״	۱۵	استادہ	اسنادہ	״	״	ابتہا	ابیہا
۱۲	اوکہی او کہی	اونکی	۱۱۱	۶	صحاب	اصحاب	״	۱۹	قال قبۃ	قال قبضۃ
۷	تجبر	تبحتر	۱۱۲	۱۴	تمیہ	تیمیہ	۱۳۰	۱۰	کتاب لمر	کتاب اللہ
۱۵	الانتضاص	الانتصار	״	۱۲	قول	قول	״	۱۵	غرضتہ	غرضہ
[illegible]	سنجبری	سجندی	۱۱۳	۲	تیمم	تبسم	״	۱۸	کرتاہے	کرتاہے
[illegible]	جلبت	اہلست	״	۲	تہی	نہی	۱۳۱	۴	رو	سد
۲	المستیم	المستقیم	۱۱۴	۷	قمن	فمن	״	۲۱	او	اور
۹	والدین	والداین	״	۱۲	ملکیہ	ملکیۃ	۱۳۲	۳	منطق	منطبقا
۱۴	ستہ	سنتہ	״	״	البتۃ	ابنتہ	״	״	رووالشی	[illegible]

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۳۲	۴	یقوی	بغوی	۱۳۷	۱۵	نلعبرہا	فلتعبرہا	۱۴۲	۸	اسجو تھے آپنے	اسوجہ سےتھی آپنے
〃	۶	علے	علے	〃	۱۷	اطارہا	اظہارہا	۱۴۳	۲۰	اکی	آپکے
〃	۸	اتفاظ	اتعاظ	〃	۱۹	کروہ	کرہ	۱۴۴	۱۵	اظہور	ظہور
〃	〃	انظیرہ	نظیرہ	〃	۲۰	خالصہ	حائضہ	۱۴۵	۱۵	ثفیان	سفیان
〃	۱۱	اتفاظ	اتعاظ	۱۳۸	۲	تاوجود	باوجود	۱۴۷	〃	داوجعفری	داؤدجعفری
〃	۱۸و۱۴	اتفاظی	اتعاظی	〃	۱۷	رضی اللہ	رضی اللہ عنہ	۱۴۸	۴	الفضل	المفضل
〃	۷	ترتیب	ترتب	〃	۱۸	وافق	وانق	〃	۲۱	فقادین	ہنادین
۱۳۳	۵	العاظ	اتعاظ	〃	۲۰	لہا	کہا	۱۴۹	۱	شفیق	شقیق
〃	۸	نہگا	ہوگا	۱۳۹	۱	شہوب	بشہوت	〃	۴	فعبنی	قعبنی
۱۳۴	۵	فرمادین	فرمادے	〃	۸	تکد	تکدیہ	〃	۶	ین	ماین
۱۳۵	۱۷	وجودے	وجودسے	〃	۱۳	اوراوائل	اوائل	۱۵۰	۹	مرتدر	مرثد
۱۳۶	۱۲	نبیہ	لقبہ	〃	۱۸	تیمہ	تیمیہ	۱۵۱	۱۶	ثفیان	سفیان
〃	۳	واتسغ	وابتغ	〃	۱۹	منقی	منتقی	〃	۱۹	ستین	ستہ مین
〃	۱۵	منقی	منتقی	〃	۲۲	ایاہیہون	ایاہیون	۱۵۲	۴	یاقوتہ	یاقوتتہ
〃	۲۰	لیالو	لیسالو	۱۴۰	۲	لاسجور	لاہیجور	〃	۱۴	کوسیج	کوسیج
〃	۲۲	سریوکھی	سوکھی	〃	۳	کالرہان	کالرہہان	۱۵۳	۱۹	الفزیر	الضریر
۱۳۷	۲	جوار	جواز	〃	۹	الولیید	الولید	〃	۲۰	ریاح	رباح
〃	۳	ریبا	ربوا	۱۴۱	۴	ہو	بھی	〃	۲۱	الحمری	الحمیری
〃	۱۰	یقیرہ	لعیرہ	〃	〃	ہوی	ہوگی	۱۵۴	۶	سوسو	سوسواسو
〃	۱۱	بیہلا	پہلا	〃	۷	زاوان	زادان	۱۵۶	۱۳	تکلفر	تکفیر
〃	۱۴	ترزی	ترمذی	〃	۱۷	ہی	بھی	۱۵۷	۴	بارہ مین مین	بارہ مین
〃	۱۵	احدیہین	احدیہین	۱۴۲	۵	کمالالدین کی	فی الدین کا	〃	۴	تبعتی	تبعنی

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۵۸	۳	یہ	نہ	۱۷۶	۱۱	وورہ	زورہ	۱۸۴	۱۲	دیکھ لے	دیکھ لیے
〃	۶	مصروف	مصروب	۱۷۷	۱۴	اٹھا	اٹھایا	〃	۱۸	داکود	داؤد طائی
۱۵۹	۱۸	زقر	زفر	〃	۲۰	فتحیاب	فتح باب	〃	۱۸	اونکا	اونکا علم
۱۶۰	۲	رقیۃ	ثوبۃ	〃	۲۳	النعطان	القطان	〃	۱۹	ہوتے ہین	ہوتے ہیں
〃	۳	خلیقون	خلیفون	۱۷۸	۱۶	فقہہین	فقیہین	〃	۲۳	شعبہ رہ	شعبہ کہنے
۱۶۱	۵	ہین	ہین تا	〃	حاشیہ	م ک	م ص	۱۸۵	۲	شعیتہ	شعبتہ
۱۶۲	۱۱	رائل	وائل	〃	۲۰	م ص	م ک	〃	۱۰	یا مدا	با خدا
۱۶۳	۸	ب س	×	〃	۲۳	ہوگی	ہوگئی	۱۸۷	۸	الاباب	الایجاب
〃	۱۳	خت م	×	۱۷۹	۹	حامل	جاہل	〃	۲۳	تحلیل	تخئیل
〃	۱۹	حجاح	حجاج	〃	۱۰	فقہ	فقیہہ	۱۸۸	۱۴	واقع	وانع
۱۶۴	۱۰	الملکی	الملکی	〃	۱۲	عیوب	ایوب	۱۸۹	۱۲	فادا	فاذا
〃	۱۲	اولی	اوفی	〃	۱۷	ابو	ابوحنیفہ	〃	۱۳	جملۃ	ثلثہ
۱۶۶	۱۵	اوروزین	اوروذین	〃	۲۲	وہ واونکا	وہ اونکا	۱۹۰	۱	سکو	سیکھو
۱۶۷	۱۲	قوفہ	فوقہ	۱۸۰	۳	فقاہیت	فقاہت	۱۹۱	۱۴	سہی	رہتی
〃	۱۹	انظروا	انظروا	〃	۶	ادھر	اوپر	〃	۱۷	خشاط	نشاط
۱۶۸	۸	گوہیون	گواہیون	〃	۱۳	سے ہے	+	۹۴	۲	سے ہے	سے
〃	۱۴	مصرامن	ہرون	〃	۲۰	نتہاہیت	فقاہت	〃	۳	کبھی لی	کسی کی
[illegible]	۹	تھے	تھا	〃	۲۲	یقول	بقول	〃	۴	نہین	نہین اسلیے کہ
[illegible]	۷	ثلاثیات	ثلاثیات	۱۸۱	۱۲	طوبی	طولی	〃	۱۵	ہمین	ہین
〃	۱۸	استحی	استقی	〃	۲۱	شعبہ	شعبہ	〃	۲۲	پہ	بر
۱۷۲	۱۶	جدشنا	حدثنا	۱۸۲	۷	قابل	قایل	۱۹۵	۸	حبیبہ	حمیدہ
〃	۲۱	اماحنفۃ	اماحنیفۃ	۱۸۳	۸	ترتیب	تربیت	〃	۱۳	اعقل	عقل

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۹۵	۱۹	شفیق	شقیق	۲۰۸	۱۱	ظاہر	ظاہر ہے	۲۳۰	۲۱	انقیانی	القتبانی
۱۹۷	۴	عشیر	عبثر	〃	۱۸	الناسیس	التاسیس	۲۳۱	۱۴	حماد-ابن زید	حماد بن زید
۱۹۸	۲	جبیج	جریج	〃	۲۰	باز	بازہ	۲۳۳	۵	دیکھیے تجر	دیکھیے اس تجر
〃	۱۲	فخزمی	مخزومی	〃	〃	لعلب	لغلب	〃	۶	غلام	علوم
〃	۱۶	تخففی	نخعی	۲۱۱	۹	رامین	رائین	〃	۱۱	خلف	اپنا خلف
〃	۲۲	لایحدث	یحدث	۲۱۲	۲	جوگون	جو لوگون	۲۳۴	۷	مختصہ	مختصر
۱۹۹	۱۱	جیلہ	جبلہ	〃	۶	وادی	دادوی	〃	۲۳	وو	وہ
〃	۲۰	ربیع	ورع	〃	۱۰	یہی بات	یہی بات تہی	۲۳۸	۲	والکہ	زایدہ
۲۰۰	۱۹	اصلاحیت	صلاحیت	〃	۱۹	اسا	اغبیا	〃	۲۰	مین	مین مناظرہ کیا۔
〃	۲۰	مذمت	خدمت	〃	۲۱	کروری	کردری	۲۳۹	۱۶	کثر	کثیر
۲۰۱	۴	الستمی	السمتی	۲۱۳	۱۷	ذکرہ فی الاصل	ذکرہ فی الاتصال	۲۴۰	۳	شیت	شیعیت
〃	۱۵	بجاہے	بجائے	۲۱۵	۱	کثیرا	کثیراً	〃	۱۳	تہذیب کمال	تہذیب الکمال
۲۰۲	۱۰	لقوے	تقوے	〃	۱۹	ہی	بہی	۲۴۱	۲۲	حیان بن علی الفر	حیان بن علی العنزی
〃	۱۶	کے	نے	۲۱۶	۲۳	نامہ	تامہ	۲۴۲	۱۲	ابی	ابن
۲۰۳	۱	اوسینے	اوس نے	۲۲۶	۲	ورجہ	تواتر	〃	۱۳	طائی	طیالسی
〃	۱۰	مضارف	مصارف	۲۲۷	۹	لیا	کیا	〃	〃	خسان	حیان
۲۰۵	۱	اونکو	اوسکے	۲۲۸	۸	با	یا	۲۴۳	۲	علیتہ	علیبہ
〃	۲	باوجو	باوجود	۲۲۹	۱۰	مین	کا	〃	۶	کوفی	کوفہ
〃	۱۷	خالصہ	خالصاً	۲۳۰	۱	سو	۲	〃	۱۱	اسلم	اسلم
۲۰۶	۱۹	قابل	قایل	〃	۳	النمارہ	المتارہ	〃	〃	الاسجع	الاشجع
۲۰۷	۵	جہکانے گریز	جہکانیکے گریز	〃	۱۷	جمیح	جریج	〃	〃	الحذا	الحذار
〃	۱۲	اوسکے	اونکے	〃	۱۸	ہروہ یزید	بردہ بریہ	〃	۲۲	وثار	دثار

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۴۴	۴	الیاجی	الیامی	۲۵۲	۴	اخزاعی	اوزاعی	۲۵۷	۱۴	عرجۃ	عروۃ
״	۳	الملکی	المکی	״	۸	اونہو	اونہون نے	״	۱۰	شائل	شمائل
״	۱۵	جریح	جریج	״	۳۰	الاسہابی	الاصبہانی	۲۵۸	۱۲	کیا	کیا گیا
۲۴۶	۱۱	نقال	بقال	״	۲۱	سلمین	سلیمن	״	۲۳	حدیث فقہ	حدیث وفقہ
״	۲۳	الجمعی	الجمحی	۲۵۳	۱۰	عنجا۔	غنجا۔	۲۵۹	۵	قرآن حدیث	قرآن وحدیث
۲۴۷	۲۳	رہ	رہ کے	״	۱۴	عبادہ	عبیدہ	״	۱۴	کیا	لیا کہ
۲۴۸	۳	مستند	مسند	״	۲۰	موجود	موجود ہین	״	۱۵	کرلین	کرلین کہ اگر
״	۱۲	بشرائن	بشرابن	״	۲۳	عنبہ	عنبسہ	۲۶۱	۲۲	ابوالتولید	ابوالولید
״	۱۷	وکین	دکین	۲۵۴	۱	الحذا	الحذاء	۲۶۳	۳	روان	مروان
۲۴۹	۴	انسکری	اسکری	״	۲	ناد	ہناد	״	۱۹	کیا	نہ کیا
״	۷	النسہ	السنہ	״	۴	اومی	آدمی	״	۲۰	کی خوشبو	+
״	۱۳	تجیح	نجیح	״	۱۳	الجرمی	الجریری	۲۶۴	۲۱	معتبر	متعسر
״	۲۰	نیط	نبیط	״	۲۰	خلدو	خلدہ	۲۶۶	۹	بین	مین
۲۵۰	۸	وثار	وثار	۲۵۵	۱۲	حجاب	جبحاب	۲۶۹	۲	کی	کو
״	۱۱	اونہوا	اونہون	۲۵۶	۱۸	الخذاو	الحداو	״	۲۰	ثابت	ثابت ہے
״	۱۹	مبہ	منبتہ	״	۲۲	سے	آسے	۲۷۱	۵	پالسو	پانسو
״	״	ملح	رباح	۲۵۷	۲	اومی	اوسی	۲۷۲	״	جمریج	جریج
۲۵۱	۸	الکتابی	الکنانی	״	۳	جسب	حرب				

کاتب نے صفحات ذیل کے ہندسون مین بھی غلطی کی ۱۸۳ – ۱۰۳ – ۱۸۴ – ۲۵۱ – ۲۶۹ ؛ مکرر ہم ۳۰۳ سے ۳۰۴ تک

اور صفحہ ۱۷۸ مین ۱۹ سطر کے آخر مین چلیپا دینے کے بجاے ۲۰ سطر کے آخر مین دیا گیا ہے۔

اعلان

اہل اسلام کو بشارت و بیجاتی ہے کہ حضرت مولانا مولوی محمد انوار اللہ صاحب قبلہ کے تصانیف نفیس جنکی بحسب اقتضائے زمانہ سخت ضرورت ہے ہمارے یہان موجود ہین شائقین کے طلب پر بسہولت دستیاب ہوسکتی ہین

انوار احمدی - اس مین نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل اور درود شریف کے فوائد اور صحابہ کرام وغیرہم کے آداب اور چند ضروری مسائل کے تحقیقات ہین جنکی واعظین کو سخت ضرورت ہے جو اپنی خوبی اور پسندیدگی کے باعث ہاتھون ہاتھ تقسیم ہوچکی طبع ثانی کی تجویز پیش ہے -

کتاب العقل اسمین عقل کی حقیقت کھولدیگئی ہے کہ دینی ابواب مین کہان تک چل سکتی ہے اور حکمت قدیمہ اور فلسفہ جدیدہ کا اثر جن مسائل دینیہ پر پڑھتا تھا اون کے جوابات عقل سے دئے گئے ہین قیمت کاغذ چکنا اعلی (۱۲) کہرا ادنی (۸)

افادۃ الافہام ہر دو حصے جنکے (۷۳۵) صفحہ ہین یہہ کتاب مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی ازالۃ الاوہام کا جواب ہے نہایت ہی محققانہ اور مہذبانہ جواب دئے گئے ہین جن کے ضمن مین کئی ضروری مسائل کی تحقیقات اور نیز بہت سے تاریخی حالات مندرج ہین اس کتاب کے دیکھنے سے مذہب قادیانی اور اونکی کیادی سے بخوبی آگاہی ہوجاتی ہے قیمت ہر دو حصہ کاغذ چکنا اعلی (عہ) کاغذ کہرا ادنی (عہ)

انوار الحق اس کتاب مین بھی مرزا صاحب کا جواب لکھا گیا ہے قیمت بنظر افادہ عام (۴)

مقاصد الاسلام یہہ ایک اسلامی غیر موقت الشیوع رسالہ مدرسہ نظامیہ شاہ گنج حیدرآباد دکن سے شائع ہوتا رہتا ہے اس مین نہایت اہم و ضروری دینی مسائل پر مدلل و مفصل بحث ہوتی ہے اور اخیر مین مدرسہ کے حالات بھی درج کئے جاتے ہین - ابتک اس کا ایک حصہ جس مین ایمان و میلاد شریف وغیرہ کے تفصیلی مباحث درج ہین (۱۲۲) صفحہ پر شائع ہوچکا ہے قیمت حصہ اول (۵)

المعلن

محمد اکرام علی مولوی فاضل

از حیدرآباد دکن بازار سلطان شاہی

اعلان

اہل اسلام کو بشارت دیجاتی ہے کہ حضرت مولانا مولوی محمد انوار اللہ صاحب قبلہ کے
تصانیف جن کی بحسب اقتضائے زمانہ سخت ضرورت ہے ہمارے یہاں موجود ہیں شائقین
کے طلب پر دستیاب ہو سکتے ہیں۔

انوار احمدی اس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل اور درود شریف کے فوائد
اور صحابہ کرام وغیرہم کے آداب اور چند ضروری مسائل کے تحقیقات ہیں جن کی ہر زمانہ میں
سخت ضرورت ہے۔ جو اپنی خوبی اور پسندیدگی کے باعث ہاتوں ہاتھ تقسیم ہو چکی۔ مکرر
طبع ہے۔

کتاب العقل۔ اس میں عقل کی حقیقت مطول دکھلائی گئی ہے کہ دینی ابواب میں کہانتک چل سکتی ہے
اور حکمت قدیمہ اور فلسفہ جدیدہ کا اثر جن مسائل دینیہ پر پڑتا تھا اونکے جوابات عقلیہ سے
دئے گئے ہیں قیمت کاغذ چکنا اعلیٰ (۱۲) کاغذ کہرا ادنیٰ (۸)

افادۃ الافہام ہر دو حصہ جنکے (۵۴۷) صفحہ ہیں یہ کتاب مرزا غلام احمد صاحب قادیانی
کی ازالۃ الاوہام کا جواب ہے نہایت ہی محققانہ اور مسکت جواب دئے گئے ہیں۔ جنکے ضمن
میں کئی ضروری مسائل کی تحقیقات اور نیز بہت سے تاریخی حالات مندرج ہیں اس کتاب کے
دیکھنے سے مذہب قادیانی اور اون کی کیا دی سے بخوبی آگاہی ہوجاتی ہے قیمت
ہر دو حصہ کاغذ چکنا اعلیٰ ([illegible]) کاغذ کہرا ادنیٰ ([illegible])

انوار الحق۔ اس کتاب میں بھی مرزا صاحب کا جواب لکھا گیا ہے قیمت بنظر افادہ عام ([illegible])

مقاصد الاسلام۔ ہر دو حصہ غیر مرتب الشیوع رسالہ سلسلہ نظامیہ حیدرآباد دکن
کی جانب سے شائع ہوتا ہے جو مباحث۔ اخلاق، [illegible] تصوف وغیرہ پر مشتمل ہوا کرتا ہے
اسوقت [illegible] حصے [illegible] کے طلب پر [illegible] ہدیہ کیا جاتا ہے

المعلن

[illegible]